

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء عبرة

في مقام الالفة وجمال السيرة  
سماں چمن اور چین کا جو پتہ ہے  
والایک نہیں و مالک نہیں  
یعنی

# ہمارا اسلام

غیر احمدیوں کے خیالات پر  
شیخ احمد ریف والی نے ایک نیا اور  
پیشہ کر کے پیش کیا ہے

تألیف

فرید پور  
سال ۱۳۸۰ھ  
از دہانہ لاہور

اولاد کی صحیح تربیت و نوافل میں شمولیت بہتر ہے (دعا)

اہل اسلام اہل سنت و جماعت کی صحیح رہنمائی کرنیوالا، مسلمان بچوں اور  
بچیوں کو سچا پکڑتی حقنی محمدی بنانے والا ایک نفیس و مبارک سلسلہ  
یعنی

# ہمارا اسلام

جدید اعلیٰ

ترتیب

ذیل العلماء مفتی محمد سلیم خاں قادری برکاتی

شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات (ٹرسٹ)،  
چیندر آباد، سندھ، پاکستان

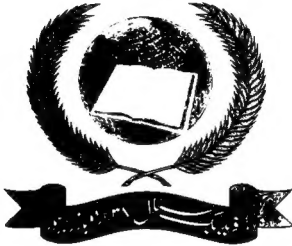
فریدی کبے ٹال (رجسٹرڈ) ۳۸- اردو بازار لاہور

Copyright ©  
All Rights reserved

This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جس کا کوئی جملہ، سطر، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔



طبع  
پشاور میں شہزادہ محمد نواز خان  
الطبع: اول، رجب 1424ھ / اگست 2003ء  
140/- روپے

**Farid Book Stall\***

Phone No: 092-42-7112173-7123435

Fax No. 092-42-7224899

Email: info@faridbookstall.com

Visit us at: www.faridbookstall.com

فرید بک اسٹال  
38 آزاد بازار لاہور

092-42-7112173-7123435

092-42-7224899

info@faridbookstall.com

www.faridbookstall.com

# فہرست اسباق

(حصہ اول)

شش کلمہ، ایمان منقل و ایمان مجمل

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
۱	اسلامی عقیدہ دل کا خلاصہ	۱۲	۹	نماز کے وقتوں کا بیان	۲۵
۲	اسلام کی تعریف	۱۳	۱۰	نماز کی رکعتیں	۲۵
۳	ایمان اور کفر	۱۴	۱۱	اذان کا بیان	۲۷
۴	جنت کا بیان	۱۷	۱۲	اقامت کا بیان	۲۹
۵	دوزخ کا بیان	۱۷	۱۳	وضو کا بیان	۳۰
۶	پیامے نبی کی پیاری باتیں	۱۸	۱۴	نماز کے الفاظ	۳۲
۷	قرآن مجید	۲۱	۱۵	نماز پڑھنے کا طریقہ	۳۶
۸	نماز کی فضیلت	۲۳	۱۷	اچھی اچھی دعائیں	۳۹

(حصہ دوم)

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
۱	باب اول	۲	۲	ہمارا خدا	۴۳
۱	دین اسلام	۴۲	۳	فرشتے	۴۶



صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر	نام سبق
۴۸	نماز کی شرط اول	۴۸	آسمانی کتابیں
۵۰	وضو کا بیان	۵۰	خدا کے رسول و نبی
۵۲	غسل کا بیان	۵۲	سید الانبیاء
۵۴	پانی کا بیان	۵۴	نعت شریف
۵۶	کنوئیں کا بیان	۵۶	قیامت کا بیان
۵۸	استنجے کا بیان	۵۸	تقدیر کا بیان
۵۹	پیارے نبی کی پیاری باتیں	۵۹	موت و قبر کا بیان
۶۱	اپنی اچھی دُمائیں	۶۳	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا
۶۲	+	۶۴	دوسرا باب
			نماز کی اہمیت

(حصہ سوم)

صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر	نام سبق
۹۵	خاتم النبیین	۹۵	باب اول
۹۹	نعت شریف	۹۹	حمد باری
۱۰۰	صحابہ کرام	۱۰۰	توحید
۱۰۳	اہل بیت	۱۰۳	طاہرہ
۱۰۶	اولیاء اللہ	۱۰۶	کتب سادہ
۱۰۹	معجزے اور کرامتیں	۱۰۹	انبیاء و مرسلین

صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر
۱۲۷	وقت کا بیان	۱۹	باب دوم	
۱۳۱	نیت کا بیان	۲۰	وضو کے بقیہ مسائل	۱۲
۱۳۲	ارکان نماز کا بیان	۲۱	غسل کے بقیہ مسائل	۱۳
۱۳۸	نماز کے واجبات و سنن	۲۲	ناپاکی دودھ کرنے کا طریقہ	۱۴
۱۳۳	نماز پڑھنے کا سنن طریقہ	۲۳	یتیم کا بیان	۱۵
۱۳۶	پیاسے نبی کی پیاسی باتیں	۲۴	نماز کی شرطوں کا بیان	۱۶
۱۳۷	اچھی اچھی دعائیں	۲۵	ستر محرت کا بیان	۱۷
	+	۱۳۶	استقبال قبلہ	۱۸

## ( حصہ چہارم )

صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر	نام سبق	صفحہ نمبر
۱۷۹	بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ	۸	باب اول	
۱۸۲	تعلیم کا بیان	۹	حمد باری تعالیٰ	۱
۱۹۱	اسلامیات احکام شرعیہ	۱۰	ذات و صفات الہی	۲
	باب دوم	۱۵۶	عقائد متعلقہ نبوت	۳
۱۹۸	طہارت کے بقیہ مسائل	۱۱	سرد کائنات	۴
۲۰۱	قرابت کے بقیہ مسائل	۱۲	نعت شریف	۵
۲۰۵	امامت کا بیان	۱۳	خلفائے راشدین	۶
۲۱۱	جماعت کا بیان	۱۴	ایمان و کفر	۷

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
۱۵	مفسداتِ نماز کا بیان	۲۱۵	۱۹	تراویح کا بیان	۲۲۸
۱۶	مکروہاتِ نماز کا بیان	۲۱۸	۲۰	سنت و نفل کے مسائل	۲۳۱
۱۷	احکامِ مسجد کا بیان	۲۲۳	۲۱	پیارے نبی کی پیاری باتیں	۲۳۲
۱۸	وتر کا بیان	۲۲۶	۲۲	اچھی اچھی دعائیں	۲۳۵

### ( حصہ پنجم )

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
	باب اول		۱۱	سجدہ سہو کا بیان	۲۸۷
۱	حمدِ باری تعالیٰ	۲۳۷	۱۲	سجدہ تلاوت کا بیان	۲۹۲
۲	تقدیر الہی کا بیان	۲۳۸	۱۳	نمازِ مرغی کا بیان	۲۹۵
۳	شفاعت کا بیان	۲۴۱	۱۴	نمازِ مسافر کا بیان	۲۹۷
۴	عالمِ برزخ کا بیان	۲۴۷	۱۵	نمازِ جمعہ کا بیان	۳۰۰
۵	نعت شریف	۲۵۲	۱۶	نمازِ عید کا بیان	۳۰۵
۶	علاماتِ قیامت کا بیان	۲۵۳	۱۷	میت کا بیان	۳۰۸
۷	حشر و نشر کا بیان	۲۶۴	۱۸	زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کا بیان	۳۲۰
۸	آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات	۲۶۸	۱۹	پیارے نبی کی پیاری باتیں	۳۲۳
	باب دوم		۲۰	اچھی اچھی دعائیں	۳۲۵
۹	نفلی نمازوں کا بیان	۲۷۷			
۱۰	قضاء نماز کا بیان	۲۸۳			

## حصہ ششم

نمبر شمار	نام سبق	نمبر شمار	نام سبق
۳۲۸	خصائص مصطفیٰ ﷺ	۴	باب اول
۳۵۰	فضائل درود شریف	۵	اسلامی تحقیر
۳۵۹	عرض سلام	۶	۳۲۹ محمد الہی
۳۶۰	آفتاب المؤمنین	۷	۳۲۰ قرآن مجید
	—	۸	۳۲۱ نعمت رسول اکرم ﷺ

## حصہ ہفتم

نمبر شمار	نام سبق	نمبر شمار	نام سبق
۳۸۵	سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان	۴	باب دوم
۳۹۲	مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان	۵	اسلامی عبادات
۳۹۵	زراعت اور مہلوں کی زکوٰۃ کا بیان	۶	۳۴۱ زکوٰۃ کا بیان
۳۹۸	مصارف زکوٰۃ کا بیان	۷	۳۴۸ زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں
۴۰۷	صدقہ فطر کا بیان	۸	۳۸۳ جانوروں میں زکوٰۃ کا بیان

## حصہ ہشتم

نمبر شمار	نام سبق	نمبر شمار	نام سبق
۴۲۰	روزے کی نیت کا بیان	۲	۴۱۳ روزے کا بیان

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
۳	چاند دیکھنے کا بیان	۴۷۲	۸	کفار سے کا بیان	۴۴۷
۴	ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا۔	۴۷۱	۹	روزے کے مکروہات کا بیان	۴۵۲
۵	روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان۔	۴۷۲	۱۰	سحری و افطار کا بیان	۴۵۶
۶	ان صورتوں کا بیان جن میں صوم لازم ہے۔	۴۷۲	۱۱	ان صورتوں کا بیان جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔	۴۹۰
۷	ان صورتوں کا بیان جن میں صوم قضا لازم ہے۔	۴۷۲	۱۲	واجب روزوں کا بیان	۴۹۸
۸	ان صورتوں کا بیان جن سے کفارہ بھی لازم ہے۔	۴۷۱	۱۳	نفل روزوں کا بیان	۴۷۵
۹	حج کا بیان	۴۹۳	۱۴	احکامات کا بیان	۴۸۲
۱۰	حج کے ارکان و شرائط اور ولجبات وغیرہ کا بیان	۴۹۷	۱۵	شکر ربّ دو جہاں بجلّ جلالہ	۴۹۲

## حصہ نہم

نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام سبق	صفحہ نمبر
۱	حج کا بیان	۴۹۳	۶	فضائلِ حرمینِ مطہرین	۵۱۸
۲	حج کے ارکان و شرائط اور ولجبات وغیرہ کا بیان	۴۹۷	۷	عائزہ سرکارِ اعظم	۵۲۳
۳	احرام اور اس کے احکام	۵۰۱	۸	حج و عمرہ کے متفرق مسائل	۵۲۶
۴	مقامات و اصطلاحاتِ حج	۵۰۶	۹	بیائے نبی کی پیاری باتیں	۵۳۲
۵	حج و عمرہ ادا کرنے کا طریقہ	۵۱۳	۱۰	ایک قابلِ حفظ و نفیس دُعا (تمت بالجیر)	۵۳۵

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان بڑی رحمت والا ہے۔

ساری تعریف اللہ کے لیے جو اسے جہاں  
والوں کا مالک ہے اور دعوہ سلام دہرہ ہاری  
جانب سے، ہمارے سرور حضرت محمد مصطفیٰ  
ﷺ اور ان کے تمام اہل بیت  
وآل و اصحاب پر۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ  
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ  
اَجْمَعِیْنَ

چھ کلمے

## اول کلمہ طیب

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔  
محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ  
رَّسُوْلُ اللّٰهِ

## دوم کلمہ شہادت

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں  
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے  
خاص بندے اور رسول ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ  
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

سوم کلمہ تمجید

پاک ہے اللہ اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لیے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

میں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا، عظمت والا ہے۔

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

### چہارم کلمہ توحید

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ نہایت، اس کوئی شریک نہیں کسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ نہ عقلت اور جدی والا ہے۔ اسی کے اتھ میں غیر ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ  
وَهُوَ سَمِيُّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا  
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَبْدِئُ الْخَلْقَ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

### پنجم کلمہ استغفار

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا مردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا، خواہ جان کر یا بے جانے، چھپ کر، خواہ کلمہ کہوں میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اس گناہ سے بے میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا، یقیناً تو ہی بر غیب کر خوب ہلنے والا ہے اور تو ہی معبود کو چھپانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ  
ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ عَمْدًا أَوْ خَطَا  
سِرًّا أَوْ عِلَاقِيَّةً وَأَتُوبُ إِلَيْهِ  
مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي أَعْلَمُ وَمِنَ  
الذَّنْبِ الَّذِي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ  
أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ وَسَتَّارُ  
الْعُيُوبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوبِ وَلَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ  
الْعَظِيمِ

## ششم کلمہ زکوٰۃ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِمَعُوْذِكَ مِنْ اَنْ  
اُشْرِكَ بِكَ هَیْثَا وَاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ  
وَ اَسْتَعُوْذُ بِكَ لِیْمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ  
ثُبَّتْ عَنْهُ وَ تَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ  
وَالشِّرْكِ وَالْكَذِبِ وَالْعِیْبَةِ  
وَالْیَمِّنَةِ وَالْکِیْفَةِ وَالْقَوَاحِیِ  
وَالْبَهْتَانِ وَالْمَعَاصِیِ كُلِّهَا وَ  
اَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
(صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

## ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ  
وَكُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرِ  
وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ  
تَعَالٰی وَ اَلْبَعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ

## ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ مَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات  
سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر دوں  
وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا  
ہوں اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے  
اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک  
سے اور جھوٹ اور خیبت سے اور ہدایت  
سے اور حیل سے اور بے حیائی کے کاموں سے  
اور کسی پر بہتان بانٹنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی  
سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے  
اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد ﷺ  
اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں  
پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر  
اور قیامت کے دن پر کہ ہر پہلوانی اور بُرائی  
اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہے اور میرے  
بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور



وَصِفَاتِهِ وَقَبْلُتْ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ  
اِقْرَأْ بِرَبِّكَ الْكَسَاتِ وَتَضْمِيدُ نَوَافِ  
بِالْقَلْبِ  
اپنی صفاتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول  
کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے  
اقرار ہے اور دل سے یقین۔

سبق نمبر ۱

## اسلامی عقیدوں کا خلاصہ

- ۱۔ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی اس کا متحب ہے کہ اس کی عبادت اور بندگی کی  
جاتے وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔
- ۲۔ لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے بتنے نبی اور رسول بھیجے ان میں سے  
ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی تعظیم کرے  
اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عزت والے بندے ہیں اور ہمارے آقا و  
مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں کے سرور ہیں۔
- ۳۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے بھیجے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔ یہ سب کتابیں اور صحیفے  
ہیں اور سب کلام اللہ ہی اور ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، سب پر ایمان  
ضروری ہے۔ ان کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن مجید ہے جو سب سے  
افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتارا گیا اور اس کی مخالفت اللہ تعالیٰ  
نے خود اپنے ذمہ رکھی۔
- ۴۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نوابی مخلوق ہیں جو نہ مرد ہیں نہ عورت وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم  
اور فرمانبردار بندے ہیں اور وہی کہتے ہیں جو خدا کا حکم جو ناسے۔ ان کی غذا اللہ تعالیٰ  
کی عبادت اور ذکر ہے۔
- ۵۔ جن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ انسانوں کی طرح کھاتے  
پیتے، جیتے اور مرتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بے دین بھی، بُرے بھی ہیں اور

جیسے بھی، ان میں جو شریعہ کافر ہوتے ہیں، انہیں شیطان کہا جاتا ہے۔  
۷۔ جس طرح ہم لوگ پیدا ہوتے اور مرتے ہیں اور ہر چیز فنا ہوتی اور مٹتی رہتی ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا قرشتے، پیاز، جانور، آدمی، زمین، مسلمان اہل ان کے اندر کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ خدا کی ذات کے سوا کوئی بھی چیز باقی نہیں رہے گی، اس کو قیامت کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ نئے قبروں سے اٹھیں گے۔ سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا، اس کا نام حشر ہے۔ پھر میزان (ترازو) قائم ہوگی اور سب کا حساب کتاب ہوگا، مسلمان و کافر اور نیک و بد کے تمام اعمال تو لے جائیں گے اور ان کے اپنے ٹکے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اپنے آدمی جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کافر دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

۸۔ جہنم کے آگ کا ایک ٹپل ہے جسے ”مہراط“ کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ سب لوگوں کو اُسی پر سے گزرنا ہوگا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔  
۹۔ دنیا میں جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے ہی تھا۔ ان تمام باتوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا، اور جو کچھ لکھ دیا وہی ہوگا اُس میں بال برابر فرق نہ آئے گا، اسے ”تقدیر“ کہتے ہیں۔

سبق نمبر ۲

## اسلام کی تعریف

- سوال ۱ : تم کون ہو؟  
جواب : ہم مسلمان ہیں۔  
سوال ۲ : مسلمان کسے کہتے ہیں؟  
جواب : دین اسلام کی پیروی کرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔  
سوال ۳ : اسلام کی بنیاد کون چیزوں پر ہے؟

جواب : اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ زکوٰۃ دینا ۴۔ حج کرنا ۵۔ صوم رمضان کے روزے رکھنا۔

سوال : اسلام کا کلمہ کیا ہے ؟

جواب : اسلام کا کلمہ یہ ہے : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ  
(ﷻ)

سبق نمبر ۳

## ایمان اور کفر

سوال : ایمان کسے کہتے ہیں ؟

جواب : محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جانتا اور حضور کی حقانیت کو سچے دل سے ماننا ایمان ہے۔ جو اس بات کا اقرار کرے گا۔ اُسے مسلمان جانیں گے۔

سوال : بغیر مطلب سمجھے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

جواب : اگر کوئی کلمہ کے معنی سمجھانے والا نہیں ہے یا ہے بھی تو وہ معنی سمجھتا نہیں۔ اگر وہ زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں دین محمدی کو سچا جانتا اور اُسے قبول کرتا ہوں تو وہ شخص مسلمان ٹھہرے گا۔

سوال : جو لوگ اسلام کا اقرار نہ کریں وہ کون ہیں ؟

جواب : ایسے لوگوں کو جو اسلام کو سچا دین نہ مانیں، کافر کہا جاتا ہے۔

سوال : مرتد کسے کہتے ہیں ؟

جواب : اسلام کا کلمہ پڑھ کر جو شخص زبان سے کلمہ کفر نکالے اس کی بات کی پج کرے یعنی کفری بات پر نفرت دکرے وہ مرتد کہلاتا ہے۔

سوال ۱۰ : اور منافق کون ہیں؟

جواب : جو لوگ زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور پھر دل میں اس سے انکار کرتے ہیں وہ منافق کہلاتے ہیں۔

سوال ۱۱ : مشرک کسے کہتے ہیں؟

جواب : جو لوگ خلد کے سوا کسی اور کو پوجتے یا خدا کے سوا کسی دوسرے کو بندگی کے قابل سمجھتے ہیں یا خدا کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، وہ مشرک ہیں۔

سوال ۱۲ : دنیا کی کون کون سی قومیں مشرک ہیں؟

جواب : جیسے ہندو جو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بتوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں یا عیسائی اور یہودی یا پارسی وغیرہ جو دو یا تین خدا مانتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں۔

سوال ۱۳ : کیا مسلمانوں میں مشرک ہوتے ہیں؟

جواب : تو یہ تو یہ مسلمان کس طرح مشرک ہو سکتا ہے؟ مسلمان خدا کو ایک سمجھتا ہے اور مشرک دوسروں کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے، تو جس طرح کسی مشرک کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یونہی کسی مسلمان کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔

سوال ۱۴ : مسلمان کو مشرک کہنے والے کون لوگ ہیں؟

جواب : کچھ نئے فرتے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، یہ گمراہ بدعتی ہیں، ان کے سامنے سے دود بھاگنا ضروری ہے۔

سوال ۱۵ : کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے؟

جواب : مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہنا اور ماننا ضروری ہے۔ یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکا دیا ہے :

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ • یعنی اے کافرو!

سبق نمبر ۴

## جنت کا بیان

سوال ۱۵: جنت کیا ہے؟

جواب: جنت ایک مکان ہے جو اللہ تعالیٰ کے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے۔ اس میں سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان تک، اور ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک درجے میں ہوتی بھی اس میں جگہ باقی رہے۔

سوال ۱۶: جنت میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: جنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے سامان پیدا کیے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ان نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں اس کا نظروں گزرا، بڑے سے بڑے بادشاہ کے خیال میں بھی وہ نعمتیں نہیں آسکتی ہیں جو ایک ادنیٰ جنتی کو ملیں گی۔

سوال ۱۷: جنت کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

جواب: سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس روز ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دیکھنا ہے کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی کے ذوق میں رہے گا کہیں نہ بھولے گا۔

سوال ۱۸: جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کتنی آگیا ہے؟

جواب: ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار ایسے عباد جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کرے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے

ہوں گے اس کا شہر تو وہی جانے یا اس کے بتائے سے اس کا اصل عَنْ النَّبِيِّ ﷺ۔

سبق نمبر ۷

## دوزخ کا بیان

سوال ۱۹: دوزخ کیلئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں اور کافروں کے عذاب اور سزا کے لیے ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام جہنم ہے اس کو دوزخ بھی کہتے ہیں، دوزخ میں ستر ہزار وادیاں (جنگل) ہیں ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار کچھو اور ستر ہزار اردے ہیں۔

سوال ۲۰: دوزخ میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: دوزخ میں ہر قسم کی تکلیف دینے والے طرح طرح کے عذاب اللہ تعالیٰ نے منیلائے ہیں جن کے خیال سے ہی دنگٹے کھڑے ہوتے اور اپنے جیسے آدمی کے حواس جلتے رہتے ہیں اس میں آگ کا عذاب ہے، سخت سردی کا عذاب ہے، سانپ، کچھو اور ہریہ جانوروں کا عذاب ہے۔ جہنم کے شرارے آگ کے پھول، اُونچے اُونچے محلوں کے برابر اڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کے برابر آتے رہیں گے، آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہیں، اس کی آگ بالکل سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔

سوال ۲۱: کتنا عذاب مسلمان کی نجات کیسے ہوگی؟

جواب: مسلمان کتنا بھی گناہ گار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا اور جنت میں جائے گا۔ خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ محض اپنے فضل سے بخش دے یا ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت کے بعد اسے صاف فرما دے یا دوزخ میں اپنے گناہ کی سزا پا کر جنت میں جائے اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

سوال ۲۲: کافر کی بھی بخشش ہوگی یا نہیں؟

جواب: کفر اور شرک کبھی نہ بخشے جائیں گے، کافر اور شرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور

طرح طرح کے جذبات میں گرفتار، اور آخر میں کافر کے لیے یہ ہو گا کہ اس کے تھکے برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کر کے یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھ کر اس میں آگ کا قفل لگا دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے بوالہ کوئی جذبات نہ رہا اور یہ اس کے لیے جذبات پر جذبات ہو گا۔

سبق نمبر ۶

## پیارے نبی کی پیاری باتیں

سوال ۱۲: تم کس اُمت میں ہو؟

جواب: ہم اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی اُمت میں ہیں۔

سوال ۱۳: آنحضرت ﷺ کی زندگی کے مختصر حالات بتاؤ۔

جواب: ہمارے اور سارے جہان کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ملک عرب کے مشہور شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد دباپ کا نام حضرت عبد اللہ دادا کا نام حضرت عبد المطلب اور والدہ وہاں کا نام حضرت آمنہ خاتون ہے۔ حضرت حمید آپ کی دودھ پلانے والی دایہ کا نام ہے۔ آپ کے والد حضرت عبد اللہ کا سایہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی سر سے اٹھ گیا تھا اور جب آپ کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کی بھی وفات ہو گئی۔ والدین کے بعد آپ اپنے دادا حضرت عبد المطلب کے پاس رہے اور جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس دو مہینے اور دس دن کی ہوئی تو عبد المطلب بھی دنیا سے رحلت فرما گئے (یعنی گزر گئے)۔

سوال ۱۴: آپ کس عمر میں نبی بنائے گئے؟

جواب: دیے تو آپ کو سب نبیوں سے پہلے نبی بنایا جا چکا تھا اس لیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے نور کو پیدا کیا اور آپ کو نبوت بخشی مگر ظاہری طور پر چالیس برس کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔

سوال ۱۸ : ہمارے حضور ﷺ نے اسلام کس طرح پھیلایا؟

جواب : ہر کوئی ساری دنیا میں خاص کر عرب میں جہالت کی حکومت تھی اور اس وقت کی حالت لوگوں کو حق کی اعجاز پر کان لگانے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے پہلے پہل اپنی جان پر ہجانے کے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ مسلمان اب تک چھپ چھپا کر نبی کی عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹا اب سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر نماز پڑھتا تھا اس طرح ایک عامی جماعت اسلام میں داخل ہو گئی۔ تین سال کے بعد جب کثرت سے موعودت اسلام میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم بھیجا کہ علی الاعلان (کلم کلم) لوگوں کو کلمہ حق پہنچائیں۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی تعمیل کی اور جب اسلام کی تعلیم کا کام چرچا ہو گیا تو محکمہ کے باہر بھی لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے۔

سوال ۱۹ : سب سے پہلے کون شخص اسلام لایا؟

جواب : مروجہ میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی تصدیق کی اور کہہ چڑھا کہ مسلمان ہو گئے اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لائیں۔ لوگوں میں سب سے پہلے حضرت علی کم اللہ وجہہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

سوال ۲۰ : حضور تمام عمر کہاں رہے؟

جواب : دس برس تک مدینہ پر آنحضرت ﷺ عرب کے قبیلوں میں اعلان کے ساتھ اسلام کی تبلیغ مکتہ میں بہتے بہتے فرماتے رہے اور غلامانہ عالم کو یہ منظور تھا کہ اسلام کی اشاعت اور ترقی مدینہ میں ہو تو اس نے چند آدمی مدینہ طیبہ سے آپ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر مدینہ واپس آئے اور مدینہ کے گھر گھر میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور اسلام کے سب سے پہلے مدرسہ کی بنیاد مدینہ طیبہ میں پڑ گئی۔ آہستہ آہستہ مکتہ کے مسلمانوں نے بھی مکتہ منظر چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور پھر تمام مہاجر شریف وہیں گواہی مدینہ ہی میں آپ کا احوال شریف ہوا اور یہیں آپ کا روضہ مبارک ہے جس پر



کرداروں مسلمانوں کی جانیں تیار ہیں آپ درحقیقت زندہ ہی اور دوزخ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں۔ ظاہراً آپ نے تریسٹھ سال کی عمر شریف پائی۔

سوال ۲۹: منکر منظم میں حضور کو کیا خاص بات حاصل ہوئی؟

جواب: نبوت کے پانچویں سال آنحضرت ﷺ کو جاتے ہوئے جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ آپ مسجد حرام و منکر منظم سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اصدہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش و کرسی کی سیر کے لیے تشریف لے گئے جو جی کوڑ دیکھا، پھر جنت میں داخل ہوئے۔ پھر دوزخ آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا جمال دیکھا اور خدا کا کلام بلا واسطہ سنا۔ غرض آپ نے آسمانوں اور زمین کے ذرہ ذرہ کو ملاحظہ فرمایا، یہیں غلامی فرض کی گئیں، اس کے بعد آپ منکر منظم راتوں رات واپس آ گئے۔

سوال ۳۰: کیا حضور کے بعد کوئی اور نبی بھی گزرا ہے؟

جواب: نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم کر دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی کسی لحاظ سے نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کوئی نیا نبی مانے یا ہاتھ ملانے وہ کافر ہے۔

سوال ۳۱: ہمارے رسول ﷺ دوسرے نبیوں سے مرتبے میں بڑے ہیں یا چھوٹے؟

جواب: نبیوں میں سب کے بڑا مرتبہ ہمارے آقا و مولا ستید الانبیاء و نبیوں کے سردار ﷺ کا ہے اور نبیوں کو جو کمالات تھا خدا تعالیٰ نے حضور میں وہ سب کمالات جمع کر دیئے گئے۔ اعدائے کفر کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ غرض خدا نے انہیں جو مرتبہ دیا ہے وہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملے۔

سوال ۳۲: جو حضور کو اپنے جیسا بشر یا جہانی برابر کہے وہ کون ہے؟

جواب: حضور سرور عالم ﷺ کو اپنے جیسا بشر یا جہانی برابر کہنے والے یا کلمی طور پر حضور کا مرتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں، مگر وہ بدوین ہیں۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے،

اسی لیے گلی اور کفر میں پڑے۔

سوال ۲۱: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ماننے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ کو ماننے کا مطلب ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول یقین کرے، ہر بات میں آپ کو سچا جانے۔ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں آپ کو سب سے افضل رکھے۔ ہر بات میں آپ کی تابعداری کو نجات کا ذریعہ جانے، ماں باپ، اولاد اور تمام جہان سے زیادہ آپ کی محبت دل میں رکھے بلکہ ایمان اسی جنت کا نام ہے۔

سوال ۲۲: حضور سے محبت کی علامت پر ایمان کیا ہے؟

جواب: حضور سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اکثر آپ کا ذکر کرے، دود و شریفین کثرت سے پڑھے۔ جب حضور پُر نور کا ذکر آتے قرآن سے ادب اور پیار سے سُنے۔ نام پاک سننے ہی دود و شریفین پڑھے اور نام پاک لکھے تو اس کے بعد ﷺ لکھے۔ حضور کے تمام آل و اصحاب اور دو متول سے محبت رکھے۔ حضور کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے، حضور کی شان میں جو اضافہ استعمال کرے وہ ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، حضور کو نام پاک کے ساتھ درپیکارے بکھریں کہے یا پئی اللہ یا رسول اللہ! اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور کے قول و فعل اور عمل و قول سے سیاق کرے اور ان کی پیروی کرے اور اللہ شریفین پڑھے اور محفل میلاد میں ذوق و شوق سے شریک ہو اور نہایت ادب سے صلوات سلام پڑھے۔

سبق نمبر،

## قرآن مجید

سوال ۲۳: قرآن مجید کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو اس نے سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال ۲۴: یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے؟

جواب : قرآن مجید کتاب اللہ (خدا کا کلام) جو نے پر اپنے آپ ذیل ہے کہ خود احاطہ کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے محمد ﷺ پر اتاری، کوئی شک ہو تو اس کی مثل دینی اس جیسی کوئی بھولتی ہی صورت کہہ لاؤ "لہذا کانفرد" نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کے مثل صورت تو کیا ایک آیت دینا کے اور نہ بنا سکیں گے۔

سوال ۱۲۸ : قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے کیا خاص بات رکھی ہے؟

جواب : اگلی کتابیں صرف نبیل ہی کو یاد ہوتیں لیکن یہ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

سوال ۱۲۹ : قرآن عظیم کتنے عرصہ میں نازل ہوا؟

جواب : تیس سال کی مدت میں پورا قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن کریم کی سورتیں اور آیتیں غوث کے مطابق ایک ایک دو دو کے اترتی تھیں۔

سوال ۱۳۰ : قرآن مجید پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب : ہمارے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ استقامت ایک حرف پڑھنے بلکہ الف ایک حرف ہے، قلم دوسرا حرف اور تم میرا حرف ہے۔

سوال ۱۳۱ : جو شخص قرآن عظیم پڑھا دیکھے وہ کیسا ہے؟

جواب : ہمارے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ دیوان مکان کی طرح ہے۔

سوال ۱۳۲ : قرآن شریف پڑھنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب : سنت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پاک جگہ میں ہوا۔ مسجد میں زیادہ بہتر ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ قبلہ رو دینی قبلہ کی طرف منہ کر کے، بیٹھا اور نہایت عاجزی اور انکساری سے سر جھکا کر الیمان سے ٹھہر کر پڑھے، پڑھنے سے پہلے منہ کو خوب صاف کر لے کہ بدبو باقی نہ رہے۔ قرآن شریف کو اونچے کمیر یا رمل پر رکھے

اور تلاوت سے پہلے اور بعد از تلاوت اشرطہ ہے۔ بعد از تورات کو اتھ لگانا کہ ہے اور سننے والا خاموش اور دل لگا کر سنے۔

سوال ۱۱۱: قرآن کریم پڑھنے کے قابل درہے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: قرآن کریم جب پڑھنا پسیدہ ہو جائے اور اس کے ذوق اور حراہ ہو جانے کا خوف ہو اور تلاوت کے قابل درہے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے کہ وہاں کسی کا پیر و پڑے اور دفن کرنے میں بھی کوتاہی نہ ہوتے تاکہ اس پڑی نہ پڑے۔

سوال ۱۱۲: کیا صحیح قرآن شریف آج کل ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صبح ملتا ہے اس میں ایک صفت کا بھی فرق نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس کا تمہیدان اللہ ہے۔

سوال ۱۱۳: قرآن شریف کس لیے آیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صحیح رہنمائی کے لیے قرآن عظیم آواز تاکہ بندے اللہ اور اس کے رسول کو جانیں، خدا اور رسول کے احکام کو پہچانیں، ان کی مرضی کے موافق کام کریں اور ان کا عمل سے نہیں چھوڑا اور رسول کو پسند نہیں۔

سبق نمبر ۹

## نماز کی فضیلت

سوال ۱۱۴: نماز کیا ہے؟

جواب: ہر دن ملت میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے مسلمان ادا کرتے ہیں نماز کہلاتا ہے۔ یہ طریقہ مسلمانوں کو خدا اور رسول نے قرآن و حدیث میں سکھایا ہے۔

سوال ۱۱۵: نماز کس پر فرض ہے؟

جواب: ہر مکمل بالغ بالغ مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور جو اسے فرض نہ جانے

کافر ہے۔

سوال ۳۲: کیا بچوں پر بھی نماز فرض ہے؟

جواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی پر اگرچہ نماز پڑھنا فرض نہیں مگر بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مادرِ رحمٰنی چاہیے۔

سوال ۳۳: نماز کی کچھ فضیلتیں بیان کرو۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے پت جھڑکے موسم میں درخت کے پتے، اور بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ نماز جنت کی کنجی ہے، نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھابا یا مادہ قرآن میں سے ہے کہ نماز آدمی کو بڑی باتوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے، غرض نماز آدمی اللہ اور رسول کا پیارا ہوتا ہے اس کے رزق میں، کامدبار میں، عمر و امایان میں نماز کے باعث ترقی ہوتی ہے۔

سوال ۳۴: جو شخص نماز پڑھے وہ کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس کا نام دوزخ کے دروازے پر کھد دیا جاتا ہے۔ خدا اور رسول اس سے بیزار ہیں اور جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ قیامت کے دن فرعون کے ساتھ ہوگا۔

سوال ۳۵: اس نماز میں بے نمازی کو کیا سزا دی جائے؟

جواب: بے نمازی کے ساتھ کھانا پینا، بات و حرکت، میل جول، سلام و غیرہ چھوڑ دیں۔ حق پانی بند کر دیں۔ کیا جب کہ وہ اسی ڈور سے نماز کا پابند ہو جائے۔

سوال ۳۶: آدمی کس عمر میں بالغ ہو جاتا ہے؟

جواب: لڑکا ہر بار لڑکی و نفل پورے پندرہ برس کی عمر ہو جانے پر اسلام کے قانون میں بالغ مان لیے جاتے ہیں اور نماز و زکوٰۃ و غیرہ ان پر فرض ہو جاتا ہے۔ شریعت کے احکام

ان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

سبق نمبر ۹

## نماز کے وقتوں کا بیان

سوال ۱۰: دن و رات میں کتنی نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

جواب: دن و رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

سوال ۱۱: پانچ نمازوں کے نام کیا ہیں؟

جواب: پہلی نماز فجر، دوسری نماز ظہر، تیسری نماز عصر، چوتھی نماز مغرب اور پانچویں نماز عشاء۔

(شعر) ہجکانہ یہ نمازیں کر ادا

فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشاء

سوال ۱۲: ہر نماز کا پورا پورا وقت کیا ہے؟

جواب: فجر کی نماز کا وقت فجر پھٹنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک، ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے ہر چیز کے اعلیٰ سایہ کے علاوہ دوگنا ہونے یعنی ڈیڑھ دو گھنٹہ دن رہنے تک ہے، عصر کی نماز کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے کے پہلے تک ہے، مغرب کی نماز کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے شفق غائب ہونے تک یعنی مغرب کی اذان کے بعد سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تک اور عشاء کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد سے فجر ہونے کے پہلے تک رہتا ہے۔

سبق نمبر ۱۰

## نماز کی رکعتیں

سوال ۱۳: پانچوں وقت کی نمازوں میں کتنی رکعتیں فرض ہیں؟

جواب : رات دن کی نمازوں میں سترہ رکعتیں فرض ہیں، دو فجر کی، چار ظہر کی، چار عصر کی، تین مغرب کی اور چار عشاء کی۔

(شعر) پانچ وقتوں کی ملا کر سترہ رکعتیں ہیں فرض، تم کرو شہاد  
فجر کی دو رکعتیں مغرب کی تین ظہر اور عصر و عشاء کی چار چار

سوال ۵۹ : سب نمازوں میں کتنی رکعتیں سنت ہو کر رہیں؟

جواب : پانچوں وقت کی نمازوں میں بارہ رکعت سنت ہو کر رہیں، دو فجر کی، چار ظہر کی چار  
فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد، دو مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو عشاء کے  
فرضوں کے بعد،

(شعر) کچھ خبر بھی ہے تمہیں سنت ہیں کتنی رکعتیں  
اول آخر فرض کے بارہ ہیں لو ہم سے سنو

فجر کے اول میں دو اور ظہر کے اول میں چار  
ظہر و مغرب اور عشاء ہر ایک کے آخر میں دو

سوال ۶۰ : رات دن میں کتنی رکعتیں سنت غیر ہو کر رہیں یا نفل ہیں؟

جواب : عام طور پر ظہر کے بعد دو نفل، عصر سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر ہو کر رہیں) مغرب کے  
بعد دو نفل، عشاء کے فرضوں سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر ہو کر رہیں) عشاء کے فرضوں  
کے بعد دو سنت ہو کر رہیں پڑھ کر دو نفل پھر تین وتر پڑھ کر دو نفل پڑھ جاتے ہیں وتر نفل  
کی کوئی خاص تعداد نہیں آئی۔

سوال ۶۱ : پانچوں وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب : فجر میں (۴ رکعت) پہلے دو سنت اور پھر دو فرض، ظہر میں (بارہ رکعت) پہلے چار  
سنت پھر چار فرض پھر دو سنت، دو نفل، عصر میں (۸ رکعت) پہلے چار سنت (غیر ہو کر رہیں)  
پھر چار فرض، مغرب میں (۳ رکعت) پہلے تین فرض پھر دو سنت پھر دو نفل، اور عشاء  
میں (۷ رکعت) پہلے چار سنت (غیر ہو کر رہیں) پھر چار فرض، دو سنت پھر دو نفل پھر تین وتر  
دونفل، یہ سب اڑتالیس رکعتیں ہوتی ہیں۔

سوال ۹۰: وتر کی نماز فرض ہے یا سنت؟

جواب: وتر کا تین رکعتیں فرض ہیں نہ سنت بلکہ واجب ہیں جو شام کے فرض اور سنت اور دو نفل پڑھ کر پڑھی جاتی ہیں۔

سبق نمبر ۱۱

## اذان کا بیان

سوال ۹۱: اذان کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر نماز کا وقت آنے پر نماز کے لیے ایک خاص قسم کا اعلان (بلداد) کیا جاتا ہے تاکہ نمازی آدمی سہر میں اگر نماز پڑھنے کی تیاری کریں اسے اذان کہتے ہیں۔

سوال ۹۲: کیا اذان کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں؟

جواب: ہاں اذان کے الفاظ مقرر ہیں اور وہ یہ ہیں:

اللہ اکبر، اللہ اکبر،	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے
اللہ اکبر، اللہ اکبر،	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	نماز کے لیے آؤ نماز کے لیے آؤ۔
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	بھلائی کی طرف آؤ بھلائی کی طرف آؤ
اللہ اکبر، اللہ اکبر،	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال ۹۳: کیا ہر وقت کی نماز کیلئے یہی کلمے کہلاتے ہیں؟



جواب : صرف صبح کی اذان میں **حَتَّىٰ عَلَى الْقَلَامِ** کے بعد دوسرے کلمے بھی کہے جاتے ہیں **الْمَلُوءُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُومِ** (مازیندے بہتر ہے)۔  
سوال ۶۳ : اذان کس طرح کہی جاتی ہے؟

جواب : اذان کہنے والا با وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے مسجد سے باہر بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کالوں کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر کہے تاکہ دوسروں کو خوب سنائی دے اور **حَتَّىٰ عَلَى الْمَلُوءِ** دہائی طرف منہ کر کے اور **حَتَّىٰ عَلَى الْقَلَامِ** بائیں طرف منہ کر کے کہے۔

سوال ۶۴ : اذان کہنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : اذان کہنے والے کو **مُؤَذِّن** کہا جاتا ہے۔

سوال ۶۵ : اذان سننے والا کیا کرے؟

جواب : جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور سارے کام یہاں تک کر قرآن کی تلاوت بند کر دے، اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔ جو اذان کے وقت باتوں میں لگا رہے اس پر **سَاذَ اللہُ غَاثَہُ بَرَّاءُ** ہونے کا خوف ہے۔

سوال ۶۶ : اذان کا جواب کیسا ہے؟

جواب : **مُؤَذِّن** جو کہہ کہے اس کے بعد سننے والا بھی دہی کر کہے **حَتَّىٰ عَلَى الْقَلَامِ** کے جواب میں **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ** کہے۔

سوال ۶۷ : اذان میں حضور کا نام سننے تو کیا کرے؟

جواب : جب **مُؤَذِّن** **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہے تو سننے والا **رُودِ شَرِيفِ** پڑھے اور بہتر ہے کہ **عُثُوفِ** کر جو **رُودِ شَرِيفِ** کے آئینوں سے نکلے اور کہے :

**قُدْرَةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**      **يَا رَسُلَ اللہِ میری آنکھوں کی شہادت حضور سے ہے۔**  
**اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ**      **اللہم! میری سماعت کو عطا فرما۔**  
**وَالْبَصَرِ**      **اللہم! میری بینائی عطا فرما۔**

سوال ۶۸ : **الْمَلُوءُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُومِ** سن کر کیا کہنا چاہیے؟

جواب : صَدَقْتُ وَبَيَّزْتُ وَبِالْحَقِّ كَلَّمْتُ۔

سوال ۱۱ : اذان کے تم بولنے پر کوئی معاظس جاتی ہے؟

جواب : جب اذان تم بولے تو موزن اور اذان سنتے ملے مدعو شریف پڑھیں۔  
اس کے بعد یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ  
الثَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَبِ  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَحِيْلَةَ  
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْنَةَ مَقَامِنَا  
مُحَمَّدٍ اَبَا الدِّيْنِ وَعَدْنَةَ وَابِعَلْنَا  
فِي شَعَائِرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّاكَ لَا  
تُخْلِفُ الْوَعْدَ

اے اللہ اس دعا کے نام اور برپا ہونے والی  
فائزہ کی ایک دعا ہے جو ہر دعا میں ہے اور ہر دعا میں ہے  
کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور اعلیٰ  
مقام محمود میں کھڑا کر جس کا کرنے  
وعدہ کیا ہے اور ہمیں روز قیامت  
ان کی شفاعت نصیب کہے شک  
تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

سبق نمبر ۱۲

## اقامت کا بیان

سوال ۱۲ : اقامت کسے کہتے ہیں؟

جواب : جماعت قائم ہونے سے پہلے ایک شخص مدغم (اُستمر) اور سے بعد از جلد اذان کے  
الفاظ پڑھتا ہے اور اسی کو اقامت اور تکبیر کہتے ہیں۔

سوال ۱۳ : اذان اور اقامت میں کیا فرق ہے؟

جواب : اذان اور اقامت میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ "اذان میں کانوں کے سوا غول  
میں انگلیاں رکھتے ہیں اقامت میں نہیں، اذان بلند جگہ اور مسجد سے باہر کہی جاتی  
ہے۔ اقامت جماعت کی جگہ صوف کے اندر غار سے لی جوتی، امام کے دائیں یا  
بائیں کہی جاتی ہے اور اقامت میں سُبْحَانَ عَلٰی الْعِلَاح کے بعد دو مرتبہ یہ

کھڑے پڑے جاتے ہیں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ نماز قائم ہو چکی نماز قائم ہو چکی؟

سوال ۱۲: اقامت کا جواب کس طرح دیا جاتے؟

جواب : اس کا جواب بھی اسی طرح ہے جیسے اذان کا، اں اس میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب میں یہ کلمہ ہے:

أَقَامَهَا اللَّهُ تَعَالَى وَآدَامَهَا  
مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ۔  
اللہ اس کو قائم اور پیش رکھے جب تک  
کہ آسمان زمین ہیں۔

سوال ۱۳: تکبیر بیٹھ کر سنی جاتی ہے یا کھڑے کھڑے؟

جواب : کھڑے کھڑے تکبیر سنانا مکروہ ہے۔ امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب تکبیر کہنے والا سَیِّ عَلَى الْفَلَاحِ ، پہنچے۔

سوال ۱۴: تکبیر کہنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : تکبیر یعنی اقامت کہنے والے کو مُنْكَر کہتے ہیں۔

سوال ۱۵: تکبیر کہنا کس کا حق ہے؟

جواب : مؤذن یعنی جس نے اذان کہی اگر وہ موجود ہو تو تکبیر بھی اسی کا حق ہے اں اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے اور اگر وہ موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے۔

سبق نمبر ۱۳

## وضو کا بیان

سوال ۱۶: وضو کسے کہتے ہیں؟

جواب : نماز یا اس جیسی کوئی عبادت ادا کرنے کے لیے چہرہ، پیشانی سے ٹھوڑی میتھل میں اور ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک دھونے اور دونوں ہاتھ

کنبیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے اور سر پر مسح کرنے کو وضو کہتے ہیں بے وضو نماز ہوئی ہی نہیں۔

سوال ۱۰ : وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟

جواب : وضو کرنے کے لیے ہاک صاف اور نچی جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور ثواب پانے کے لیے خدا کا حکم بجا لانے کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کر دو پہلے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں تک تین تین بار دھوؤ پھر سواک کرو۔ سواک نہ ہو تو اٹھلی سے دانت مانجھ لو پھر تین مرتبہ چلوں میں پانی لے کر تین بار کلیاں کرو کہ ہر بار منہ کے اندر ہر پرزے پر پانی بہہ جائے اور درزہ دار نہ ہو تو غرغره کر لو پھر تین چلوں سے تین بار ناک میں پانی چڑھاؤ کہ جہاں تک نرم حصہ ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہہ جائے۔ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، منہ دھونے میں ہاتھ کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالو کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔ یاد رکھو کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر پانی کا چھوڑنا کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لینے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک دھونا چاہیے۔ پھر کنبیوں سمیت دونوں ہاتھ اس طرح دھوؤ کہ کنبیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ درزہ بھر بھی دھننے سے ذرہ جائے۔ درزہ وضو نہیں ہوگا۔ پہلے داہنا ہاتھ تین بار اور پھر بائیں ہاتھ تین بار دھونا چاہیے پھر ہاتھ پانی سے تر کر کے پہلے سر کا پھر کانوں کا پھر گردن کا مسح کرو، مسح صرف ایک ایک مرتبہ کرنا چاہیے، پھر دونوں پاؤں پہلے داہنا پھر بائیں، ٹخنوں سمیت تین تین بار دھو۔

سوال ۱۱ : سر کا مسح کس طرح کرنا چاہیے ؟

جواب : اٹھوٹے اور کمر کی اٹھلی کے سوا دونوں ہاتھوں کی آخری تین تین انگلیاں ملاو اور پیشانی کے اوپر سے پیچ کے حصہ میں گدی تک اس طرح لے جاؤ کہ ہتھیلیاں سر سے گزر رہیں پھر دونوں ہتھیلیوں کو گدی سے پیشانی کی طرف ملتے ہوئے واپس لاؤ۔

یہ سر کا مسح ہوا، پھر کھڑکی انگلی کا پیٹ کان کے اندر پھیرا اور انگوٹھے کے پیٹ کانوں کے نیچے پھیرا، یہ کانوں کا مسح ہوا، پھر دونوں ہاتھوں کی پٹھ گردن پر پھیرا، یہ گردن کا مسح ہو گیا، اور گلے کا مسح کرنا بدعت یعنی بڑی بات ہے۔

سوال ۹: وضو کے بعد کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب: وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُسْتَظْلِمِيْنَ (اے الہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کرے) اور پچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لو اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت اور سورۃ "انا انزلنا" پوری پڑھ لو بڑا ثواب پاؤ گے۔

سبق نمبر ۱۴

## نماز کے الفاظ

ثناء

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ      پاک ہے ترے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں  
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَكَعَالِي      تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے  
جَدِّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ      اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تَنَوُّزُ ————— اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

تَسْبِيْحُ ————— بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## سورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ      سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سب سے  
نَعْبُدُكَ وَنَاِيَاكَ      جہاں والوں کا بڑا مہربان بڑی رحمت والا  
لَا تُهْدِنَا      روز جزا کا مالک ہم بس تیری ہی عبادت

الصَّوَاطِ الْمُسْتَقِيمَ ۚ وَوَاطِ الْوَيْبِ  
 أَلَمَنْتَ عَلَيْهِمْ قَلِيلًا مَّقْضُوبِ  
 کرتے اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں ہم کو سیدھا  
 راستہ چلاؤ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے  
 احسان کیلئے نال کا جن پر غضب ہوا اور  
 دیکھے ہوؤں کا۔

### سُورَةُ اخْلَاصِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۚ اللَّهُ الصَّمَدُ ۚ  
 لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۚ لَمْ يَكُنْ لَهُ  
 تَلْوًا أَحَدٌ ۚ  
 تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ  
 ہے نیاز ہے اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی  
 سے پیدا ہوا اور نہ اُس کے چڑ کا کوئی۔

### تَسْمِيعِ

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ۚ  
 جو اس کی حمد کرے اللہ اُس کی سنتا ہے۔

### تَحْمِيدِ

رَبَّنَا إِنَّكَ الْحَمْدُ ۚ  
 اے ہمارے رب حمد تیرے ہی لیے ہے۔

### تَشْهَدِ

الشَّاهِدَاتِ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ وَ  
 الطَّلِبَاتِ أَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا  
 النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
 أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ  
 الصَّالِحِينَ ۚ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
 تمام عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ  
 کے لیے ہیں سلام حضور پر ہے نبی اور اللہ کی  
 رحمت اور برکتیں۔ سلام ہم پر اور اللہ کے  
 نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ  
 کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ  
 محمد ﷺ اُس کے خاص بندے

عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ ۝

اور رسول ہیں۔

## دُرود شریف (ابراہیمی)

اے اللہ! اوروں کے لیے سردار محمد ﷺ پر  
اور اُن کی آل پر جس طرح دُرود بھیجا تو نے ہمارے  
سردار ابراہیم علیہ السلام پر اور اُن کی آل پر بے شک  
تو سرا ہوا ہوا بزرگ ہے اے اللہ برکت  
نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد  
پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل کی  
تو نے سیدنا ابراہیم پر اور ان کی آل پر۔  
بے شک تو سرا ہوا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ  
عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی  
سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا  
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ  
بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا  
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝  
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ۝

## دُعَا

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے  
اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے  
والا کوئی نہیں تو اپنی طرف سے میری مغفرت  
فرما اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے  
والا ہر مان ہے!

اے اللہ! ہمارے پروردگار تو میں دنیا  
میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے  
اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا  
کَثِیْرًا وَّاِنَّکَ لَا تَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا  
اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِکَ  
وَازْحَمِنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوْرُ  
الرَّحِیْمُ ۝

یا یہ دُعا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا  
حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا  
عَذَابَ النَّارِ ۝

## دُعائے قوت

جو ترکی تیری رحمت میں سورت کے بعد رکوع سے پہلے کا نفل ایک ہاتھ اٹھا کر اور اللہ اکبر کہہ کر پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا أَسْتَعِينُكَ وَ  
لَسْتَ قُدْرُكَ وَ نُوْمُنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ  
عَلَيْكَ وَ نُلْقِيْ عَلَيْكَ الْعِيْزَ وَ  
لَقُوْمُكَ وَ لَا تَكْفُرُكَ وَ تَعْلَمُ  
وَنُتْرُكَ مَنْ يَفْجُرُكَ ۝ اللَّهُمَّ  
إِنَّا لَنَعْبُدُكَ وَ لَكَ نُصَلِّي وَ لَنَعْبُدُ  
وَ إِلَيْكَ لَسْنَا وَ نَخْفِدُ وَ نَرْجُو  
رَحْمَتَكَ وَ نَخْشَى عَذَابَكَ إِن  
عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

الہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت  
چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر  
توکل کرتے ہیں اور بھلائی کے ساتھ تیری ثنا  
کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری  
نہیں کرتے اور ہم جدا کرتے اور اس شخص کو  
پھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے اے  
اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے ہی  
یہ نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری رحمت  
دہاتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں  
اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا  
عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

سوال<sup>۱۱</sup> : جسے دُعائے قوت یاد ہو وہ کیا پڑھے؟

جواب : جو دُعائے قوت پڑھ سکے یہ دُعا پڑھے وَ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ  
فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

سوال<sup>۱۲</sup> : رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو قوم کہتے ہیں۔

سوال<sup>۱۳</sup> : دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : دو سجدوں کے درمیان بیٹھے کو جلسہ کہتے ہیں۔

سوال<sup>۱۴</sup> : بہت سے رکعتوں کے نماز پڑھتے ہیں اُسے کیا کہتے ہیں؟



جواب : مل کر نماز پڑھنے کو جماعت کہتے ہیں، نماز پڑھانے والے کو امام اور پیچھے نماز پڑھنے والوں کو مقتدی کہتے ہیں۔

سوال ۱۷۸ : تنہا ایک لکھ نماز پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب : تنہا پڑھنے والے کو منفرد کہتے ہیں۔

سوال ۱۷۹ : جماعت سے نماز پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب : نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے سائیس درجہ بڑھ کر ہے۔

سوال ۱۸۰ : مسجد میں جاتے اور آتے وقت کیا دعا پڑھتے ہیں؟

جواب : جب مسجد میں جاؤ تو پہلے دایاں پاؤں اندر رکھو اور پھر دُعا پڑھو،

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ تو رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے)۔

اور جب باہر نکلو تو پہلے بایاں قدم باہر نکالو اور یہ پڑھو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں)

سوال ۱۸۱ : مسجد میں جا کر کیا کرنا چاہیئے؟

جواب : مسجد میں داخل ہو تو جو لوگ وہاں بیٹھے ہیں انہیں سلام کرو، اپنا وقت خدا کی یاد

میں گزارو، جماعت کا وقت ہو تو نماز باجماعت ادا کرو، جماعت کا وقت نہ ہو تو قرآن شریف

کی تلاوت کرو یا کلمہ شریف دُردود شریف پڑھتے رہو ہرگز ہرگز دنیا کی کوئی بات مسجد

میں نہ کرو، یہ سنت منہ سے، نمازی کے آگے سے نہ گزرو، انگلیاں مت چٹکاؤ۔

سبق نمبر ۱۵

## نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال ۱۸۲ : نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب : وضو کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں

ہاتھ کے پنجوں میں چار انگلی کا قاصد کر کے کھڑے ہو جاؤ اور نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں کی ٹوئیک اٹھاؤ، انگلیاں اپنی حالت پر رکھو اور ہتھیلیاں قبلہ رخ کرو اور اب اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لاؤ اور نواف کے نیچے دونوں ہاتھ اس طرح باندھو کہ داہنی ہتھیلی کی ٹہنی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت (پیٹھ) پر اور انگوٹھا اور چھٹا کلائی کے اگلے نفل (دالہ) کی صورت، اب ثانی منہ مختلف اللہ ۱۰ پڑھو پھر توفیق یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور تسبیح یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھو اور الحمد کے ختم پر آہستہ سے آمین کہو، پھر کوئی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھو پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں پھیل کر گھٹنوں کو اٹھوں سے کھڑو، پیٹھ کبھی ہوتی اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھو، اور پانچا نہ ہو، اپنی نظر اپنے قدموں پر جاؤ اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہو پھر تسبیح یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ لَمَنْ حَمِدَہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور تحمید یعنی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہو، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جاؤ کہ پہلے گھٹے زمین پر رکھو پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر جاؤ، پیشانی کی ہڈی اور ناک کی ٹوک کا زمین سے چھو جانا ہرگز کالی نہیں۔

بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رالوں اور رالوں کو ہڈیوں سے جدا رکھو اور دونوں ہاتھوں کی سب انگلیوں کے پیٹ زمین پر قبلہ رخ جیسے رکھو، ہتھیلیاں کبھی ہوتی اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور تین یا پانچ بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہو پھر تسبیح کہتے ہوئے پہلے سر اٹھاؤ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اُس کی انگلیاں قبلہ رخ کرو اور بائیں قدم بچا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جاؤ اور ہتھیلیاں بچا کر رالوں پر گھٹنوں کے پاس رکھو کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرو پھر سر اٹھاؤ اور تسبیح کہتے ہوئے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جاؤ،

اُٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکو۔

یہ دوسری رکعت شروع ہوئی اب صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر الحمد شریف پڑھو اور کوئی اور سورت ملاؤ اسی طرح رکوع کرو اور رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر اسی طرح سجدے میں جاؤ اور دونوں سجدے اسی طرح کر کے مابینا قدم کھڑا کرو اور بائیں قدم بچھا کر بیٹھ جاؤ اور اب تشهد یعنی التیات پڑھو اور جب کھڑے نہ ہو کر ”لا“ کے قریب پہنچو تو دہنے ہاتھ کی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بناؤ اور چھٹکی اور اس کے پاس والی کو بتھیلی سے ملاؤ اور کھڑے نہ ہو کر ”لا“ پر کھڑے کی انگلی اٹھاؤ مگر اس کو حرکت نہ دو اور کھڑے نہ ہو کر ”پر رُکرا کر سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دو پھر درود شریف پھر دُعا پڑھو پھر دائیں طرف منہ پھیر کر ایک بار اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ کہو۔ یہ دوسری رکعت نماز پوری ہو گئی۔

سوال ۹۸: تین یا چار رکعت پڑھنا ہوں تو کیسے پڑھیں؟

جواب : اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت کے آخر میں صرف التیات پڑھ کر کھڑے ہو جاؤ اور تہنی رکعت پڑھنا چاہو پڑھو، مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورت ملانے کی ضرورت نہیں ہاں نماز مُنتہ یا نفل یا واجب ہے تو یہ دو رکعتیں بھی پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھو یعنی الحمد کے بعد سورت ملاؤ۔

سوال ۹۹: امام اور مقتدی کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب : نماز پڑھنے کا جو طریقہ ہم نے لکھا یہ امام یا تنہا مرد و منفرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس کی بعض باتیں جائز نہیں مثلاً امام کے سورۃ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا، مقتدی کو صرف پہلی رکعت میں شمار پڑھ کر خاموش ہو جانا چاہیے۔ اُسے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ رکوع سے اُٹھتے وقت مقتدی کو صرف اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا لَكَ الْحَمْدُ (یا رَبَّنَا اِنَّا لَكَ الْحَمْدُ) کہنا چاہیے۔

سوال ۱۰۰: سجدے میں پاؤں زمین سے اُٹھے رہیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب : پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر ٹکنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں

کے پیٹ زمین پر لگتا مابجب تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹے رہے نماز نہ ہوئی بلکہ صرف اُٹھنے کی ٹوک زمین سے اُٹے جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

سوال ۹۰ : فرض نماز کے بعد کون سی دُعا پڑھتے ہیں؟

جواب : فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھی جاتی ہے :

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَوَعْدُكَ السَّلَامُ وَرَایْکَ یَرْجُو السَّلَامَ  
سے ہے اور سلامتی تیری طرف لوثی ہے۔ اے رب ہمارے! تو برکت والا ہے اور بزرگ ہے اے عزت وجلال والے!

سبق نمبر ۱۶

## اچھی اچھی دُعائیں

۱۔ سوتے سے اٹھتے ہوئے دُعا پڑھو :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اٰخِیَانَا  
بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاَلْبَسَ  
النَّسُوْمَ  
سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

۲۔ کھانے سے پہلے کی دُعا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَ  
اَبِدْ لَنَا خَیْرًا اٰمَنًا  
اللہ کے نام سے جو بہت بڑا رحیم اور رح کرنے والا ہے۔ اے رب! اس میں ہمارے لیے برکت آمار اور ہمیں اس سے بہتر دے۔

۳۔ کھانے کے بعد کی دُعا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْعَمَنَا  
سب تعریف اُس اللہ کو جس نے ہمیں کھانے

وَسَقَاتَنَا وَجَعَلَنَا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ ط

اور اپنے کو دیا اور مسلمان بنایا۔

۴۔ نیا کپڑا پہننے کی دعا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ  
هَذَا اَوْ رَزَقْنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ  
وَقُوَّةٍ وَلَا قُوَّةَ ط

سب تعریف خدا کے لیے جس نے  
میں یہ لباس پہنایا اور ہماری طاقت  
کے بغیر میں عطا فرمایا۔

۵۔ آئینہ دیکھنے کی دعا :

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيِضُ  
وُجُوهُكَ وَكَسُوْهُ وَجُوْهُكَ ط

اپنی میراث اُملا کر جس دن کچھ منہ اُبلے ہیں  
اور کچھ سیاہ۔

۶۔ سر رنگانے کی دعا :

اَللّٰهُمَّ مَقِّعْنِيْ بِالنَّمْرِ وَالْبَصَرِ ط

اپنی جے سننے اور دیکھنے سے برہ مندر۔

۷۔ ہرنار کے بعد کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھو بڑا ثواب پاؤ گے۔

۸۔ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی کوئی چیز دیکھو اور پسند آئے تو برکت کی دعا  
کرو اور کہو :

تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ  
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْهِ وَلَا  
تَضُرَّهُ ط

اللہ برکت کرے جو کہ احسن الخالقین ہے  
اے اپنی! اُسے اس میں برکت دے کہ  
یہ نقصان نہ پہنچائے۔

یا اُردو میں کہہ دو "اللہ برکت کرے" اس طرح نظر نہیں لگے گی۔

۹۔ جب کوئی ایسی چیز دیکھو جو تمہیں ناپسند آئے یعنی تم بڑا تنگن پاؤ تو یہ دعا پڑھو :

اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي الْحَسَنَاتِ اِلَّا  
اَنْتَ وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَاتِ  
اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ  
اِلَّا بِاللهِ ط

اپنی تیرے سوا بھلائی دینے والا کوئی نہیں  
ہے اور تیرے سوا کوئی بُرائی مٹانے والا  
نہیں اور ساری طاقت اور قوت اللہ ہی  
کے لیے ہے۔

۱۰۔ کسی کو بیماری یا مصیبت میں مبتلا دیکھو تو یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَاثَانِيْ وَمَنَّا  
اِبْتَلَاكَ بِهِمْ وَكَفَّلَهُمْ عَلٰی  
كَذٰلِكَ يَمُنُّ خَلْقٌ كَثِيْرًا ۝

اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اس چیز سے  
نجات دلائی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی  
بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

میں وہ سنی ہوں جو قادی مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

## دُعائے خیر

دنیا میں ہر آن سے بھانا مولیٰ تجھے میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ  
بیٹھوں جو در پاک پیہر کے حضور ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

## تمت

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ  
تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ  
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اَلْعَبْدُ مُحَمَّدٌ عَلِيٌّ خَالُ الْقَادِرِي الْبَرَكَاتِي الْمَاهِرُ مِي عَفِي عَنْهُ  
مدرس مدرسہ احسن البرکات حیدر آباد پاکستان

## پہلا باب

## اسلامی عقیدے

### سبق نمبر ۱

## دین اسلام

سوال ۱: اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

جواب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اول اس امر کی شہادت (گواہی) دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دُعا مذکور قائم کرنا، سوئم زکوٰۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

سوال ۲: کلمہ شہادت کیلئے؟

جواب: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوال ۳: کیا صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر آدمی مسلمان ہو جاتا ہے؟

جواب: بڑی کلمہ گوئی یعنی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان وہ ہے جو زبان سے اقرار کے ساتھ ساتھ سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں۔ محمد ﷺ کو ہر بات میں سچا مانے اور اس کے کسی قول یا فعل سے اللہ و رسول کا انکار یا توہین نہ پائی جائے۔

سوال ۴: گورگے آدمی کا مسلمان ہونا کیسے معلوم ہوگا؟

جواب : گوگھا آدمی کذباً سے انکار نہیں کر سکتا اس کے مسلمان ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اشارے سے یہ ظاہر کر دے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور اسلام میں جو کچھ ہے وہ صحیح اور حق ہے۔

سوال ۳ : ضروریات دین جن میں بغیر ملے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا وہ کیا ہیں ؟

جواب : ضروریات دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتا ہے جیسے اللہ عزوجل کی توحید (یعنی اُسے ایک جاننا) نبیوں کی نبوت، جنت، دوزخ، خیر و شر وغیرہ مثلاً یا اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔

سوال ۴ : ایک شخص کلمہ اسلام پڑھتا ہے اور دین کی کسی ضروری بات کا انکار بھی کرتا ہے وہ مسلمان ہے یا نہیں ؟

جواب : ہرگز نہیں، جو شخص کسی ضروری دینی امر کا انکار کرے یا اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے، خدا اسلامی برادری میں داخل ہے نہ مسلمان۔

سوال ۵ : نفاق کیا ہے ؟

جواب : زبان سے اسلام کا دعوے اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق ہے یہ بھی خالص کفر ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

سوال ۶ : کیا اس زلمے میں کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں۔

جواب : کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ تو منافق نہیں کہا جاسکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زلمے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے کہ اسلام کے دعوے کے ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔



## سبق نمبر ۲

## ہمارا خدا

اَمَنْتُ بِاللّٰهِ - میں اللہ پر ایمان لایا

سوال ۱: اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے؟

جواب ۱: اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، نہ اس کی بی بی، نہ اس کے کوئی اولاد نہ اس کا کوئی ہمسر و برابر۔

۲- اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں والی ہے۔ وہ ہر قسم کے عیب و نقص اور کمزوری سے بڑی اور پاک ہے۔ وہ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جس سے عیب یا نقص یا کسی دوسری چیز کی طرف احتیاج و حاجت لازم آئے۔

۳- وہ بے پروا ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

۴- وہی سب سے اول ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور وہی سب سے آخر ہے۔ یعنی جب کچھ نہ ہو گا جب بھی وہ رہے گا اور اس کی تمام صفیں اس کی ثلثات کی طرح ازل وابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

۵- وہ حتی و قیوم ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، بے جب چاہے زندگی بخشے (زندہ کرے) اور جب چاہے موت دے۔

۶- وہ قدیر ہے ہر چیز پر قادر ہے، بڑی طاقت اور قدرت والا ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں۔

۷- وسیع ہے، ہر یکار نے والے کی پکار اور آواز سنتا ہے، زمین پر چوٹی کے چلنے کی آہٹ اور محقر کے پڑوں کی آواز تک وہ سنتا ہے۔

۸- وہ بصیر ہے یعنی ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز اندھیرے میں ہو اُجالے میں ہو، نزدیک

ہو یا دور ہو، بڑی ہو یا چھوٹی ہو، اس سے بچی ہوئی نہیں۔

۹۔ وہ عظیم ہے یعنی ہر چیز کی اُس کو خبر ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ہماری گفتگو، ہماری نیتیں، ہمارے ارادے جو ہمارے سینوں میں پوشیدہ دچھے ہوئے ہیں سب اُسے معلوم ہیں۔ ایک ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں۔

۱۰۔ تمام چیزیں اُس کے ارادہ و اختیار سے ہیں جس کو چاہتا ہے وہی چیز ہوتی ہے اور وہ جسے دچاہے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس کی مشیت ارادے کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا، پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ کوئی ذرہ بغیر اس کے حکم کے چل نہیں سکتا۔

۱۱۔ وہی ہر چیز کا خالق و پیدا کرنے والا ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اسی نے پیدا کیا، سوائے اللہ کے اور کوئی کسی چیز کا خالق نہیں، وہ ایک تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اُسی کی مخلوق، اسی کی پیدا کی ہوئی ہے، جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے ”کُن“ کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔

۱۲۔ وہی تبارک ہے، چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو رزق پہنچاتا ہے اور روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے۔ وہی رب العالمین ہے۔

۱۳۔ وہ کلام بھی کرتا ہے تمام آسمانی کتابیں اور قرآن کریم سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

سوال ۱۴: اللہ تعالیٰ کس چیز سے دیکھتا اور سنتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی منتیں بھی اس کی شان کے مطابق ہیں۔ بے شک وہ سنتا ہے دیکھتا ہے، کلام کرتا ہے مگر ہماری طرح دیکھنے کے لیے آنکھ کا، سننے کے لیے کان کا اور کلام کرنے کے لیے زبان کا محتاج نہیں۔ وہ بے کان کے سنتا ہے اور اس کے سننے کے لیے ہوا کے واسطے کی بھی ضرورت نہیں۔ بے آنکھ کے دیکھتا ہے اور دیکھنے کے لیے روشنی کا بھی محتاج نہیں، بے زبان کے بولتا ہے اور اس کا کلام آواز و الفاظ سے بھی پاک ہے۔

## سبق نمبر ۳

## فرشتے

وَمَلٰئِكَتِهٖ - اور اسی ایمان لایا اللہ کے فرشتوں پر

سوال ۱؎ : ملائکہ (فرشتے) کون ہیں؟

جواب : فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایمان دار، عبادت گزار اور مکرم و عزت والے بندے ہیں جن کے جسم لورانی ہیں یعنی وہ کُور سے پیدا کئے گئے ہیں، معصوم ہیں اور خدا کے فرمانبردار، خدا کی نافرمانی اور گناہ نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ خدا کی عبادت و بندگی ان کی خدا ہے۔ ہر وقت ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال ۲؎ : فرشتوں کو معصوم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب : اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں گناہ اور بُرائی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھی، ان سے خدا کی نافرمانی ممکن ہی نہیں اور اسی لیے نبیوں کو بھی معصوم کہتے ہیں۔

سوال ۳؎ : فرشتوں کی تعداد کتنی اکل کتنی ہے؟

جواب : فرشتے بے شمار ہیں، اُن کی تعداد وہی جانے جس نے انہیں پیدا کیا یا اس کے بتائے اس کا پیارا رسول ﷺ ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے، ہر روز بے شمار پیدا ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ نیک کام، اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بند ہوتا ہے۔

سوال ۴؎ : مشہور فرشتے کتنے ہیں؟

جواب : چار فرشتے بہت مشہور ہیں اور بہت عظمت رکھتے ہیں۔

۱۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، ان کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی لانا ہے۔

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام، پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔

۲۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام، جو قیامت کو صُور بھونکیں گے۔

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جنہیں رُوح قبض کرنے میں لوگوں کی جان نکالنے کی خدمت پُر دہی گئی ہے، بے شمار فرشتے ان کی ماتمی میں کام کرتے ہیں۔

سوال ۱۸: اور فرشتے کن کاموں پر مقرر ہیں؟

جواب: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں اور جہاں کا کام پر مقرر ہیں۔ بعضے جنت پر، بعضے دوزخ پر، کسی کے ذمہ آدمیوں کے نامہ اعمال کھنابے تو کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا، بعضوں کے متعلق قبر میں مردوں سے سوال کرنا ہے تو بعضوں کے متعلق عذاب کرنا، کوئی دربارِ رسول میں حاضری پر مقرر ہے اور کوئی مسلمانوں کے دعوے سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے اور کوئی میلاد شریف وغیرہ ذکرِ خیر کی مجلسوں میں حاضری دیتا ہے۔

سوال ۱۹: نامہ اعمال کھننے والے فرشتوں کا کیا نام ہے؟

جواب: انہیں کُلاما کا تبین کہتے ہیں۔ نیکی اور بدی کے کھننے والے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دن کے اور رات کے اور۔

سوال ۲۰: قبر میں سوال کرنے والے فرشتے کون سے ہیں؟

جواب: یہ دو فرشتے ہیں۔ ان میں ایک کو مُنگر اور دوسرے کو بچر کہتے ہیں۔ اُن کی تشکیلیں بڑی ہیبت ناک (ڈراؤنی) ہوتی ہیں۔

سوال ۲۱: کیا فرشتے کسی کو نظر بھی آتے ہیں؟

جواب: ہیں تو نظر نہیں آتے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں جیسے انبیاء اللہ (خدا کے پیغمبر) انہیں دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ ان موت کے وقت مسلمان رحمت کے فرشتے اور کافر عذاب کے فرشتے دیکھ لیتا ہے۔

سوال ۲۲: جو شخص فرشتوں کو زمانے وہ کون ہے؟

جواب: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کہتے ہیں اور اس کے برعکس نہیں۔ یہ مفلوں باتیں کفر ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر۔

سبق نمبر ۴

## آسمانی کتابیں

وکتبہ - اور میں ایمان لایا اُس کی کتابوں پر

سوال ۱: آسمانی کتاب کیا مطلب ہے؟

جواب : خدا کی کتاب جو اُس نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اُناری تاکہ بندے اللہ اور اس کے رسولوں کو جانیں اور ان کی مرضی و حکم کے مطابق کام کریں۔

سوال ۲: اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں اُناریں؟

جواب : بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُناریں جن کی صحیح تعداد اللہ جانے اور اللہ کا رسول، البتہ ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُناری۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی اور قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عنایت فرمائی گئی۔

سوال ۳: کیا قرآن کریم کے سوا باقی کتابیں آج کل صحیح موجود ہیں؟

جواب : جی نہیں۔ آج روئے زمین پر قرآن کریم کے سوا صحیح تورات، صحیح انجیل اور صحیح زبور کہیں نہیں پائی جاتی۔ عیسائی، یہودی اور اگلی امت کے شریعوں نے اپنی خواہش کے مطابق انہیں گھٹا بڑھا یا تو وہ جیسی اتری تھیں ویسی اُن کے ہاتھوں میں باقی نہ رہیں۔

سوال ۴: موجودہ تورات و انجیل کو کس طرح مانا جائے؟

جواب : جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور مان لیں گے اور اگر ہماری کتاب کے خلاف ہے تو ہم یقین جانیں گے کہ یہ ان شریعوں کی تحریف ہے کہ انھوں نے کچھ کچھ کر دیا۔

سوال ۲۲: اور اگر موافق مخالفت ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں ہیں حکم ہے کہ ہم نہ اس کی تصدیق کریں نہ انکار بلکہ یوں کہیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۔

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال ۲۳: کیا قرآن شریف میں کی بیشی ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں، چونکہ یہ دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہذا قرآن شریف کی حفاظت

اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی ہے اس لیے اس میں کسی حرف یا نقطہ کی بھی کمی بیشی

نہیں ہو سکتی نہ کوئی اپنی خواہش سے اس میں گھٹا بڑھا سکتا ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے

بدلنے پر مہم ہو جائے۔

سوال ۲۴: جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن کریم میں کی بیشی جائز ہے وہ کون ہے؟

جواب: جو کہے کہ قرآن شریف کا ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا، یا بدل دیا

وہ قطعاً کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

سوال ۲۵: صحیفہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حقوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا درج جو قرآن

شریف سے پہلے آئے گئے انہیں صحیفے کہتے ہیں۔ ان صحیفوں میں اچھی اچھی مفید نصیحتیں

اور کارآمد باتیں ہوتی تھیں۔

سوال ۲۶: کل کتنے صحیفے ہیں اور کس کس پر آئے گئے؟

جواب: صحیح تعداد تو اللہ درمحل ہی کو معلوم ہے۔ میں تو یہ چرچنا ہے کہ کچھ صحیفے حضرت

آدم علیہ السلام پر آئے گئے۔ کچھ آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام پر۔ کچھ حضرت

ابراہیم علیہ السلام پر۔ کچھ حضرت ادریس علیہ السلام پر اور کچھ حضرت موسیٰ علیہ

السلام پر بھی آئے گئے۔

سوال ۲۷: کیا قرآن شریف جیسی کوئی اور کتاب پائی جاسکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! قرآن شریف بے مثل کتاب ہے جو بے مثال نبی ﷺ

پر نازل فرمائی گئی۔ اس اہی لقب امین نے اس کتاب کو عربیہ حبشی قوم کے سامنے پیش کیا اُسے اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرایا اور صاف اعلان کر دیا کہ اگر سارا نہیں تو قرآن حبشی دس سورتیں ہی بنا لاؤ بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ دس نہیں تو ایسی ایک ہی سورت پیش کرو، لیکن دنیا جانتی ہے کہ ان کی عقلیں پکڑا گئیں اور اگر وہ ایسا کر سکتے تو اس ذات کو کیوں گواہ کرتے کہ انہیں اور ان کے معبودوں کو دوزخ کا ایندھن بتایا جا رہا تھا۔ تو جب اہل عرب اس حبشی اور کوئی سورت بلکہ آیت بھی نہ لاسکے تو دوسرا کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

سوال ۱۲: کیا ہندوؤں کے پاس کوئی خدا کی کتاب ہے؟  
جواب: انہیں، اور دیکھ جسے وہ آسمانی کتاب کہتے ہیں پُرلے نے زمانے کے شاعروں کی نظموں کا مجموعہ ہے، کلام الہی ہرگز نہیں۔

سبق نمبر ۷

## خدا کے رسول و نبی

وَرُسُلِهِ - اور امی ایمان لایا، اُن کے رسولوں پر

سوال ۱۳: رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن برگزیدہ د پاک بندوں کو اپنے پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا انہیں رسول کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی طرف جڑاتے ہیں۔

سوال ۱۴: نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں برے اور بکھے جاتے ہیں البتہ نبی صرف اس بشر (انسان) کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول فرشتوں میں سے بھی ہوتے ہیں انسانوں میں بھی اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جو نبی نئی شریعت لائے اُسے رسول کہتے ہیں۔

سوال ۳۲: پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی و رسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں ان کی عطا کی اور تربیت پر وحش، خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ عالی نسب، عالی حسب انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے ہوتے، خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیزگار، تمام اخلاقی خصلت (نیک عادات) اسے آراستہ اور ہر قسم کی بُرائی سے دُور رہنے والے، انھیں عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا (درجوں) اُردھ ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنسدان کی فہم و فراست اس کے لاکھوں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور کیوں نہ ہو یہ اللہ کے لائے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہر ایسی بات سے دُور رکھتا ہے جو باعث نفرت ہو، اسی لیے انبیاء اللہ کے جسموں کا برص، سفید دلخ، جذام (کڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ گھمن (نفرت) کریں۔

سوال ۳۳: نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء عظیم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں، حساب کتاب جنت و دوزخ، ثواب عذاب، حشر، نشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ وہی بتاتے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچتی مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ کے دیتے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی (خدا کا عطا کیا ہوا) ہوا۔

سوال ۳۴: خدا کے دربار میں نبی کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: تمام انبیاء کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی وجاہت اور عزت حاصل ہے۔ انبیاء اللہ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ، بلند و بالا ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں بھی ان کے مرتبہ کا کوئی نہیں۔ بڑے سے بڑا ولی ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔

سوال ۳۵: جو کسی نبی کی عزت نہ کرے وہ کون ہے؟

جواب: نبی کی تعظیم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے بلکہ یہ فرض دوسرے تمام فرضوں سے بڑھ کر



ہے تو جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی ایسی ویسی بات بکلمے جس سے ان کی توہین ہوتی ہو وہ کافر ہے۔

سوال ۳۱: کیا کوئی شخص عبادت سے نبی ہو سکتا ہے؟

جواب: نہیں! نبوت بہت بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی بھی شخص عبادت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کر سکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، ساری زندگی نماز میں گزار دے، سارا مال و دولت خدا کی راہ میں قربان کر دے مگر نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو کہے جسے اس کے قابل پاتا ہے۔

سوال ۳۲: کل کتنے انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے؟

جواب: نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینا جائز نہیں۔ میں یہ اعتقاد رکھتا چاہیے کہ خدا کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال ۳۳: کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ نبی صرف انسانوں میں سے جرتے ہیں اور ان میں بھی یہ مرتبہ صرف مرد کے لیے ہے نہ کوئی جن و فرشتہ نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

سوال ۳۴: کیا نبیوں اور فرشتوں کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہو سکتا ہے؟

جواب: نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں، نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔

سوال ۳۵: کیا اولیاء اللہ بھی معصوم نہیں؟

جواب: بے شک اولیاء اللہ نبی ﷺ کی اولاد اور اہل بیت میں جو امام ہیں وہ بھی معصوم نہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے، ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر جو تو نا ممکن بھی نہیں۔

سوال ۳۶: کیا نبی کسی حکم خداوندی کو چھپا بھی دیتے ہیں؟

جواب: نہیں! اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر بندوں کے لیے جتنے احکام اتارے انہوں نے

وہ سب کو پہنچا دیئے۔ جو کہ کسی حکم کو نبی نے چھپائے رکھا یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔

سوال ۱۲: جنہی وفات پاپے انھیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اس دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ایک آن کے لیے ان پر موت آئی پھر بدستور زندہ ہو گئے۔

سوال ۱۳: دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون ہیں؟

جواب: سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں۔ آدم علیہ السلام سے پہلے انسان موجود نہ تھا سب انسان انھیں کی اولاد ہیں اسی لیے ”آدمی“ کہلاتے ہیں یعنی (اولادِ آدم) اور آدم علیہ السلام کو ”ابو البشر“ کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔

سوال ۱۴: سب میں پہلے رسول کون ہیں؟

جواب: سب میں پہلے رسول جو کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے، حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ نے سارے نوسو برس تک تبلیغ کی مگر چونکہ آپ کے زمانے کے کافر بہت سخت دل اور گستاخ تھے اپنی حرکتوں سے باز نہ آتے۔ آخر کار آپ نے دُعا کی طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف گنتی کے وہ مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھا بچ گئے باقی سب ہلاک ہو گئے۔

سوال ۱۵: سب سے آخر میں کون سے نبی تشریف لائے؟

جواب: سب میں پچھلے نبی جو تمام جہان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے تشریف لائے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم کر دیا کہ حضور کے زمانے میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔

سوال ۱۶: انبیاء کرام مرتبے میں برابر ہیں یا کم و بیش؟

جواب: نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں اور

سب میں افضل، رتبے میں سب سے بلند و بالا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں۔ اسی لیے آپ کو سید الانبیاء کہا جاتا ہے۔ یعنی سامے نبیوں کے سردار، سب کے سر کے تاج ﷺ

سوال ۴۸: حضور کے بعد کس کا مرتبہ بڑا ہے؟

جواب: حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا یہ حضرات خدا کی ساری مخلوق سے افضل ہیں یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی۔

سبق نمبر ۶

## سید الانبیاء

(ﷺ)

سوال ۴۹: ہمارے حضور ﷺ کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: ۱۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ﷺ کا نور پیدا کیا پھر اُسی نور سے تمام کائنات پیدا کی۔ اگر حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو، حضور تمام جہان کی جان ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی روحوں سے عہد لیا کہ اگر وہ حضور کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

۳۔ حضور تمام مخلوق الہی میں خود بھی سب سے بہتر ہیں اور ان کا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے، ان جیسا دوسرا نہ کوئی ہو نہ ہوگا۔

۴۔ حضور انور کی ولادت شریفین کے وقت بُرت اور مہِ مگر ٹپے اور ایسا نور پھیلا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لیے۔

۵۔ آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۶۔ گرمی کے وقت اکثر بدل آپ پر سایہ کرتا تھا اور صفت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔  
حالا کہ ابھی لوگوں کو آپ کا نبی ہونا معلوم نہ ہوا تھا۔

۷۔ آپ کے جسم اوپر سینے میں شک و دغیان سے بڑھ کر خوشبودار آتی تھی جس راستے سے آپ گزرتے وہ راستہ مہک جاتا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان کے مخلوق کی کھیاں مٹا فرمادیں، اور اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ اُن کے حکم کو کوئی ٹانے والا نہیں۔

۹۔ دنیا و آخرت کی ہر چھوٹی بڑی نعمت آپ ہی کے فضل میں ملتی ہے اور مٹی ہے گی۔

۱۰۔ اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا ذکر بھی بلند کیا جاتا ہے۔ حضور اللہ کے محبوب ہیں۔ غرض حضور کے فضائل بے شمار ہیں۔ وہ اللہ کے حبیب ہیں اور مخلوق میں ساری خوبیاں حضور ہی کی ذات پر ختم ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سوال: میلاد شریف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: میلاد شریف یعنی حضور اقدس ﷺ کی ولادت (پیدائش) مبارک کا بیان جائز ہے۔ اس محفل پاک میں حضور کی فضیلتیں، حضور کے معجزے، آپ کی عادتیں، آپ کی زندگی کے مبارک حالات اور دوسرے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان چیزوں کا ذکر حدیثوں میں بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی۔ اگر مسلمان یہی چیزیں اپنی محفلیں میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل کریں تو اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس محفل میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

سبق نمبر،

## نعت اکرم سید عالم

(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں	سچی بات سکھاتے یہ ہیں
ہمتی نیویں جماتے یہ ہیں	ڈوبی ناویں تیراتے یہ ہیں
مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں	اُن کے ہاتھ میں ہر کچھ ہے
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں	اُن کا حکم جہاں میں نافذ
رزق اس کلبہ کھلاتے یہ ہیں	رَبّ ہے مُعْطٰی یہ ہیں قاسم
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں	اُس کی بخشش اِن کا صدقہ
کون بچائے، بچاتے یہ ہیں	لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن
لطف وہاں فرماتے یہ ہیں	باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
اَا کہہ کے بُلّاتے یہ ہیں	ماں جب اکھوتے کو چھوڑے
کون بنائے بناتے یہ ہیں	اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں

کہہ دو رضا سے خوش ہو خوش رہ

مژدہ رضا کا سُناتے یہ ہیں

لے نافذ، جاری سہ مُعْطٰی، دینے والا سہ قاسم، اپنے والے

## سبق نمبر ۷

# قیامت کا دن

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - اور میں ایمان لایا آخرت کے دن پر

سوال ۱۵: قیامت کا دن کونسا دن ہے؟

جواب: قیامت کا دن بڑا سخت ہولناک دن ہے۔ اس کی دہشت اور خوف سے دل و دلیں گے۔ زمین و آسمان، جن و انسان اور فرشتے غرض تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ آسمان شق ہو جائے گا، زمین پر کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ پہاڑ و سکی ہوئی اون کی طرح اڑے پھریں گے۔ آسمان کے اترے بارش کے قطروں کی طرح زمین پر گر پڑیں گے، ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے۔ اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی اور سوائے پروردگار عالم کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

سوال ۱۶: قیامت کیونکر قائم ہوگی؟

جواب: قیامت آنے کی شکل یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام صُور پھونکیں گے جس سے تمام زمین و آسمان میں الجبل پڑ جائے گی۔ شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی۔ جس سے لوگ یہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔ زمین، آسمان اور پہاڑ اور پھر اللہ کے حکم سے اسماعیل اور عزرائیل بھی فنا ہو جائیں گے۔ اس وقت سوائے ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال ۱۷: حضرت عزرائیل کی روح کون قبض کرے گا؟

جواب: جب زمین و آسمان سب فنا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جبریل کی روح قبض کر، حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کریں گے۔ وہ ایک بڑے پہاڑ کی مانند اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے عہدے میں

گر پڑیں گے۔ اسی طرح حضرت میکائیل اور اسرافیل اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں کی روح باری باری سے قبض کر لی جائے گی وہ سب بھی مرجائیں گے پھر عزرائیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ”مُت“ (مر جا، وہ بھی ایک بڑے پہاڑ کی مانند تسبیح کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔

سوال ۵۲: قیامت کب آئے گی؟

جواب: قیامت کا صحیح وقت تو خدا کو معلوم ہے یا پھر اس کا رسول جانے معرقتا وقت گزرنا چاہتا ہے قیامت قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہاں اللہ در رسول نے قیامت کی کچھ نشانیاں بتادی ہیں جب یہ سب واقع ہوں گی، قیامت آجائے گی۔

سوال ۵۳: علامات قیامت (قیامت کی نشانیاں) کیا ہیں؟

جواب: سب سے بڑی علامت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لا کر چلا جانا ہے مگر حضور اکرم ﷺ نے کچھ اور بھی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مثلاً:

- ۱۔ علم دین اٹھ جائے گا یعنی علماء دین اٹھایے جائیں گے، جہالت کی کثرت ہوگی۔
- ۲۔ لوگ دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کریں گے دین کی خدمت کے لیے نہیں۔
- ۳۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو جائے گا کہ جیسے مٹی میں انگار لینا۔
- ۴۔ زکوٰۃ ادا کرنے کو لوگ تاوان اور پوچھ بچھیں گے۔
- ۵۔ گلنے اور بے حیائی کی کثرت ہوگی کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔
- ۶۔ ذیل لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ مال کی زیادتی ہوگی۔
- ۷۔ نیکے اور ناکارے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر ہوں گے۔
- ۸۔ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلد جلد گزرے گا۔
- ۹۔ لوگ ماں باپ کی نافرمانی کریں گے اور بی بی اور دوستوں کا کہنا مانیں گے۔
- ۱۰۔ انگلوں کو چڑا کہیں گے، ان پر لعنت کریں گے۔
- ۱۱۔ مسجدوں میں شور کریں گے اور بیٹھ کر دنیا کی باتیں بنائیں گے۔

ان علامات کے علاوہ اور بھی بہت علامتیں ہیں جن کا بیان اگلے حصہ میں آئے ہے۔

## سبق نمبر ۹

### تقدیر کا بیان

وَالْقَدَرُ خَيْرٌ وَشَرٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى۔

اور میں ایمان لایا اُس پر کہ تقدیر کی بھلائی، بُرائی اللہ کی طرف سے ہے  
سوال ۵۷: تقدیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم الہی سے اسے جانا اور لکھ دیا، اسی کا نام تقدیر ہے۔

سوال ۵۸: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے۔

جواب: نہیں یہ بات نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا، تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے بُرے، نفع نقصان کو پہچان سکے۔ آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے۔

سوال ۵۹: تقدیر کا انکار کرنے والے کون ہیں؟

جواب: تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی ﷺ نے اس اُمت کا بخوس بتایا ہے۔

## سبق نمبر ۱۰

### موت و قبر کا بیان

سوال ۶۰: موت کسے کہتے ہیں؟



جواب : ہر شخص کی جتنی عمر مقرر ہے نہ اس سے کچھ گھٹے نہ بڑھے۔ جب وہ عمر پوری ہو جاتی ہے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لیے آتے ہیں اور اس کی جان نکال لیتے ہیں اسی کا نام موت ہے۔  
سوال ۳۸ : موت کے وقت کیا نظر آتا ہے؟

جواب : جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے مرنے والے کو اپنے دائیں بائیں فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے اس پاس رحمت کے فرشتے نظر آتے ہیں اور کافر کے ادھر ادھر عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ مسلمان آدمی کی روح فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح کو ذلت اور حقارت (نفرت) سے لے جاتے ہیں۔

سوال ۳۹ : مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے؟

جواب : روحوں کے رہنے کے لیے مقامات مقرر ہیں۔ نیچوں کے علیحدہ، بدلوں کے علیحدہ، کسی مسلمان کی روح قبر پر رہتی ہے کسی کی چاہِ دُعا شریعت میں کسی کی آسمان وزمین کے درمیان کسی کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک کسی کی آسمانوں سے بھی بلند۔

سوال ۴۰ : کافروں کی روہیں کہاں رہتی ہیں؟

جواب : کافروں کی خبیث روہیں بعض ان کے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہیں۔ بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس سے بھی نیچ رہتی ہیں۔

سوال ۴۱ : موت کے بعد روح کو جسم سے تعلق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب : ہاں مرنے کے بعد روح کو جسم سے تعلق باقی رہتا ہے۔ بدن پر جو گزری ہوگی روح اس سے ضرور آگاہ ہوگی، ثواب ملے گا تو روح کو راحت ہوگی، جسم پر عذاب ہوگا تو روح کو تکلیف ہوگی۔

سوال ۴۲ : کیا جسم کی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے؟

جواب : موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے نہ کہ روح بھی مر جاتی ہو جو روح

کونسا ماننے بد مذہب و گمراہ ہے۔

سوال ۶۵: قبر میں مردے پر کیا گودتی ہے؟

جواب: جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت قبر اس کو دباتی ہے۔ اگر مردہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس زور سے دباتی ہے کہ احرار کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

سوال ۶۶: کیا ایک کی رُوح دوسرے کے جسم میں جا کر چراتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ یہ خیال کہ وہ رُوح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ بدن آدمی کا ہو یا کسی جانور کا محض باطل ہے اور اس کا ماننا کفر ہے تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے جسے وہ تانسو یا آواگون کہتے ہیں۔

سوال ۶۷: منکر نکیر کون ہیں؟

جواب: جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔ ان کی شکلیں ڈراؤنی، آنکھیں سیاہ اور نیلی اور دیگ کے برابر دکھتی ہوتی اور بال سر سے پاؤں تک ہیں۔ ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ یہ دونوں مُردے کو جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی سے اس سے سوال کرتے ہیں۔

سوال ۶۸: منکر غیر مُردے سے کیا سوال کرتے ہیں؟

جواب: پہلا سوال مَنْ تَرَبُّکَ تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیسا ہے؟

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کر کے تیسرا سوال کرتے ہیں۔

مَا کُنْتَ تَقُولُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ۔ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

سوال ۶۹: مسلمان اس کا کیا جواب دے گا؟

جواب : مُردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ اللہ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا جواب دے گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب دے گا هُوَ دَسُّوْنِ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ تو رسول اللہ ہیں صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سوال ۱۷ : فرشتے جواب پا کر کیا کہیں گے ؟

جواب : فرشتے سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم ہوتا تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے پہنچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ۔ جنت کی طرف دروازے کھول دو چنانچہ تاحۃ نظر جہاں تک نگاہ پھیلتی ہے وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں اب تو آرام کر، مسلمان کے نیک اعمال اچھی اور پاکیزہ شکل پر ہرگز سے اُنس پہنچاتے رہیں گے۔

سوال ۱۸ : کافر اور منافق کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ؟

جواب : مُردہ اگر کافر یا منافق ہے تو وہ ہر سوال میں کہے گا افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا۔

اس وقت ایک پکارنے والا منادی، آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پیچھے گی، پھر اس پر عذاب کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو لوہے کے گرز (ہتھوڑے) سے اُسے مارتے رہیں گے اور سانپ اور کچھو اور اس کے بُرے اعمال کُتیا بھینڈا یا در شکل بن کر اُسے ایذا (تکلیف) و عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

سوال ۱۹ : کیا گناہگار مسلمان پر بھی قبر میں عذاب ہوگا ؟

جواب : ہاں بعض گناہگاروں پر ان کی نافرمانی کے لائق قبر میں بھی عذاب ہوگا، پھر اس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اولیائے کرام کی شفاعت سے یا محض رحمتِ خداوندی سے جب خدا چاہے گا نجات پائیں گے۔

سوال : جو مُردے دفن نہیں کئے جاتے ان سے بھی سوال ہوتا ہے؟

جواب : مُردہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اُسے کوئی مالور کھا جائے ہر حال میں اُس سے سوالات ہوں گے اور وہیں اُسے ثواب یا عذاب پہنچے گا۔

سوال : زندوں سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب : ہاں زندوں کے نیک اعمال سے مُردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔ قرآن مجید یا حدودِ شریعت یا کلمہ طیبہ پڑھ کر یا کوئی صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب مُردوں کو بخشنا چاہیے۔ اسے ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔ حدیث شریف سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

سوال : قبر پر اذان جائز ہے یا نہیں؟

جواب : جائز ہے اس سے مُردے کو راحت ملتی اور گھبراہٹ دور ہوتی ہے۔

سبق نمبر ۱۱

## مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

وَالْمَبْعُوثُ بَعْدَ الْمَوْتِ اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر

سوال : مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کس طرح ہوگا؟

جواب : جب تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور سوائے اس ایک دیکھنے والے خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا تو چالیس برس بعد اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور صُور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صُور پھونکتے ہی ہر چیز دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ تمام مُردے قبروں سے نکل پڑیں گے اور تمام جاندار برساتی

پتنگوں کی طرح پھیل جائیں گے اور پھر سب کو حشر کے میدان میں جمع کر دے گا۔  
نامہ اعمال ہر ایک کے ہاتھوں میں ہوگا۔

سوال ۱۲: حشر کا میدان کہاں ہے؟

جواب: میدان حشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارے پر رات کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے اور اس دن زمین تلپنے کی ہوگی۔

سوال ۱۳: میدان حشر میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟

جواب: جب زمین تانے کی اور آفتاب (سورج) نہایت تیزی پر ایک میل کے فاصلے پر اس طرف کو منہ کئے ہوگا تو اس روز کی حالت پریشانی اور گھبراہٹ کا کیا پوچھنا۔ شدت گرمی سے پیچھے کھوتے ہوں گے، دنگ پسینہ میں ڈوب رہے ہوں گے۔ زبانیں سوکھ کر کاٹا ہو جائیں گی۔ دل آبل کر گئے کو آجائیں گے پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی۔ ماں باپ اولاد سے بچھا چھڑائیں گے۔ بی بی بچے الگ جان چرائیں گے غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جاتے۔ زندگی بھر کا کیا دھرا سامنے ہوگا۔ اور حساب کتاب لینے والا اللہ واحد قہار۔

سوال ۱۴: پھر اس مصیبت سے نہایت کس طرح ملے گی؟

جواب: قیامت کا دن جو کہ پاس ہزار برس کا ایک دن ہے آدمی کے قریب گزر چکے گا تو لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی تلاش کرنا چاہیے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے نجات دلائے چنانچہ سب مل کر پہلے آدم علیہ السلام اور پھر دوسرے انبیاء کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن کہیں بات کی شغوائی نہ ہوگی، سب ہی فرمادیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔

سوال ۱۵: پھر سب لوگ کہاں جائیں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام لوگوں کو ہمارے آقا و مولیٰ شافع مشرّع اللہ ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیں گے۔ لوگ ملتے چلتے، دو ہائی دیتے، یہاں آکر حضور سے اپنا مطلب عرض کریں گے، شفاعت کی درخواست سُن کر حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے۔ میں میں اس کام کے لیے ہوں میں تمہاری دستگیری فرماؤں گا پھر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا کر سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں گے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا اے محمد اپنا سُرُطَاوہ اور کہو تمہاری سُنی جانے کی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے۔ اس وقت آپ گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور لاتعداد گناہگار نجات پائیں گے۔

سوال ۱۱: حضور کے علاوہ کوئی اور شفاعت کرے گا یا نہیں؟  
جواب: حضور ﷺ کے فضیل تمام انبیاء اپنی اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے اور پھر شفاعت کا سلسلہ بڑھے گا، اولیاء کرام، علماء اسلام، پیرانِ عظام اور دوسرے دیندار مسلمان شفاعت کریں گے اور بے شمار مسلمان ان کی شفاعت سے نجات پا کر جنت میں جائیں گے۔

سوال ۱۲: قیامت کی ان دہشتوں سے کوئی محفوظ بھی ہوگا یا نہیں؟  
جواب: قیامت کا دن کو حقیقتاً قیامت کا دن ہے اور جو بچاؤ ہزار برس کا ہو گا اور جس کی مصیبتیں بے شمار ہوں گی۔ انبیاء اور خدا کے دوسرے خاص بندوں کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں غفلت ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن ملے ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ ان ساری آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت میں رہیں گے۔  
سوال ۱۳: انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار کہاں جائیں گے؟

جواب: موزی جانور و درخت میں کافروں کو عذاب دینے کے لیے بھیج دیئے جائیں گے و مردوں خود ان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، باقی سارے حیوانات مٹی کر دیئے جائیں گے اور جنوں کے لیے آلیہ کے وہ دشت کے آس پاس کائنات میں رہیں گے اور جنت میں سیر کر آیا کریں گے۔

دوسرا باب

## ارکانِ اسلام یا اسلامی عبادات

سبق نمبر ۱۲

### نماز کی اہمیت

سوال ۴۹: ارکانِ اسلام میں سب سے مقدم کون سا رکن ہے؟

جواب : اسلام کے وہ احکام جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، ارکانِ اسلام کہلاتے ہیں جن کا حال تم پڑھ چکے ہو اور صبح طور پر ایمان لانے اور اپنے عقائد کو مذہبِ اہلِ منت و جماعت کے مطابق درست کر لینے کے بعد تمام فرائض میں نماز نہایت اہم ہے۔ نماز کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ عز و جل نے سب احکام اپنے حبیب ﷺ کو زمین پر بھیجے ۱۰ اور جب نماز فرض کرنا منظور ہوئی تو حضور کو اپنے پاس عرشِ عظیم پر لاکر اسے فرض کیا اور شبِ اسرار یعنی معراج کی شب میں یہ تحفہ دیا۔

سوال ۵۰: نماز کے کتنے ہیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ کی عبادت اور زندگی کا وہ مخصوص اور پاکیزہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو سکھایا اور نبی ﷺ نے امت کو تعلیم فرمایا، نماز کہلاتا ہے۔ نماز کے ذریعہ انسان اپنی استہائی عاجزی کا اظہار اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بزرگی اور کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ اسی لیے نمازی آدمی خدا کا مقبول بندہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نماز کو نماز کے طور پر دل لگا کر پڑھے۔

سوال ۵۱: نماز پڑھنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

جواب : نماز کے لیے کچھ چیزیں نماز سے پہلے درکار ہیں انہیں "شروط نماز" (نماز کی

شرطیں، کہا جاتا ہے بے بغیر ان کے نماز ہوگی ہی نہیں۔

اور کچھ چیزیں درمیان نماز ضروری ہیں۔ انہیں فرض نماز کہتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی نہ پائی جائے گی، نماز نہ ہوگی۔

سوال ۸۵: شرائط نماز کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: شرائط نماز دو قسم کی ہیں۔ ایک شرائط واجب، یعنی نماز واجب ہونے کی شرطیں، دوسری شرائط صحت، یعنی نماز صحیح ہونے کی شرطیں۔

سوال ۸۶: نماز کے واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: واجب نماز کی چار شرطیں ہیں۔ اول اسلام، دوم عقل کا صحیح ہونا، سوم بالغ ہونا یعنی بالغ ہونا، چہارم وقت کا پایا جانا۔ لہذا ہر مسلمان پر جبکہ وہ عاقل بالغ ہو اور نماز کا وقت پائے نماز کا احکام فرض ہے۔ مرد، عورت، امیر، غریب، بادشاہ، رعایا، آقا، غلام، پیر، مرید، محکم، محکوم سب پر اس کی فرضیت یکساں ہے۔

سوال ۸۷: صحت نماز کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، وقت، نیت، سبجیر تحریر۔

سبق نمبر ۱۳

## نماز کی شرط اول (طہارت)

سوال ۸۸: طہارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: طہارت کا مطلب ہے کہ نماز کا بدن، اس کے کپڑے اور وہ جگہ جس پر نماز پڑھنی ہے نجاست سے پاک صاف ہو۔

سوال ۸۹: طہارت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: طہارت کی دو قسمیں ہیں طہارت صغریٰ اور طہارت کبریٰ۔ طہارت صغریٰ وضو



سب اور طہارت کبریٰ غسل اور جن چیزوں سے صرف وضو لازم آتا ہے، انہیں حدیث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہوا انہیں حدیث اکبر کہا جاتا ہے۔

سوال ۹۲: نجاست کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: نجاست کی دو قسمیں ہیں حکمیت اور حقیقت۔

سوال ۹۳: نجاست حکمیت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: نجاست حکمیت وہ ہے جو نظر نہیں آتی صرف شریعت کے حکم سے اسے ناپاکی کہتے ہیں جیسے بے وضو ہونا، غسل کی حاجت ہونا۔

سوال ۹۴: نجاست حکمیت سے پاک ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جہاں وضو کرنا لازم ہو وہاں وضو کرنا اور جہاں غسل کی حاجت ہو وہاں غسل کرنا، نجاست حکمیت سے آدمی کو پاک کر دیتا ہے۔

سوال ۹۵: نجاست حقیقت کسے کہتے ہیں؟

جواب: نجاست حقیقت وہ ناپاک چیز جو کہ ٹپے یا بدن دغیرہ پر لگ جاتی ہے تو ظاہر طور پر معلوم ہوتی ہے جیسے پیشاب یا خاز دغیرہ۔

سوال ۹۶: نجاست حقیقت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: نجاست حقیقت دو قسم پر ہے، غلیظہ اور خفیضہ۔ نجاست غلیظہ وہ جس کا حکم سخت ہے اور نجاست خفیضہ وہ جس کا حکم ہلکا ہے۔

سوال ۹۷: نجاست غلیظہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کہڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ

جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے دغیرہ پاک کئے نماز ہوگی ہی نہیں۔ اور اگر درہم کے

برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوتی یعنی ایسی

نماز کا اعادہ دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے۔

کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو جوگئی تو غلط سنت ہوتی، اس کا ٹوٹنا جبر ہے۔

سوال ۹۸: درہم کی مقدار کیا ہے؟

جواب : نجاست اگر گاڑھی ہے تو دم کا وزن اس جگہ مٹا دینا چاہئے ہے اور اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب، شراب تو دم کی مقدار تنہا کی گہرائی کے برابر ہے یعنی تقریباً یہاں کے روپے کے برابر۔

سوال ۹۹: نجاست خفیفہ کیا حکم ہے؟

جواب : نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے تو صاف ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور زیادہ ہو تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بے دھوئے نماز ہو گی ہی نہیں۔

سوال ۱۰۰: اگر کسی پتلی چیز میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : نجاست اگر کسی پتلی چیز مثلاً پانی یا سرکہ میں گر جائے تو چاہے غلیظ ہو یا خفیفہ کل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے۔

سوال ۱۰۱: کون کون سی چیزیں نجاست غلیظہ ہیں؟

جواب : آدمی کا پیشاب، پانچا، بہنا خون، پیٹ، منہ، بھرتے، دھتھی، آئینہ کا پانی، حرام چربیوں کا پانچا، پیشاب، گھوڑے کی بیدہ اور ہر حال جانور کا گوشت، مینگنی، مرغی اور بطور، بک، بیٹ، ہر قسم کی شراب، سوراگ، گوشت اور ہڈی اور بال، چھپکلی یا گرگٹ کا خون، اور دندے جو پاؤں کا لٹا۔ یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔  
دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب اور دودھ پیتے بچے کی تہ بھی نجاست غلیظہ ہے اور لوگوں میں جو مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔  
سوال ۱۰۲: نجاست خفیفہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

جواب : حلال جانوروں اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام بدنوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے اور نجاست غلیظہ، خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہے۔

سوال ۱۰۳: بدن یا کپڑا نجس ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : نجاست اگر پتلی ہو تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا مگر کپڑے کو

تینوں مرتبہ اپنی قوت بھرا اس طرح نچڑنا ضروری ہے کہ اس سے کوئی قطرہ نہ پٹکے اور پہلی اور دوسری بار نچڑ کر ہاتھ بھی دھو لے۔ اور نجاست اگر ذل دار ہو جیسے گوبر، خون، پاخانہ وغیرہ تو اس کو دودھ کرنا ضروری ہے۔ گنتی کی کوئی شرط نہیں اگرچہ چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے۔

سبق نمبر ۱۴

## وضو کا بیان

سوال ۱۴: وضو میں کتنے فرض ہیں؟

جواب : وضو میں چار فرض ہیں (۱) شروع پیشانی سے ٹھوڑی تک طول میں اور ایک کان کی نو سے دوسرے کان کی نو تک عرض میں، چلدر کے ہر حصے کو دھونا یعنی پانی بہانا تیل کی طرح پھیر لینے کا نام دھونا نہیں (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا اگر قدہ برابر بھی کوئی جگہ پانی بہنے سے نہ جاوے (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی سر ہاتھ پھیرنا (۴) انگوٹوں (گٹوں) سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

سوال ۱۵: وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟

جواب : وضو میں سولہ سنتیں ہیں : (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریعت پڑھ کر شروع کرنا۔ (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین پلو سے تین بار گلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی چڑھانا (۷) داہنے ہاتھ سے گلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت دائرگی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جوارہ اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا (۱۲) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا کہ پہلے منہ اور پھر ہاتھ دھوئے اور پھر سر کا مسح کرے۔ پھر پاؤں دھوئے (۱۵) دائرگی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سر کھنے

نہ پائے وہ سوا دھونے تک جائیں۔

سوال ۱۰: وضو میں مستحب کتنے ہیں؟

جواب ۱: وضو میں پندرہ مستحب ہیں۔ (۱) قبلہ رخ ہونے کی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۲) وضو کا پانی پاک جگہ کرنا (۳) پانی بہاتے وقت ہر عضو پر تر ہاتھ پھیر لینا (۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرتا (۵) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا (۶) وقت سے پہلے وضو کر لینا (۷) اٹھوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اور اگر تک ہو تو حرکت دینا ضروری ہے (۸) اطمینان سے وضو کرنا، یعنی ہر عضو دھوتے وقت یہ خیال رکھے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے (۹) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۱۰) دو قبل ہاتھ سے منہ دھونا (۱۱) ہر عضو کو دھوتے وقت نیت وضو حاضر دہنا اور ہم اشہ اور دو دشرعیہ وغیرہ دعائیں پڑھنا (۱۲) گھٹن کا مسح کرنا (۱۳) وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت اور سورہ انا انزلنا پڑھنا (۱۴) وضو کا پچا ہوا پانی کھڑا ہو کر تھوڑا پی لینا، (۱۵) بغیر ضرورت بدن کو بالکل خشک نہ کرنا۔

ان کے علاوہ وضو کے مستحبات اور بھی ہیں جن کا بیان بڑی کتابوں میں ہے۔

سوال ۱۱: وضو میں کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب ۱: مکروہات وضو ستروہ ہیں (۱) وضو کے لیے نجس (نا پاک) جگہ بیٹھنا (۲) مسجد کے اندر وضو کرنا (۳) اعضائے وضو سے لٹے وغیرہ میں قطرے ٹپکانا (۴) پانی میں تھوکن، ناک سنکنا اگرچہ دریا یا حوض ہو۔ (۵) قبلہ کی طرف تھوکن یا گلی کرنا، (۶) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا (۷) زیادہ پانی خرچ کرنا (۸) اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو (۹) چہرہ پر زور سے پانی مارنا (۱۰) ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے (۱۱) گلے کا مسح کرنا (۱۲) اپنے لیے کوئی ٹوا وغیرہ حاصل کر لینا (۱۳) بائیں ہاتھ سے کمر یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۴) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۵) تین نئے پائنیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا (۱۶) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۱۷) جوت یا آنکھیں زور سے بند کر لینا اور کچھ سٹوکا رہ گیا تو وضو ہی نہ ہو گا۔

سوال ۱۰: وضو کوڑنے والی چیزیں کیا ہیں؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہیں نواقض وضو کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) پانچاڑ پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا (۲) ریک یعنی ہوا کا

مرد یا عورت کے پیچھے سے نکلنا (۳) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر

بہہ جانا (۴) منہ بھر کے قے کرنا اور بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی بڑا (۵) چست

یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا بیٹھ کر ایک کروٹ کو جھکا ہو اور ایک کہنی پر تکیہ لگا کر یا سہاگے

سے سو جانا بشرطیکہ سرین زمین پر نہ سجے ہوں اور اُٹھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے

سے وضو نہیں جاتا (۶) بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو

جانا (۸) رکوع سجدے والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنستا۔

سوال ۱۱: اپنی یا پرانی شرمگاہ دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں! اور عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرانا ستر دیکھنے سے

وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں بلا ضرورت ستر کھلا رکھنا منہج ہے

اور دوسروں کے سامنے ہو تو حرام۔

سوال ۱۲: آنکھ دُکھتے وقت آنکھ سے جروانی بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: آنکھ دُکھتے میں جروا ستر بہتا ہے نہیں اور ناقض وضو ہے۔ اس سے بہت روک

غافل ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں کُتے وغیرہ سے آنسو پونچھ لیا کرتے ہیں

حالانکہ ایسا کرنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۵

## غسل کا بیان

سوال ۱۳: غُسل میں فرض کتنے ہیں؟

جواب: غُسل میں تین فرض ہیں اگر ان میں سے ایک میں بھی کمی ہوئی تو غُسل نہ ہوگا (۱) منہ بھر

مکمل کرنا کہ ہونٹ سے حق کی جڑ تک دائروں کے پیچھے گالوں کی تہ میں اور دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں ہر جگہ پانی پہنچائے (۱۲) تاکہ میں پانی چڑھاتا تاکہ دونوں نھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے وصل جائے، بال برابر جگہ بھی وصل کرنے سے نہ رہے (۱۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے نگوں تک جسم کے ہر ٹکڑے ہر ہڈی کے ہر پانی بہانا۔

سوال ۱۲: غسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ نگوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر تنہ کی جگہ دھوئے خواہ نہاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نہاست ہو اس کو دود کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، اس اگر چوکی وغیرہ پر یا پچھے فرش پر نہائے تو پاؤں بھی دھوئے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چھڑے خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ دھوئے پھر پانی بہائے پھر بائیں مونڈے پر تین مرتبہ، پھر سر اور تمام بدن پر تین بار، پھر نہائے غسل سے الگ ہو جائے اور وضو کر لے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھوئے اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور کھلے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک بدن چھپانا ضروری ہے کیسی قسم کا کلام ذکر کرے نہ کوئی دُعا پڑھے۔ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لے۔

سوال ۱۳: کیا وضو غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے؟

جواب: سب کے لیے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں جیسا کہ مشہور ہے بالکل غلط ہے ایک لبا چڑا دوسرا ڈھلا پتلا، ایک کے بدن یا سر پر بڑے بڑے بال دوسرے کا بدن بالکل صاف اور سر مٹھا ہوا تو سب کے لیے ایک مقدار کیوں کر ممکن ہے؟

سوال ۱۴: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: جس پر نہانا فرض ہو اسے جُنُب کہتے ہیں اور جس سبب سے نہانا فرض ہو اسے

جنابت کہا جاتا ہے۔

سوال ۱۵: دریا یا تالاب میں نہانے کا منہن طریقہ کیا ہے؟

جواب: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہانا ہے تو تھوڑی دیر اس میں رُکنے سے قبل سب مُنتہیں ادا ہو گئیں اور مینہ میں کھڑے ہو گیا تو یہ بہتے پانی کے حکم میں ہے اور تالاب حوض وغیرہ ٹھہرے ہوئے پانی میں نہانا ہے تو بدن کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار دھونے کی مُنتہ ادا ہو جائے گی، یہی اصل وضو کا ہے یعنی بہتے پانی میں تھوڑی دیر اس عضو کو رہنے دے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں تین بار حرکت دے یا جگہ بدل دے۔

سبق نمبر ۱۶

## پانی کا بیان

سوال ۱۶: کس پانی سے وضو اور مُسَل جائز ہے؟

جواب: مینہ و بَاشِ اَندَی، اُتلے، چٹے، سمندر، دریا، نہر، کنوئیں، برف اور اوسے کے پانی سے وضو جائز ہے اور جس پانی سے وضو جائز ہے اس سے مُسَل بھی جائز ہے۔

سوال ۱۷: بڑا تالاب یا بڑا حوض کسے کہتے ہیں؟

جواب: دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض یا تالاب ہر اُسے بڑا حوض کہتے ہیں۔ یونہی بیس ہاتھ لمبا یا پانچ ہاتھ چوڑا حوض بھی بڑا حوض ہے۔ غرض کل لمبائی چھوڑائی سو ہاتھ ہو تو وہ حوض یا تالاب بڑا ہے۔

سوال ۱۸: کس پانی سے وضو یا مُسَل کرنا جائز نہیں؟

جواب: کسی درخت یا پھل کے پتھرے ہوئے پانی سے وضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی، مٹے کا رس۔ یونہی وہ پانی جس کا رنگ یا بُڑیا مزہ کسی پاک چیز کے مٹنے سے بدل گیا اور وہ گلا یا صابھی ہو گیا یا پانی میں کوئی چیز مل گئی اور بول چال میں اسے اب پانی نہیں کہتے یا اس میں کوئی چیز ڈال کر پکالی اور اس سے میل کا بنا بھی مقصود نہیں جیسے شوربا،

چاہئے، گلاب یا ادرق تو اس سے وضو غسل جائز نہیں۔ یہ نہی وہ پانی جس میں زعفران یا کوئی چڑیا لگئی ادرق پانی پکڑا گئے کے قابل ہو گیا تو اس سے بھی وضو جائز نہیں۔ اسی طرح بار متعل استعمال کیا ہو پانی بھی وضو غسل کے لائق نہیں۔

سوال ۱۰: بار متعل کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرایا وہ پانی جس میں کسی بے وضو شخص کا ادرق یا پودا یا ناخن وغیرہ بے دھوئے ہوئے چڑیا، بار متعل کہلاتا ہے۔ یہ پانی پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔

سوال ۱۱: کن جانوروں کا جھوٹا پانی ناپاک ہے؟

جواب: سور، کت، شیر، چیتا، بھڑیا، اتھی، گیدڑ اور دوسرے دندلوں (شکاری چوپایوں) کا جھوٹا پانی ناپاک ہے۔ اسی طرح بٹی لے چڑھا کھایا ادرق اور برتن میں منہ ڈال دیا اس میں پانی سقا کر پانی ناپاک ہو گیا۔ اسی طرح شرابی آدمی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا تو یہ پانی نجس ہو گیا۔

سوال ۱۲: کن جانوروں کا جھوٹا پانی مکروہ ہے؟

جواب: اُن کے علاوے شکاری جانور جیسے شکار، باز، چیل وغیرہ کا جھوٹا پانی مکروہ ہے۔ ایسے ہی گھر میں رہنے والے جانور جیسے بٹی، بشرطیکہ فوراً یہ حجرہ نہ کھائے ہوا چروا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا پانی، یہ نہی غلیظ کھالے والی کالے یا غلیظ پر منہ ڈالنے والی مرغی جو پھٹی ہوئی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے۔

سوال ۱۳: کس کس کا جھوٹا پانی پاک ہے؟

جواب: آدمی کا جھوٹا اداکن جانوروں کا جھوٹا پانی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، چرواہے ہوں یا پرند، پاک ہے۔ یہ نہی پانی میں رہنے والے جانوروں اور گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

سوال ۱۴: گدے اور خچر کا جھوٹا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: گدے اور خچر کا جھوٹا پانی مشکوک کہلاتا ہے یعنی اس میں شک ہے کہ یہ پانی وضو اور غسل کے قابل ہے یا نہیں، لہذا اچھا پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو غسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اس سے وضو غسل کھلے اور پھر تم بھی کرے ورنہ غماز نہ ہوگی۔



سوال ۱۲۳: مکروہ پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا پانی ہر تہے ہر تہے مکروہ پانی سے غسل اور وضو مکروہ ہے اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال ۱۲۴: کس کس کا پسینہ یا لعاب ناپاک و مکروہ ہے؟

جواب: جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا ناپاک ہے اُس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے اور جس کا جھوٹا مکروہ ہے اُس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور اگر وہ جھوٹا ناپاک ہے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

سوال ۱۲۵: بڑے حوض یا تالاب کا پانی کب ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: ایسے حوض یا تالاب کا پانی جتنے پانی کے حکم میں ہے نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ ہاں اگر نجاست سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بوء بدل جائے تو پھر یہ پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۷

## کنوئیں کا بیان

سوال ۱۲۶: کنواں کن چیزوں سے ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: اگر نجاست غلیظ یا خفیف یا کوئی ناپاک چیز کنوئیں میں گر جائے یا آدمی یا کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔

سوال ۱۲۷: اگر کنوئیں میں کوئی جانور گرا اور زندہ نکل آیا تو کنواں پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟

جواب: سترہ کے برابر اگر کوئی جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا جدا حکم ہے۔ خفا اُس کے جسم پر نجاست لگی ہو نا یعنی مسلم نہیں اور پانی میں اس کا منہ بھی نہیں پڑا تو پانی پاک ہے مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر

یقین ہے کہ اس کے جسم پر نجاست حتیٰ تو کنواں ناپاک ہو گیا نکل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا منہ پانی میں پڑا تو جو حکم اس کے صاحب اور جھوٹے کا ہے وہی حکم پانی کا ہے۔

سوال ۱۲۹: ملا ہوا جانور کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جانور اگر باہر سے اور پھر کنوئیں میں گر جائے تب بھی وہی حکم ہے جو کنوئیں میں گر کر مر جانے کا ہے۔

سوال ۱۳۰: کنواں ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کنواں پاک کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱۔ کنوئیں میں آبی، بکری، کتا یا ادا کوئی دھوئی جانور جس میں بہتا ہوا خون ہو، ان کے برابر یا ان سے بڑا گر کر مر جائے یا مرغی، مرغ، بلی، چوہا، چھپکلی یا کوئی اور جانور جس میں بہتا ہوا خون ہو، کنوئیں میں مرکب چھل جائے یا پھٹ جائے یا چھپکلی، چوہے کی دم کٹ کر کنوئیں میں گر جائے یا کنوئیں میں نجاست یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو ان صورتوں میں کنوئیں کا نکل پانی نکالا جائے۔

۲۔ چوہا، چھپکند، چڑیا وغیرہ کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو میں ڈول پانی نکالنا ضروری ہے اور میں ڈول نکالنا بہتر ہے۔

۳۔ کبوتر، مرغی، بلی گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ ٹک ڈول نکالنا چاہیے۔

سوال ۱۳۱: جڑا یا گیند کنوئیں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر جڑے، گیند پر نجاست لگی ہو یا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنوئیں ناپاک ہو گیا نکل پانی نکال دیا جائے گا اور اگر کچھ پتہ نہ ہو تو میں ڈول پانی نکال دیا جائے۔ کنواں پاک ہو جائے گا۔ مصلح نجس کا خیال کافی نہیں۔

سوال ۱۳۲: پانی کا جانور کنوئیں میں مر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: پانی کا جانور یعنی وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بظاس کے مرنے سے پانی نجس ہو جائے گا۔

سوال ۱۲۲: کنواں کب پاک مانا جائے گا؟

جواب: ناپاک کنوئیں سے جتنا پانی نکلنے کا حکم ہے جب نکل لیا گیا تو کنواں پاک ہو گیا، اور وہ ڈول دستی جس سے پانی نکلا ہے یا کنوئیں کی دیواریں، سب پاک ہو گئیں، دھونے کی ضرورت نہیں۔

سوال ۱۲۳: اگر تھوڑا تھوڑا پانی کنوئیں سے نکالیں تو پاک ہو گا یا نہیں؟

جواب: کنوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے، دونوں صورت میں کنواں پاک ہو جائے گا۔

سوال ۱۲۴: ڈول سے کتنا بڑا ڈول مڑا ہے؟

جواب: جس کنوئیں پر جو ڈول چلا ہو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں۔

سوال ۱۲۵: کنوئیں سے مڑا ہوا نذر نکالا اور معلوم نہیں کہ کب بگڑا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اسی وقت سے کنواں نجس قرار پائے گا اس سے پہلے نہیں اور اس کے گرنے، مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ وہ وضو ہوتا نہ غسل، اور اس سے قبلی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں۔

سوال ۱۲۶: جس کنوئیں میں پانی ٹوٹا ہی نہیں وہ کس طرح پاک ہو گا؟

جواب: جو کنواں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس کا گھل پانی نکلنا ضروری ہو تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ یہ معلوم کر لیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکل لیا جائے۔ نکلنے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

## استنحی کا بیان

سوال ۱۲۷: استنجا کے کتے ہیں؟

جواب : پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن پر جو ناپاکی لگی رہتی ہے اُسے پانی یا ڈیبلے دھو کر پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔

سوال ۱۲۱: پیشاب کے بعد استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب : پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈیبلے سے پیشاب کو خشک کر لے اور پھر پانی سے دھو ڈالے۔

سوال ۱۲۲: پاخانہ کے بعد استنجنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : پاخانہ کے بعد مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے پاخانے کے مقام کو صاف کر کے اور پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر اٹھیلوں کے پیٹ سے دھو ڈالے یہاں تک کہ چمکتا ہی جاتی رہے۔

سوال ۱۲۳: کیا ڈھیلوں کے بعد پانی سے طہارت ضروری ہے؟

جواب : اگر پاخانہ یا پیشاب کے مقام کے آس پاس کی جگہ نہاست نہ لگی ہو تو پانی سے طہارت کرنا مستحب یعنی اچھی بات ہے اور اگر نہاست اور اور حرک لگتی اور ایک دم سے کم یا برابر لگی ہے تو پانی سے طہارت کر لینا سنت ہے، اور اگر وہ جگہ دم سے زیادہ سے زیادہ سن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلا لینا اب بھی سنت ہے۔

سوال ۱۲۴: استنجا کن چیزوں سے جائز ہے؟

جواب : ڈیبلے، ٹکڑے، پتھر، اسیٹے، برتنے، کپڑے سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ یہ سب پاک ہوں۔

سوال ۱۲۵: کن چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے؟

جواب : ہڈی، کھانسنے، گوبر، رید، پتلی اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی بھی۔ ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ کاغذ سے بھی استنجا کرنا منع ہے۔

سوال ۱۲۶: کس صورت میں استنجا مکروہ ہے؟

جواب : قبل کی طرف مزید پیٹھ کر کے استنجا کرنا یا ایسی جگہ استنجا کرنا کہ لوگوں کی نظریں آتے

جاتے اس کی شرم گاہ پر پڑنے کا احتمال ہو، یہ مکروہ ہے۔

سوال ۱۴۵: استنجار کس ہاتھ سے کرنا چاہیے؟

جواب: بائیں ہاتھ سے استنجار کرنا چاہیے، دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے۔

سوال ۱۴۶: کن جگہوں میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے؟

جواب: کنوئیں یا حوض یا چشمے کے کنارے، مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں قبرستان یا راستہ میں، پانی میں اگرچہ بہتا ہو، پھلدار و درخت کے نیچے یا سایہ میں، جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں یا جس جگہ مویشی بندھتے ہوں یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا چروہ کے بل اور کسی سوراخ میں پیشاب پاخانہ مکروہ ہے۔ جو نہی جس جگہ غسل یا وضو کیا جاتا ہو یا سخت زمین پر جس سے چھینٹیں اُڑ کر آئیں، مکروہ اور منع ہے۔

سوال ۱۴۷: پاخانہ پیشاب کرتے وقت کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ جو نہی ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا یا کلام کرنا قبضہ کی طرف منہ یا رُمیہ کرنا جو نہی چاند سورج کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا یا ہوا کے رُخ پیشاب کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔

سوال ۱۴۸: پیشاب پاخانہ کے آداب کیا ہیں؟

جواب: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کھڑا بدن سے نہ ہٹاتے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے (۱) دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے (۲) اپنی شرم گاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو بدن سے نکلی ہے (۳) دیر تک نہ بیٹھے (۴) نہ حقو کے نہ ناک صاف کرے نہ بار بار ادھر ادھر دیکھے نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف بگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے (۵) جب فارغ ہو جائے تو ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپائے (۶) پھر کسی دوسری جگہ بیٹھ کر لمبات کرے۔



(اللہ ہمیں ہدایت دے اور تمہارے کام بنائے)

- ۱۳۔ مجسٹریٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چٹلی سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔
- ۱۴۔ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ جو چیز کا آمد نہ ہو اُس میں نہ پڑے۔
- ۱۵۔ اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور بُری بات بولنے سے چُپ رہنا بہتر۔
- ۱۶۔ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلا شہد کو بگاڑتا ہے۔
- ۱۷۔ مُومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مُومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔
- ۱۸۔ پردہ دگار کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور اس کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں۔
- ۱۹۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔
- ۲۰۔ جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور بُرائی ہو جائے تو اُس کے بعد نیکی کرو۔ یہ نیکی اسے مُٹائے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔
- ۲۱۔ ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔

سبق نمبر ۲۰

## اچھی لہجی دُعائیں

- ۱۔ جب پانخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پانخانہ سے باہر یہ دُعا پڑھے :  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اَللّٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیطانوں سے، پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے۔
- ۲۔ اور سبکے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر یہ دُعا پڑھے :  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذَى وَعَافَانِيْ ۔  
(حمد ہے اللہ کے لیے جس نے اذیت و تکلیف کی چیز مجھ سے دور کی اور مجھے عافیت دی)۔
- ۳۔ اور گہارت خانہ میں یہ دُعا پڑھ کر جائے : بِسْمِ اللّٰهِ الْعَلِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ

عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ -

اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والا اور پاک لوگوں میں سے کر دے جنہیں نہ کوئی خوف اب ہے اور نہ غم کریں گے۔

۴۔ طہارت غانہ سے باہر اگر یہ دعا پڑھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الْمَاءَ طَهُورًا وَاَلِاسْلَامَ نُورًا وَقَائِدًا وَاَدْلِيلًا اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى جَنَّاتِ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ حِصْنِ نَبِيِّيْ وَطَهِّرْ قَلْبِي وَمَخِصْ ذُلُوْمِي -

رحمہ ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا اور اسلام کو نور اور قیادت کا راستہ بنانے والا اور جنت کا راستہ بنانے والا کیا۔ اے نبیؐ میری شرمگاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دور کر۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

آئندہ محمد خلیل خان قادری البرکاتی الدہلوی عرفی عنہ



پہلا باب

## اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

### حمیدیاری

سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ	یارِ رب تو ہے سب کا مولیٰ
لئے بشریہ بات کہاں سے	تیری ثنا ہو کس کی زبان سے
بات زبانی، ذات زبانی	تیری اک بات زبانی
تیرے دیئے عالم پاتے	تو ہی ہے اور تو ہی دلاتے
تو ہی باطن، تو ہی ظاہر	تو ہی اذل، تو ہی انہر
کوئی اور ٹھکانا کیسا؟	تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا
تو وہ نہیں جو فہم میں آئے	کوئی ترا کیا بعید بتائے
نیت ظاہر، ارادہ ظاہر	تجھ پہ ذرہ ذرہ ظاہر
تھا تو ہی تو ہو گا تو ہی	کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی
ہر بھر تیرے ہی در پر آئیں	تیرے دے جو بھاگ کے جائیں

آٹھ پہرے سنگر جاری

سب میں تیرے دے کے بھکاری

(حضرت حسن رضا بریلوی)

## سبق نمبر ۲

## توحید

سوال ۱: اسلام کے بنیادی عقائد کتنے ہیں؟

جواب ۱: اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں، توحید، رسالت اور معاد یعنی قیامت۔ باقی اعتقادی باتیں انہیں کے اندر آ جاتی ہیں۔

سوال ۲: توحید کے کیا معنی ہیں؟

جواب ۲: دل سے تصدیق و ماننا، اور زبان سے اس امر کا اقرار کرنا کہ ہماری اور تمام عالم کی پیدا کرنے والی ایک ذات ہے اور وہ اللہ رب العزت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔

سوال ۳: اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب ۳: اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔ خصوصاً مصیبتوں میں، بیماریوں میں، موت کے قریب، اکثر یہ فطرتِ اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آ ہی جاتا ہے۔

سوال ۴: دنیا کی کن چیزوں سے خدا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے؟

جواب ۴: تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کر کے یقین کرے گا کہ بیشک یہ آسمان و زمین، ستارے اور سیارے، انسان و حیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر کوئی ہستی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تعارف کرتا ہے جب ہم کسی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیز کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا۔ ایک عرب کے بڑے خوب کہا کاؤنٹ کی میٹنگنی دیکھ کر

اُنٹ کا یقین ہو جاتا ہے اور نقش قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت مناسب تو میراں برہوں  
 والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اخذِ تعالیٰ کے صانعِ عالم ہونے کا یقین  
 کیونکر نہ ہو گا؟۔ فی الواقع آسمان و زمین کی پیدائش، مدتِ دن کا اختلاف، مستادن کا  
 خاص نظام، دن کی مخصوص گردش، اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہیں کہ ان کا کوئی پیدا  
 کرنے والا ضرور ہے۔ جو بڑی زبردست قوت و قدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور با اختیار  
 ہے جس کے قبضہ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

سوال ۳: توحید کے ثبوت میں کوئی دلیل ہے؟

جواب: خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل بشریکہ  
 عقلِ صحیح ہو، خدا نے تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین رکھتا ہے اور اسی لیے دُنیا کے بڑے  
 بڑے حکماء اور فلسفی خدا نے تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن کو قرآنِ کریم  
 نے بتا لیا ہے۔

سوال ۴: توحید الہی پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب: قرآنِ کریم کی متعدد آیات کریمہ خدا نے تعالیٰ کی وحدانیت کا سبق دیتی ہیں مثلاً:  
 ۱۔ وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا  
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ  
 الرَّحِيمُ۔ (البقرہ: ۱۶۳)  
 اور تمہارا خدا ایک خدا ہے اس کے سوا  
 کوئی خدا نہیں، بے انتہا کرم کرنے والا  
 بار بار رحم فرماتے والا۔

۲۔ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 هُوَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو  
 الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ (النساء)  
 ۳۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا  
 اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ (الانبیاء: ۲۲)  
 اللہ کی گواہی ہے کہ بجز اس کے کوئی  
 معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم بھی اس کے  
 گواہ ہیں اور وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے۔  
 اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی خدا  
 ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے، (بالغرض اگر کئی خدا ہوتے)

۴۔ إِذَا الذَّهَبُ مَلَأَ الْوُجُوهَا  
 خَلَقَ وَلَعَلَّيْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ  
 سَاطِعٌ (الحجرات: ۲۱)  
 تب تو ہر ایک خدا اپنی مخلوق کرے کہ مل دیتا اور  
 ہر ایک خدا دوسرے پر چڑھ دیتا۔ پاکستان

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ۝ اس سے جو یہ کہتے ہیں۔

سوال ۱: تو حید کے تین مرتبے ہیں؟

جواب: تو حید کے چار مرتبے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھنا۔

۲۔ تمام روحانی اور مادی عالم کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ جاننا۔

۳۔ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر اور تصرف کو اللہ تعالیٰ ہی

کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستحق عبادت نہ سمجھنا۔

سوال ۲: واجب الوجود کے کیا معنی ہیں؟

جواب: واجب الوجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہے۔ یعنی

ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا بلکہ

اسی نے سب کو پیدا کیا ہے جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ

کی ذات ہے۔

سوال ۳: قدیم کے کئے ہیں؟

جواب: قدیم وہ جو ہمیشہ سے ہے اور انہی کے بھی یہی معنی ہیں۔

سوال ۴: باقی کے معنی کیا ہیں؟

جواب: باقی وہ جو ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں اور یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ

ہی کی ذات کے لئے ثابت ہیں۔

سوال ۵: خدائے تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کیا چیزیں قدیم ہیں؟

جواب: جس طرح اس کی ذات قدیم، انہی ایسی ہی اس کی صفات بھی قدیم، انہی مادی

ہیں اور ذات و صفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں۔ جو عالم میں سے کسی چیز کو

قدیم ماننے یا اس کے حادث ہونے میں شک کرے، وہ کافر و مشرک ہے جیسے آریہ،

کہ وہ دُورِ اجداد کو قدیم جانتے ہیں تعیناً مشرک ہیں۔

سوال ۱۱: حادثہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو پہلے نہ ہوا اور پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو، وہ حادثہ ہے۔ اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں۔

سوال ۱۲: اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور صفاتی نام کیلئے؟

جواب: خدا کے تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے اس کو اسم ذات بھی کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے برا اور نام جز اس کی کسی صفت کو ظاہر کرے اسے صفاتی نام یا اسمائے صفات کہتے ہیں۔

سوال ۱۳: خدا کے تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

جواب: اس کے نام بے شمار ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نانوں نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوا۔

سوال ۱۴: ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا کے لیے بولے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو جائز نہیں جیسے کہ خدا کو سخی یا رفیق کہنا، اسی طرح دوسری قوموں میں جو اس کے نام مقرر ہیں اور ظاہر معنی رکھتے ہیں یہ بھی اس کے لیے مقرر کرنا ناجائز ہے جیسے کہ خدا کو رام یا پر ماتما کہنا۔

سوال ۱۵: خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے بعض نام جو مخلوق پر بولے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کبیر، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی ملاؤ نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں مگر ایسے ناموں کو بگاڑنا سخت منع ہے۔

سبق نمبر ۲

ملائکہ

سوال ۱: ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب : ملائکہ جمع ہے ملک کی اور ملک فرشتے کہتے ہیں۔

سوال ۱۲۱ : فرشتے کون ہیں؟

جواب : فرشتے اجسام نوری ہیں جو خدا نے تعالیٰ کے احکام کے پورے پورے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

سوال ۱۲۲ : کیا فرشتوں کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟

جواب : نہیں! فرشتوں کی کوئی خاص صورت نہیں، صورت اور بدن ان کے حق میں ایسا ہے کہ جیسے چاہے۔ یہ ہمارا لباس، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کر لیں۔ ان قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بازو ہیں، اس پر ہمیں ایمان رکھنا چاہیے۔

سوال ۱۲۳ : ملائکہ میں کون سب سے افضل و مقرب ہے؟

جواب : حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل و مقرب ہیں

سوال ۱۲۴ : ان چاروں مقرب فرشتوں کے بعد کس کا مرتبہ ہے؟

جواب : ان چاروں کے بعد عادلان عرش کا مرتبہ ہے۔ پھر عرشِ معلٰی کے طواف کرنے والوں کا، پھر ملائکہ مکرسی کا، ان کے بعد ساتوں آسمانوں کے ملائکہ کا درجہ بدرجہ مرتبہ ہے ان کے بعد وہ فرشتے ہیں جو ابرو ہوا پر امور میں، بادل چلاتے اور پانی لاتے ہیں۔ ان کے بعد ان فرشتوں کا مرتبہ ہے جو پہاڑوں اور دریاؤں پر مشغول ہیں اور ان کے بعد اور دوسرے فرشتے ہیں۔

سوال ۱۲۵ : بشر افضل ہے یا فرشتے؟

جواب : مادہ بشر افضل ہے مادہ ملائکہ سے اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام بشر سے افضل ہیں اور بشر کے رسول افضل ہیں فرشتوں کے رسول سے۔

سوال ۱۲۶ : جن کس کہتے ہیں؟

جواب : جن ایک قسم کی مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ یہ قوم انسان کی طرح نئی نسل

اور ارواح و اجسام در روح و جسم اولی ہے۔ ان میں تو اللہ و ناسل بھی ہوتا ہے (یعنی ان کی نسل چلتی ہے) اور کھاتے پیتے مچتے مرتے بھی ہیں۔ ان کی عمریں بہت ہوتی ہیں۔  
سوال ۲۴: جنوں کی صورت کیسی ہوتی ہے؟

جواب: جنوں میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں کسی کسی کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعض سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعض انسانوں کی طرح رہتے ہوتے ہیں، لیکن اکثر ان کی رانکش گاہ، بیاہان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں۔

سوال ۲۵: ابلیس کون ہے؟

جواب: شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔ ان تمام شیطانوں کا سرکردہ ابلیس ہے یہ بہت بڑا عابد، زاہد تھا یہاں تک کہ گردہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس نے غرور میں اکر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے وہ داندۃ بارگاہ الہی ہوا اور ہمیشہ کے لیے مروعہ کیا گیا۔ اس کی ذہیت (اولاد) بھی ہے اور وہ بھی اس کی طرح مروعہ، یہ سب شیطان ہیں اور انسان کو بیگانا بنانے کا کام۔

سبق نمبر ۴

## کُتُبِ سماوی

سوال ۲۶: کُتُبِ سماوی کسے کہتے ہیں؟

جواب: کُتُبِ سماوی کا مطلب ہے آسمانی کتابیں۔ یعنی وہ صحیفے اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے اپنے پیغمبروں پر اتاریں۔ یہ سب کلام اللہ ہیں اور حق و ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، سب پر ایمان ضروری ہے۔

سوال ۱۸ : ان کتابوں میں سب سے افضل کون سی کتاب ہے؟

جواب : چار کتابیں بہت مشہور ہیں، تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم۔ ان میں قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے۔

سوال ۱۹ : یہ چاروں کتابیں کس زبان میں نازل ہوئیں؟

جواب : تورات اور زبور عبرانی زبان میں، انجیل سریانی زبان میں اور قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔

سوال ۲۰ : جب یہ کتابیں سب کلام اللہ میں تو قرآن کریم کے افضل ہونے کے کیا معنی ہوتے؟

جواب : کلام الہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا، اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

سوال ۲۱ : تورات و انجیل وغیرہ دوسری کتابوں پر ہم عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : نہیں، اس لیے کہ اول تو یہود و نصاریٰ نے ان میں تحریفیں کر دیں یعنی اپنی خواہش سے گھٹا بڑھا دیا اس لیے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں ویسی ملتی ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے لہذا ہم اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ صحیح تورات و انجیل اس وقت بھی موجود ہیں تو بھی ان کتابوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن کریم میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی آدم کو ہوتی ہے۔

سوال ۲۲ : منسوخ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب : نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے جب یہ میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہو جاتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور درحقیقت دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا، پہلے حکم کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ کہتے ہیں۔

سوال ۲۳ : اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حکم منسوخ کیا گیا وہ باطل نہیں رہتا اور جو اسے باطل کہے وہ کوئی؟

جواب : منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں۔ یہ بہت سخت بات ہے۔ احکام



خداوندی سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

سوال ۳۲: جس ترتیب پر آج قرآن موجود ہے کیا ایسا ہی نازل ہوا تھا؟

جواب: نزول وحی کے وقت یہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے قرآن مجید تیس سو برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب حاجت نازل ہوا۔ جس حکم کی حاجت ہوتی اسی کے مطابق سورت یا کوئی آیت نازل ہو جاتی۔

سوال ۳۳: پھر قرآن کریم کی ترتیب کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: قرآن عظیم متفرق آیتیں ہو کر اُترا۔ کسی سورت کی کچھ آیتیں اُتریں پھر دوسری سورت کی آیتیں نازل ہوئیں، جبریل علیہ السلام اس کا مقام بھی بتا دیتے اور حضور پر نور ﷺ برابر ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت سے پہلے بھی جائیں یا اس طرح قرآن عظیم کی سورتیں اپنی اپنی آیتوں کے ساتھ جمع ہو جاتیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب سے اُسے نمازوں، عبادتوں میں پڑھتے۔ پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یاد کر لیتے۔ غرض قرآن عظیم کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام کے بیان کے مطابق اور لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق خود حضور ﷺ کے سامنے آدھیں میں واقع ہوتی تھی۔

سوال ۳۴: مکی سورتوں اور مدنی سورتوں کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وہ سورتیں جو مکہ معظمہ میں اور اس کے اطراف میں نازل ہوئیں اُن کو مکی کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں نازل ہوئیں اُن کو مدنی کہتے ہیں۔

سوال ۳۵: مکی اور مدنی سورتوں کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

جواب: باعتبار مضامین کے مکی اور مدنی سورتوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مکی سورتوں میں عموماً اصلی مضامین یعنی توحید و رسالت اور خیر و شر کا بیان ہے اور مدنی سورتوں میں اعمال کا ذکر ہے مثلاً وہ احکام جن سے اخلاق درست ہوں اور مخلوق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہو، مدنی سورتوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

## سبق نمبر

### انبیاء و مرسلین علیہم السلام

سوال ۲۰: وہ کیا باتیں ہیں جو کسی نبی میں نہیں ہوتیں؟

جواب: وہ چیز باتیں ہیں اللہ عزوجل نے ہونا، بد مشورتی، بے عقلی، بزدلی، پست ہمتی، نامرئی۔

سوال ۲۱: نبی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کی عظمت بہت ہی عظیم ہوتی ہے اور سلامت مدی اس کا ایک ذاتی خاصہ

ہوتا ہے اسی لیے جو باتیں خدا کو نا پسند ہوتی ہیں ان سے نبی کو نفرت ہوتی ہے اور اگر

کوئی موقع پیش آئے تو ایسا پیش آجاتا ہے جو عام لوگوں کی نفرت کا مقام ہوتا ہے تو وہاں

خدا کی قدرت کسی دیکھی صورت میں ظاہر ہو کر اسے بچا لیتی ہے لہذا پیغمبر سے گناہ کبیرہ

کا صادر ہونا ناممکن و محال ہے بلکہ ایسے احوال بھی ان سے سرزد نہیں ہوتے جو جہالت

اور غفلت کے ضعف ہیں یا جو خلق کے لیے باعث نفرت ہوں۔

سوال ۲۲: نبی سے گناہ صغیرہ صادر ہوتا ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کے قصود و ارادہ سے گناہ صغیرہ کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں ہے خواہ قبل نبوت

ہو یا بعد نبوت۔ ہاں مجمل چوک سے کوئی ایسا امر صادر ہو جائے تو وہ بات ہے کہ آخر

تو بشر ہیں مگر تبلیغی امور میں یہ بھی ممکن نہیں۔

سوال ۲۳: انبیاء کرام کی نفرت کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام سے جو نفرتیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور قرأت

حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اللہ عزوجل ان کا مالک ہے اور وہ اس کے

پیارے بندے ہوں لہذا کیا یاں ہے کہ وہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبادت سے اور جس

طرح چاہے تعمیر فرمائے اور یہ اپنے نسب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا

ان کلمات کو سنہ نہیں بنا سکتا ورنہ مردود یا گاہ ہو گا۔ بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ کسی باپ نے

اپنے بیٹے کو کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے بالآخر کبر دیا تو باپ کو اختیار تھا۔ اب کوئی دوسرا ان الفاظ کو سند بنا کر یہی الفاظ کبر مکتبہ ہے ہرگز نہیں اور اگر کہے گا تو سخت گستاخ سمجھا جائے گا؛ جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عزوجل کی ریس کر کے انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسے الفاظ بکنے والا کیونکر بارگاہ الہی سے مردود اور سخت عذاب جہنم کا مستحق نہ ہو گا؛ ایسی جگہ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسن ادب عطا فرمائے۔

سوال ۲۱: نبی سے تہوت کا زوال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، کوئی بھی نبی کسی وقت میں تہوت کے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔ یہ منصب عظیم محض خدا کا عطیہ ہے اور وہ اسی کو دیتا ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے تو جو شخص نبی سے تہوت کا زوال جانے کا فرہے اس لیے کہ اس سے خدا کی ذات پر بڑا گناہ ہے۔

سوال ۲۲: کون کون سے نبی زندہ ہیں؟

جواب: یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسوں کو خراب کرے۔ ”تو اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں۔ ان پر ایک آن کو محض قرآنی وعدہ کی تصدیق کے لیے موت طاری ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر ان کو حقیقی دنیاوی زندگی عطا ہوتی ہے مگر چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا بھی نہیں ہے۔ ان چاروں میں سے دو آسمانوں پر ہیں اور دو زمین پر ہیں۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں پھر ان پر بھی موت طاری ہوگی۔

سبق نمبر ۶

## خاتم النبیین ﷺ

سوال ۱۳۳: خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟

جواب : خاتم النبیین یا خاتم المرسلین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

سوال ۱۳۴: ہمارے نبی ﷺ کی نبوت عام ہے یا خاص؟

جواب : حضور کی نبوت و رسالت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے روز قیامت تک تمام مخلوقات کو عام ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رسالت تمام جن والہ انسان اور فرشتوں کو شامل ہے بلکہ تمام حیوانات، جمادات، نباتات آپ کی رسالت کے دائرہ میں داخل ہیں تو جس طرح انسان کے ذمہ حضور کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضور اقدس ﷺ کی فرمانبرداری ضروری ہے اور یہ سب حضور کی امت ہیں۔

سوال ۱۳۵: کیا انبیاء و مرسلین بھی حضور کی امت ہیں؟

جواب : جب حضور ﷺ بادشاہ زمین و آسمان ہیں اور خدا کی ساری مخلوق کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی آپ رسول ہوتے اور جب حضور اُن کے رسول ہوتے تو یہ حضرات آپ ہی حضور اقدس ﷺ کے امتی ٹھہرے۔

سوال ۱۳۶: اللہ تعالیٰ نے حضور کو کتنے قسم کے اوصاف دیے؟

جواب : حضور ﷺ کے بعض خصائص یہ ہیں :

۱۔ سب سے پہلے جس کو نبوت ملی وہ آپ ہیں۔

- ۲۔ قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اٹھے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔
- ۳۔ قیامت کا دروازہ جو سب سے پہلے کھلے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔
- ۴۔ شفاعت کی امانت سب سے پہلے آپ ہی کو دی جائے گی۔
- ۵۔ حضور ﷺ کو ایک جہنم امرحمت ہوگا جس کو لوگ اٹھاتے ہیں۔ تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اسی کے نیچے ہوں گے۔
- ۶۔ حضور ہی کے لیے ماری زمین، پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔
- ۷۔ حضور ہی کے لیے مالی قیمت حلال کیا گیا۔
- ۸۔ حضور ہی پیشوائے مرسلین اور قائم النہیں ہیں۔
- ۹۔ روزِ مشرق حضور اقدسؑ کے ہل گے اور ماری مخلوق پیچھے پیچھے۔
- ۱۰۔ پطرسؑ سے سب سے پہلے حضور اپنی اُمت کو لے کر گزر فرمائیں گے۔
- ۱۱۔ اور انبیاءؑ کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدسؑ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔
- ۱۲۔ حضور اقدسؑ کو اللہ تعالیٰ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین (اگلے پچھلے) حضور کی حمد و ستائش کریں گے۔
- ۱۳۔ آپ کو جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔
- ۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔
- ۱۵۔ آپ کو حبیب اللہ کا خطاب ملا۔ تمام جہان اللہ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضا کا طالب ہے۔ سبحان اللہ!
- ان کے علاوہ حضور کے خصائص اور عجیبی جن کا بیان سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔
- سوال ششم: حضور ﷺ عرب کے کس خاندان سے ہیں؟
- جواب: حضور ﷺ خاندانِ قریش سے ہیں۔ یہ خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز و معزز چلا آتا تھا۔ عرب کے تمام قبیلے اور خاندان اس خاندان کو اپنا سردار مانتے تھے اسی خاندانِ قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی جو قریش کی دوسری تمام شاخوں سے

زیادہ عورت رکعتی تھی حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنز کو برگزیدہ بنایا اور کنز میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے شرق و مغرب میں پھرا مگر بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں دیکھا۔ حضور کو اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ بنی ہاشم میں سے ہیں۔

سوال ۱۰: ہاشم کون تھے جن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے۔

جواب: حضور کے پردادا کا نام ہاشم ہے۔ اور یہ بیٹے میں مجدد مناف کے، ہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ یہ نہایت جہان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ قحط کے زمانہ میں یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر مکہ میں لائے اور روٹیوں کا چھوڑ کر کے اونٹ کے شربے میں ڈال کر لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم روٹیوں کا چھوڑ کرنے والا کہنے لگے۔ ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ اسی لیے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

سوال ۱۱: حضرت عبدالمطلب کون تھے؟

جواب: حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ کے دادا تھے رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو ان کے وسیلے سے دُعا مانگتے اور وہ دُعا قبول ہوتی تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ یہ دُعا مانگی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جو ان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ جب مردہ برآئی تو نذر پوری کرنے کے لیے آپ دس بیٹوں کو لے کر خانہ کعبہ میں آئے اور یہ تجویز پایا کہ ان دسوں کے نام پر قرعہ ڈالا جائے جس کے نام قرعہ نکلے اسی کو قربان کر دیا جائے۔ اتفاق سے عبد اللہ کا نام نکلا جو ہمارے حضور کے والد اور عبدالمطلب کو سب بیٹوں سے پیارے تھے۔ لیکن قریش کو آپ کا قربان ہونا پسند نہ آیا، آخر کار عبد اللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر قرعہ عبد اللہ ہی کے نام پر نکلا۔ پھر دس اونٹ اور بڑھائے گئے مگر نتیجہ وہی نکلا۔ آخر کار

بڑھتے بڑھتے سواڑوں پر نکلا چنانچہ عبدالملک نے سواڑ قربان کئے اور  
عبداللہ بن مکتے۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا اَبْنُ الدِّیْنِیِّ حَنِیْنِ  
میں دو ذبیح (اسامیل اور عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

سوال ۵۰ : اہل عرب حضور کو کیا کہتے تھے ؟

جواب : رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ اپنی نبوت کو ظاہر نہ کیا تھا، لیکن آپ کی بیعت و  
امانت پر تمام اہل مکہ کو اعتبار تھا اور ہر ایک آپ کے پاکیزہ اخلاق اور پاک زندگی کا  
مدح خواں تھا۔ لوگوں میں آپ امین کے نام سے مشہور تھے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو جمیلوں میں سخت جھگڑا  
پیدا ہوا۔ ہر ایک جمیل چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کریں۔ آخر کھچاڑ  
دن کی کش مکش کے بعد یہ طے ہوا کہ کل صبح جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اس پر فیصلہ  
چھوڑا جائے۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آفاتے  
نامدار ﷺ تھے۔ دیکھتے ہی سب پکار اٹھے۔ یہ امین ہیں، ہم ان پر راضی ہیں۔  
چنانچہ آپ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجر اسود رکھا۔ پھر فرمایا کہ ہر طرف دالے ایک  
ایک سردار انتخاب کر لیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تمام کر اُپر  
اٹھائیں۔ اس طرح جب وہ چادر اُپر پہنچ گئی تو حضرت نے اپنے دست مبارک  
سے حجر اسود اٹھا کر دیوار میں نصب کر دیا۔ اور وہ سب خوش ہو گئے۔ اس وقت  
عمر مبارک پتیس سال تھی۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ عَدَّ اِلَیْہِ اَبَدًا ۝

سبق نمبر

## نعت شریف

سب سے اعلیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سب سے بالا و بالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 دونوں عالم کا دوہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ذکر سب پیچے جب تک نہ مذکور ہو  
 نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی  
 ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے  
 دینے والا ہے تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے بکھے چھپ گئے  
 پر نہ ڈھبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 لا مکان تک اُجالا ہے جس کا، وہ ہے  
 ہر مکان کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سارے انجمنوں میں اچھا سمجھے جاتے  
 ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 غمزدوں کو رشتہ خردہ دیجئے کہ ہے  
 بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(امام احمد رضا بریلوی)



## سبق نمبر ۸

## صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال ۲۷: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کو دیکھا ہو اور ایمان پر اس کی وفات ہوئی ہو اسے صحابی کہتے ہیں۔ انہیں میں مہاجر و انصار ہیں۔

سوال ۲۸: صحابہ میں مہاجر کون سے صحابہ کہلاتے ہیں؟

جواب: جو صحابہ مکہ معظمہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنا گھر اور چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے ان کو مہاجرین صحابہ کہا جاتا ہے۔

سوال ۲۹: صحابہ میں انصار کون سے صحابہ ہیں؟

جواب: مدینہ منورہ کے وہ صحابہ کرام جنہوں نے رسول اکرم ﷺ اور مہاجرین کرام کی مدد و نصرت کی وہ انصار کرام کہلاتے ہیں۔

سوال ۳۰: صحابہ کرام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آقائے دو عالم ﷺ کے جاں نثار اور پتے غلام ہیں۔ ان کا جب ذکر کیا جاتے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام جنتی ہیں وہ جہنم کی جھنک نہیں گئے۔ اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے۔ قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں نہیں ڈرے گی۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے تو صحابہ کرام میں سے کسی کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف ہے اور کوئی ولی کہتے ہی بڑے مرتبہ کا جو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی یا کسی کے ساتھ بدعقیدہ گی، گمراہی ہے اور ایسا شخص جہنم کا مستحق ہے۔

سوال ۳۱: تمام صحابہ کرام میں افضل کون سے صحابہ ہیں؟

جواب : انبیاء و مرسلین کے بعد نواکی ساری خلق سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر موئے علی رضی اللہ عنہم، حضرت رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔

سوال ۴: خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب : حضور ﷺ کا قائم مقام جو مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو شریعت مطہرہ کے موافق انجام دے اور جائز کام میں اس کی فرمانبرداری مسلمانوں پر فرض ہوئے خلیفہ رسول کہا جاتا ہے۔

سوال ۵: حضور کے بعد سب سے پہلا خلیفہ کون ہوا؟

جواب : حضور ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے خلیفہ برقی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہوئے۔ اسی سے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں، ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم دوسرے خلیفہ ہوئے، ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی تیسرے خلیفہ ہوئے، ان کے بعد حضرت مولا علیؓ شکل کثا ہوتے خلیفہ ہوئے۔ پھر چھ بیٹے کے لیے حضرت ام خن خلیفہ ہوئے۔ ان حضرت کو خلفاء راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور کی سچی نیابت (قائم مقامی) کا پورا حق ادا فرما دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سوال ۶: خلفاء راشدین کے بعد افضل کون ہے؟

جواب : خلفاء اربعہ (چار خلیفہ) کے بعد حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعید بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو فضیلت حاصل ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

سوال ۷: عشرہ مبشرہ کون سے صحابہ ہیں؟

جواب : اوپر والے چھ صحابہ اور چار خلفاء مل کر دس ہوتے۔ یہ دسوں عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی وہ دس اصحاب جن کے جہشتی ہونے کی خبر دنیا میں دے دی گئی لہذا یہ دسوں اصحاب قطعی جنتی ہیں۔

سوال ۶۱: ان کے برادر کون قطعی بنتی ہے؟

جواب: اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت بلقیہ فاطمہ زہرا اور ان کے دو اول صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضور ﷺ کے دو چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ صحابہ کرام جو میدان بدر میں پہنچے اور وہ جنہوں نے بیعت رضوان کی یعنی اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان اے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔ لہذا یہ سب قطعی بنتی ہیں۔

سوال ۶۲: حضرت امیر معاویہ کون ہیں؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں اور شاہان اسلام میں پہلے بادشاہ۔ امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کسی کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ خود سیدنا امام حسن نے خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ ان کی یا ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان یا والدہ ماجدہ حضرت ہندہ کی شان میں گستاخی کرنا سخت بے ادبی اور حضور کو ایذا دینا ہے اس لیے کہ یہ سب صحابی ہیں۔

سوال ۶۳: خلافت راشدہ کب تک رہی؟

جواب: خلافت راشدہ تیس برس تک رہی جیسا کہ خود حضور پُر نور ﷺ کا فرمان مبارک تھا۔ یہ خلافت راشدہ امام حسن کے چھ بیٹے پر ختم ہو گئی۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے جن کی خلافت، خلافت راشدہ ہوگی۔

سوال ۶۴: تابعین کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور پُر نور ﷺ کی اُمتِ مروجہ کے وہ مسلمان جو صحابہ کرام کی صحبت میں رہے انہیں تابعین کہا جاتا ہے اور وہ مسلمان جو ان تابعین کی صحبت میں رہے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں۔ اُمتِ محمدیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام اُمت سے تابعین افضل و بہتر ہیں اور ان کے بعد تبع تابعین کا مرتبہ ہے۔

## سبق نمبر ۹

### اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال ۲۵: اہل بیت میں کن کن سے حضرات داخل ہیں؟

جواب: حضور کے اہل بیت حضور طہ صلوٰۃ والسلام کے نسب اور قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ان اہل بیت میں حضور اقصیٰ ﷺ کی انواع و اقسام کی مطہرات، آپ کی بیبیاں، ہم مسلمانوں کی مقدس مائیں، اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا حضرت مولا علیؑ شکل کشا اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔

سوال ۲۶: ازواج مطہرات کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: قرآنِ عظیم سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیبیاں مرتبہ میں سب سے زیادہ رہی اور ان کا اجر سب سے بڑھ کر ہے۔ دنیا جہاں کی مخلوق میں کوئی ان کی ہمسرا اور ہم مرتبہ نہیں، اگر آدمی کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا تو انہیں بیس گنا، کیونکہ ان کے عمل میں دو جہتیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی و طاعت اور دوسرا حضور ﷺ کی رضا جوئی و طاعت۔ لہذا انہیں آدمیوں سے دس گنا ثواب ملے گا۔

سوال ۲۷: پنجتن پاک کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟

جواب: پنجتن پاک سے مراد حضور ﷺ اور مولا علیؑ اور حضرت بی بی فاطمہ زہراؑ حضور کی صاحبزادی، اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

سوال ۲۸: اہل بیت کرام کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بہت ہیں۔ ان حضرات کی شان میں جو آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ اہل بیت کرام سے اللہ تعالیٰ نے رحمت و نایابی کو دود فرمایا اور انہیں خوب پاک کیا اور جو چیز ان کے مرتبہ کے لائق نہیں اس سے ان کے پروردگار نے انہیں

محفوظ رکھا۔

۲۔ اہل بیت رسول پر غصہ کی آگ حرام کی۔

۳۔ صدقہ ان پر حرام کیا گیا کہ صدقہ دینے والوں کا میل ہے۔

۴۔ آدل گروہ جس کی حضور شفاعت فرمائی گئی حضور کے اہل بیت میں۔

۵۔ اہل بیت کی محبت فرائض دین سے ہے اور خوش اُن سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

۶۔ اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے کترایا، ہلک و برباد ہوا۔

۷۔ اہل بیت کرام اللہ کی وہ مضبوط رستی ہیں جسے مضبوطی سے تھامنے کا، میں حکم ملا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم انہیں نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب (قرآن کریم) ایک میری آل۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ، اپنے نبی کی محبت اور اہل بیت کی محبت اور قرآن پاک کی قرأت۔

غرض اہل بیت کرام کے فضائل بے شمار ہیں۔

سوال ۶۹: حضرت بی بی فاطمہ کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے ساتھ محبت کرنے والوں کو دوزخ سے خلاصی عطا فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ پاک دامن میں اللہ تعالیٰ نے اُن پر اور ان کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا۔

ایک حدیث میں ہے کہ فاطمہ میرا جرن ہیں جو انہیں ناگوار، وہ مجھے ناگوار، اور جو انہیں پسند وہ مجھے پسند۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا اے فاطمہ! تبار سے غضب سے غضب الہی ہوتا ہے، اور تمہاری رضا سے اللہ راضی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور پُر نور نے فرمایا اے قاطلہ! کیا تم اس پر ماضی نہیں ہو کر تم ایمان والی عورتوں کی سردار ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیاری قاطلہ ہیں۔

سوال ۱۰: حضرت امام حسن اور امام حسین کے کیا فضائل ہیں؟

جواب: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۲۔ جس نے ان دونوں (حضرت امام حسن اور امام حسین) سے محبت کی، مجھے جنت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

۳۔ حسین و حسن جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

۴۔ جس شخص نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے والد اور والدہ سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

انفرد البیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم اہلسنت وجماعت کے مقتدر ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے وہ باگوا و الہی سے مرعوب و ملعون ہے اور حضرات حسنین یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہیدوں میں ہیں۔ ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار کرنے والا گمراہ ہدین ہے۔

سوال ۱۱: صحابہ کرام کی محبت کے بغیر اہل بیت کی محبت کام آئے گی یا نہیں؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کے آل اور اصحاب سے محبت اور ان دونوں کے ادب و تعظیم کو لازم جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے تو جس طرح اہل بیت کرام کی محبت کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا اسی طرح صحابہ کرام کی محبت کے بغیر بھی ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ دل میں ان دونوں کی محبت و عقیدت کو جبکہ دینا فرائض دین سے ہے اور دونوں کی تعظیم و تکریم حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و توقیر میں داخل ہے۔ اہل بیت کرام اس امت کے لیے اگر کشتی کی مانند ہیں تو صحابہ کرام تاروں کی

مانند ہیں۔ اور ستاروں کی رہنمائی حاصل کئے بغیر چلنے والی کشتیاں ساحل مراد تک پہنچنے سے پہلے ہی طوفان کی نند ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت مولا علی کی محبت اور ابو بکر و عمر کا بغض کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

سوال ۲۶: یزید کون تھا؟

جواب: یزید بنی امیہ میں وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر رہتی دنیا تک دنیا کے اسلام طاعت کرتی رہے گی اور تاقیامت اس کا نام حقارت و نفرت سے لیا جائے گا۔ یہ بد باطن، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھریلو ہوا، نہایت موٹا، بدنما، بد اخلاق، شرابی، بدکار، ظالم و گستاخ تھا۔ اس کی بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے۔ سو دغیرہ کو اس بے دین نے طانیہ رواج دیا اور مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔ البتہ اس پلید کو کافر کہنے اور اس پر نام لے کر لعنت کرنے میں احتیاط چاہیے۔ اس بارے میں ہمارے امام اعظم کا مسلک (طریقہ) سکوت و خاموشی ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق و فاجر کہنے کے سوا کافر کہیں اور نہ مسلمان۔

اور یہ جو آج کل بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے ہمارے وہ (حضرت امام حسین) بھی شہزادے، اور وہ (یزید پلید) بھی شہزادے، ایسا کہنے والا خارجی ہے اور جہنم کا مستحق۔

سوال ۲۷: اہل بیت کے ائمہ و وارثہ و بارہ امام (کون کون ہیں؟

جواب: ائمہ اہل بیت میں سب سے اول امام حضرت مولیٰ علی ہیں، پھر حضرت امام حسن، پھر حضرت امام حسین، پھر حضرت امام زین العابدین، پھر حضرت امام باقر، پھر حضرت امام جعفر صادق، پھر حضرت امام موسیٰ کاظم، پھر حضرت امام علی موسیٰ رضا، پھر حضرت امام محمد تقی، پھر حضرت امام تقی، پھر حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور

پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

سبق نمبر ۱۰

## اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

سوال ۱: دلی کے کتے ہیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ کے وہ خاص ایمان والے مسلمان بندے جو اللہ و رسول کی محبت میں اپنی خواہشوں کو فنا کر دیتے ہیں اور ہمیشہ خدا اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں مصروف رہتے ہیں، اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔

سوال ۲: ولایت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب : ولایت یعنی خدا کا مقرب اور مقبول بندہ ہونا محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ مولا عز و جل اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔  
ہاں عبادت و ریاضت کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعضوں کو ابتداءً بھی مل جاتی ہے۔

سوال ۳: کیا بے علم آدمی بھی ولی ہو سکتا ہے؟

جواب : نہیں، ولایت بے علم کو نہیں ملتی۔ دلی کے بے علم ضروری ہے خواہ بطور ظاہر وہ علم حاصل کرے یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے اور وہ عالم ہو جائے۔ علم کے بغیر آدمی دلی نہیں ہو سکتا۔

سوال ۴: بے شرع آدمی کو دلی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : جب تک عقل سلامت ہے کوئی دلی کیسے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، احکام شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا اور جو اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھے ہرگز دلی نہیں ہو سکتا تو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے۔ ہاں آدمی مجذوب ہو جائے اور اس کی عقل ذاتی ہو جائے تو اس سے شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے مگر



یہ بھی سمجھ لو کہ جو اس قسم کا ہوگا، وہ شریعت کا مقابلہ بھی کرے گا۔

سوال ۸۷: اولیاء اللہ کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: اولیاء اللہ نبی ﷺ کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بڑی طاقت دی ہے۔ ان سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ان کی دُعاؤں سے خلقِ خدا فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کی محبت دین و دنیا کی سعادت اور خدا سے تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت اور باعثِ برکت ہے۔ ان کے عرسوں میں شرکت سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

سوال ۸۸: اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جسے استمداد اور استعانت کہتے ہیں بلاشبہ جائز ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو، ان کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

سوال ۸۹: اولیاء اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اولیاء اللہ کو جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اسے برا و ادب نذر و نیاز کہتے ہیں جیسے بادشاہ کو نذرین دی جاتی ہیں اور ایصالِ ثواب یعنی غیر خیرات، تلاوتِ قرآن شریف، ذکرِ الہی، قرأتِ ورد شریف وغیرہ یقیناً جائز بلکہ مستحب ہے۔ یہ صحاحِ حدیث سے یہ امور ثابت ہیں اسی لیے قدیم سے یہ فاتحہ مسلمانوں میں رائج ہے اور ان میں مصوصاً گیا دھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ گیا دھویں شریف حضورِ غوثِ پاک کی نیاز کو کہتے ہیں۔

سوال ۹۰: جو لوگ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز سے روکتے ہیں وہ کیسے ہیں؟

جواب: ہم بتا چکے ہیں کہ نذر و نیاز کا طریقہ احادیث سے ثابت ہے تو جو اس سے منع کرے وہ احادیث کا مقابلہ کرتا ہے، اور ایسا شخص ضرور گمراہ ہے۔

سوال ۹۱: اولیاء اللہ کے مزارات پر چاند چڑھانا کیا ہے؟

جواب : بزرگان دین، اولیاء صالحین کے مزارات طیبہ پر خلافت ڈالنا جائز ہے جبکہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو اُن کا ادب کریں اور اُن سے برکات حاصل کریں۔

سبق نمبر ۱۱

## معجزے اور کرامتیں

سوال ۱۲: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہیں، اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو اُن کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا دلاٹھی، کاسانپ ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو چلا دینا (زندہ کرنا) اور ہمارے حضور کے معجزات تو بہت ہیں۔ ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔

سوال ۱۳: کوئی جبرئیل نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ دکھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : معجزہ نبی کے دعویٰ نبوت میں پتے ہونے کی ایک دلیل ہے جس کے ذریعہ سے معاندوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں، تو جو شخص نبی نہ ہو وہ نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی معجزہ اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا۔ ورنہ پتے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

سوال ۱۴: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب : اولیاء اللہ سے جو بات خلافت عادت مادہ ہر اُسے کرامت کہتے ہیں۔ کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

سوال ۸۹: اولیاء اللہ سے کس قسم کی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب: نبی کے اس معجزے کے سوا جس کی عصمت دوسروں کے لیے ثابت ہو چکی ہے۔ اولیاء اللہ سے تمام کرامتیں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اُن کی آن میں مشرق سے مغرب پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا۔ دُور دُور کے حالات ان پر ظاہر ہو جانا، مُردہ زندہ کرنا، مادرِ زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا وغیرہ لیکن قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا کسی دلی سے ہرگز ممکن نہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء کے معجزے ہیں جن کے وہ اُمّتی ہوں۔

سوال ۹۰: جس دلی سے کرامت ظاہر نہ ہو وہ دلی ہے یا نہیں؟

جواب: اولیاء اللہ سے کرامات اکثر ظاہر ہوتی ہیں لیکن کرامات کا ظاہر نہ ہونا کسی کے دلی یا بزرگ نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ حضرت تراقبانی و ولایت اور کرامت کو چھپاتے ہیں ہاں جب حکیم الہی پاتے ہیں تو کرامت ظاہر کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی یہ کرامتیں ان کی وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا اور مانتا ہے۔

## ایک رُباعی

برساتے وہ آزاد روی نے جہاں

ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی تلے

اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا

اے دو بتوں کے پار لگانے والے

(حضرت منبر علی)

## باب دوم

## اسلامی عبادات

## سبق نمبر ۱۲

## وضو کے بقیہ مسائل

سوال ۸۹: بے وضو نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام اور سخت گناہ کی بات ہے بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علماء کفر کہتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز ادا کرنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی، اور یہ کفر ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت کی کبھی نماز ہے اور نماز کی کبھی طہارت۔

سوال ۹۰: اعضائے وضو کتنی مرتبہ دھوئے جاتے ہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے جو ایک ایک بار وضو کرے یعنی ہر عضو کو ایک ایک بار دھوئے، تو یہ ضروری بات (فرض) ہے اور جو دو دو بار کرے اس کو دو ناکواب ہے اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے یعنی سنت ہے۔

سوال ۹۱: مسواک کرنا کیسا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: وضو میں مسواک کرنا سنت متکبرہ ہے۔ ہمارے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے ستر حصے افضل ہے جو بے مسواک کے پڑھی گئی۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اُسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو گا۔ پیلو یا نیم و فیرو کڑی کڑی سے مسواک کرنا چاہیے۔ اور داہنے ہاتھ سے کم از کم تین مرتبہ دائیں یا بائیں، اوپر نیچے کے داہنوں میں مسواک کرے

اور ہر مرتبہ مسواک کو دھو لے۔ مسواک چھٹکلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک باشت لمبی ہو۔ فارغ ہونے کے بعد مسواک دھو کر کھڑی کر دے۔ اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ مسواک سے منہ کی صفائی اور خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

سوال ۹۱: زخم سے بار بار خون پونچھا جائے تو وضو ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھا جا کر بہنے کی نوبت نہ آئی، تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو بہہ جاتا یا نہیں۔ اگر بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ یونہی اگر مٹی یا راکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔

سوال ۹۲: اگر تھوڑی تھوڑی تھنی مرتبہ ہوتی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تھوڑی تھوڑی تھنی چند بار آئی کہ اس کا مجموعی منہ بھرے تو اگر ایک ہی تھنی سے ہے وضو ٹوڑے گی اور اگر تھنی جاتی رہی پھرتے سرے سے تھنی شروع ہوتی اور تھنی آئی کہ اگر دونوں مرتبہ کی جمع کی جائے تو منہ بھر ہو جائے تو اس سے وضو نہیں جاتا پھر بھی اگر ایک ہی بیٹک میں ہے تو وضو کر لینا بہتر ہے۔

سوال ۹۳: منہ سے خون نکلے تو وضو ٹوڑے گا یا نہیں؟

جواب: منہ سے خون نکلا، اگر تنوک پر غالب ہے تو وضو ٹوڑے گا ورنہ نہیں اور تنوک کا رنگ اگر سُرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر سرد ہو تو خون غالب نہیں۔

سوال ۹۴: بدن پر خون ظاہر ہوا ہے نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: خون یا پیپ وغیرہ اگر صرف چمکایا ابھرا اور بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھرتا ہے یونہی اگر نعلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانگے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سُرخ آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں تھا۔ یا ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا تو ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹا۔

سوال ۱۵: وہ کوئی نیند ہے جس سے وضو نہیں پڑتا؟

جواب: اس طرح سونا کہ دونوں شریعین خوب نہ جھے ہوں یا اس طرح سونا کہ اس میں غفلت نہ کہے ناقض وضو نہیں مثلاً کھڑے کھڑے بارگاہ کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ مسنونہ کی شکل پر سو گیا، تو ان صورتوں میں وضو نہ جائے گا۔

سوال ۱۶: انبیاء کرام کا وضو سونے سے پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتے ہیں۔ نیند کے علاوہ اور دوسرے لواقض وضو وضو توڑنے والی چیزوں سے ان کا وضو جاتا رہتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ چیزیں نجس ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کی شان بڑی عظمت والی ہے۔

سوال ۱۷: نماز میں ہنسی آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ہنسی اتنی آواز سے ہو کہ اس کے پاس والے سُنیں (جسے فقہ کہتے ہیں) اور جاگتے ہیں رکوع سجدے والی نماز میں ہو تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور نماز کے اندر سوتے ہیں یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں تہنہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔

اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سُننا، پاس والوں نے نہ سُننا تو وضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر مسکرایا کہ دانت نکلے اور آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وضو ٹوٹے گا۔

سوال ۱۸: چنسی سے کپڑے پر دھبہ پڑ جائے تو پاک ہے یا نہیں؟

جواب: غارش یا چھڑیوں میں جب کہ ہنسنے والی طریت خون پیپ وغیرہ نہ ہو بلکہ مرث چمک ہو تو کپڑا اس سے بار بار چھو کر اگرچہ کتنا ہی سن لگیا ہو، جلتے پاک ہے مگر دھو ڈالنا بہتر ہے۔

سوال ۱۹: شک سے وضو پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب: جہاں وضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کی

اسے ضرورت نہیں، ہاں کر لینا بہتر ہے اور اگر دوسرے ہے تو اسے ہرگز نہ مانے  
یہ شیطان یحییٰ کا دھوکہ ہے۔

## سبق نمبر ۱۳ غُسل کے بقیہ مسائل

سوال ۱۲: جُنُب اور جنابت کسے کہتے ہیں؟  
جواب: جس شخص پر نہانا فرض ہو اسے جُنُب کہتے ہیں اور جن اسباب کی وجہ سے نہانا فرض ہوتا ہے انہیں جنابت کہتے ہیں۔

سوال ۱۳: جُنُب اگر نہانے میں دیر لگاتے تو گناہ گار ہے یا نہیں؟  
جواب: جس پر غُسل فرض ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جُنُب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

سوال ۱۴: جس پر کئی غُسل فرض ہوں اس کے لیے کیا حکم ہے؟  
جواب: جس پر چند غُسل فرض ہوں سب کی نیت سے ایک غُسل کرے سب ادا ہو جائیں گے اور سب کا ثواب ملے گا۔

سوال ۱۵: غُسل کتنی طرح کا ہوتا ہے؟  
جواب: غُسل تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک فرض دوسرا سنت تیسرا مستحب۔

سوال ۱۶: غُسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟  
جواب: غُسل فرض کرنے والی چیزیں کئی ہیں جن کا حال تمہیں دوسری کتابوں سے معلوم ہوگا۔

سوال ۱۷: مسلمان میت کو غُسل دینا فرض ہے یا سنت؟  
جواب: مسلمان میت کو غُسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک نے نہلا دیا

تو سب کے سر سے اتر گیا اور اگر کسی نے نہ نہلایا تو سب گنہگار ہوئے۔

سوال ۱۳: کون کون سے غسل مُتَمَت ہیں؟

جواب: غسل مُتَمَت پانچ ہیں۔ جمعہ کی نماز کے لیے، عیدین (عید الفطر اور عید الفطر) کی نماز کے لیے، حج یا عمرہ کے لیے۔

سوال ۱۴: غسل مستحب کتنے ہیں اور کون کون سے؟

جواب: غسل مستحب بہت ہیں جن میں سے چند غسل یہ ہیں:

- ۱۔ شہان کی پندرہویں رات کو جسے شبِ برات کہتے ہیں۔
- ۲۔ عرفہ کی رات میں یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن گزر کر جرات آتی ہے۔
- ۳۔ سورج یا چاند گرہن کی نماز کے لیے۔
- ۴۔ مجلس میلاد شریف اور ایسی ہی دوسری مجالس خیر میں شرکت کے لیے۔
- ۵۔ منہ سے توبہ کرنے کے لیے۔
- ۶۔ نیا کپڑا پہننے کے لیے۔
- ۷۔ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے۔
- ۸۔ خوب تاریکی یا سخت آمدگی کے لیے۔
- ۹۔ سفر سے واپس آنے کے بعد۔
- ۱۰۔ جب بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کسی جگہ ہے، ان سب کے لیے

غسل مستحب ہے۔

سوال ۱۵: جس پر غسل فرض ہے اس پر کیا چیزیں حرام ہیں؟

جواب: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، قرآن مجید چھونا، یا بے چھوئے دیکھ کر زبانی پڑھنا یا کسی آیت یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا جس میں آیت لکھی ہے حرام ہے۔ ہاں اگر قرآن عظیم جزو دان میں ہو تو جزو دان پر ہاتھ لگانے یا رد مال وغیرہ کسی علیحدہ کپڑے سے پکڑنے میں حرج نہیں۔

سوال ۱۶: بے وضو آدمی قرآن مجید چھو سکتا ہے یا نہیں؟



جواب : بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کیت کو چھونا حرام ہے۔ ہاں بے چھوئے زبانی دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور روپیہ یا برتن یا گلاس پر آیت یا سورت لکھی ہو تو اس کا چھونا بھی بے وضو اور جُنُب کو حرام ہے۔

سوال ۱۱۰ : بے وضو اور جُنُب درود شریف اور دُعائے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : جس پر وضو یا غسل فرض ہے درود شریف اور دُعائوں کے پڑھنے میں اُنھیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا اُٹکی کر کے پڑھیں۔

سبق نمبر ۱۴

## ناپاکی دُور کرنے کا طریقہ

سوال ۱۱۱ : ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب : جو چیزیں کسی نجاست کے گھنے سے ناپاک ہو جائیں ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں مثلاً :

۱۔ دھونے سے۔ پانی اور ہر بہنے والی چیز سے جس سے نجاست دُور ہو جاتے دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں۔

۲۔ پونچھنے سے مثلاً روپے کی چیز جیسے چھری، چاقو وغیرہ جس میں زنگ ہو، نہ نقش و نگار نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی، نجاست خواہ دلدار ہو یا پتلی یونہی ہر قسم کی دعوات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں ہاں اگر نقش ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے۔

۳۔ کھرپھنے یا گرگانے سے مثلاً موزے یا جوتے ہیں دلدار نجاست لگی جیسے پاخانہ، گوبر تو کھرپھنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔

۴۔ خشک ہو جانے سے مثلاً ناپاک زمین ہوا سے یا آگ سے سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی زنگ و بوجھاتا رہے تو پاک ہو جائے گی، اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر

اس سے تمیز کرنا جائز نہیں ہے۔

۵۔ پھیننے سے مثلاً دانگ سیدہ پھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۶۔ آگ میں جلانے سے مثلاً ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک پتے ہیں، ناپاک ہیں، اور آگ میں پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

۷۔ ذات بدل جانے سے، مثلاً شراب سر کر ہو جائے تو اب پاک ہے یا نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

سوال ۱۱۲: جو چیز پھڑنے کے قابل نہ ہو اس کو کس طرح پاک کریں؟

جواب: جو چیز پھڑنے کے قابل نہیں ہے جیسے چٹائی، ددی، جوتا وغیرہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔ اسی طرح ریشمی کپڑا جو اپنی نازکی کے سبب پھڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔

سوال ۱۱۳: تانبے، پتیل وغیرہ دھاتوں اور پٹنی کے برتنوں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: چینی کے برتن یا تانبے، پتیل وغیرہ دھاتوں کی ایسی چیزیں جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی انہیں نقطہ تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، ہاں ناپاک برتن کو مٹی سے مانہ لینا بہتر ہے۔

سوال ۱۱۴: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے تو کپڑا کس طرح پاک کیا جائے؟

جواب: اس صورت میں بہتر تو یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں۔ مثلاً معلوم ہے کہ کرتے کی آستین یا کبلی نجس ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم کہ کون سا حصہ ہے تو پوری کبلی یا پوری آستین دھو کر ہی بہتر ہے اور اگر اندازے سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھو لے جب بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔

سوال ۱۱۵: تیل یا گھی وغیرہ اگر ناپاک ہو جائے تو کس طرح پاک کریں؟

جواب : بہتی ہوئی عام چیزیں گھی تیل وغیرہ کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ آٹا ہی پانی ڈال کر خوب ہلاتیں پھر اوپر سے تیل گھی آٹا لیں اور پانی پھینک دیں۔ یونہی تین بار کریں وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۵

## تیمم کا بیان

سوال ۱۲ : تیمم کسے کہتے ہیں ؟

جواب : نجاست ٹھیک سے پاکی حاصل کرنے کی نیت سے ہاتھ اور منہ پر مخصوص طریقہ سے پاک مٹی سے مسح کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

سوال ۱۳ : تیمم کرنا کس شخص کو جائز ہے ؟

جواب : جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور وہ پانی پر قدرت نہ پائے اس شخص کو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا چاہیئے۔

سوال ۱۴ : پانی پر قدرت نہ پانے کی کتنی صورتیں ہیں ؟

جواب : پانی پر قدرت نہ پانے یعنی استعمال نہ کر سکنے کی کئی صورتیں ہیں :

۱۔ ایسی بیماری جس میں وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صبح اندیشہ ہو۔

۲۔ وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتہ نہیں۔

۳۔ اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جائے یا بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو۔

۴۔ دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس طرف سانپ یا کوئی درندہ بے کھڑکھائے گا یا وہاں جانے سے آبرو جانے کا خوف ہے۔

۵۔ جنگل میں ڈول رکی نہیں کہ پانی بھرے۔

۷۔ پیاس کا خوف، یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل کرے تو یہ خود یا دوسرا مسلمان یا اس کا جانور یا سارہ جانے گا اور وہ ماہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتہ نہیں۔

۸۔ پانی مول ملتا ہے مگر بہت جھٹکا ملتا ہے یا اس کے پاس حاجت سے زیادہ دام نہیں۔

۹۔ یہ گمان کہ پانی تکاشش کرنے میں قافلہ نظر دل سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔

۱۰۔ یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں حید کی نماز جاتی رہے گی۔

۱۱۔ ولی کے علاوہ کسی اور کو یہ خوف ہو کہ نماز جتازہ فوت ہو جائے گی یعنی یہ کچا روں سے بچیری جاتی رہیں گی قرآن تمام صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔

سوال ۱۲: بیماری بڑھنے کے صحیح اندیشہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آدمی نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا وہ کہ کسی مسلمان اچھے فائق حکیم نے جو ظاہر یا فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا تو تیمم کرنا جائز ہے اور محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو یا کسی کافر یا فاسق معمولی طبیب نے کہہ دیا ہو تو تیمم جائز نہیں ہے۔

سوال ۱۳: تیمم میں کتنے فرض ہیں؟

جواب: تیمم میں تین فرض ہیں:

۱۔ نیت، تو اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا۔

۲۔ سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا، اس طرح کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

۳۔ دونوں ہاتھوں کا کبھیوں سمیت مسح کرنا۔ اس میں یہ بھی خیال رہے کہ قدرہ برابر ہوگا۔

باقی درجہ ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

سوال ۱۴: تیمم میں سنتیں کتنی ہیں؟

جواب: ہشتم اللہ کہنا، دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنا، انگلیاں کھلی برقی رکھنا، ہاتھوں کو

جھاڑ لینا، زمین پر ہاتھ مار کر ٹوٹ دینا۔ پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا، دونوں کا مسح پہلے درپے ہونا، پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔ دائیں کا غلط کرنا اور غبار پہنچ گیا ہو تو انگلیوں کا غلط کرنا اور اگر غبار نہ پہنچا ہو تو غلط فرض ہے۔

سوال ۱۲: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کنارہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہموار کر ٹوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں، اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح سمیت مسح کریں۔

سوال ۱۳: ہاتھوں پر مسح کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سرے سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی پٹیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہٹائے تک لے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یونہی داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے۔

سوال ۱۴: کن چیزوں پر تیمم جائز ہے؟

جواب: تیمم اسی چیز پر ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو اور جو چیز جل کر ذرا رکھ ہو تو بے نہ چمکتی ہے دھرم ہوتی ہے۔ وہ جنس زمین سے ہے اس سے تیمم جائز ہے جیسے ریتا، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرد، پتھر اور وہ نمک جو کان سے نکلتا ہے اور زرد، سفید وغیرہ جو اہرات۔

سوال ۱۵: کن چیزوں سے تیمم جائز نہیں؟

جواب: جو چیز آگ سے جل کر رکھ ہو جاتی ہو جیسے کلاہی، گھاس وغیرہ یا پھل جاتی ہو یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پتیل، لوہا وغیرہ دھاتیں اس سے تیمم جائز نہیں۔

سوال ۱۳۶: کلاں پر خبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: کلاں، گھاس، ہیش، سونا، چاندی، لہا و غیرہ دعا میں اور گہیل، جو وغیرہ جب کہ اتنا خبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے ہاتھ میں لگ جاتا ہو تو اس خبار سے تیمم جائز ہے۔

سوال ۱۳۷: وضو اور غسل کے تیمم میں کیا فرق ہے؟  
جواب: وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔  
سوال ۱۳۸: نماز پڑھنا کون سے تیمم سے جائز ہے؟  
جواب: نماز اس تیمم سے جائز ہوگی جو پاگ ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بطلان عبادت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید پڑھنے یا اذان و اقامت یا یہ سب عبادت مقصودہ نہیں، یا نیابت قبول یا دفن میت یا بے وضو نے قرآن مجید پڑھنے یا ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں اس لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں اور دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔

سوال ۱۳۹: نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: نماز جنازہ یا نماز عیدین کے لیے تیمم اگر اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں اور سجدہ تلاوت کے لیے تیمم سے بھی نماز جائز ہے۔

سوال ۱۴۰: پانی تلاش کئے بغیر تیمم سے نماز ہوگی یا نہیں؟  
جواب: یہاں دو صورتیں ہیں:

۱۔ اگر یہ گمان ہے کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔  
بلکہ تلاش کئے بغیر تیمم جائز نہیں۔

۲۔ اور اگر غالب گمان ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری

نہیں۔ ہاں اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے اس سے پانی کے متعلق کچھ نہیں پوچھا اور بعد  
کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

سوال ۱۳۱: ایک تیمم سے کئی وقت کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہاں ہمارے نزدیک تیمم، وضو اور غسل کا قائم مقام ہے جس طرح ایک  
وضو اور غسل سے کئی وقتوں کی نماز فرض اور نفل ادا کر سکتے ہیں اسی طرح تیمم سے بھی  
کر سکتے ہیں۔

سوال ۱۳۲: ایک مٹی سے کئی آدمی یا ایک ہی شخص کئی مرتبہ تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا، دوسرا بھی کر سکتا ہے یونہی ایک جگہ سے ایک  
آدمی کئی مرتبہ تیمم کر سکتا ہے۔ مٹی پانی کے حکم میں نہیں۔

سوال ۱۳۳: تیمم کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل فرض ہو جاتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا  
رہتا ہے اور علاوہ ان کے پانی پر قحط ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے مثلاً  
مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب تندرست ہو گیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تو  
تیمم جاتا رہا۔

سوال ۱۳۴: تیمم کی مدت کیسے؟

جواب: جب تک پانی میسر نہ آئے یا غدر جاتا نہ رہے اس وقت تک تیمم جائز ہے۔  
اگر اسی حالت میں برسوں گزر جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال ۱۳۵: ٹھنڈا پانی اگر نقصان پہنچائے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو ایسے وقت  
میں تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی  
سے غسل و وضو ضروری ہے۔ تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے  
تو تیمم کرے۔ یونہی اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور اگر گرم  
وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے۔ پھر جب گرم وقت کے تراندہ نماز

کے لیے وضو کر لینا چاہیے اور اگر سر پر پانی ڈالنا قصاص کتاب سے تو مٹے سے نہائے اور پوسے سر کا مسح کرے۔

سوال ۱۳: زمزم شریف ہوتے ہوئے تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ساتھ میں زمزم شریف ہے جو لوگوں کے لیے بطور تبرک یا بیمار کو پلانے کے لیے لے جا رہا ہے اور آنا ہے کہ وضو ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔

سبق نمبر ۱۶

## نماز کی شرطوں کا بیان

سوال ۱۴: صحت نماز کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) نجاست حکیمہ اور حقیقہ سے نمازی کے بدن کا پاک ہونا (۲) نجاست حقیقیہ سے نمازی کے کپڑوں اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر عورت (۴) استقبال قبلہ (۵) وقت (۶) نیت۔

سوال ۱۵: کس قدر نجاست سے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کئے نماز ہوگی ہی نہیں۔ نجاست غلیظہ درہم سے زیادہ اور خفیضہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوٹائی سے زیادہ جس میں لگی ہو اس کا نام نجاست قدر مانع ہے۔

سوال ۱۶: نماز کے لیے کتنی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: جس جگہ نماز پڑھے اس کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں اور سجدہ کرنے کی حالت میں دونوں گھٹنوں اور ہاتھوں اور سجدہ کی جگہ پاک ہو۔

سوال ۱۷: نجس جگہ پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو ہوگی یا نہیں؟



جواب : کپڑا اگر دیزد موٹا ہے اور اُسے نجاست کی جگہ پر بچھا کر نماز پڑھی اور اس نجاست کی رنگت یا بو محسوس نہ ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی کہ اس کے نیچے کی چیز بھلکتی ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال ۱۳۱: دو تہ کا کپڑا ہو اور ایک تہ نجس ہو جائے تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب : اگر دونوں تہ ٹاکری دیا ہو تو دوسری تہ پر بھی نماز جائز نہیں ہے اور اگر پہلے تہوں تو جائز ہے۔

سوال ۱۳۲: کڑھی کے نجس تختے پر نماز ہوگی یا نہیں؟  
جواب : کڑھی کا تختہ اگر ایک طرف سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چمکے تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال ۱۳۳: گوبر سے لیس ہوئی زمین پر نماز جائز ہے یا نہیں؟  
جواب : جو زمین گوبر سے لیس گئی اگرچہ ٹوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں ہاں اگر وہ ٹوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

سبق نمبر ۱

## ستبر عورت کا بیان

سوال ۱۳۴: ستبر عورت کا کیا مطلب ہے؟

جواب : ستبر عورت کے معنی ہیں بدن کا وہ حصہ چھپانا جس کا چھپانا فرض ہے۔

سوال ۱۳۵: مرد عورت کے بدن کا وہ کون سا حصہ ہے جسے عورت کہتے ہیں اور اس کا چھپانا فرض ہے؟

جواب : مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ ناف اس میں داخل

نہیں اور گھٹنے داخل ہیں اور آئنا عورتوں کے لیے سلا بدن عورت ہے سوا منہ کی

ٹنگلی اور تھیلیوں اور پاؤں کے معمول کے سر کے لگتے ہوئے ہال اور

عورت کی گردن اور کلاسیاں بھی عورت ہیں اور ان کا چھپانا بھی فرض ہے اور عورت

کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں مگر اسے فیروں کے سامنے کھولنا منع ہے۔

سوال ۱۳۱: اگر ستر کا کوئی حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جن اعضاء کا ستر فرض ہے ان میں کوئی عضو چھٹائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو گئی اور اگرچہ چھٹائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپایا جب بھی ہو گئی اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھل رہا یا جان بوجھ کر کھولا، اگرچہ فوراً چھپایا تو نماز جاتی رہی۔

سوال ۱۳۲: اگر کوئی شخص اندھیرے میں ہو اور ننگا نماز پڑھنے کو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام لے اور لگے پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ آدمی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں نماز میں ستر بالا جماع فرض ہے۔

سوال ۱۳۳: کیا نماز کے علاوہ تنہائی میں بھی ستر واجب ہے؟

جواب: ستر ہر حال میں فرض ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے بلا کسی صیغہ غرض تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔

سوال ۱۳۴: اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: ایسا شخص اگر ٹاٹ، پھونے وغیرہ یا گھاس یا پتوں سے ستر عورت کر سکتا ہے تو یہی کرے، نماز ننگا نہ پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو نماز بیٹھ کر پڑھے، دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، لیکن اس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکوع و سجود کے لیے اشارہ کرنا اس کے لیے بہتر ہے، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھے ہیں یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر اتھ رکھ کر۔ پیشاب یا خانہ کے نظام کو عورت غلیظہ کہتے ہیں۔

سوال ۱۳۵: برہنہ (ننگا، آدمی ریشمی کپڑا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟)

جواب: اگر کسی کے پاس ستر کے لیے ہائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر عورت کرے اور اسی میں نماز پڑھے۔ البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال ۱۵۱: باریک کپڑا ستر عورت کے کام آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کے لیے کافی نہیں۔ اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوگی اور ایسا باریک کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہ بند وغیرہ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جس دوپٹے سے بالوں کی سیاہی چمکے اسے اوڑھ کر عورت کی نماز نہیں ہو سکتی۔

سبق نمبر ۱۸

## استقبال قبلہ

سوال ۱۵۲: استقبال قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں۔ بخاند کعبہ ایک متبرک مکان ہے جو عرب ملک کے مشہور شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے، حاجی لوگ یہیں حج کو جاتے ہیں۔

سوال ۱۵۳: قبلہ کو پہچاننے کی کیا کیا ملائیں ہیں؟

جواب: شہروں اور بستیوں میں مسجدیں، آبادی سے باہر مسلمانوں کی قبریں، کہ قبروں کا سرانہ شمال ہی کی طرف ہوتا ہے اور جنگلوں، دریاؤں میں چاند، سورج، ستارے۔ کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب تارہ نمازی کے واسطے شانے پر ہوتا ہے تو قبلہ سامنے ہوا یا پھر لوگوں سے دریافت کرے۔

سوال ۱۵۴: جسے قبلہ کی شناخت نہ ہو سکے وہ نماز میں کدھر منہ کرے؟

جواب: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو یعنی وہاں مسجدیں، محرابیں ہیں نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہیں۔ یا ہیں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے۔ نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتائے تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تخری کرے یعنی دل

میں سپے اٹھل ڈھٹائے جدھر کو قبلہ ہوتا اس کے دل پر جم جاتے اور ہر ہی منہ کرے اور نماز پڑھ لے، اُس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

سوال ۱۵۰: ایسا شخص بے تحری کئے نماز پڑھ لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس شخص کو قبلہ کی شناخت نہ ہو اگر بے تحری کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا نماز نہ ہوگی۔ اگر چہ واقع میں اس نے قبلہ ہی کی طرف منہ کیا ہو۔

سوال ۱۵۱: جو شخص قبلہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہو اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ کو رخ کر سکے اور وہاں کوئی ایسا بھی نہیں جو اور منہ کرادے تو ایسا شخص جس رخ منہ کر کے نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۹

## وقت کا بیان

سوال ۱۵۲: نماز کے لیے وقت شرط ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نماز کے لیے جو اوقات مقرر ہیں نماز کا انہیں محدود وقتوں میں ادا کرنا فرض ہے۔ اگر اس سے پہلے پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور وقت گزار کر پڑھے گا تو نقصا کھائے گی اور یہ گنہگار ہوگا۔

سوال ۱۵۳: نماز کتنے وقت کی فرض ہے؟

جواب: ہر رات دن میں ہر مسلمان مطلق بالغ مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

سوال ۱۵۴: فجر کی نماز کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی کرن چمکنے تک رہتا ہے۔ ان شہروں میں یہ وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ

سے زیادہ ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہے اس سے کم ہوگا زیادہ۔

سوال ۱۳۰: فجر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اسفار میں جب خب اُجالا ہو اور زمین روشن ہو جائے ایسے وقت میں نماز شروع کرے کہ مُنت کے موافق چالیس سے ساٹھ آیات پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی بچے کہ اگر نماز دوبارہ پڑھنی پڑھے تو دوبارہ مُنت کے موافق پڑھی جاسکے۔

سوال ۱۳۱: صبح صادق کیا ہے؟

جواب: صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اُجالا ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے پنج آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا فلق سیاہ ہوتا ہے اور صبح صادق کے وقت یہ دروازہ سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

سوال ۱۳۲: نماز ظہر کا وقت کیا ہے؟

جواب: ظہر کی نماز کا وقت زوال یعنی سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت جو سایہ ہو اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دو شل (دو گنا) ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

سوال ۱۳۳: ظہر کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: جاؤں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے اور گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب گرمی کی تیزی کم ہو جائے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ لیکن بہتر یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک شل میں پڑھے، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا چھوڑ دینا جائز نہیں۔

سوال ۱۳۴: عصر کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: جب ہر چیز کا سایہ (ساوا سا یا اصل کے) دو شل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر

عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ ان شہروں میں وقت کا اثر کم از کم ایک گھنٹہ پچیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے چھ منٹ ہے۔

سوال ۱۶۵: عصر کا متحب وقت کیا ہے؟

جواب: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر اتنی دیر نہ کریں کہ آفتاب بہت نیچا اور زرد ہو جائے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے ورنہ نماز مکروہ ہوگی اور سورج پر یہ نزدیکی اُس وقت آجاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں، تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔

سوال ۱۶۶: مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: وقت مغرب غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے اور یہ وقت ان شہروں میں کہ سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پچیس منٹ ہوتا ہے۔ یعنی ہر روز کے صبح اور مغرب کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

سوال ۱۶۷: شفق کسے کہتے ہیں؟

جواب: امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شفق اسی سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرئی ٹھہرنے کے بعد صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔

سوال ۱۶۸: مغرب کا وقت متحب کیا ہے؟

جواب: اگر بادل نہ ہوں تو مغرب میں ہمیشہ اہل میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا ضرر دیر کر کے نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر بادل کے دن تاخیر مستحب ہے۔

سوال ۱۶۹: نماز عشاء کا وقت کیا ہے؟

جواب: سفید شفق کے غروب ہو جانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے، اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔

سوال ۱۷۰: عشاء کا وقت متحب کیا ہے؟

جواب: عشاء میں تہائی رات تک دیر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے اور اتنی دیر کرنا کہ رات داخل ہو گئی، مکروہ ہے۔

سوال ۱۴۱: نماز وتر کا وقت کونسا ہے؟

جواب: عشاء و وتر کا وقت ایک ہے مگر ان میں باہم ترتیب فرض ہے کہ عشاء سے پہلے اگر وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور جو شخص جاگنے پر آمادہ رکھتا ہے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وتر پچھل رات میں پڑھے ورنہ بعد عشاء سونے سے پہلے پڑھے۔

سوال ۱۴۲: وہ کتنے اوقات ہیں جن میں کوئی نماز جائز ہی نہیں؟

جواب: وہ تین وقت ہیں۔ طلوع آفتاب کا وقت، غروب آفتاب کا وقت اور نصف النہار یعنی سورج کے قائم ہونے سے نہال تک کا وقت۔ طلوع و غروب کی مقدار ۲۰ منٹ ہے اور نصف النہار چالیس پینتالیس منٹ کا وقفہ ہے۔ ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں و فرض نہ واجب نہ نفل، نہ ادا نہ قضاء اور نہ سجدہ تلاوت نہ سجدہ سہو۔

سوال ۱۴۳: وہ کونسے اوقات ہیں جن میں نفل نماز جائز نہیں؟

جواب: گیارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:

۱۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، برادور کعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

۲۔ جب اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہو۔

۳۔ نماز عصر کے بعد۔

۴۔ غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔

۵۔ جب امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہو۔

۶۔ مین خطبہ کے وقت۔

۷۔ نماز عید سے پہلے۔

۸۔ نماز عید کے بعد جبکہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے۔ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

۹۔ عرفات میں ظہر و عصر کے درمیان۔

- ۱۰۔ جب فرض کا وقت تک ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ تکلیف اور ظہر بھی مکروہ ہے۔
- ۱۱۔ جس بات سے دل بٹے اور دلچ کر لگتا ہو اسے دلچ کئے بغیر ہر نماز مکروہ ہے مثلاً لحد کا پیشاب پانا نلکے وقت۔

سبق نمبر ۲۰

## نیت کا بیان

سوال ۱۴۸: نیت کسے کہتے ہیں؟

جواب: نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ محض جانا نیت نہیں جب تک کہ ارادہ نہ ہو۔

سوال ۱۴۹: نیت کا زبان سے کہنا کیسا ہے؟

جواب: زبان سے کہنا نیت محسوب ہے اگرچہ کسی زبان میں ہو۔ لیکن اگر دل میں مثلاً ظہر کا ارادہ کیا اور لفظ عصر نکلا تو ظہر کی نماز ہو گئی۔

سوال ۱۵۰: نیت میں کیا کیا باتیں ضروری ہیں؟

جواب: فرض نماز میں اس خاص نماز کا ارادہ کرنا جو پڑھنا چاہتا ہے مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے۔ یونہی اگر فرض قضا ہو جائے تو ان میں بھی دن اور نماز کا معین کرنا ضروری ہے۔ شفق فلاں دن کی فلاں نماز ادا کرتا ہوں اور اگر امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہو تو اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے کہ پیچھے اس امام کے۔

سوال ۱۵۱: نفل اور سنت کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: ان نمازوں میں اتنی ہی نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ سنتوں میں سنت کی نیت کرے۔

سوال ۱۵۲: کسی نماز کی پوری نیت زبان سے کس طرح کی جائے؟

جواب: مثلاً آج فجر کے دو فرض پڑھتا ہوں تو نیت یوں کرے:



نیت کی میں نے دو رکعت آج کے فرض نماز فجر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ میرا قبلہ شریف کی طرف ہے

اس کے بعد تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لے اور اگر مقتدی ہے تو اتنا فقط اور کہہ لے کہ ”یہ ہے اس امام کے۔“

سوال ۱۹۰: سنت کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: مثلاً ظہر کی چار سنتیں پڑھتا ہے تو نیت یوں کرے:

نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت واسطے اللہ تعالیٰ کے، سنت رسول اللہ وقت ظہر کا، منہ میرا قبلہ شریف کی طرف۔“

سوال ۱۹۱: نماز واجب کی نیت کس طرح ہوتی ہے؟

جواب: نماز واجب میں واجب کی نیت کہے اور اُسے معین بھی کر دے مثلاً نماز عید الفطر یا نماز عید الاضحیٰ یا وتر۔

سوال ۱۹۲: نماز میں تعداد رکعات کی نیت ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: نیت میں تعداد رکعات کا ذکر ضروری نہیں، البتہ افضل ہے۔

سبق نمبر ۲۱

## ارکان نماز کا بیان

سوال ۱۹۳: ارکان نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: ارکان جمع ہے رکن کی اور رکن کے معنی ہیں فرض۔ تو ارکان نماز، فرائض نماز کا دوسرا نام ہے۔ یعنی نماز کے وہ اعمال جو نماز کے اندر داخل ہیں اور ان میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی۔

سوال ۱۹۴: فرائض نماز کتنے ہیں؟

جواب: نماز میں سات چیزیں فرض ہیں:

۱۷) تکبیر تحریمہ (۱۲) قیام (۱۳) قنات (۱۴) رکوع (۱۵) سجدہ (۱۶) قعدۃ اخیرۃ و فرج  
بمقتضیٰ معنی نمازی کا اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے خارج ہونا۔

سوال ۱۸) تکبیر تحریمہ کو شرط بھی کہتے ہیں اور فرض بھی یہ کیوں کہ ہے؟

جواب : تکبیر تحریمہ اور نماز کے ارکان میں چونکہ کوئی فاصلہ نہیں اور یہ نماز کے ساتھ  
ایسی ہی ہوتی ہے جیسے وضو وغیرہ۔ اس لیے تکبیر تحریمہ کو ارکان نماز سے  
شمار کر لیتے ہیں ورنہ درحقیقت یہ شرط ہی۔

سوال ۱۹) تکبیر تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : نماز ادا کرنے کے لیے نیت باندھتے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں، اس تکبیر تحریمہ  
سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور جو باتیں نماز کے منافی (یعنی خلاف) ہیں، وہ  
حرام ہو جاتی ہیں، اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

سوال ۲۰) تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے یا بیٹھ کر بھی کہہ سکتا ہے؟

جواب : فرض، ورنہ عیدین اور سنت فجر میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ  
کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا تو نماز شروع ہی  
نہ ہوئی اور نفل نماز کے لیے بیٹھ کر کہہ سکتا ہے۔

سوال ۲۱) تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے امام کے ساتھ رکوع میں مل جانے سے نماز ہو  
گی یا نہیں؟

جواب : امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہنا ہوا رکوع میں گیا۔ یعنی تکبیر اس  
وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے تو نماز نہ ہوگی، ان  
اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا پھر رکوع میں چلا گیا تو نماز ہو جائے گی، اگرچہ ہاتھ  
د باندھے ہوں۔

سوال ۲۲) قیام سے کیا مراد ہے۔

جواب : قیام کھڑے ہونے کہتے ہیں۔ مگر اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ  
پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

سوال ۱۸۹: قیام کس قدر اور کس نماز میں فرض ہے؟

جواب: فرض اور واجب نمازوں اور سنت فجر میں قیام فرض ہے اور جتنی دیر تک قرأت واجب ہے اتنی ہی دیر تک قیام واجب ہے اور جب تک قرأت سنت ہے قیام بھی سنت ہے۔

سوال ۱۹۰: اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے۔

جواب: لاشعری یا دیوار یا خادم پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو یہی کرے اور اگر کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے مگر چھ اتنا ہی کر کھڑے ہو کر اشہر اکبر کہے تو یہی کرے اور پھر بیٹھ جائے اور اگر کھڑا ہونے کی بالکل طاقت نہیں مثلاً بیمار یا زخمی ہے یا کھڑے ہونے سے مرض بڑھتا ہے یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوتی ہے تو بیٹھ کر پڑھے ہاں نفل نماز میں قیام فرض نہیں ہے۔

سوال ۱۹۱: کشتی یا ریل میں بیٹھ کر نماز فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کشتی میں چکر اُٹنے کا گمان غالب ہو اور کن رے پر اُتر نہ سکتا ہو تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن چلتی ریل گاڑی میں بیٹھ کر فرض و واجب اور سنت فرض ادا نہیں کر سکتا۔ گاڑی جب اسٹیشن پر ٹھہرے اس وقت کھڑے ہو کر یہ نمازیں ادا کرے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے۔ پھر جب موقع ملے اس نماز کو دہرائے۔

سوال ۱۹۲: قرأت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قرأت، قرآن مجید پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قرأت میں یہ لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تمام حروف خارج سے ادائے جائز تاکہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز ہو جائے اور آہستہ آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود اپنی آواز سن سکے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

سوال ۱۹۳: نماز میں قرأت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور دو سنت اور نفل کی ہر رکعت

میں امام و مفرد (تنہا) پر فرض ہے اور مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں اس کے لیے امام کی قرأت ہی کافی ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنا اور فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں ایک پھل سورت یا تین پھل آیتیں یا ایک یا دو آیتیں تین پھل کے برابر پڑھنا واجب ہے۔

سوال ۱۳: سورۃ فاتحہ پڑھنا کی ہر نماز کی ہر رکعت میں واجب ہے؟

جواب: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ واجب ہے خواہ وہ نماز فرض و واجب ہو یا سنت و نفل۔ اور فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں اختیار ہے مگر افضل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور چپ رات بھی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرے نہیں۔

سوال ۱۴: ہر مسلمان کو کم از کم کتنا قرآن حفظ ہونا چاہیے؟

جواب: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور سورۃ فاتحہ اور ایک دوسری پھل سورت یا تین پھل آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور بقدر ضرورت دینی مسائل کا جانا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

سوال ۱۵: قرأت کس کس نماز میں نور سے واجب ہے؟

جواب: فجر کی نماز فرض میں اور مغرب و عشاء کے فضول کی دو پہلی رکعتوں میں اور بعد و عیدین اور تراویح اور رمضان کے وتر کہ جماعت سے پڑھے جلتے ہیں ان سب میں امام پر جہر یعنی زور سے پڑھنا واجب ہے، جہر میں کم از کم اتنی آواز درکار ہے کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو مصنف اول میں ہیں سُن سکیں۔

سوال ۱۶: قرأت کن نمازوں میں آہستہ ہوتی چاہیے؟

جواب: مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ یونہی دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کو نفل اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سُن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال ۱۹۸: جن نمازوں میں زور سے قرأت کی جاتی ہے انہیں کیا کہتے ہیں؟  
جواب: انہیں جہری نمازیں کہتے ہیں اور جن میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے۔ انہیں  
سری نمازیں کہتے ہیں۔  
سوال ۱۹۹: مفرد یعنی تنہا نماز پڑھتے والا جہری نمازوں میں قرأت زور سے کرے گا یا نہیں؟  
جواب: جہری نمازوں میں مفرد کو اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جہر کرے۔ اں  
اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

## ایک تمنا

دردِ دل کر مجھے عطا یا رب      دے میرے درد کی دوا یا رب  
لاج رکھ لے مٹاؤ گاموں کی      نام، رخن ہے ترا یا رب  
عیب میرے نہ کھول محشر میں      نام ستار ہے ترا یا رب  
مجھے ایسے عمل کی دے توفیق      کہ ہو راضی تری رضا یا رب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ

اس بُرے کو بھی کر بخلا یا رب

سوال ۲۰۰: رکوع کی ادنیٰ مقدار کیا ہے؟  
جواب: اتنا جتنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے  
اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھے۔  
سوال ۲۰۱: رکوع کا سنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: رکوع میں پیٹھ خوب پیچی رکھے۔ یہاں تک کہ پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ  
دیا جائے تو وہ ٹھہر جائے اور سر پیٹھ کے برابر ہو نہ اونچا نہ جھکا ہوا اور گھٹنوں کو  
ہاتھ سے پکڑے اور انگلیاں خوب کھلی رکھے اور ہاتھ پسیلوں سے جدا۔

سوال ۲۰۲: کوزہ پشت (کبڑا) جس کی کر بھک جاتی ہے وہ کس طرح رکوع کرے؟

جواب : کوزہ پشت جس کا ٹبہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے وہ رکوع کے لیے سرے اشارہ کرے اسی کا رکوع ہو جائے گا یہ بھی اگر بڑھا پے کی وجہ سے کراس قدر جبک جائے کر رکوع کی شکل ہو جائے اس کے لیے بھی سرے اشارہ کر دینا کافی ہے۔

سوال ۲۳۱: سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : پیشانی زمین پر جانے کو سجدہ کہتے ہیں اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا سجدہ میں شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دوسوں کا قبلہ رو ہونا یعنی دونوں پاؤں کی دوسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے۔

سوال ۲۳۲: ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ فرض ہے یا دوسرا بھی؟

جواب : ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا فرض ہے۔

سوال ۲۳۳: صرف ناک یا پیشانی پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا ہو گا یا نہیں؟

جواب : اگر کوئی عذر ہو اور اس سبب سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کرے پھر بھی ناک کی نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے اور اگر کوئی عذر نہیں اور صرف پیشانی پر سجدہ کیا تو نماز مکروہ ہوئی اور اگر بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

سوال ۲۳۴: اگر کسی کی پیشانی اور ناک دونوں پر زخم ہو تو وہ کس طرح سجدہ کرے؟

جواب : ایسا شخص سجدے کے لیے اشارہ کرے اس کی نماز ہو جائے گی۔

سوال ۲۳۵: دونوں سجدوں میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

جواب : پہلے سجدے سے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے،

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھا واجب ہے۔

سوال ۲۳۶: نرم چیز پر سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب : کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روتی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دلی کر اب دبانے سے زبردستی تو نماز جائز ہے ورنہ نہیں۔ یہی اگر

ناک ہڈی تک نہ دہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس کا نوتا ضروری ہے۔

سوال ۲۰: آدمی خورینچے ہر احد سجدہ اُپنچی جگہ کرے تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی بر نسبت بارہ اُٹھل سے زیادہ اُپنچی ہے تو سجدہ نہ ہوا اور نماز نہ ہوئی ورنہ سجدہ بھی ہو جائے گا نماز بھی۔

سوال ۲۱: قعدہ اخیرہ کتنی دیر تک فرض ہے؟

جواب: نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التہات یعنی ”وَرَّكُورْ“ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

سوال ۲۲: خروج بضع کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قعدہ اخیرہ کے بعد نمازی کے اپنے کسی ایسے فعل سے جو نماز کے مخالف ہو، نماز سے بالقصد خارج ہونے یا نکلنے کو خروج بضع کہتے ہیں مگر اس میں دُہ بار اُٹھام کہنا واجب ہے ورنہ نماز دہرائی پڑے گی۔

سبق نمبر ۲۲

## نماز کے واجبات اور سُنَن و مُستَحَبَّات

سوال ۲۱: واجبات نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب: واجبات جمع ہے واجب کی اور واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا ادا کرنا نماز میں ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی اور بھولے سے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دیا تو نماز کا دہرا نا واجب ہوتا ہے۔

سوال ۲۲: واجبات نماز کتنے ہیں؟

جواب: واجبات نماز ۲۶ ہیں:

- ۱۔ تکبیر تحریر میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔
- ۲۔ الحمد شریف پڑھنا۔
- ۳۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں اور واجب وقت و نفل کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
- ۴۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے مقرر کرنا۔
- ۵۔ الحمد شریف کا سورت سے پہلے ہونا۔
- ۶۔ قرأت سے فارغ ہوتے ہی رکوع کرنا۔
- ۷۔ ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔
- ۸۔ تہلیل ارکان، یعنی رکوع، سجود، قمر، قعود اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔
- ۹۔ قمر، یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔
- ۱۰۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔
- ۱۱۔ قعدۃ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا، اگرچہ نماز نفل ہو۔
- ۱۲۔ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔
- ۱۳۔ لفظ السلام دوبار کہنا۔
- ۱۴۔ وتر میں دہائے قنوت پڑھنا اور تکبیر قنوت کہنا۔
- ۱۵۔ عید الفطر اور عید الفطر کے ہر چھ تکبیریں کہنا اور ان میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا بھی واجب ہے۔
- ۱۶۔ ہر جہری نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور درمضان میں امام کا آواز سے قرأت کرنا اور غیر جہری نمازوں (ظہر، عصر وغیرہ) میں امام کا آہستہ پڑھنا۔



۱۷۔ امام جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چُپ رہنا۔

۱۸۔ قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

۱۹۔ آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔

۲۰۔ نماز میں سہو پڑا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔

۲۱۔ ہر واجب و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

۲۲۔ رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

۲۳۔ سجدہ کا ہر رکعت میں دو ہی بار ہونا۔

۲۴۔ فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

۲۵۔ دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی نماز میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

۲۶۔ دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقف نہ ہونا۔

سوال ۲۱۴: سُننِ نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب: سُنن جمع ہے سنت کی اور نماز کی سنتیں وہ چیزیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں اسی لیے نماز میں اگر کوئی سنت چھوٹ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ مگر جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا بہت بُری بات ہے اور کسی سنت کی توہین سنتِ گناہ بلکہ کفر ہے۔

سوال ۲۱۵: نماز میں کتنی سنتیں ہیں؟

جواب: نماز میں اُنٹیس سنتیں ہیں:

(۱) تجبیر تحریمہ کے لیے اِتھارُ اُٹھانا (۲) بقول کی اُنکھیاں اپنے حال پر

کشانہ اور قبلہ رخ رکھنا (۳) برقت تجبیر سر نہ جھکانا (۴) تجبیر سے پہلے

باتھ کا اٹھانا، یعنی تکبیر قنوت اور تکبیراتِ مجددین میں کانوں تک  
 اٹھائے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں  
 باتھ اٹھانا سنت نہیں ہے (۱۵) امام کا بقدر حاجت بلند آواز سے  
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور سَمِعَ اللّٰهُ لَمَنَ حَمِدَہَا - اور سلام اور دوسری تکبیریں  
 کہنا (۱۶) بعد تکبیر فوراً نواف کے نیچے باتھ باندھ لینا (۱۷) ثنار یعنی  
 سُبْحَانَكَ اللّٰهُ پڑھنا (۱۸) تَقْوُز ، یعنی اُخُوذُ بِاَللّٰهِ وَنِ  
 الطَّيِّظِطْنَ الرَّحْمٰیو پڑھنا (۱۹) سورۃ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا (۱۰) ان  
 سب کا آہستہ ہونا (۱۱) فرض کی پچھل دو رکعتوں میں صرف الحمد شریف  
 پڑھنا (۱۲) رکوع کو جاتے وقت اشد اکبر کہنا (۱۳) رکوع میں کم از کم  
 تین بار تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھنا (۱۴) رکعت میں ٹھنوں  
 کو باتھ سے پڑنا اور اُنچکیاں خوب کھل رکھنا (۱۵) رکوع سے اُٹھنے  
 میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لَمَنَ حَمِدَہَا کہنا اور مقتدی کے لیے  
 رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کے لیے تسبیح و تحمید دونوں کہنا (۱۶)  
 رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھنا (۱۷) سجدہ کے لیے اور  
 سجدہ سے اُٹھنے کے لیے اشد اکبر کہنا (۱۸) سجدہ میں جاتے وقت  
 زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا پھر باتھ پھر ناک اور پھر پیشانی اور جب  
 سجدہ سے اُٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر باتھ پھر گھٹنے (۱۹)  
 سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا (۲۰) سجدہ اس  
 طرح کرنا کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلاسیاں  
 زمین سے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے (۲۱)  
 دونوں سجدوں کے درمیان حُلّ تہجد کے بیٹھنا یعنی بائیں قدم بچھانا اور  
 داہنا کھڑا رکھنا اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا (۲۲) سجدوں میں ہاتھوں کی  
 اُنچکیاں لی جھٹی قبلہ نہ ہونا اور دونوں پاؤں کی دسوں اُنچکیوں کا قبلہ نہ ہونا

اور یہ جب ہی ہو گا کہ انھیں کے پیٹ زمین پر گئے ہوں (۱۳۳) دوسری رکعت کے بعد دل سے فارغ ہونے کے بعد بائیں پاتوں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور ہاتھ کی انگلیاں کو ان کی حالت پر چھوڑنا یوں کہ ان کے کنارے گھٹنوں کے پاس رہیں (۱۳۴) کلمہ شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھٹکی اور اس کے پاس والی کو بند کرے، انگلیاں اور بیچ کی انگلی کا معلقہ باندھے اور ہاتھ پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اظہر رکھ دے اور سب انگلیاں سیدھی کرے۔ (۱۳۵) بعد تشہد دوسرے قعدہ میں درود شریف پڑھنا اور نوافل کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا منون ہے (۱۳۶) درود شریف کے بعد اپنے اور اپنے والدین اور مسلمان اُستادوں اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کرنا (۱۳۷) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا (۱۳۸) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱۳۹) ہر طرف کے سلام میں اس طرف کے مقتدیوں اور کرنا کا تین اور ان فرشتوں کی نیت کرنا جو اس کی حفاظت پر مقرر ہیں۔

سوال ۲: نماز کے مستحبات کیا ہیں؟

جواب: وہ باتیں جن کے بھالانے سے نماز میں حسن و خوبی آجاتی ہے مستحبات نماز کہلاتی ہیں مثلاً،

(۱) قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا اور رکعت میں قدموں کی پیٹھ پر اور قعدہ اور جلسہ میں اپنی گود کی طرف اور سجدہ میں تاک کی طرف اور سلام کے وقت اپنے کانہوں پر نظر رکھنا۔ (۲) جاہی کہنے تو منہ بند کئے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور باقی حالتوں میں بائیں کی پشت سے، اور جاہی دو کئے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء طیبہم السلام کو جاہی نہیں آتی تھی (۳) کھانسی کو اپنی طاقت

بھرنے دینا (۳) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا  
(۵) جب تکبیر کہنے والا صحیح علی الفلاح کہے تو امام وقتہ ہی سب کا  
کھڑا ہو جاتا اور آج کل جو اکثر جگہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت  
سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ جب تک امام مصلیٰ پر کھڑا نہ ہو اس وقت  
تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے (۶) دونوں ہتھیلوں کے درمیان  
قیام میں چار انگلی کا فاصلہ ہونا (۷) وقتہ ہی کا امام کے ساتھ نماز شروع کرنا۔

سوال ۲۳: عورت کے لیے نماز میں کیا کیا باتیں سنت ہیں؟

جواب: نماز میں دس باتیں عورت کے لیے سنت ہیں:

۱۔ تجوید تحریمہ میں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا۔ (۲) تجوید تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے  
کے اندر رکھنا (۳) قیام میں بائیں ہتھیل سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت  
پر دایہ ہتھیل رکھنا (۴) رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ  
کرنا (۵) رکوع میں صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (۶) پاؤں جھکے  
ہوئے رکھنا، مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرنا (۷) سجدہ سمٹ کر کرنا یعنی بازو  
کروٹوں سے ۸ دس اور پیٹ ران سے اور ران پٹیلیوں سے اور پٹیلیاں زمین  
سے (۸) سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ بچھا دینا (۹) قعدہ میں دونوں پاؤں دایہ  
جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا (۱۰) قعدہ اور جلسہ میں ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی رکھنا۔

سبق نمبر ۲۳

## نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ با وضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے بیچوں میں چار انگلی کا  
فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی نو سے  
چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر

ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، تیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لئے اور ناف کے نیچے باندھ لے۔ یوں کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہوا اور۔ پنج کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھٹلی کلائی کے خلیوں (دائرہ کی صورت میں) اور نشانہ پڑے۔ پھر تلوڈ، پھر تیسرے، پھر الحمد پڑے اور ختم پر آمین کہتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی سجدت یا تین یا تیس پڑے یا ایک آیت جو کہ تین کے برابر ہو۔ اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جاتے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اسی طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوئی ہوں، نذیرں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نذیرں کہ چار انگلیاں ایک طرف اور ایک طرف فقط انگوٹھا ہو اور پیٹھ کچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اور نچا نیچا نہ ہو اور کہ سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاتے اور منفرد ہو تو اس کے بعد اَللّٰهُمَّ رَجِّئْنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاتے، یوں کہ پہلے گھٹے زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے نیچے میں سر رکھے نذیرں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک ٹک جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو گردنوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ روبرو ہوں اور ہتھیلیاں کچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے، پھر سر اٹھاتے پھر ہاتھ، اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بائیں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جاتے اور اسی طرح سجدہ کرے پھر سر اٹھاتے پھر ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھ کر جنوں کے بل کھڑا ہو جاتے۔ اب دوسری رکعت میں صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قرأت شروع کرے پھر اسی طرح رکوع اور سجدہ کر کے داہنا قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور پوری احتیاط عِبَادَةُ ذَرُّوْهُ، تک پڑے

اور اس میں کوئی حرف کم و بیش ذکر ہے اور جب کلمہ "لا" کے قریب پہنچے تو دہانے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور پھل اور اس کے پاس والی کہ بتیل سے ملا دے اور لفظ "لا" پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش دے دے اور کلمہ "لا" پر گرائے اور سب انگلیاں لڑا سیدھی کرے۔

اب اگر دوسرے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت طہ یا ضروری نہیں۔ اب کچھ قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے پھر کوئی دہائے مائیدہ پڑھے

مَثَلًا اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُكَ كَلْبِي ظَلَمْتُكَ كَيْدًا وَإِنِّي لَا يَفْعِلُ الدُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ يَا غَفُورًا غَفِيرًا مِّنْ جَنْدِكَ وَرَحْمَتِكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْوَحِيدُ وہ دُعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی یا یہ دُعا پڑھے: اللَّهُمَّ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْغَنَاءُ حَسَنَةٌ وَفِي الْأُخْرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ عَذَابُ النَّارِ اور اس کو بغیر اللہ کے دُعا پڑھے پھر دہانے والے کی طرف منہ کر کے اَسْتَغْفِرُكُمْ عَلَيَّكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ دُعا ہے پھر بائیں طرف۔

یہ طریقہ جو کہ مذکور ہوا، امام یا تہامرو کے پڑھے کتابے مقتدی کے لیے اس کی بعض باتیں جائز نہیں مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنا اور سلام کے بعد سُنت یہ ہے کہ امام دائیں یا بائیں طرف مڑ جاتے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیل کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو اور منفرد اگر وہی دُعا مانگے تو جائز ہے اور ظہر و مغرب و مشار کے بعد مختصر دُعاؤں پر اکتفا کر کے سُنت پڑھے۔ زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو کہ سنتوں میں تاخیر مکروہ ہے اور سُنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دائیں یا بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے اور فجر و عصر کے بعد اختیار ہے جس قعدہ پڑھنا چاہے پڑھے مگر امام کو مقتدیل کا خیال رکھنا چاہیے۔

سبق نمبر ۲۲

## پیارے نبی کی پیاری باتیں

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

- ۱۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہوں۔
- ۲۔ جو کسی سے اللہ کے لیے جنت رکھے اللہ کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ کے لیے بے لے اور اللہ کے لیے مٹ کرے، اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔
- ۳۔ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اُسے جنت ہے۔
- ۴۔ اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کی یاد کرے وہ تیری مدد کرے اور جب تُو بھولے تو وہ یاد دلاتے۔
- ۵۔ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں جس کے بڑوسی اس کی آخرتوں سے محفوظ نہ ہوں۔
- ۶۔ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرائی کی جاتی ہو۔
- ۷۔ ظالم بادشاہ کے پاس حق بات بولنا بہتر جہاد ہے۔
- ۸۔ جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔
- ۹۔ بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا باپ کا حق اولاد پر ہے۔
- ۱۰۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں:

پر شہیدہ اور ظاہر میں اللہ سے ڈرنا۔ خوشی اور ناخوشی میں حق بات برنا،  
مالداری اور احتیاج کی حالت میں دریائی پال چلنا۔  
ہلک کرنے والی چیزیں یہ ہیں :  
خواہش نفسانی کی پیروی کرنا، بخل کی اطاعت اور اپنے نفس کے ساتھ  
کھنڈ کرنا، سب میں سخت ہے۔

## فضائل اور درود شریف | رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

- ۱۔ جو محمد پر ایک بار درود شریف بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں بخش دے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔
- ۲۔ پھر انجیل وہ ہے جس کے سامنے یہ اذکر، جو اور محمد پر درود شریف دے بھیجے۔
- ۳۔ جو شخص اپنی زندگی میں محمد پر بکثرت سے درود شریف بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد تمام مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کریں۔
- ۴۔ قیامت کے دن محمد سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ محمد پر درود بھیجا ہے۔
- ۵۔ محمد پر بکثرت درود بھیجا کر وہ تمہارے لیے فلاح و نجات کا ذریعہ ہے۔  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاَمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ  
صَلَاةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

سبق نمبر ۲۵

اچھی اچھی دعائیں

(دعویٰ کی دعائیں)

۱۔ گلی کرتے وقت :



- ۱۔ اے اللہ تو میری مدد کر، میں تیرا ذکر و شکر  
کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔
- ۲۔ اے اللہ تو مجھ کو جنت کی خوشبودار گھاٹی  
جہنم کی بو سے بچا۔
- ۳۔ اے اللہ تو میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ  
سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ۔
- ۴۔ اے اللہ تو میرا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں  
دینا اور مجھ سے آسان حساب کرنا۔
- ۵۔ اے اللہ تو میرا نامہ اعمال نہ بائیں ہاتھ  
میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔
- ۶۔ اے اللہ تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں  
رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے ہوا  
کہیں سایہ نہ ہوگا۔
- ۷۔ اے اللہ تو مجھے ان لوگوں میں کرے جو  
بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے  
ہیں۔
- ۸۔ گردن کا مسح کرتے وقت :
- اَللّٰهُمَّ اَعِثْنِيْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَ  
شُكْرِكَ وَحَسَنِ عِبَادَتِكَ ۝
- ۲۔ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَ  
لَا تُرِحْنِيْ رَاحَةَ النَّارِ ۝
- ۳۔ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ يَبْيَضُ  
وُجُوهٌُ وَكُودُ وُجُوهٌُ ۝
- ۴۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ يَمِينِيْ  
وَخَاسِيْنِيْ حَسَابًا يَّسِيْرًا ۝
- ۵۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ يَشْأَلُنِيْ  
وَلَا مِنْ قَدَرٍ اَوْ ظَهْرِيْ ۝
- ۶۔ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ  
يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ ۝
- ۷۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ  
يَسْتَمِيعُوْنَ الْقَوْلَ قَبِيْلًا ۝
- ۸۔ گردن کا مسح کرتے وقت :

- اللَّهُمَّ أَعِزِّي وَكَبِّرِي مِنَ النَّارِ  
۹۔ دہنا قدم دھوتے وقت :
- اللَّهُمَّ كَبِّرْتِ قَدَائِمِي عَلَى الْقَوَائِمِ  
یَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ ۝
- ۱۰۔ بایاں پاؤں دھوتے وقت :
- اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَ  
سَعْيِي مَشْكُورًا وَتَجَارَتِي لِي بَيُورًا
- ۱۱۔ وضوے فارغ ہوتے ہی :
- اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ مَرَاتِ  
الْمُتَطَهِّرِينَ ۝
- ۱۲۔ کھڑے ہو کر اور آسمان کی طرف منہ کر کے :
- سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ  
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ۝
- ۱۔ اے اللہ تو میری گردن آگ سے آزاد کر دے۔
- ۲۔ اے اللہ میرا قدم پہلی مرابطہ پر ثابت رکھ جس  
دن اس پر قدم پھسلیں گے۔
- ۳۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دے اے اللہ میری  
کوشش بار آور کر میری تجارت ہلاک نہ ہو۔
- ۴۔ اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک  
لوگوں میں کر دے۔
- ۵۔ توبہ پاک ہے اے اللہ اللہ میں تیری حمد  
کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے  
سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے سُعالی چاہتا  
ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ  
مدبرہ احسن البرکات حیدرآباد سندھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اول

اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

حمد باری تعالیٰ

دے مرے درد کی دوا یا رب	دردِ دل کر مجھے عطا یا رب
نامِ رحمن ہے ترا یا رب	لاج دکھ لے گناہگاروں کی
دامنِ معطفے دیا یا رب	تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
پھر جماعت میں لے لیا یا رب	تو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام
جو دیا جس کو کسے دیا یا رب	دے کے لیتے نہیں کریم کبھی
کہ ہو راضی تری رضا یا رب	مجھے ایسے عمل کی دے توفیق
اس بُرے کو بھی کر بھلا یا رب	ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
بات بگڑی ہوئی بنا یا رب	میں نے نبتی ہوئی بگڑی بات
شاد رکھ مشاد دانا یا رب	مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا
یہ نکتہ ہر کام کا یا رب	اس نکتے سے کام لے ایسے

کردے فضل و نعم سے مالا مال

ہر مع الخیر خاتمہ یا رب

(حضرت حسن بریلوی)

سبق نمبر ۲

## ذات و صفات الہی

سوال ۱: سارے عالم کا خالق و مَرُقی اور مدبر و مالک کون ہے؟

جواب: وہ ایک اللہ ہے، وہی ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا نظام تربیت اسی کے ہاتھ میں ہے وہی ساری مخلوق کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشوونما دیتا اور اُسے مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے، مَرُقی کے یہی معنی ہیں، وہی مدبر ہے کہ دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کو اپنے حکم و امر اور اپنے تصرف و قدر سے تدبیر فرماتا ہے۔ زمین و آسمان اللہ ہی کی ملک ہیں ہم سب عبد مصل ہیں اور تمام تر اسی کی ملک، ہم خود بھی اور ہماری ہر چیز بھی اس کی ملک ہیں۔ زمین و آسمان کے یہ سارے کارخانے جو دنیا کے ہر ظلم سے بڑھ کر حیرت انگیز اور انسانی سائنس کے ہر شبہ سے عجیب تر ہیں، بجائے خود اس کی دلیل ہیں کہ نہ یہ اپنے آپ وجود میں آسکتے ہیں نہ باقی رہ سکتے ہیں جب تک کوئی قادر مطلق ہستی ان کی صانع و خالق اور مَرُقی و مدبر نہ ہو اور وہ نہیں مگر ایک اللہ واحد تعالیٰ جل جلالہ و عز شانہ۔

سوال ۲: اللہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب: اللہ خدا کے لیے اہم ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقص ہے، پاک ہے۔ تمام صفات کمالیہ اس میں موجود ہیں۔

سوال ۳: صفات کمالیہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خدا تعالیٰ واجب الوجود ہے اس کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں سے

آراستہ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کمال ذاتی کے لیے جن جن صفات سے اس کی ذات کا متعین ہونا ضروری ہے۔ ان صفات کو صفات کمالیہ کہتے ہیں۔

سوال ث: صفات کمالیہ کتنی ہیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ کی ذات میں بہت سی صفات ہیں جن میں اہم صفات تو ہیں۔ باقی صفات انہی نو صفاتوں میں سے کسی ذمہ کے تحت آجاتی ہیں اور وہ نو صفات یہ ہیں :

حیات، قدرت، ارادہ و مشیت، علم، سنج، بصر، کلام، سمع و بصر، تخلیق و تخریب۔

سوال ث: حیات کے کیا معنی ہیں؟

جواب : وہ حق ہے یعنی خود زندہ ہے اور تمام چیزوں کو زندگی بخشنے والا، پھر جب چاہتا ہے ان کو فنا کر دیتا ہے۔

سوال ث: صفت قدرت کے کیا معنی ہیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ قدر ہے اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے، کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں، جو چاہے وہ کرے، معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم، فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر کر دے جس چیز میں جو غایت یا اثر چاہے پیدا کر دے اور جب چاہے وہ اثر نکال لے اور دوسرا خاصہ اور تاثیر پیدا کر دے۔

سوال ث: کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔

جواب : اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جس میں طیب و نقصان ہے، پاک ہے یعنی عیب و نقصان کا اس میں پایا جاتا محال ہے، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل بے حیائی وغیرہ عیوب اس پر محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے باری معنی کر وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کہ ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور کذب و جھوٹ، تو ایسا گندہ، ناپاک عیب ہے جس سے سمجھڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے بلکہ بھٹکی، چماری بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے شرماتا ہے۔

اگر وہ اللہ جل جلالہ کے لیے ممکن ہو تو وہ بھی جی، ناقص، گندی خواست سے آلودہ  
ہونے لگا، تو کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے؟ مسلمان تو مسلمان  
معمولی سمجھ والا یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا  
اور جو خدا کی طرف اس کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے۔

سوال ۸: ارادہ و مشیت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ مَرِد ہے یعنی اس میں ارادہ کی صفت پائی جاتی ہے، اس کی  
مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا  
فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے ہی سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ اپنے ارادہ  
اس سے فعل صادر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اہل ارادہ کے ماتحت ہی ہر  
چیز کا ظہور ہوتا ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب و ضروری نہیں کہ جس کے کرنے پر مجبور ہو،  
بلکہ علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے علم ہے۔

سوال ۹: صفتِ علم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ عِلْم ہے یعنی اس کو صفتِ علم حاصل ہے اس کا علم ہر شے کو محیط ہے،  
ہر چیز کی اس کو خبر ہے، جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے پوری تفصیل  
کے ساتھ ان سب کو ازل میں جانتا تھا، اب جانتا ہے اور ابد تک جانے لگا۔ اشیاء  
بدلتی ہیں اس کا علم نہیں بدلتا، ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے علم کی کوئی  
انتہا نہیں، وہ غیب و شہادت سب کو یکساں جانتا ہے علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔

سوال ۱۰: صفتِ سمع و بصر کے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سَمِع و بَصِیر ہے یعنی اس میں صفتِ سماعت و صفتِ بصریت ہے۔  
ہر پست سے پست آواز تک کو سنتا ہے اور ہر باریک سے باریک کو کھنکھرتی  
سے محسوس ہو، وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سُنتا انھیں چیزوں پر منحصر نہیں  
وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔ سمع کے معنی سُنتا اور بصر کے معنی  
دیکھنا ہے۔

سوال ۱۱: صفت کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ متکلم ہے یعنی اس کو کلام کرنے کی صفت حاصل ہے، جس چیز کو پاتا ہے خبر دیتا ہے، انبیاء سے جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جس طرح وہ بے کان کے سنتا ہے اور بے آنکھ کے دیکھتا ہے اسی طرح وہ بغیر زبان کے بولتا ہے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک، اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور خل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی قدیم ہے۔ تمام آسمانی کتابیں اور یہ قرآن عظیم جس کرم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصحف میں لکھتے ہیں، اسی کا کلام قدیم باصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا، لکھنا، سُننا اور حفظ کرنا حادث ہے، اور جو ہم نے پڑھا، لکھا اور سُننا اور جو ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے۔

سوال ۱۲: یہ سات صفات جو اوپر گزریں انہیں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حیات، قدرت، سمیع، بصر، علم، ارادہ اور کلام، اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کہلاتی ہیں۔

سوال ۱۳: تکوین و تخلیق سے کیا مراد ہے؟

جواب: تکوین و تخلیق سارے جہان کو پیدا کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے جہان کا خالق ہے یعنی تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز ہی پیدا کرے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور عالم کا مادہ، آگ، پانی، ہوا، خاک جنہیں اربع عناصر کہتے ہیں، سب اسی کی مخلوق ہے۔ چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی آلہ کا محتاج نہیں، نہ اُس کو کسی مدد کی ضرورت ہے جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کُن (ہر جا) کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔ انسانوں کے کام اور عمل بھی سب اس کے مخلوق ہیں، فداات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔

مارنا، جلاتا، صحت دینا، بیمار ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا وغیرہ صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فلیہ بھی کہتے ہیں

ان سب کو صفاتِ مکیوں کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔

سوال ۱۲: صفتِ رزاقیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہی تمام فی روح کو رزق دینے والا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی رزق دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے۔ وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ بتدریج اس کے کمال مقدار تک پہنچاتا ہے۔ وہ سب العالمین ہے۔ یعنی تمام عالم کا پرورش کرنے والا، حقیقتاً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ مگر وہ غیر ہم دیکھے ادا ملے ہیں۔

سوال ۱۳: صفاتِ سلطیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: صفاتِ سلطیہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات مبرا اور پاک ہے۔ مثلاً وہ جاہل نہیں، بے اختیار و بے کس نہیں، کسی بات سے معذور و عاجز نہیں، اندھا نہیں، بہرا نہیں، گونگا نہیں، ظالم نہیں، مجسم یعنی جسم والا نہیں، زمانی و مکانی، جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔ کھانے پینے اور تمام حوائجِ بشری (انسانی حاجتوں) اور ہر قسم کے تغیر و تبدل، حدوث و احتیاج سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں ملوث کئے ہوئے ہے کہ کسی چیز میں سما جائے، نہ اس میں کوئی چیز ملوث کئے ہوئے کہ اس میں پوست ہو جائے، یونہی وہ ذات کسی کے ساتھ متحد بھی نہیں جیسے کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتی ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا۔ نہ اس کے لیے بی بی ہے، نہ اس کا کوئی ہمسرہ و برابر۔

سوال ۱۴: خدا تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی ﷺ کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے جس سے اہل جنت کی آنکھیں روشن ہوں گی اور دیدارِ الہی سے بڑھ کر انھیں کوئی نعمت و دولت پیاری نہ ہوگی۔ دماغی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء



کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں توبار زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ یہ دولت ہمیں بھی میسر فرمائے۔ آمین

سوال : کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے افعال میں کسی غرض یا سبب کی احتیاج ہوتی ہے؟  
جواب : اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کی تفصیل وہی خوب جانتا ہے، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لیے کوئی غرض نہیں کہ غرض اس فائدے کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، اور نہ اس کے افعال علت و سبب کے محتاج ہیں، اس نے اپنی حکمت، بالغہ کے مطابق ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ہے، آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ نہ دیکھے، کان نہ دیکھے، پانی نہ جلاتے، آگ نہ پیاس بجھاتے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں، لاکھ کوسپاڑ نہ سوجھے، کرور آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔

کس قبر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جاسکتا تھا، اُسے ارشاد ہوا، اے آگ ٹھنڈی اور سلاخی والی ہو جا ابراہیم پر اور وہ آگ گلزار بن گئی۔

سبق نمبر ۴

## عقائد متعلقہ نبوت

سوال : پیغمبروں کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے؟

جواب : انبیاء و مرسلین کے مبعوث فرمانے دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت اور اپنے بندوں پر بڑی رحمت ہے۔ اس نے اپنے ان رسولوں کے ذریعہ سے اپنی رضامندی اور تائید کی کاموں سے آگاہ کر دیا اس لیے کہ جب ہم لوگ باوجود ہم جنس ہونے کے کسی دوسرے شخص کی صحیح رائے بغیر اس کے ظاہر کئے ہوتے

نہیں معلوم کر سکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ کس چیز سے خوش اور راضی ہے اور کس چیز سے ناخوش و ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی و نافرمانی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتاتے دیتے کیوں کر جان سکتے تھے ہر کسی کو مذاب و ثواب کی اطلاع ہو سکتی تھی، نہ عالم آخرت کی باتیں معلوم ہو سکتی تھیں، نہ عبادت کا صحیح طریقہ معلوم ہو سکتا تھا، نہ عبادت کے اسکان و شرائط اور آداب کا پتہ مل سکتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات تک رسائی تو خیال میں ہی نہیں آ سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے کچھ برگزیدہ انسان ایسے پیدا کئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ یہ برگزیدہ بندے اللہ کی طرف لوگوں کو جاتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی جہت باقی نہ رہے، ان کی اطاعت کرنے والا مقبول اور مخالفت مرفوض ہے۔

سوال ۱۹: تنہا قسطنطنیہ کی رہنمائی کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اللہ تعالیٰ ہی تنہا ہماری مخلوق پر چھڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت و نجات کا راستہ نہیں معلوم کر سکتے تھے۔ دنیا کے عقائد کا حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مادیات و شہوات و لذت دن مشاہدے اور تجرہ میں آنے والی چیزوں میں بھی ایک بات پر متفق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کبھی کچھ اور کبھی کچھ دلتے قائم کر لیتا ہے تو روحانیت اور عالم غیب و عالم آخرت کے بارے میں وہ کیونکر صحیح بات معلوم کر سکتے تھے، لہذا ماننا چاہیے گا کہ بغیر واسطہ پیغمبر تنہا قسطنطنیہ انسانی سعادت و نجات کا کاغذ راستہ معلوم نہیں کر سکتی۔

سوال ۲۰: انبیاء سب بشر تھے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی حکمت اور رحمت ہے کہ وہ اپنا نبی و رسول بنی نوع بشر سے منتخب فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادات و خصائص سے واقف نہ ہوتا، نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے، دوسرا اس کی طرف ہمدردی و ملوثانہ طبیعت نہ ہوتا نہ اس کی باتوں میں ہم اس کی پیروی کر سکتے اور نہ

ہماری کمزوریوں کا اُسے احساس ہوتا۔

سوال ۲۱: وحی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وحی کے لغوی معنی ہیں کسی بات کا دل میں آہستہ ڈالنا اور شریعت میں وحی کے معنی ہیں وہ کلام الہی جو پیغمبروں پر مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل ہوا۔ سنت الہی اس طرح جاری ہے کہ خداوند عالم اپنی مخلوق سے دوہرہ گفتگو نہیں کرتا، لیکن مخلوق کی ہدایت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک احکامات الہی ان تک کسی ذریعہ سے نہ پہنچ جائیں لہذا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر وحی نازل فرمائی اور ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا۔

وحی کا لفظ قرآن شریف میں لغوی اور شرعی دونوں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

سوال ۲۲: نزول وحی کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: انبیاءِ طہیم اہم پر وحی کے چار طریقے ہیں:

۱۔ کسی نبی کی آواز کا سنائی دینا۔

۲۔ کسی بات کا دل میں خود بخود پیدا ہو جانا۔

۳۔ صبح اور سہ پہر خوابوں کا دیکھنا چنانچہ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جاتی ہے وہ بھی وحی ہے، اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

۴۔ کسی فرشتہ کا انسانی شکل میں ہو کر آنا اور پیغام الہی پہنچانا۔

سوال ۲۳: الہام کے کیا معنی ہیں؟

جواب: دل کے دل میں بعض وقت سرتے باجگتے میں کوئی بات القاء ہوتی ہے

اس کو الہام کہتے ہیں۔

سوال ۲۴: وحی شیطانی کسے کہتے ہیں؟

جواب: شیطان اپنے رفیقوں یعنی کاہن، ساحر اور دوسرے کافروں اور فاسقوں کے

دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے اسے لغوی معنی کے اعتبار سے وحی شیطانی کہتے

ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو فریب دہی اور قلع سازی کی پکٹی چوڑی باتیں سکھاتے

ہیں تاکہ انہیں کُن کر لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کو پسند کر لیں اور پھر کسی بڑے کاموں اور کفر و فتنہ کی دلدل سے نہ نکلنے پائیں لیکن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ ان کے اغوا میں نہیں آتے بلکہ فتنوں سے بچ کر دوسرے نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال ۱۵۸: اللہ تعالیٰ نے کل کتنے انبیاء مبعوث فرمائے؟

جواب: انبیاء عظیم السلام کی کوئی تعداد مقرر کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد میں پر ایمان رکھنے میں بھی کوئی ثبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہذا اجماعاً یہ اعتقاد چاہیے کہ ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال ۱۵۹: کیا ہر ملک اور ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے؟

جواب: قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر امت میں اور ہر ملک میں ایک رسول ہوا جو انہیں دین حق کی دعوت دیتا اور خدا کی بندگی و طاعت کا حکم دیتا اور ایمان کی طرف بلاتا تاکہ خدا کی محبت تمام ہو اور کافروں اور مشکوکوں کو کوئی عذر نہ رہے، اب یہ احکام پہنچانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام عالم دین جو نبی کی طرف سے خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔

سوال ۱۶۰: رام اور کرشن کو جنس ہندو مانتے ہیں، نبی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ و رسول نے جنس تفصیلاً نبی بتایا اور قرآن و حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ان پر تفصیلاً نام تمام ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء پر ہم اجماعاً ایمان لائے ہیں۔ خدا و رسول نے ہم پر یہ لازم نہیں کیا کہ ہر رسول کو ہم جانیں، یا نہ جانیں تو خود ہی خود ہی اندھے کی فطرت سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو، شاید یہ ہو، کا ہے کہ یہ ٹٹولنا ہرزادہ امتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں نہ قطعی طور پر انبیاء کی صحیح تعداد معلوم ہے کہ کتنے پیغمبر دنیا میں آئے اور قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں بلکہ ان کے وجود پر بھی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے یا محض

ہندوؤں کے تراشیدہ خیالات ہیں، اور ہندوؤں کی کتابوں میں جہاں ان کا ذکر آتا ہے، وہیں ان کے فسق و فجور، بد اعمالیوں اور بد اخلاقیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اب اگر ہندوؤں کی کتابیں درست مانی جائیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رام و کرشنن فاسق و فاجر اور بد کردار بھی تھے اور جو ایسا ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہو سکتا کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت و تکرانی اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے، ان سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔

غرض یہ کہ سوائے ان نبیوں کے جن کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں، کسی شخص کے متعلق تعین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی یا رسول تھے۔

سوال ۲۸: انبیاء کرام کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک اللہ عز و جل نے انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرمایا۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علم غیب جو کہ ان کو ہے، اللہ کے دینے سے ہے۔ لہذا ان کا علم عطا ہی ہوا۔ نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا، انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و مشر و مشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں، جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں، اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیاء کو بھی علم غیب عطا ہی ہوتا ہے مگر بواسطہ انبیاء کے۔

سبق نمبر ۳

سرور کائنات

(صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

سوال ۲۹: خدا کی ساری مخلوق میں سے سب سے افضل کون ہے؟

جواب: ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوقات الہی میں سب سے افضل و بالا اور بہتر ہیں

ہیں کہ اردوں کو فرما فرما کر کلمات عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کلمات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اردوں کو جو کچھ ملا حضور کے غلیل میں بلکہ حضور کے دستِ اقدس سے ملا۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو، جو کی صحبتِ خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بنائے، مگر وہ ہے یا کافر۔

سوال ۳: حضور کے فضائل و کمالات کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب ۱: حضور کو اللہ عزوجل نے مرتبہِ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، انھیں اپنا محبوب خاص و محبوب بنایا کہ تمام خلقِ رضائے الہی کی خواہش مند ہے اور اللہ عزوجل مصطفیٰ ﷺ کی رضا کا طالب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

۲۔ تمام مخلوق اولین و آخرین حضور کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ۔

۳۔ قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا مرتبہ حضور کے خصائص سے ہے۔

۴۔ حضور کی محبت ملاو ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت ہی کا نام ہے۔

۵۔ حضور کی اطاعت و فرمانبرداری عین اطاعتِ الہی ہے، اطاعتِ الہی پر اطاعتِ حضور نا ممکن ہے۔

۶۔ حضور کی تعظیم جزوِ ایمان و درکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم، ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدم ہے۔

۷۔ عمل سے ملی کے یہ ثابت ہوا ہے

کہ اصل عبادت تری بندگی ہے

۸۔ حضور کی تعظیم و توقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور اس عالم میں ظاہری نجاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرضِ اعظم ہے۔

۹۔ حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بنظرِ حقارت دیکھے یا دیدہ و دانستہ کسی سنت کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

۹۔ حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور کے ماتحت ہے، جو چاہیں کریں اور جو چاہیں حکم دیں، تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیلنے والا کوئی نہیں، سارا عالم ان کا محکوم ہے۔

۱۰۔ جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔

۱۱۔ احکام شریعت حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، جو چاہیں حلال فرمادیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔

۱۲۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا۔ روزِ میثاق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔

۱۳۔ حضور نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور کے امتی، سب نے اپنے عہد میں حضور کا نائب ہو کر کام کیا۔

۱۴۔ اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا پس منیٰ حضور ہر جگہ تشریف فرما ہیں۔

واللہم صلّ و سلم و بارک علیہ و آلہ و اصحابہ ابدًا

سوال ۳: حضور اقدس ﷺ کے اخلاق و عادات کیلئے؟

جواب: نبی ﷺ کی زندگی کے مبارک احوال و واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہیں اور ان واقعات کے ضمن میں اس نبی عربی رفدائے الٰہی و امتی کے اخلاق و عادات اور خصائل و صفات کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسے ریت میں گندن، یہاں مختصر طور پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ خندہ رو، طنسا، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور (بیزار) رہتے تھے۔

زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی اور دیکھ کر اہل بیت کیا کرتے تھے۔  
 مساکین سے محبت فرمایا کرتے، غریبوں میں رہ کر خوش ہوتے، کسی خیر کو اس کی  
 تشدد سے کسی کو جو سے خیر نہ جانتا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے  
 غلام و آقا، حبشی و ترک میں کو فرق نہ کرتے، جنگی قیدیوں کی خبر گیری مہانوں کی طرح کرتے،  
 جانی دشمنوں سے بکشاہد پریشانی تھے، مجلس میں کسی باتوں پہلے نہ بیٹھتے، جو کوئی مل جاتا  
 اُسے پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کے لیے خود ہاتھ بڑھاتے، کسی کی بات قطع نہ فرماتے،  
 اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آ بیٹھا تو نماز کو مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت  
 پوری کرنے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے، اپنی جان پر تکلیف اٹھالیتے مگر  
 دوسرے شخص کو انداہ حیا کام کرنے کو نہ فرماتے، زمین پر پڑا کسی مسند و فرش کے تشریف  
 رکھتے، گھر کا کام کاج بلا تعلق کرتے، اپنے کپڑے کو خود پیوند نہ لگالیتے، گھر میں  
 صفائی کر لیتے، بکری دودھ لیتے، خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھالیتے، خادم کو اُس کے کام کاج  
 میں مدد دیتے، بازار سے چیز خود جا کر خرید لاتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اُسے  
 ہر رغبت کھالیتے۔

کنبہ والی اور خادموں پر بہت مہربان تھے۔ ہر ایک پر دم فرمایا کرتے، کسی  
 سے کچھ طعنے نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے، جو شخص یکبارگی آپ کے ملنے  
 آجاتا وہ ہمیشہ زندہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آ بیٹھا وہ فدا فی بن جاتا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر و شجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے، جب کسی  
 چیز کا سوال کیا جاتا فوراً مطا فرما دیتے۔ سب سے زیادہ عظیم و بڑوار تھے اور  
 سب سے زیادہ حیا دار۔ آپ کی نگاہ کسی کے چہرے پر ٹھہرتی نہ تھی، آپ ذاتی  
 معاملات میں کسی سے اتقام نہ لیتے تھے اور نہ غصہ ہوتے تھے، اہل جب  
 خدائی احکام کی خلاف ورزی ہوتی تو غضب کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوتے تھے اور  
 پھر کوئی آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور  
 بے کلامیوں سے پرہیز کرتے تھے خوشبو کو پسند اور بدبو سے نفرت فرماتے تھے۔



اہل کمال کی عزت بڑھاتے تھے، کبھی کبھی ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے تھے۔ لیکن اس وقت بھی وقار کے خلاف کبھی نہ بولتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا خلق قرآن مجید تھا یہی جس چیز کو قرآن پسند نہ کرتا تھا آپ بھی اُسے پسند نہ فرماتے تھے۔

(اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ اجمعاء)

سوال ۲۴: حضور ﷺ سے کتنے معجزات ظاہر ہوئے؟

جواب: جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات لا انتہا دوبے شمار ہیں یہ نہی آپ کے معجزات جو صحیح روایات سے ثابت ہیں، ان کا شمار بہت زیادہ ہے اور ہر ایک نبی کے معجزات سے ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت میں تمام انبیاء و مرسلین کی شان نظر آتی ہے اس لیے آپ کے معجزات میں وہ تمام معجزات آجاتے ہیں جو ان برگزیدہ ہستیوں سے ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئے۔

دوبے ہوتے سورج کو پٹانا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، اُچھیلوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے طعام کا کثیر جماعت کے لیے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا، کنکروں کا تسبیح پڑھنا، کڑی کے تنوں میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یعنی نہ صرف تھمرتا اور دونا بلکہ فراقی محبوب کا اس میں احساس پیدا ہوتا اور اس پر اس کا دونا، درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کو بھنا اور ان کا آپ کے حکم پر چل کر آنا۔ دزدوں اور موذی جانوروں کا آپ کا نام سن کر رام ہو جانا اور ہزاروں پیشگوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہونا وغیرہ وغیرہ ہزاروں معجزات ہیں جو نہ صرف آیات و صحیح احادیث سے ثابت ہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

نبی ﷺ کے معجزات میں سے آپ کا یہ بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے

کہ آپ نے دلوں کو بدل دیا اور دھول کو پاکیزہ بنا دیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے،  
جاں نثار و دوست بن گئے۔

پھر ایک فرقہ اہر بھی ہے۔ پہلے انبیاء کرام کے معجزات جو حقیقی اور مادی تھے  
وہ صرف ان کی مقدس ہستیوں تک محدود تھے اور حضور اکرم ﷺ کا معجزہ  
قرآن کریم آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری  
تفہیم اور جن و انسان عاجز ہیں، قرآن کریم زندہ، دائمی اور ابدی معجزہ ہے۔ رخصتی  
اللہ تعالیٰ وسلم و بارک علیہ فہذ جاہر و جلالہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین پر متک یا  
أردم الراحمین)

سوال ۳: حضور کے رتہ تعالین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: رحمت کے معنی ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری کے،  
اور لفظ عالم کا استعمال خدا کی ساری مخلوق کے لیے ہوتا ہے۔ تعالین اس کی جمع ہے  
رب العالمین نے حضور اقدس ﷺ کو رتہ تعالین فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جس  
طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے، اہداس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی مستثنیٰ  
نہیں رہ سکتی اسی طرح کوئی چیز حضور ﷺ کی خبر گیری اور فیضانِ محبت اور  
ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت، چھوٹی ہو یا بڑی، جہانی  
ہو یا مدہائی، دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی، روزِ اول سے اب تک، اب  
سے قیامت تک، قیامت سے آخرت اور آخرت سے اب تک، مومن یا کافر۔  
فرمایا نبردار یا نافرمان، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو  
نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی انہی کے ہاتھ پر بیٹی اور بیٹی ہے اور بٹے گی۔ یہی  
اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں، یہی ولی نعمت عالم ہیں، وہ خود ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا قَائِمٌ  
أَنَا قَائِمٌ وَاللَّهِ مُعْطٍ وِیْنِ وَالْاْتِر اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔  
غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم انھیں کے مابین ہوتی ہے ہر حق سے ہوتی ہے اور

بارگاہِ اہلبی سے جسے جو کتاب ہے انھیں کے واسطے ملتا ہے۔ یہی معنی ہیں رحمۃ اللعالمین کے۔

سوال ۳۲: حضور کے علم شریف کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: تمام اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح حضور ﷺ اپنے تمام کلمات میں جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ کلمات علمی میں بھی سب سے فائق ہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور علوم غیب کے دروازے آپ پر کھولے۔ حضور پر ہر چیز روشن فرمادی اور آپ نے سب کچھ پہچان لیا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے سب حضور کے علم میں آگیا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک تمام مخلوق سید عالم ﷺ پر پیش کی گئی اور حضور نے گزشتہ و آئندہ ساری مخلوق کو پہچان لیا۔ نبی ﷺ ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے اور امت کا ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے اور ان کے دلوں کے خطرے سب حضور پر روشن ہیں۔

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے میرے سامنے دنیا اُمثال ہے تو میں اُسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس جسمی کو دیکھتا ہوں اور جو کچھ ہے حضور ﷺ کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ حضور کے علوم کی حقیقت خود وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولا جل جلالہ۔

یہاں یہ بات بیشر کے لیے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے عطا ہوتا ہے۔ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی چیز کا علم کسی کو

ہیں اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور  
 صد آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ اپنے پسندیدہ رسولوں کو طغیاب  
 دیئے جانے کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ جن میں دی ہے اور بارشس  
 کا وقت اور محل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا؟ ان امور  
 کی خبریں بھی بکثرت انبیاء و اولیاء نے دی ہیں اور خیر امتیں اور حدیثیں اس پر  
 دلالت کرتی ہیں۔

## سبق نمبر ۷

### نعت شریف

## نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی آمد آمد

وہ اُنھی دیکھ لو گرد سواہی ! عیاں ہونے لگے انوارِ باری  
 نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں  
 مَوَدِّب ہاتھ باندھے آگے آگے چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے  
 فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں  
 یہی والی ہیں سارے بیکوں کے یہی فریادرس ہیں بے بسوں کے  
 اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں  
 یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد  
 انہی کی ذات ہے سب کا سہارا انہی کے دھسے ہے سب کا گھارا  
 انہی کو یاد سب کرتے ہیں غم میں یہی دکھ دکھ کھو دیتے ہیں دم میں  
 کسے قدرت نہیں معلوم ان کی چمکی ہے دو جہاں میں دھوم ان کی  
 انہیں پر دونوں عالم مہر ہے یہی انہیں پر جان صدقے کر ہے یہی  
 یہی ہیں جو مظاہرِ فرامینِ دولت کریں خود بخود کی دعویٰ پر قناعت

فزون رہے صبح و شام اُن کا  
 محض مصلیٰ ہے نام اُن کا

(حضرت حسن بریلوی)

سبق نمبر ۲

## خُلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال ۳۱: خلفائے راشدین کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟  
 جواب: نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہونے  
 پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ پھر چھ ماہ کے لیے  
 حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین  
 اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔

سوال ۳۲: خلافت راشدہ کتنی مدت تک رہی؟  
 جواب: نبی کریم ﷺ کے طریقہ سہار کے طریقہ سہار پر خلافت راشدہ تیس سال تک رہی کہ  
 سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہو گئی۔ پھر امیر المؤمنین عمر بن  
 عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت  
 سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ ہوگی۔

سوال ۳۳: خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہے؟  
 جواب: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ پھر  
 فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
 سوال ۳۴: جو شخص مولیٰ علی کو ان سب سے افضل کہے وہ کون ہے؟

جواب: جو شخص حضرت مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے وہ گمراہ  
 بد مذہب اور جماعت اہل سنت سے خارج ہے جو مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ  
 فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابوبکر و عمر سے افضل بتائے وہ میرے اور تمام اصحاب  
 رسول ﷺ کا منکر ہوگا اور جو مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہے گا میں اُسے

دردناک کورے لگاؤں گا۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔  
سوال ۲۹: جو شخص صدیقی اکبر و فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خلیفہ نہ مانے وہ کون ہے ؟

جواب : خلفائہ ثلاثہ یعنی ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق و اجماع ہے حضور ﷺ کی ساری امت مسلمہ ان حضرات کو حضور کا خلیفہ تسلیم کرتی چلی آئی ہے، خود مولیٰ علی اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے فضائل بیان فرمائے تو جو شخص ان کی خلافتوں کو تسلیم نہ کرے یا ان کی خلافت کو خلافتِ خاصہ کہے وہ گمراہ، بددین ہے بلکہ صدیقی اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہے تو ان کی خلافت کا منکر اور انھیں خلیفہ رسول اللہ تسلیم نہ کرنے والا دائرۃ اسلام ہی سے خارج ہے۔

سوال ۳۰: صحابہ میں تین اور ختین کون سے صحابہ ہیں ؟

جواب : خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعین اور خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ختین کہتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمر فاروق اعظم کی صاحبزادی حضرت صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی اکرم ﷺ نے نکاح فرمایا اور انھیں شرفِ زوجیت سے شرف کیا اور یہی وہ شرف ہے جس نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شیخ (بزرگوار) بنایا اور حضور ﷺ نے انہما کو غایت اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں اور حضرت بی بی فاطمہ زہرا کو حضرت مولا علی کے نکاح میں دیا۔ اس نسبت سے یہ دونوں حضرات ختین کہلاتے ہیں۔ ختن کے معنی داماد

ہیں اور شیخ یعنی خضر دین کے شیخین کو حضور کا خیر اور تقیین کو حضور کا داماد کہنا سخت ممنوع اور خلاف تعلیم ہے۔ اسی کا لحاظ بہت فرمادی ہے۔ بعض علماء اُسے کفر تک بتاتے ہیں۔ والیاء فباشتر!

سوال: خلفاء راشدین کے مختصر حالات کیا ہیں؟

جواب: (۱) خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ اور لقب صدیق دقیق ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دو سال چند ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی قوم کے بہت بڑے دولت مند اور صاحب ثروت تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ فاز پڑی۔ اپنے اسلام لانے کے وقت سے دم آخر تک حضور کی صحبت سے فیضیاب رہے اور بڑا اجازت حضور سے کہیں جہاد نہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے اہل و عیال کو خدا اور رسول کی محبت میں چھوڑ دیا۔ اسلام لانے کے بعد اپنا سب کچھ اسلام کی حمایت میں خرچ کر دیا۔ آپ کی شان میں بہت آئین اور بکثرت حدیثیں وارد ہیں جن سے آپ کے فضائل جلیلہ معلوم ہوتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر کی محبت اور ان کا شکر میری تمام اُمت پر واجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب مسئلہ خلافت دیر میں ہو تو اتفاق رائے آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کا زمانہ خلافت سب مسلمانوں کے لیے قبل رحمت ثابت ہوا۔ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۳۱ بروز دوشنبہ کو آپ نے غسل فرمایا، دن سرد تھا، بخار آگیا، آخر کار ۱۵ روز کی علالت کے بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ شنبہ ۳۲ سال کی عمر میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ نے دو سال اور سات ماہ کے قریب خلافت کے فرائض انجام دیئے۔



## (۲) خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا ایم گرامی عمر، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ عام قبل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ اشراف قریش سے ہیں۔ نبوت کے چھٹے سال ۲۷ برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ حضور ﷺ کی اجازت سے مسلمانوں کو ہمراہ لے کر اعلان و شوکت کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کی قوت و شوکت بڑھی، مسلمان نہایت مسرور ہوئے اور کافروں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، انھیں بہت مدد ملتا تھا۔ آپ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان کا ہر فرشتہ حضرت عمر کی توقیر کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان ان کے خوف سے لرزتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس سے بڑی و بیزار ہوں جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیماری میں حضرت مہدی علی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشورے سے آپ کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد فرمایا۔ ماہ جمادی الاخریٰ میں آپ نے امور خلافت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور دس سال چند ماہ امور خلافت کو انجام دیا۔ اس دس سالہ خلافت کے ایام میں دنیا عدل و انصاف سے بھر گئی۔ اسلام کی برکات سے عالم فیض یاب ہوا۔ فتوحات بکثرت ہوئیں اور ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ ذی الحجہ ۳۳ھ میں آپ ابو تلوخ مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور روضہ انور میں پہلے صدیق میں مدفون ہوئے، آپ کی مہر شریف ۶۳ سال تھی۔

### (۳) خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم گرامی عثمان بن عفان ہے۔ آپ کی ولادت عام فیل سے چھٹے سال ہوئی۔ آپ کو اسلام کی دعوت حضرت صدیق اکبر نے دی۔ آپ کے نکاح میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور پھر حضرت اُمّ کلثوم آئیں۔ آپ کے سوا دنیا میں کوئی اور شخص نظر نہیں آتا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں آئی ہوں۔ اسی لیے آپ کو فدائورین کہا جاتا ہے۔ آپ بہت حسین و خوب رو تھے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن سے آپ کی شان اور بارگاہ رسالت میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ روزِ اسلام سے بعد وفات تک کوئی جہد ایسا نہ گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اظہم نے اپنے آخر عہد میں ایک جماعت مقرر فرمادی تھی اور خلیفہ کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑا تھا۔ کثرت رائے آپ کے حق میں ہوئی اور آپ با اتفاق مسلمین خلیفہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے تین روز بعد آپ کے دستِ حق پر بیعت کی گئی۔ ۱۲ سال امورِ خلافت انجام فرما کر ۳۵ء میں شہادت پائی۔ آپ کی عمر ۵۷ سال کی ہوئی۔

### (۴) خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آپ کا نام نامی علی، کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ نو عمروں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی خاتونِ جنت کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا۔ آپ کی بیعت و بد بے آج بھی جواں مردان شیراز کانپ جاتے ہیں۔ کروڑوں اولیائے کرام آپ کے چشمہ علم و فضل سے سیراب

ہو کر دوسروں کی رشد و ہدایت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سادات کرام اور اولادِ رسول علیہ السلام کا سلسلہ پروردگارِ عالم نے آپ سے جاری فرمایا۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے حق میں بہت سی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ کا دیکھنا عبادت ہے۔

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے جو وہاں موجود تھے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۳۶ھ میں جنگِ جمل کا واقعہ پیش آیا اور حضرت ۳۶ھ میں جنگِ جھنین ہوئی جو ایک صلح پر ختم ہوئی۔ اس وقت خارجیوں نے سرکشی کی اور آپ نے ان کا قلع قمع فرمایا۔ ابنِ عمر خارجی نے جمعہ مبارک ۷۱ھ رمضان المبارک ۳۶ھ میں آپ کو شہید کر دیا۔ آپ نے تقریباً ۶۰ سال کی عمر پائی اور چار سال ۹۰ھ اور خلافت کو سرانجام دیا۔

سبق نمبر ۷

## ایمان و کفر

سوال ۲۱: ایمان کے کتنے ہیں؟

جواب: پچھلے دل سے اُن تمام باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں اُسے ایمان کہتے ہیں یا یوں کہو کہ جو کچھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے پاس سے لائے، خواہ وہ حکم ہو یا خبر، ان سب کو حق جاننا اور سچے دل سے ماننا ایمان کہلاتا ہے اور جو شخص ایمان لائے اُسے مومن و مسلمان کہتے ہیں۔

سوال ۲۲: مومن کتنے قسم کے ہیں؟

جواب: مومن دو قسم کے ہیں۔ ایک مومن صالح، دوسرا مومن فاسق، مومن صالح یا مومن صالح وہ مسلمان ہے جو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرا کے ساتھ ساتھ احکامِ شریعت

کا پابند بھی ہو، خدا اور رسول کی اطاعت کرنا ہو، شرع کے اصولی کا خلاف نہ کرنا ہو اور ٹوکن فاسق وہ ہے جو احکام شریعت کی تصدیق اور اقرار تو کرتا ہے مگر اس کا عمل ان احکام کے برخلاف ہو جیسے وہ مسلمان جو نماز عذر کو فرض کر جانتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

سوال ۱۴۵: فاسق فی العقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اسی کو بددین مگر اہل مذہب اور ضال بھی کہتے ہیں۔

سوال ۱۴۶: اعمالِ بدن ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: اصل ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔ اعمالِ بدن اصلاً ایمان کا جزو نہیں البتہ کمالِ ایمان کی شرط ضروری ہیں، ہاں بعض اعمال جو قطعاً ایمان کے منافی ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سجد و غیرہ کو سجدہ کرنا یا کسی نبی کی یا قرآن کریم کی یا کعبۂ معلکہ کی توہین کرنا اور کسی سنت کو ہٹکا جانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنا و باندھنا، سر پر چٹیا رکھنا، قنچہ لگانا، جس شخص سے یہ افعال صادر ہوں اُسے از سر نو اسلام لانے اور اُس کے بعد اپنی حوریت سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

سوال ۱۴۷: ایمان گھٹا اور بڑھتا بھی ہے یا نہیں؟

جواب: ایمان قابلِ زیادتی و نقصان نہیں وہ بڑھے نہ گھٹے، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی چوڑائی، مٹائی یا گنتی رکھتا ہو، اور ایمان تصدیق ہے۔ اور تصدیق نام ہے دل کی ایک کیفیت کا جسے یقین کہا جاتا ہے۔ البتہ ایمان میں شدت و ضعف کی گنجائش ہے یعنی کمالِ ایمان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے چنانچہ حدیث شریعت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اس اُمت کے تمام افراد کے مجموعی ایمانوں پر غالب ہے۔

سوال ۴۷: اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب : اطاعت اور فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں اسلام اور ایمان ایک ہیں ان میں کوئی فرق نہیں جو مؤمن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مؤمن ہے البتہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قطعی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مؤمن نہیں ہوتا۔

سوال ۴۸: مسلمان ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب : اقرار لسانی یعنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرنا تاکہ دوسرے لوگ اُسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ اہل اسلام کا ماسوک کریں مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے نیز یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریات دین سے ہو اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں کہ بغیر شرعی مجبوری کے کلمہ کفر وہی شخص اپنی زبان پر لائے گا جس کے دل میں ایمان کی اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصل گنجائش نہیں۔

سوال ۴۹: کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب : نبی ﷺ جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے، اُن میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے اور شرک کے معنی ہیں خدا کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جانا یعنی خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بڑی قسم ہے۔ اسی کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقتہً شرک نہیں اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا وہ اس معنی پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، کفر کرنے والے کو کافر اور شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

سوال ۵۰: کافر کسے (کتنی) قسم کے ہوتے ہیں؟

**جواب :** کافر دو قسم کے ہوتے ہیں اصل اور مرتد۔  
کافر اصل وہ ہے جو کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے خواہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو یا بظاہر کلمہ پڑھا اور دل میں منکر ہو۔

اور مرتد وہ ہے کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے خواہ یوں کہ پہلے مسلمان تھا پھر ملانیر اسلام سے پھر گیا، کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا یا یوں کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر خدا اور رسول کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی سے انکار کرتا ہے۔

**سوال :** جو کافر ملانیر کفر کرتے ہیں ان کی کتنی قسمیں ہیں؟  
**جواب :** علی الاعلان کلمہ اسلام کے منکر چار قسم کے ہیں :

اول : دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے، زمانہ کو قدیم خیال کرتا ہے، خلق کو خود بخود پیدا ہونے والا کہتا ہے اور قیامت کا قائل نہیں۔ انہیں میں زندگی اور مہر ہے کہ دین کا مذاق اڑاتے اور ضروریات دین بلکہ تعلیمات اسلام کو مضحکہ خیز سمجھتے ہیں اگرچہ وجود باری کے منکر نہ ہوں۔

دوم : مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں اور آریہ کہ رُوح اور مادہ کو واجب الوجود یعنی قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں۔ یہ دونوں مشرک ہیں اور آیات کو متحد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم : مجوسی، آتش پرست کہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

چہارم : کتابی، دہلی کتاب، یہودی اور نصرانی جو دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کا اقرار اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے۔  
**سوال :** منافق کون ہوتا ہے؟

**جواب :** منافق وہ کافر ہے کہ زبان سے دعویٰ اسلام کرتا ہے اور وہ دل میں اسلام کا منکر ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور

ﷺ کے زمانہ آقدس میں کچھ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے اس لیے کہ ان کے کفر باطنی کو خدا اور رسول نے واضح کیا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے، اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، البتہ منافق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور دیکھا جاتا ہے کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی ہے۔ کافروں میں سب سے بدتر منافق یہی ہیں اور ان کی محبت ہزاروں کافروں کی محبت سے زیادہ مضرب ہے کہ یہ مسلمان ہی کہہ کر کفر سکھاتے ہیں۔

سوال ۵۴: کافر کی بخشش اور نجات کے لیے دُعا کا جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا کرے یا کسی مُردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکٹھہ یا شی رنجی اس کے دُعا خود کافر ہے۔  
سوال ۵۵: کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس کے یہ منیٰ نہیں کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اُس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے، تو جب کوئی کافر اپنے کفر سے توبہ کئے بغیر مر گیا تو ہم کو خدا و رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں اور خاتمہ کا حال علم الہی پر چھوڑ دیں جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل خلافت ایمان ثابت نہ ہو ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، شریعت کا مدار ظاہر پر ہے اور روز قیامت ثواب یا عذاب کی بنیاد خاتمہ پر ہے۔

سوال ۵۶: اس اُمت میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

جواب : حدیث میں ہے کہ یہ اُمت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ بدعتی ہو گا باقی سب بدعتی، صحابہ نے عرض کی وہ ناجی (بدعتی) فرقہ کون ہے، یا رسول اللہ! فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیرو۔

دوسری رعایت میں ہے کہ فرمایا وہ جماعت ہے، یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوا دماغم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگم ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقے کا نام اہل سنت و جماعت ہوا۔

سوال ۵۰: ضروریات دین میں کیا کیا باتیں ہیں؟

جواب : ضروریات دین میں وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں کہ انہیں حضور ﷺ اپنے سب کے پاس سے لائے جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، مشر و نشر و غیرہ، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ یا مثلاً یہ اعتقاد کہ سب آسمانی کتابیں اور پیغمبر حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، یا یہ کہ قرآن کریم میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر راجع ہو جائے۔

سبق نمبر ۷

## بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ

سوال ۵۱: بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب : بدعت اسی نئی چیز کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد دین میں نکلی ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعت فضیلت جس کو بدعتِ سیئہ بھی کہتے ہیں اور دوسری بدعتِ محمودہ جس کو بدعتِ حسنہ بھی کہتے ہیں۔

سوال ۵۲: بدعتِ سیئہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : بدعتِ سیئہ وہ نوپید بات ہے جو کتاب (قرآن) اور سنت (حدیث)



اور اجماع اُمت کے مخالف ہو یا یوں کہنا چاہیے کہ جو نوپید بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری اور بدعتِ سیئہ ہے اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔

سوال ۹۰: بدعتِ حسنہ کے کتے ہیں؟

جواب: جو ناپید بات یا نئی چیز کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ اور اجماع اُمت کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ یا بدعتِ حسنہ کہلاتی ہے یا یوں کہو کہ خیر بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خرابی شرع سے ثابت ہے۔ تو وہ اچھی بات اور بدعتِ حسنہ ہے اور یہ بدعتِ مستحب بلکہ سنتِ واجب تک ہوتی ہے۔

سوال ۹۱: صحابہ یا تابعین کے بعد جو بات نوپید ہو وہ بدعتِ سیئہ ہے یا نہیں؟

جواب: کسی نوپید بات کا بدعتِ سیئہ یا حسنہ ہونا کسی زمانہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ کتاب و سنت اور اجماع اُمت کی موافقت یا مخالفت پر ہے تو جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو کہ کتاب و سنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو وہ ہرگز بدعتِ سیئہ نہیں خواہ کسی زمانے میں ہو، خود صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہ رائج رہا ہے کہ اپنے زمانے کی بعض نوپید چیزیں کو منع کرتے اور بعض کو جائز رکھتے۔

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں: "فَقَبْتُ الْبَدْعَ خَيْرًا" یہ اچھی بدعت ہے حالانکہ تراویح سنتِ مکرمہ ہے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باواز پڑھتے سُن کر فرمایا: "يَا بُنَيَّ تَخَذْتُ اِيَّكَ وَالْقَدَفَ لِي مِنْ بَيْنِ عَمَلِي" یہ نوپید بات ہے۔ نئی باتوں سے بچ۔ تو معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک بھی اپنے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے پر مطلقاً بلکہ نفسِ فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہوتی تو اجازت دیتے ورنہ منع فرمادیتے اور انہیں بُرا کہتے۔

خود رسول اللہ ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنتِ نکالنے

والا فرمایا قیامت تک نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو نئی بات نکلنے کا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا، چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ہر گز یہ بات نہیں کہ جس زمانے کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں اور وہ بدعتِ حسنہ ہو جائے۔ یہ گفتگو علامتے دین اور پابندِ شرعِ مسلمین کے پاس سے ہے کہ جو امر ایسا یاد کر لیں اور اُسے جائز و مستحب کہیں وہ بے شک جائز و مستحب ہے، چاہے کبھی واقع ہو تو اس نیک بات کا کرنے والا اُنسی ہی کہلاتے گا نہ کہ بدعتی۔

سوال ۱۱: گناہ کسے کہتے ہیں اور وہ کسے اکتفی اقسام کے ہوتے ہیں؟  
جواب: خدا اور رسول کی نافرمانی یعنی احکامِ شریعت پر عمل نہ کرنا گناہ اور مصیبت ہے۔ گناہ کئے والا گناہگار یا حامی کہلاتا ہے۔ گناہ آدمی کو خدا سے دور کرتا اور اسے ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے، گناہ کی دو قسمیں ہیں، صغیرہ اور کبیرہ۔  
سوال ۱۲: گناہ صغیرہ کو نساگاہ ہے؟

جواب: گناہ صغیرہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت میں کوئی وعید نہیں آئی یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔ آدمی کوئی نیکی، عبادت، صدقہ، اطاعت والدین وغیرہ کرتا ہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ زائل ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیثِ ثرین میں آیا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اٹھ بچھے گناہ بخش دیتا ہے غرض یہ گناہ بلا توبہ بھی معاف ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس پر امر از نہ ہو کہ گناہ صغیرہ امر از سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور بلا توبہ کئے اس کی معافی نہیں ہوتی۔

سوال ۱۳: گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟  
جواب: گناہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید آئی یعنی وعدہ عذاب دیا گیا۔ کبیرہ سے آدمی خاص توبہ و استغفار کئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

سوال ۶۴: کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟

جواب: قرآن و حدیث میں جن کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں: تاحق خون کرنا، چوری کرنا، یتیم کا مال تاحق کھانا، ماں باپ کو ایذا دینا، سود کھانا، شراب پینا، جھوٹی گواہی دینا، نماز نہ پڑھنا، روزہ ماہ رمضان نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، جھوٹی قسم کھانا، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، مسلمانوں سے تاحق لڑائی کرنا، رشوت لینا یا دینا، حکام کے روبرو دخیل کھانا، کسی مسلمان کی غیبت کرنا، قرآن شریف پڑھ کر جھول جانا، ملکائے عین کی بے عزتی کرنا، خدا کی منفرت سے نا اُمید ہونا، خدا کے خطاب سے بے خوف ہونا، فضول خرچی کرنا، کھیل تماشر میں اپنا پیسہ اور وقت برباد کرنا، وارسی مشدوا، خود کشی کرنا۔

سوال ۶۵: گناہ کبیرہ کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے اور حجت میں جائے گا، خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اُس کی مغفرت فرمادے یا حضور اقدس ﷺ کی شفاعت کے بعد اسے بخش دے یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر بخشا جائے بہر حال وہ جنت میں جائے گا اور اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

سوال ۶۶: گناہ کبیرہ کی معافی کی صورت کیا ہے؟

جواب: گناہ کی دو صورتیں ہیں ایک بندے کا وہ گناہ جو خالص اس کے اور اس کے پروردگار کے معاملہ میں ہو کہ کوئی فرض نماز چھوڑ دی، کسی دن کا روزہ ترک کر دیا۔ اس قسم کے گناہوں میں اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی سچے دل سے توبہ کرے یعنی جو کر چکا اُس پر نام ہو، بارگاہِ انبی میں گرا گرا کر اس کی معافی چاہے اور آئندہ کے لیے اس گناہ سے باز رہنے کا عزم بالجزم قطعی پختہ ارادہ کرے، مولیٰ تعالیٰ کریم ہے چاہے تو اُسے معاف کر دے اور وہ گزر فرمائے۔ دوسرے قسم کے وہ گناہ ہیں جو بندوں کے باہمی معاملات میں ہوں کہ آدمی کسی

کے دین آبرو جان، مال، جسم یا صرف قلب کو آزار دینے کیلئے جیسے کسی کو گالی دی، مارا، بڑا کہا، غیبت کی یا کسی کا مال چرایا، پھینکا، ٹوٹا، رشوت، سود، جھوٹے میں لیا۔ ایسی صورت میں جب تک بندہ معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمارا ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے جسے ہمارے حقوق چھوٹے مگر اس کی عدالت کا قانون بھی ہے کہ اس نے ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بغیر ہمارے بخشے معاف ہونے کی شکل نہ رکھی لہذا اس قسم کے گناہوں میں جن کا تعلق بندوں سے ہے، توبہ مقبول ہونے کے لیے اس کا معاف کرنا ضروری ہے کہ جب تک صاحب حق معاف نہ کرے گا، معافی نہ ملے گی اور پہلی صورت میں فرائض و واجبات کی تفصیلاً لازم ہے جبکہ ان کی تفسیر ہو۔

سوال: توبہ کسے کہتے ہیں اور توبہ کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: توبہ کی اصل، رجوع الی اللہ ہے یعنی خدا کی فرمانبرداری و اطاعت کی طرف پٹنا۔ اس کے تین رکن ہیں، ایک گناہ کا اعتراف، دوسرا گناہ پر ندامت، تیسرا گناہ سے باز رہنے کا قطعی ارادہ، اور اگر گناہ قابل تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً بے نمازی کی توبہ کے لیے پہلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ مولا تعالیٰ کریم ہے اس کے کرم کے دروازے ہر وقت بندوں کے لیے کھلے ہوتے ہیں توبہ میں جس قدر ممکن جو جلدی کرنی چاہیے۔ توبہ میں آج کل کرنا مسلمان کی شان نہیں، کیا خبر موت اسے صہلت ہے یا نہ دوسے؟ پہل کی خبر نہیں، کل کس نے دیکھی ہے اور بہتر ہے کہ جب اپنے لیے دُعاے مغفرت یا کوئی بھی دُعا کرے تو سب اہل اسلام کو اس میں شریک کرے کہ اگر یہ خود قابل عطا نہیں تو کسی بندے کا طفیل ہو کر ادا کو پہنچ جائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں، سب اس کے لیے استغفار کریں یہاں تک کہ وفات پائے۔

اور اولیاء و علماء کی مجلسوں میں دُعا کے مغفرت کرنا بہت بہتر ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت اور محروم نہیں رہتا، یونہی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہو کر یا ان کے وسیلہ سے استغفار کرنا قبولیت دُعا کا باعث ہے کہ ان کے قرب و جوار پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہاں جو دُعا میں مانگی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے: **بِالنَّصُوحِ حُضُورِ اَقْدَسِ صَلَواتِہِ الْاُولَیَّیْنَ** اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت بر آری کا ذریعہ اعلیٰ ہیں آیت کریمہ **وَقُواْ تَنْهَضُوْا فَاُظْلَمَتْوَا** اللہ تعالیٰ پر دلیل کافی، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر طرح معاف کر سکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ ”اگر جب کوئی اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول اُن کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں“ اور بعد وفات قبر انور پر حاجت کے لیے جانا بھی صحابہ کرام کے عمل سے ثابت اور حکیم مذکور میں داخل ہے۔

اور مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے دُعا بحق فلاں یا سبحا و فلاں کہہ کر مانگنا جائز بلکہ آدم علیہ السلام کی سنت ہے کہ آپ نے حضور اقدس **صلی اللہ علیہ وسلم** کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں مغفرت چاہی اور حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

سبق نمبر ۹

## تقلید کا بیان

سوال: تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقلید کے شرعی معنی ہیں کسی کے قول و فعل کو اپنے لیے حجت بنا کر دلیل شرعی پر نظر کئے بغیر مان لینا یہ سمجھ کر کہ وہ اہل تحقیق سے ہے اور اس کی بات شرعاً معتق اور قابلِ اعتماد ہے۔ جیسا کہ ہم مسائلِ شریعہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول و فعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائلِ شریعہ میں نظر نہیں کرتے

خواہ وہ قرآن و حدیث یا اجماع اُمت کو دیکھ کر مسئلہ بیان فرمائی یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مُقلد کہتے ہیں جیسے ہم لوگ امام اعظم ابو حنیفہ کے مُقلد ہیں۔

سوال ۹۹: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

جواب: شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں:

- ۱۔ عقائد جن کا سمجھ لینا اور قلب میں داخل و مغنوا کر لینا ضروری ہے اور چونکہ یہ اصول دین ہیں اس لیے ان میں کوئی ترمیم و تغیر اور کی جیسی بھی نہیں۔
- ۲۔ وہ احکام جو قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اجتہاد یا قیاس کو ان کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزہ ماہ رمضان اور حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر احکام۔

۳۔ وہ احکام جو قرآن و حدیث میں اجتہاد سے حاصل کئے جائیں ان میں سے اصول عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، لہٰذا جو احکام قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہیں ان میں کسی کی تقلید مدعا نہیں یعنی ہم جو ان مسائل کو مانتے ہیں وہ اس لیے نہیں کہ امام اعظم نے فرمایا ہے بلکہ اس لیے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا صراحتاً ذکر آیا ہے اور میری قسم کے مسائل جو قرآن و حدیث و اجماع اُمت سے اجتہاد کر کے نکلے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لیے تقلید منع۔

سوال ۱۰۰: مجتہد کون ہوتا ہے؟

جواب: مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات و کنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے متعقد کو پہچان سکے۔ نسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو۔ علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائل جزئیہ کو قرآن و حدیث سے اخذ کر کے ہر مسئلہ کا ماخذ اور اُس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا احادیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ ذکی اور خوش فہم ہو۔

سوال ۱۸۶: فقہ کے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

جواب: وہ مسائل جزئیہ علیہ اور احکام شریعہ جو قرآن و حدیث میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے، ائمہ مجتہدین نے لوگوں کی آسانی کے لیے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا، اسی طرح جو مسائل اجماع اُمت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لے کر ہر قسم کے مسائل کو قُدرِ قُدر یا بولہ فصول میں کر کے اس مجموعہ کا نام فقہ رکھ دیا قرآن مسائل میں عمل کرنا بعینہ قرآن حدیث اور اجماع اُمت پر عمل کرنا ہے اور اس علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علماء کو فقیہ یا فقیہہ کہا جاتا ہے۔

سوال ۱۸۷: مذہب کے کہتے ہیں؟

جواب: دین کے فروعی مسائل اور احکام جزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دستور العمل جو انھوں نے قرآن و حدیث اور اجماع اُمت سے اخذ کیا، اُسے مذہب کہتے ہیں، یوں کچھ لو کہ دین اصل ہے اور مذہب اس کی شلخ۔

سوال ۱۸۸: اس وقت دنیائے اسلام میں کتنے مذہب پائے جاتے ہیں؟

جواب: حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق دُنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا، اہل سنت و جماعت کہلے اور یہ نامی گروہ اہل سنت و جماعت آج چار مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ تبع تابعین کے زمانے سے آج تک ساری اُمت مرحومہ کا عمل یہی رہا ہے کہ جو خود مجتہد نہ ہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین فن جو علم و فن میں یکتائے روزگار گزرے اور چوٹی کے علماء، فضلاء، محدثین، مفسرین حدیث و قرآن کے علم میں مہارت رکھنے والے اپنی اپنی تحقیقات کو چھوڑ کر ان ہی چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید پر مجبور ہوئے اور مقلد کہلائے۔

امام بخاری، امام مسلم اور دوسرے ائمہ حدیث جن کی احادیث کی کتابیں آج تمام دنیائے اسلام میں مانی جاتی ہیں تمام عمر تقلید ہی کرتے رہے۔ اسی طرح شافعی

میں سے حضرت غوث اعظم اور خواجہ فریب نواز و غیرہ جیسی بزرگ ہمتیاں مقتدہ ہی گزریں۔ غرضیکہ ان چار مذہبوں کے برائے کسی کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہو جو ان چار مذہبوں سے باہر ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا بد مذہب اور بدعتی ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے الگ ایک راہ نکالتا ہے اور حدیث میں ہے جو مسلمانوں کے بڑے گروہ سے الگ ہو اور وہ جہنم میں الگ ہوگا۔

سوال : جو شخص ان چار مذہبوں پر عمل کرنے کا دعویٰ کرے وہ کیسا ہے؟  
جواب : جو شخص ان چار مذہبوں میں سے کسی بھی ایک کا معتقد ہو اور نہ اُس کا تابع، وہ براہ فریب حرام یہ کاروں کو بے قیدی کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا تو مطلب یہ نکلا کہ ان اہل سنت کے سب مذہبوں میں کچھ کچھ باتیں خلافتِ دینِ محمدی ہیں لہذا ان میں سے تنہا ایک پر عمل نا جائز و حرام ہے لہذا ہر ایک کے دینی مسائل چُن لیے جائیں اور بے دینی کے چھوڑ دیئے جائیں اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تمام سردارِ اہل اُمت اور پیشوایانِ اُمت گناہگار اور حرام کے مرتکب ٹھہریں کہ وہ اپنی ساری عمر ایک ہی امام کی تقلید کرتے رہے اور اپنے پیروؤں کو بھی تقلید کی تلقین کرتے رہے اور جو ایسی بات کہے جس سے ساری اُمت کا گمراہ ہونا لازم آئے وہ خود گمراہ، بد دین اور دینِ اسلام کے دائرہ سے خارج ہونے والوں میں ہے۔

یہ تو وہی بات ہوئی کہ جسے دربارِ شاہی تک چار سیدھے راستے معلوم ہوئے رعایا کو دیکھا کہ ان کا ہر گروہ ایک راستہ پر ہو لیا اور اسی پر چلا جاتا ہے، مگر ان حضرات نے اسے بیجا حوکت سمجھا کہ جب چاروں راستے یکساں ہیں تو وجہ کیا کہ ایک ہی کو اختیار کر لیجئے۔ پکارتا رہا صاحبو! ہر شخص چاروں راہ پر چلے مگر کسی نے نہ سنی، ناچار آپ ہی تانا تانا شروع کیا۔ کوئی بھر اس راستے چلا، پھر اُسے چھوڑا اور دوسرے راستے پر دوڑا، پھر اس سے نہ



موڑا اور تیسرے راستے کو پکڑا، پھر اس سے جھاگ کر چوتھے کو ہولیا اور تیلی کے بیل کی طرح یو نہی چکر لگاتا رہا۔ اب ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ شخص مجنون دیوانہ ہے یا صبح الحواس و فرزانہ۔

غرض ہر مسلمان پر فرضی و لازم ہے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کا پابند ہو کر رہے۔ اگر اس کے مذہب سے عدول کرے گا تو خدا تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی عذر نہ سنا جائے گا بلکہ وہ جہنم کا مستحق ٹھہرے گا، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان چاروں مذہبوں کے اماموں کو امام اہل سنت جانے، سب کی جناب میں عقیدت رکھے، سب کے مقلدوں کو راہِ راست پر لانے اور یقین رکھے کہ جیسے ائمہ اربعہ کا قول خلافت و گمراہی نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا اور جو اُسے بدعت کہے وہ علمائے کرام کے نزدیک خود بدعتی ہے بد دین اور عذاب و ذرخ کا مستحق ہے۔

سوال ۵: اہل سنت میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کون ہیں؟

جواب: ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اصول عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، ہاں بعض فردی عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے اسی بنا پر خود اہل سنت میں دو گروہ ہیں، ماتریدیہ کہ حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تابع ہیں اور اشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تابع ہیں اور یہ دونوں جماعتیں اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں آپس میں صرف بعض فروغ کا اختلاف ہے۔ ان کا اختلاف حقیقی شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہل حق ہیں، کوئی کسی کو گمراہ یا بد مذہب بلکہ فاسق و فاجر بھی نہیں کہہ سکتا۔

سوال ۶: قرآن و حدیث میں جس تقلید کی بُرائی آئی ہے وہ کونسی ہے؟

جواب: بعض لوگ اپنے دادا کی ایجاد کی ہوئی شادی و غمی کی ان رسول کی پابندی کرتے ہیں جو خلافِ شریعت ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے تھے ہم بھی ایسا کریں گے چاہے یہ کام جائز ہو یا ناجائز۔ قرآن و حدیث میں ایسی ہی تقلید

کی خدمت (برائی) بیان کی گئی ہے اور ایسی ہی تقلید سے روکا گیا ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں کی رو سے تقلید ائمہ کو حرام یا شرک کہنا محض بے دینی ہے، بھلا ایسا کون سا مسلمان ہو گا جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر خدا اور رسول کے احکام کے خلاف انامول کے قول و فعل پر چلنے میں اپنی نجات سمجھے۔ سارے ہی مقدمہ مسائل جزیریہ میں انامول کی تحقیق کے موافق قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں ایسی وجہ سے مقدمہ کھلاتے ہیں۔

سوال : چاروں مذاہب کے انامول کے نام اور لقب کیا ہیں ؟  
جواب : چار امام یہ ہیں :

## ۱۔ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب ابو حنیفہ ہے۔ شہر کوفہ میں مشہور میں پیدا ہوئے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کے بانی ہیں۔ آپ کے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو سال سے تمام اسلامی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور چونکہ آپ کا مذہب اصول سلطنت سے بہت مناسبت رکھتا ہے اس لیے بڑی بڑی عظیم اسلامی سلطنتوں میں آپ ہی کے مسائل قانون سلطنت تھے اور آج بھی ہیں۔ اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ آپ ہی کے مذہب کا پیرو ہے۔ تمام ائمہ میں یہ خصوصیت اور شرف صرف آپ کو حاصل ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

بغداد شریفین میں مشہور میں آپ کا انتقال ہوا۔ مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ پہلی بار نماز جنازہ میں کم و بیش پچاس ہزار کا مجمع تھا۔ اس پر آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا۔ یہاں تک کہ چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ مزار شریف بغداد شریفین میں مشہور اور متبرک مقامات سے ہے۔ آپ کے شاگردوں کے شاگردوں میں امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کرام ہیں۔ آپ کے مقدمہ منقہ کھلاتے ہیں۔

## ۲۔ حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب شافعی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا سال وفات اور حضرت امام شافعی کا سال ولادت ایک ہے یعنی آپ ۱۵۰ھ میں بمقام عسقلان پیدا ہوئے آپ کا لقب ابو عبد اللہ ہے۔ آپ ہاشمی قریشی مطلق ہیں۔ علم فقہ، اصول، حدیث اور دیگر علوم و فنون میں کوئی اور آپ کا ہم پایہ نہ تھا۔ زہد و تقویٰ و سخاوت اور حسن سیرت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ ۵۴ سال کی عمر شریف میں ۲۰۳ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار شریف قرآنہ (مصر) میں ہے۔ آپ کے مقلد شافعی کہلاتے ہیں۔

## ۳۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ میں ۱۷۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ فقہ و حدیث میں تمام اہل حجاز آپ کو امام تسلیم کرتے تھے۔ حضرت امام شافعی آپ ہی کے شاگرد ابن رشید سے ہیں۔ آپ کے چشمہ علم سے بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین سیراب ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ سے آپ کو کمال عشق تھا۔ حضور کی محبت میں ساری زندگی مدینہ شریف ہی میں گزاری۔ مدینہ طیبہ ہی میں ۲۰۹ھ میں انتقال فرمایا۔ یہیں مزار شریف ہے۔ عمر شریف ۸۴ سال کی ہوئی۔ آپ کے مقلد مالکی کہلاتے ہیں۔

## ۴۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بغداد شریف میں ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے۔ وہیں آپ نے پرورش پائی، آپ کے فضائل و واقعات زبان زد خواص و عوام ہیں۔ خلیفہ مامون رشید کے زمانے میں جب خلق قرآن کا فتنہ اٹھا تو آپ نے کلمہ حق کا حق ادا کیا، ہزار معائب بھیجے لیکن

دین پر آہٹ نہ کرنے دی۔ بغداد شریف ہی میں آپ نے سلمہ میں وفات پائی۔  
مر شریف،، سال قمری ۸۰۰ء کے مقلد غنیل کہلاتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۰

## اصطلاحات احکام شرعیہ

سوال ۱: اصطلاح شرعی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: کسی لفظ کے وہ مخصوص معنی جو شریعت میں مراد سے ملتے ہیں، انہیں اصطلاح شرعی کہتے ہیں۔

سوال ۲: احکام شرعیہ کتنے ہیں؟

جواب: حکم شرعی دو قسم پر ہے ایک امر اور دوسرا نہی، پہلے قسم کے احکام کو امرات اور دوسری قسم کے احکام کو منہیات یا منوعات کہا جاتا ہے پھر امر اور نہی کے اعتبار سے احکام شرعیہ گیارہ ہیں، پانچ جانب فعل (امر اور نہی) یعنی وہ جن سے کسی فعل کی طلب ثابت ہوتی ہے، ان میں سب سے اہم مقدم فرض ہے۔ پھر واجب پھر سنت مؤکدہ پھر سنت غیر مؤکدہ پھر مستحب۔

اور پانچ احکام جانب ترک (نہی) میں ہیں یعنی وہ جن سے کسی فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں کتر درجے کا خلاف اولیٰ ہے، اس سے اوپر مکروہ تنزیہی ہے۔ اس سے اوپر اسات۔ اس سے اوپر مکروہ تحریمی اور ان سب سے اوپر حرام، یہ سب دس احکام ہوتے اور گیارہ حوال سب سے پنج میں سابع خاص ہے۔

سوال ۳: فرض کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟

جواب: فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض اعتقادی (۲) اور فرض عملی، فرض اعتقادی وہ علم شرعی جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو، اس کا

انکار کرنے والا ائمہ خفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا نام و غامض پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے، بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی ایک بار بھی چھوڑے وہ فاسق مکتاہ کبیرہ کا مرتکب اور مذہب جہنم کا مستحق ہے۔ جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی وہ حکم شرعی ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو، مگر نظر مجتہد میں دلائل شرعیہ کے بموجب یقین ہے کہ بے اس کے کیے آدمی بڑی الذمہ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم و معدوم ہوگی، اس کا بے وجہ انکار فسخ و گمراہی ہے۔ ہاں اگر کوئی مجتہد دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً خفیہ کے نزدیک چوتھائی سرکا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔ مگر اس فرض عملی میں ہر شخص اسی امام کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے۔ اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

سوال<sup>۱۱</sup> : فرض عملی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : فرض عملی کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔ فرض عین وہ فرض ہے جس کا ادا کرنا ہر مائل بالغ پر ضروری ہو جیسے نماز پنجگانہ۔ اور فرض کفایہ اس فرض کو کہتے ہیں جس کو دو ایک مسلمان ادا کر لیں، تو سب مسلمانوں کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اور ایک آدمی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں جیسے غسل میت اور نماز جنازہ۔

سوال<sup>۱۲</sup> : واجب کے (کتنی اقسام پر ہے؟

جواب : فرض کی طرح واجب بھی دو قسم پر ہے (۱) واجب اعتقادی (۲) واجب عملی۔ واجب اعتقادی وہ شرعی حکم ہے جس کی ضرورت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ فرض

علی اور واجب علی اسی کی دو قسمیں ہیں اور واجب علی وہ حکم شرعی یا واجب اعتقادی، کہ بے اس کے کئے بھی بڑی الذمہ ہونے کا احتمال ہے مگر غالب گمان اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بھالانا مذکور ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ منیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ۔

سوال ۸۲: سنت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: سنت دو قسم پہ ہے ایک سنت مؤکدہ ہے سنت ہدی (سنن الہدی) بھی کہتے ہیں دوسری سنت غیر مؤکدہ جس کو سنت زائدہ (سنن الزوائد) بھی کہتے ہیں اور کبھی سے مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔

سوال ۸۳: سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت مؤکدہ وہ حکم شرعی ہے جس کو حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ اس خیال سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی نہ کیا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی شریعت میں تاکید آئی۔

سوال ۸۴: سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت مؤکدہ کا کرنے والا ثواب پائے گا اور جو شخص بلا عذر شرعی ایک بار بھی ترک کرے وہ دامت کاستحق ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مذہاب، جہنم کا مستحق اور گناہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے اور ایسے شخص کی گواہی نامقبول، اور بعض علمائے ملت نے فرمایا کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اور اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اُسے میری شفاعت نہ ملے گی۔

سوال ۸۵: سنت غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سنت غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی جس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، مگر اس کا

ترک کرنا بھی شریعت کو پسند نہیں لیکن نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب تجویز کرے، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ بطور عادت ہو باعث عقاب نہیں۔

سوال ۸۷: مستحب کسے کہتے ہیں؟

جواب: مستحب وہ حکم شرعی جس کا بجالانا نظر شرع میں پسند ہے، خواہ خود حضور اقدس ﷺ نے اُسے کیا ہو، یا اس کی طرف رغبت دلائی یا علمائے کرام نے اُسے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کچھ الزام نہیں۔

سوال ۸۸: شریعت نے جن کاموں کی ممانعت کی وہ کتنی قسم پر ہیں؟

جواب: ممنوعات شرعیہ پانچ قسم پر ہیں۔ حرام قطعی، مکروہ تحریمی، اسارت، مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ۔

سوال ۸۹: حرام قطعی کسے کہتے ہیں؟

جواب: حرام قطعی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، یہ فرض کا مقابل ہے۔ اس کا ایک بار بھی قصد کرنا گناہ کبیرہ و فسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

سوال ۹۰: مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکروہ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ یہ واجب کا مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ بگڑا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کو کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

سوال ۹۱: مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حرام اور مکروہ تحریمی میں جو فرق ہے وہ باعتبار عقیدے کے ہے کہ حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے جبکہ مکروہ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں اور بچنا جس طرح حرام سے فرض ہے یہ بھی مکروہ تحریمی سے بازرہنا لازم

ہے اس بنا پر مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ اگر معتدین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔  
سوال ۹۱: اسارت کے کہتے ہیں؟

جواب: اسارت وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی یہی تو نہیں مگر اس کا کرنا ہے بُرا۔ ایک آدمی بار کرنے والا مستحق عقاب ہے اور عاداتاً اس کا مرتکب عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سنتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال ۹۲: مکروہ تنزیہی کے کہتے ہیں؟

جواب: مکروہ تنزیہی وہ ممنوع شرعی ہے جس کا کرنا شرع کرپسند نہیں، مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وحید عذاب فرمائے۔ اس کا ترک کرنے والا فضیلت و ثواب پائے گا اور کرنے والے پر نہ عذاب ہے نہ عقاب، یہ سنتِ غیرِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال ۹۳: خلافِ اولیٰ کے کہتے ہیں؟

جواب: خلافِ اولیٰ وہ ممنوع شرعی ہے جس کا نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ عقاب نہیں، جو نہ کرے گا فضیلت پائے گا، یہ مستحب کا مقابل ہے۔

سوال ۹۴: مباح کے کہتے ہیں؟

جواب: مباح اس کام کو کہتے ہیں جس کے لیے نہ کوئی حکم ہے نہ ممانعت لہذا اس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہے، نہ کوئی ثواب نہیں نہ کوئی عذاب نہیں جیسے لذیذ غذا، عمدہ لباس جبکہ بطور اسراف نہ ہو۔

سوال ۹۵: کسی امرِ مباح پر دلیل شرعی کی حاجت ہے یا نہیں؟

جواب: کسی امر کو جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو تاہی اس کے جائز ہونے کی دلیل کافی ہے۔ اگر اس فعل میں کوئی بُرائی ہوتی تو شریعتِ مطہرہ ضرور اس سے آگاہ فرماتی اور اس سے باز رہنے کا کوئی نہ کوئی حکم شریعت میں وارد ہو جاتا۔

سوال ۹۶: احتیاطاً کسی امرِ مباح کو حرام یا بدعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟



جواب : اب کہ قرآن کریم اتر چکا، دین کامل ہو گیا اور کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا تو بتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا، ان کی معافی مقرر ہو چکی، خدا اور رسول نے ان کو عافیت ہی انھیں ہم پر بھیج دیا۔ خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے اور خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ رسول تمھیں عطا فرمائیں وہ لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ تو معلوم ہوا کہ خدا و رسول نے جس بات کا حکم نہ دیا، نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ مکہہ بلکہ معافی میں ہے۔ اب جو شخص کسی فعل کو ناجائز یا حرام یا مکہہ ہی کہے، اس پر واجب ہے کہ وہ باتوں میں سے ایک بات کا ثبوت دے یا تو یہ کہ فی نفعہ اس کام میں شر (برائی) ہے یا یہ کہ شرعاً مطہرہ نے اُسے منع فرمایا ہے اور قرآن و حدیث یا اجماع اُمت کی رو سے یہ فعل منوع ہے اور احتیاطیہ نہیں کہ کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حرام یا مکہہ کہہ کر مسلمانوں پر تنگی کر دی جائے، بلکہ جس چیز کو خدا و رسول منع نہ فرمائیں اور شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہ ہو اُسے منع کرنا خود صاحب شرع بنا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے بلکہ جس امر مباح کو بغیر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو وہ مستحب و متحسن اور دربار الہی میں محبوب و مقبول ہو جاتا ہے جیسے منہل میلاد شریف کرنا اور ولادت شریفہ کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ اس میں نبی ﷺ کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔ اسی لیے اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ قیام مستحب و متحسن ہے۔

سوال : سنت کو نفل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : نفل اس عمل مشروع و جائز کو کہتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو لہذا نفل مام ہے کہ سنت پر بھی اس لفظ کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام فقہ کی کتابوں میں باب النوافل میں سنن کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہوتے ہیں، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص

بات ہوتی ہے تو اس کو الگ بیان کر دیا جاتا ہے۔

سوال ۹۹: جن دلیلوں سے یہ شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں وہ کتنی ہیں؟

جواب: شریعت کے دلائل چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع اُمت اور قیاس۔

سوال ۱۰۰: قیاس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قیاس کے شرعی معنی ہیں کسی فری مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینا۔ یعنی ایک مسئلہ یا درپیش آگیا جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن و حدیث میں ہے اور اس کے حکم کی علت معلوم کر کے یہ کہا کہ چونکہ وہ علت یہاں بھی ہے لہذا اس کا حکم بھی وہی ہوگا، اسی کا نام قیاس ہے۔ تو قیاس اصل میں حکم شریعت کا منظر یعنی ظاہر کرنے والا ہے خود مستقل حکم نہیں یعنی قرآن و حدیث میں یہ حکم نہ تھا مگر ظاہر تھا، قیاس نے اُسے ظاہر کر دیا۔ البتہ قیاس میں شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو، ہر کس و ناقص کا خیال معتبر نہیں۔ قیاس کا ثبوت قرآن و حدیث اور افعالِ صحابہ سے ہے، اسی لیے اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

باب دوم :

## اسلامی عبادات

### سبق نمبر ۱۱ : طہارت کے بقیہ مسائل

موزوں پر مسح کا بیان

سوال ۱۱ : موزوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

جواب : جو شخص موزے پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بھلتے پاؤں دھونے کے مسح کرے تو جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے، اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تواتر کے ہیں۔ اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے گواہ ہے بلکہ اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت و جماعت کی علامت دریافت کی گئی تو آپ نے کوفہ کی اس وقت کی حالت کے مد نظر ارشاد فرمایا : **تَقْضِيْلُ السَّبْخَيْنِ وَصَحْبُ الْخَتَنِ وَمَسْحُ الْخُفَّيْنِ** یعنی تین باتیں اہل سنت کی علامات سے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جانتا اور امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔

سوال ۱۲ : مسح کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب : مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں :

۱) موزے ایسے ہوں کہ نئے چھپ جائیں (۲) پاؤں سے چپا ہو کہ اس کو پہن

کراسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں (۱۲) چڑے کا ہو یا صرف تھ چڑے کا اور باقی کسی اور دیزامونی چیز کا جیسے کرنی وغیرہ (۱۳) وضو کر کے پہنا ہو، خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں وضو کر پہنے بعد میں وضو پورا کر لیا (۱۵) نہ حالت جنابت نہ پاکی کی حالت میں جبکہ غسل فرض ہو تا ہے اس میں پہنا نہ بعد پہننے کے جنب بھلا ہو (۱۶) مدت کے اندر ہو (۱۷) کوئی موزہ پاؤں کی تین چوٹی انگلیوں کے برابر نہ پھٹا ہو یعنی چلتے ہیں تین انگلی ہلن ظاہر نہ ہوتا ہو اور ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں۔

سوال ۱۱: مس میں فرض کتنے ہیں؟

جواب: مس میں فرض دو ہیں: (۱) ہر موزہ کا مس ہاتھ کی تین چوٹی انگلیوں کے برابر ہونا (۲) موزے کی پیٹھ پر ہونا۔

سوال ۱۲: مس میں کتنی باتیں سنت ہیں؟

جواب: پوری تین انگلیوں کے پیٹھ سے مس کرنا اور پٹلی تک کھینچنا اور مس کرتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا سنت ہے۔

سوال ۱۳: مس کی مدت کیا ہے؟

جواب: مس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن تین راتیں، موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا یعنی وضو کرنا اس وقت سے اس کا شمار ہے شفا مس کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مس کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔

سوال ۱۴: مس کا سنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: مس کا سنون طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پٹلی کی طرف سے کم سے کم بقدر تین انگلیوں کے کھینچنے جائے اور سنت یہ ہے کہ پٹلی تک پہنچائے۔ انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے۔

سوال ۱۵: مس کن چیزوں سے ٹوٹا ہے؟

جواب : جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ مدت پوری ہو جانے، موزہ آنا دینے یا اتارنے کی نیت سے موزہ سے ایڑی نکال لینے اور ایک پاؤں آدھے سے زیادہ موزہ سے باہر ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ یونہی اگر کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔

سوال ۱۸ : کسی زخم پر پٹی باندھی ہو تو اس پر مسح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : کسی زخم یا پھوڑے کی جگہ پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے یا اس جگہ مسح کرنے سے یا کھولنے سے ضرر ہو یا کھولنے اور باندھنے والا نہ ہو تو اس پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے یا خود عضو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے گرد اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کر لیں اور اگر اس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کر لیں اور پوری پٹی پر مسح کر لیں تو بہتر اور اکثر پر ضروری ہے۔

سوال ۱۹ : ہڈی ٹوٹ جائے اور اس پر تختی وغیرہ باندھی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : ہڈی کے ٹوٹ جانے سے جو تختی وغیرہ باندھی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ جو اوپر بیان ہوا۔

سوال ۲۰ : تختی یا پٹی کھل جائے تو مسح رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

جواب : تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز بھی ٹک، باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا۔ وہی پہلا مسح کافی ہے اور اگر پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اس جگہ کو دھو لیں تو دھو لیں ورنہ مسح کر لیں۔

سبق نمبر ۱۲

## قرأت کے بقیہ مسائل

سوال ۱۱: کیا کسی نماز میں قرأت کی کوئی خاص مقدار آئی ہے؟

جواب: چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زیادہ کلمات ہوں، پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور پوری سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک دو آیتیں تین چھوٹی آیتوں کے برابر پڑھ لینے سے قرأت کی مقدار واجب ادا ہو جاتی ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور قرأت کی اس سے زائد مقدار کسی نماز میں لازم نہیں، البتہ مسنون ہے۔

سوال ۱۲: فرض نمازوں میں کتنی کتنی قرأت مسنون ہے؟

جواب: سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۃ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں تقصار منقل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔

اور حضر یعنی حالت اقامت میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طویل منقل پڑھے اور عصر و عشاء میں اوسط منقل اور مغرب میں تقصار منقل اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

سوال ۱۳: طویل منقل، اوسط منقل اور تقصار منقل کسے کہتے ہیں؟

جواب: سورۃ حجرات (پارہ ۲۹) سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو منقل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک طویل منقل اور سورۃ بروج سے سورۃ لم یکن تک اوسط منقل اور لم یکن سے آخر تک تقصار منقل۔

سوال ۱۴: کسی ضرورت سے قرأت مسنونہ پھڑ دیں تو کیا حکم ہے؟

جواب : اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے کا خوف ہو یا دشمن یا چور کا اندیشہ ہو تو قرأت منونہ ترک کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بقدر حال پڑھے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں یہاں تک کہ اگر واجبات کی رعایت نہیں کر سکتا تو اس کی بھی اجازت ہے مثلاً فجر کا وقت آتا ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے تو یہی کرے مگر بلند ہی آفتاب کے بعد نماز کا اعادہ کرے یا مثلاً سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات ادا کرے، شتا و تلوذ کو ترک کرے اور رکوع و سجود میں ایک بار تسبیح پڑھے۔

سوال ۱۵۱: قرأت منونہ پر زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اگر مقتدیوں پر شاق نہ ہو تو قرأت منونہ پر قدرے زیادتی کی جاسکتی ہے لیکن اگر ان پر گراں گزرے تو قرأت منونہ پر زیادت نہ کرے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی اور دل کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔

سوال ۱۵۲: قرأت ہر رکعت کے برابر ہونی چاہیے یا کم و بیش؟

جواب : فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے ملا کر نا منونہ ہے اور اس کی مقدار یہ دیکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی اور دوسری میں ایک تہائی اور بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم جمع و میدین کا بھی ہے اور سنن و تراویح میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔

سوال ۱۵۳: دوسری رکعت میں پہلی سے زیادہ قرأت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب : دوسری رکعت کی قرأت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے۔ جب کہ سورتوں کی آیتیں برابر کی ہوں اور یہ زیادتی بقدر تین آیت ہو، اور اگر سورتوں کی آیتیں چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف و کلمات کا اعتبار ہے۔ اگر کلمات و حروف میں بہت تفادیت ہے تو کراہت ہے اگرچہ آیتیں

گنتی میں برابر ہوں ورنہ نہیں، جہاں پہلی میں اتم نذر شرح پڑھی اور دوسری میں اتم یکن تو کراہت ہے اگرچہ دونوں میں آٹھ گنتیں ہیں۔

سوال ۱۱۸: نماز میں کسی سورت کو ہمیشہ کے لیے مقرر کر لینا کیسا ہے؟

جواب: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں اعلیٰ شیعہ میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی تیسرا پڑھ لینا مستحب ہے مگر ہمیشہ نہ پڑھے کہ کوئی واجب گمان کرے۔

سوال ۱۱۹: فجر کی سنتوں اور وتر میں قرأت منوہ کیسا ہے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں اکثر قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ مُحَمَّدٌ أَنَا أَنَا اذْذَنَہ دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ مُحَمَّدٌ أَنَا أَنَا اذْذَنَہ پڑھتے تھے۔ اور وتر میں پہلی رکعت میں بَسْمِ اَللّٰہِ اَوَّلُ اَوَّلُ اور کبھی اِنَّا اَنزَلْنَاهُ دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ مُحَمَّدٌ أَنَا أَنَا اذْذَنَہ پڑھتے تھے۔ یہ نہی جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں بَسْمِ اَللّٰہِ اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھنا سنت ہے اور یہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ (یعنی سوال نمبر ۱۱۷ میں)

سوال ۱۲۰: ترتیب کے بغیر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: خلاف ترتیب قرآن شریف پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً پہلی میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی اور دوسری میں اتم تزلزلیت یاں اگر بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی پھر یاد آیا تو جو شروع ہو چکا ہے اُسی کو پورا کرے۔ اگرچہ اسی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔

سوال ۱۲۱: نماز میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھ لینا کیسا ہے؟

جواب: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں مثلاً دوسری میں بلا قصد وہی پہلی سورت شروع کر دی یا دوسری سورت یا دوسری آتی یا پہلی رکعت میں پوری قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھ کر اٹھ کر دوسری میں بھی یہی پڑھے اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت



جائز ہے۔

سوال ۱۲: درمیان سے سورت چھوڑنے کا حکم کیا ہے؟

جواب: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت پہلی سورت سے بڑی ہے تو حرج نہیں جیسے واقعہ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھنے میں حرج نہیں جیسے اِذَا جَاءَكَ کے بعد ثَلُثُ مَوَاقِفَ پڑھنی چاہیے۔

سوال ۱۳: تلاوت قرآن کریم کے فضائل و خوبیاں کیا ہیں؟

جواب: قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کے بہت سے فضائل ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبیر اور غور و فکر کرنا آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ جس طرح یہ مقدس کتاب تمام علوم کی جامع ہے اسی طرح اس کا ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف بے نہایت برکات کا سرچشمہ ہے۔ اس کے فضائل میں سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

- ۱۔ قرآن کریم کی تلاوت کرو وہ روزِ قیامت اپنے رفیقوں کی شفاعت کرے گا۔
- ۲۔ جس شخص نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے نیکی ہے دس نیکیوں کے برابر۔
- ۳۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن اور میرا ذکر ایسا مشغول کرے کہ وہ مجھ سے مانگے اور سوال کرنے کی فرصت بھی نہ پائے میں اُس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

۴۔ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ اہل آسمان کے لیے ایسی زینت ہوتا ہے جیسے ستارے زمین والوں کے لیے۔

۵۔ اپنے مکانوں کو نماز اور قرآن کریم کی تلاوت سے منور کرو۔

۶۔ میری اُمت کی بہترین عبادت قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

۷۔ تم میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

سوال ۱۲۲: تلاوت میں غامض کر کس بات کا دھیان رکھنا چاہیے؟

جواب: قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنا، اس کے معنی پر نظر رکھنا مقصودِ اعظم ہے۔ اس سے قلب میں نورانیت حاصل ہوتی ہے اور معنی پر نظر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جو پڑھتا ہے اس کے معنی سمجھے اور امر و نہی پر غور کرے اور دل میں اس کے ماننے اور اطاعت کرنے کا اعتماد جملے اور کلمات پر غور کرے جو تفسیر ہوئی اس سے استغفار کرے اور جب آیت رحمت آئے تو خوش ہو اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرے اور جب آیت عذاب آئے تو ڈرے اور اس سے پناہ مانگے۔ دل حاضر کرے اور خشوع کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ رقت آئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔

قرأت کے درمیان ہنسا، بے فائدہ جھٹ حرکات کرنا اور لہو کی طرف نظر کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کو کسی سے بات کرنے کے لیے قطع کرنا مکروہ ہے اور قرآن کریم کو ذریعہٴ معاش بنانا منوع ہے۔

سوال ۱۲۳: چلتے پھرتے اور لیٹ کر تلاوت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قرآن کریم زبانی لیٹ کر پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں کھڑے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے، ورد نہ کرے۔

سبق نمبر ۱۳

## امامت کا بیان

سوال ۱۲۴: امامت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: امامت سربراہی کو کہتے ہیں اور امام قوم کے سردار اور پیشوا کہتے ہیں۔

امامت نماز کے معنی ہیں۔ مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرطوں کے ساتھ وابستہ ہونا ہے، حدیث میں آیا ہے کہ امام ضامن ہوتا ہے، یعنی نماز میں امام کے سر بڑی ذمہ داری ہے مقتدیوں کی نمازوں کا صحیح و فاسد ہونا سب اسی کے سر ہے۔ ذرا کسی کو مولوی صورت دیکھ کر امامت کے لیے بڑھا دینا نادانی اور احکام شرع سے لاپرواہی ہے، شریعت مطہرہ نے امامت کے لیے کچھ شرطیں بھی رکھی ہیں جن کا ہر امام میں پایا جانا ضروری ہے۔

سوال ۱۲: شرائط امامت کیا ہیں؟

جواب : مرد اگر معذور نہ ہو تو اس کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں :

(۱) امام مسلمان ہو (۲) بالغ ہو یعنی اگر کوئی اور علامت بلوغ اس میں نہ پائی جائے تو پندرہ برس کی کامل عمر رکھتا ہو۔ (۳) عاقل ہو (۴) مرد ہو (۵) اتنی قرأت جانتا ہو کہ جس سے نماز صحیح ہو جائے (۶) عذر سے محفوظ ہو یعنی اسے کوئی مرض ایسا نہ ہو جس سے معذور کا حکم دیا جاتا ہے۔

سوال ۱۳: کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے؟

جواب : غلام، دیہقان، نابینا، ولد الزنا، غولبورت، امرد (وہ نو عمر جس کے داڑھی مونچھ نہ ہو) کوڑھی، برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اور سفیہ یعنی یوقوت جو کہ خرید و فروخت میں دھوکے کھاتا ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ ہے اور پڑھ لیں تو حرج نہیں، بلکہ اگر حاضرین میں سے کسی لوگ سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں اور اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو تو یہی امتی امت میں اور کوئی کراہت نہیں اور نابینا کی امامت میں قربت خفیف کراہت ہے۔

سوال ۱۴: کن لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے؟

جواب : وہ بد مذہب جن کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور فاسق مفسقین جو کبیرہ گناہ بالا علان کرتے ہیں جیسے شرابی، جواڑی، زنا کار، سود خور، چنل خور، داڑھی منڈانے

یا شمشادی رکھنے والا یا کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا یا تاج رنگ دیکھنے والا، یا مولا علی کو شیخین سے انھل جانے والا یا کسی صحابی مثلاً امیر معاویہ و ابو موسیٰ اشعری کو برا کہنے والا، ان میں سے کسی کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز کروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ جتنی پڑھی ہوں سب کا پھرنا واجب ہے مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا قاضی متبطل ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لی جائیں۔

سوال ۱۲۱: کن لوگوں کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی؟

جواب: جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو یا فصل صحیح نہ کرتا ہو یا ضرورت دین سے کسی چیز کا منکر ہو یعنی وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی کفر کی حد تک پہنچ چکی ہو اور وہ جو شفاعت یا دیدار الہی یا عذاب قبر یا کرنا کا تبیین کا انکار کرتا ہے ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز ہے حتیٰ کہ جمعہ و عیدین میں بھی ان کی اقتداء درست نہیں۔

سوال ۱۲۲: اقتداء کی شرطیں کتنی ہیں؟

جواب: اقتداء یعنی کسی امام کی نماز کے ساتھ اپنی نماز وابستہ کر دینا، اس کی تین شرطیں ہیں اور یہ ہیں:

- (۱) مقتدی کو اقتدار کی نیت (۲) نیت اقتدار کا تحریم کے ساتھ ہونا یا تحریم پر مقدم ہونا بشرطیکہ اس صورت میں نیت و تحریم کے درمیان کوئی فعل اجنبی جو منافی نماز سے نہ پایا جائے (۳) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔ (۴) دونوں کی نماز ایک جو یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہو (۵) امام کی نماز کا مقتدی کے مذہب میں صحیح ہونا۔ (۶) امام و مقتدی دونوں کا اُسے صحیح سمجھنا، عورت کا نماز میں مرد کے برابر نہ ہونا اس کی صورتیں مخصوص ہیں (۷) مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا (۸) امام کے انتقالات کا علم ہونا یعنی امام کے ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کو جاننا خواہ دیکھ کر یا کسی اور طرح (۹) مقتدی کو امام کا تہیم یا مسافر معلوم

ہونا اگرچہ بعد نماز (۱۱) ارکان نماز کی ادا میں شریک ہوتا (۱۳) ارکان کی بجائے اور یہی میں مقتدی کا امام کی مانند یا کم ہوتا (۱۴) اور شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

سوال ۱۳: تراویح میں نابالغ کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغ لڑکے کی اقتداء مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کر سکتا یہاں تک کہ نماز جنازہ و تراویح و نوافل میں، یہی صحیح ہے۔ ہاں نابالغ دوسرے نابالغوں کی امامت کر سکتا ہے جبکہ سمجھدار ہو۔

سوال ۱۴: امامت کا نیا وہ حقدار کون ہے؟

جواب: سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ آتنا قرآن شریف یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروت کے خلاف ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص جو قرأت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو اس کے بعد وہ جو زیادہ پرہیزگار ہو یعنی حرام و حرام شہات سے بھی بچتا ہو۔ اس کے بعد زیادہ عمر والا، اس کے بعد وہ جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ اس کے بعد تنہ گزرا اور چند شخص برابر کے ہوں تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو وہ زیادہ حقدار ہے یا پھر ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے۔

ہاں اگر کسی جگہ امام مبین ہو تو وہی امامت کا حقدار ہے اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو یعنی جبکہ امام مبین میں شرائط امامت پائی جاتی ہوں ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

سوال ۱۵: جس سے لوگ ناراض ہوں ان کی امامت کا حکم کیا ہے؟

جواب: جس شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی شرعی وجہ سے نہ ہو تو کراہت نہیں بلکہ اگر وہی اُختی ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔

سوال ۱۳۵: معذور معذور کا اور اتنی اتنی کا امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: معذور یعنی ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پر ایسا اُتر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا، اپنے مثل یا اپنے سے ناتھہ معذور والے کی امامت کر سکتا ہے، کم معذور والے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے خد ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے دوسرے کو نکسیر کا تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور اُمتی یعنی جس کو کوئی آیت یاد نہیں یا آستیں یا دین مکرر صحت صحیح ادا نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں، اُمتی کا امام ہو سکتا ہے، قاری کا نہیں، اور یہاں قاری سے مراد وہ شخص ہے جو کہ بعد فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو بلکہ اگر اُمتی نے اُمتی اور قاری کی امامت کی تو کسی کی نماز نہ ہوتی، اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو۔

سوال ۱۳۶: مقتدی کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: امام کی اقتدار کرنے والے کو مقتدی کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں،  
 (۱) مذہب یعنی وہ جس نے اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ نماز پڑھی (۲) لائق یعنی وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا مگر اقتدار کے بعد اس کی کُل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، خواہ خدر سے خواہ بڑا خدر (۳) مسبوق یعنی وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا (۴) لاحق مسبوق یعنی وہ کہ جسے کچھ رکعتیں شروع کی امام کے ساتھ نہ ملیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔

سوال ۱۳۷: لاحق کا کیا حکم ہے؟

جواب: لاحق مذہب کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھے گا تو اس میں نہ قرأت کرے گا نہ سہو سے سجدہ سہو کرے گا اور اپنی فوت شدہ کو یعنی جہاں سے باقی ہے وہاں سے پہلے پڑھے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے۔ جب امام فادخ ہو جائے تو اپنی پڑھے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہو گیا

پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی تو نماز ہو گئی مگر گنہگار ہوا۔  
سوال ۱۳۸: مسبوق کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسبوق پہلے امام کے ساتھ ہوئے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ نماز پڑھے اور اپنی فوت شدہ کی ادائیگی یہ مفرد کے حکم میں ہے کہ جو رکعت جاتی رہی تھی اس میں قرأت کرے اور کسی وجہ سے پہلے شمار نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قرأت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے اور فوت شدہ میں سہو ہو تو سہو کرے اور تشہد کے حق میں یہ رکعت، اقل رکعت قرار نہ دی جائے گی بلکہ دوسری، تیسری، چوتھی جو شمار میں آئے، مثلاً چار رکعت والی نماز میں اسے ایک ٹی تو حق قرأت میں یہ جواب پڑتا ہے پہلی ہے اور حق تشہد میں دوسری، لہذا ایک رکعت فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت طائے اور اس میں نہ بیٹھے پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز ختم کرے اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو تو نہیں کرنا ہے۔

سوال ۱۳۹: مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مسبوق نے یہ گمان کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے قصداً سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر بھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے بعد پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے، اپنی نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو پھر سجدہ سہو نہیں کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کرے۔

سوال ۱۴۰: مسبوق کھڑا ہو گیا، اب امام نے سجدہ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟

جواب: اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کھڑا ہوا، اب امام نے سجدہ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو ورنہ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور پھر اپنی پڑھے، اور پہلے جراحا ل کر چکا تھا

اس کا شمار نہ ہوگا اور اگر نہ ٹوٹا اور اپنی پڑاوی تو آخر میں سجدہ ہو کر سے اور اگر اس وقت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لوٹے، اس نے کاتونہا سجدہ ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۴

## جماعت کا بیان

سوال ۱۳۱: پنج وقتہ فرض نمازوں میں جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟  
جواب: ہر عاقل، بالغ مرد پر جسے مسجد تک جانے میں مشقت نہ ہو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، بلا عذر شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق ہے، جس کی گواہی نامقبول، اس کو سخت سزا دی جائے۔ اگر پڑوسی رہے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

سوال ۱۳۲: جمعہ وعیدین اور تراویح وتر میں جماعت کیسی ہے؟  
جواب: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سورج مگھن میں سنت ہے۔

سوال ۱۳۳: عورتوں پر نماز باجماعت واجب ہے یا نہیں؟  
جواب: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہر عیدین، خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھیاں، یوشی عورتوں کو وعظ کی مجال میں بھی جانا جائز نہیں۔

لے لیکن اب جبکہ عورتیں بازاروں وغیرہ میں گھومتی پھرتی ہیں بعض علماء نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (۱۷ مزنی ص ۲۱)



سوال ۱۳۴: وہ کیا باتیں ہیں جن کی وجہ سے جماعت کی حاضری صاف ہے؟  
جواب: سخت بارش اور سخت کچڑ کا حال ہونا، سخت سردی، سخت تاریکی، اندھی مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ، قرض خواہ کا خوف جب کہ آدمی تنگدست ہو۔ ظالم کا خوف، پانڈ، پیٹا، اور ریاچ کی شدید حاجت، کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش، قاتلے چلے جانے کا اندیشہ، مریض کی تیماردی کہ اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے حلیہ ہیں۔

سوال ۱۳۵: وہ لوگ کون ہیں جنہیں جماعت میں نہ آنے کی اجازت ہے؟  
جواب: مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو، لپا ہوا جس کا پاؤں کٹ گیا ہو، جس پر فالج لگا ہو، اتنا بڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو، نابینا، اگرچہ اس کو ہاتھ پیر کر مسجد تک پہنچانے والا موجود ہو اور نابینا کے ذریعہ جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔

سوال ۱۳۶: جماعت سے نماز پڑھنے میں کیا خیریاں اور فائدے ہیں؟  
جواب: حدیث شریف میں ہے کہ نماز با جماعت تہا نماز سے تائیس حصے بڑھ کر ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے لیے چالیس دن با جماعت نماز پڑھے اور تکبیر اول پڑھے۔ اس کے لیے دو آنا دیاں لکھ دی جائیں گی، ایک دوزخ سے ایک نفاق سے۔

ان عظیم فائدوں کے علاوہ جماعت میں اور بھی بہت سی خیریاں ہیں مثلاً مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی، نادانوں کا مسائل علمی سے واقف ہونا، ہمایوں اور اہل محلہ کی حالت سے آگاہ رہنا، عبادت گزاروں کے فیض و برکت اور ملاقات سے بہرہ ور ہونا، ان کے طفیل اپنی نماز کا قبول ہونا، حاجتوں اور غریبوں کا حال معلوم ہونا، دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا ذوق و شوق اور خدا کی طرف رغبت پیدا ہونا، دنیا کی آلودگیوں اور بکھڑوں سے اتنی دیر تک محفوظ رہنا وغیرہ۔  
سوال ۱۳۷: جماعت میں کس طرح کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب : مقتدی صفت بنا کر مل کر کھڑے ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ ہو جلتے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں اور اکیلا مقتدی امام کے برابر رہا ہونی جانب اس طرح کھڑا ہو کر اس کا قدم امام سے آگے نہ ہو، بائیں طرف یا چپے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور معمول کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی اور اگر بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جلتے اور امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کے آگے وسط میں کھڑا ہو۔ اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو تو خلاف سنت کیا اور امام کے چپے مقابلہ میں وہ شخص کھڑا ہو جو جماعت میں سب سے افضل ہے۔

سوال ۱۴ : پہلی صف میں جگہ ہرتے ہوتے چپے کھڑا ہونا کیسا ہے ؟  
جواب : صف میں جگہ ہوتے ہوئے مقتدی کو صف کے چپے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور جبکہ پہلی صف میں جگہ ہو اور کھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چپے کر جاتے اور عالی جگہ میں کھڑا ہو۔ اس کے لیے حدیث میں فرمایا کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی مگر حکم ادا ہے جہاں فتنہ و فساد کا احتمال نہ ہو۔

سوال ۱۵ : وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کو اگر امام نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے ؟  
جواب : پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔  
(۱) عیدین کی تکبیریں (۲) قعدۃ اولیٰ (۳) سجدۃ تلاوت (۴) سجدۃ سہو (۵) قنوت جب کہ رکوع فوت ہوئے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے اور امام نے اگر قعدۃ اولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو تو مقتدی ابھی نہ اٹھے بلکہ اُسے بتائے تاکہ وہ واپس نہ آئے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی بلکہ خود بھی کھڑا ہو جائے۔

سوال ۱۶ : وہ کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی نہ کریں ؟  
جواب : چار چیزیں وہ ہیں کہ اگر امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں (۱) نماز میں کوئی رکن نامتدا کرے یعنی دو رکوع یا دو سے زائد سجدہ کرے (۲) عیدین کی تکبیرات سولہ سے نامتدہ کہے (۳) یا نماز نہانہ میں پانچ تکبیریں کہے (۴) یا قعدۃ اخیرہ کے بعد پانچویں رکعت کے

یہ بھول کر کھڑا ہو جائے۔ پھر اس صورت میں اگر پانچویں کے سجدے سے پہلے ٹوٹ آیا مقتدی اس کا ساتھ دے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کر کے سلام پھر دے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی۔

سوال ۱۵۱: وہ کیا چیزیں ہیں کہ اگر امام ترک کر دے تو مقتدی بجا لائے؟

جواب: بخیر تحریر میں ہاتھ اٹھانا، شاہ پڑھنا جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو تکبیرات انتقال یعنی رکوع و سجود کے وقت کی تجبیری، رکوع و سجود کی تسبیحات، تیشیع یعنی سَمِعَ اللہُ لِحُجَّتِہِ کہنا، تشہد پڑھنا، سلام پھیرنا، بخیرات تشریق، یہ وہ چیزیں ہیں کہ اگر امام نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی کرے بلکہ بجا لائے۔

سوال ۱۵۲: فرض نماز تنہا ادا کرتے ہیں اگر جماعت قائم ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: تنہا فرض نماز ابھی شروع ہی کی تھی یا فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ وہیں جماعت شروع ہو گئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں یعنی فجر و مغرب میں توڑنے کی اجازت نہیں نماز پوری کر لے اور چار رکعت والی نماز میں واجب ہے کہ ایک اور پڑھے اور توڑ دے اور وہ پڑھ لی ہیں تو تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں، البتہ اگر تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے ورنہ گنہگار ہو گا بلکہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پائے گا مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔

سوال ۱۵۳: سنت و نفل پڑھتے وقت اگر جماعت شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل شروع کرے تھے تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کرے اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کرے اور جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں غلطی یا جماعت شروع ہوئی، تو چار پوری کرے۔

سوال ۱۵۴: حاجت کے وقت نماز توڑنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نماز توڑنا بغیر عذر ہو تو حرام ہے، اور ضرورتاً نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی

حاجت نہیں، کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پیر کر توڑ دے۔

سبق نمبر ۱۵

## مفسداتِ نماز کا بیان

سوال ۱۵۰: مفسداتِ نماز کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مفسداتِ نماز وہ چیزیں ہیں کہ اگر دورانِ نماز پائی جائیں تو ان کے باعث نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی ٹوٹ جاتی ہے اور اسے دوبارہ صحیح طور پر ادا کرنا ذمہ پر باقی رہتا ہے۔

سوال ۱۵۱: نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں کتنی قسم کی ہیں؟

جواب: مفسداتِ نماز دو قسم کی ہیں (۱) اقوال (۲) افعال۔

سوال ۱۵۲: وہ کون سے اقوال ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

جواب: (۱) کلام کرنا نخواستہ قصداً ہو یا سہواً سوتے میں ہو یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا ہو یا کسی مجبوری کے باعث، متوہراً ہو یا بہت (۲) کسی کو سلام کرنا (۳) زبان سے سلام کا جواب دینا (۴) چھینک کا جواب دینا یعنی کسی کو چھینک آنے پر، یَوْحَمُّكَ اللّٰہُ کہنا (۵) خوشی کی خبر سن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا (۶) کوئی چیز تعجب فیزدیکھ کر بقصد جواب سبحان اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا (۷) بڑی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہنا (۸) الفاظِ قرآن سے کسی کو جواب دینا یا اُسے مخاطب کرنا (۹) اللہ عزوجل کا نام سن کر خَلَّ جَلَدُہُ کہنا (۱۰) نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کسی کو جواب پڑھنا (۱۱) امام کی قرأت سن کر صدق اللہ وصدق رسولہ کہنا جبکہ تینوں صورتوں میں بقصد جواب ہو (۱۲) اذان کا جواب دینا (۱۳) شیطان کا نام سن کر اس پر لعنت کرنا (۱۴) چاند دیکھ کر زَیْنٌ وَرَبِّکَ اللّٰہُ (۱۵) بخار و فیروہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کرنا (۱۶) قرآن کریم کی کوئی عبارت بریت

شعر پڑھنا (۱۷) دودیا مصیبت کی وجہ سے آہ، اودھ، اُت وغیرہ الفاظ کہنا (۱۸) نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا (۱۹) صرف تورات و انجیل کو نماز میں پڑھنا (۲۰) نماز کا اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو قلم دینا (۲۱) اپنے مقتدی کے سوا امام کا دوسرے سے قلم لینا (۲۲) نماز میں ایسی چیز کی دُعا کرنا جس کا بندوں سے سوال کیا جا سکتا ہے (۲۳) قرآن مجید یا اذکار نماز خلا تسبیح، تحمید، تہلیل میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنی بگڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۱۹: وہ افعال کون کون سے ہیں جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں؟

جواب: مثل کثیر یعنی جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر گمان غالب ہو کہ وہ نماز میں نہیں کرتا یا پا جا رہا ہے یا تہ بند پانہ دھنا، ناپاک جگہ پر کسی حائل کے بغیر سجدہ کرنا، ہاتھ یا گھٹنے سجدے میں ناپاک جگہ پر رکھنا۔ شرکھوے ہوئے یا بعد از نایع نہایت کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا اس حالت میں تین تسبیح کا وقت گزر جانا یا اٹھ کے آگے بڑھ جانا، نماز کے اندر کھانا پینا، قصد ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت، یہاں تک کہ اگر تہ بغیر چبائے ٹھل گیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اُس نے ٹھل یا تو نماز جاتی رہی۔ شینہ کو قبلہ سے پھیرنا یعنی اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس درجے ہٹ جائے۔ بعد از دو صفوں کے یعنی تین قدم بلا ضرورت ایک بار چن یا ہٹنا۔ ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہونا مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا اور عصر یا نفل کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو ظہر کی نماز جاتی رہی۔ تین کلمے اس طرح کہنا کہ حروف ظاہر ہوں۔ ایک رکن میں تین بار کھانا یا پے در پے تین بار کھانا، دُور اور مصیبت میں آواز سے رونا۔ جٹوں یا بیہوشی کا طاری ہونا۔ بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر ہنسا کر اُس پاس والے نہیں جبکہ جاگتے ہیں اور رکوع و سجود والی نماز میں ہو بلکہ اس صورت میں وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔ تکبیرات انتقال میں اللہ اکبر کے الفاظ کو دراز کرنا یعنی اللہ یا اکبر کہنا یا اکبر میں ب کے بعد الف بڑھا دینا یعنی اکبر کہنا اور تحریف میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۱۵۹: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکل جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟  
جواب: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ ادا ہوگی تو نماز فاسد نہ ہوگی، یونہی چھینک، کھانسی، جھاتی، ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں۔ یونہی جنت اور عذخ کی یاد میں یہ الفاظ کہے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

سوال ۱۶۰: کھانکھارے سے نماز کس وقت فاسد ہوتی ہے؟  
جواب: کھانکھارے میں جب دو حرف پیدا ہوں جیسے اُح، اُخ، تو نماز فاسد ہو جائے گی جبکہ نہ کوئی عذر ہو نہ غرضی صبح، تو اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہے یا کسی صبح غرض کے لیے ہو مثلاً آواز صحت کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہو گئی ہے اس لیے کھانکھارے کو دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

سوال ۱۶۱: قلم دینا تراویح کے سوا اور نمازوں میں بھی درست ہے یا نہیں؟  
جواب: تراویح اور غیر تراویح کی سب نمازوں میں اپنے امام کو قلم دینا اور امام کا اپنے مقتدی سے قلم لینا درست ہے مگر امام کے رُکتے ہی فوراً قلم دینا مکروہ ہے، قلم دینا توقف چاہیے کہ شاید امام خود محال ہے یونہی امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو قلم دینے پر مجبور کرے یعنی بار بار پڑھے یا خاموش کھڑا رہے یہ نہ چاہیے بلکہ کسی دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل مفید نماز نہ ہو اور اگر قلم در حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے۔

سوال ۱۶۲: نمازی کے آگے گزرنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟  
جواب: نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت یا کتا، مگر نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین میں دفن جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔

سوال ۱۳: متروہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ نماز کے آگے کوئی چیز جس سے اڑ ہو جائے اُسے متروہ کہتے ہیں۔ متروہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں اور متروہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور اُنکل کے برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا اور سامنے اگر دیوار یا درخت وغیرہ ہو تو وہی متروہ ہے۔

سبق نمبر ۱۶

## مکروہات نماز کا بیان

سوال ۱۴: وہ کیا چیزیں ہیں جن سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے؟

جواب: (۱) کپڑے یا دھڑی یا بدن سے کھینٹا (۲) کپڑا میٹھا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن اٹھالینا یا پا جامہ کے پانچوں کو اٹھالینا (۳) کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھوں پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے ٹٹکتے ہوں یا کرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ ڈٹوائے بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی اور اگر چادر وغیرہ کا ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں (۴) کوئی آستین آدمی کھلتی سے زیادہ چڑھی ہوئی رکھنا (۵) پاخانہ پیشاب کی شدید حاجت یا غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا (۶) بالوں کا جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا (۷) کنکریاں پٹانا، ہاں اگر سنت کے مطابق سجدہ نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے (۸) انگلیاں چٹکانا (۹) انگوٹھوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (۱۰) کمر پر ہاتھ رکھنا (۱۱) ادھر ادھر متہ پھیر کر دیکھنا (۱۲) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا (۱۳) تشہید یا سجدوں کے درمیان کتے کی طرح بیٹھنا یعنی گھٹنوں کو سینے سے لٹکا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا (۱۴) مرد کا سجدہ میں کلاتوں کو بچھانا (۱۵) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا (۱۶) کپڑے

میں اس طرح پٹ جاتا کہ بالقدیمی باہر نہ ہو (۱۷) بھڑکی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو یعنی سر کھلا رہے (۱۸) ٹاک اور منہ کو چھپانا (۱۹) بے ضرورت کھٹکنا (۲۰) بالقدیم جابھی لینا (۲۱) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اُسے پہن کر نماز پڑھنا (۲۲) ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ نمازی کے سر پر یا سامنے یا دائیں یا بائیں یا پس پشت تصویر ہو، ہاں اگر تصویر کسی پہاڑ، دریا وغیرہ کی ہو تو کچھ حرج نہیں (۲۳) کسی واجب کو ترک کرنا شفا رکوع میں بیٹھ سیدھی ذکر کرنا اور قوم اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا (۲۴) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا (۲۵) رکوع میں قرأت ختم کرنا (۲۶) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا (۲۷) صرف پا جامہ یا تہ بند پہن کر نماز پڑھنا جبکہ کُرتا یا چادر موجود ہے اور اگر دوسرا کپڑا نہیں تو سمائی ہے (۲۸) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا جبکہ اُسے پہچانتا ہو اور اس کی خاطر تہ نظر ہو اور اگر نماز پر اُس کی اجازت کے لیے بعد ایک دو تیس کے طول دیا تو کراہت نہیں (۲۹) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر صف میں داخل ہونا، (۳۰) غصب کی ہوئی زمین یا پرانے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا چھتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا (۳۱) قبر کا نمازی کے سامنے ہونا جبکہ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو اور قبر اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو کوئی کراہت نہیں (۳۲) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں (۳۳) الٹا کپڑا پہن کر یا اُدھر کہ نماز پڑھنا (۳۴) انکر کھے کے بند نہ باندھنا، (۳۵) اچکن وغیرہ کے ٹمن نہ لگانا جبکہ نیچے کرتا وغیرہ نہ ہو اور سینہ کھلا رہے اور نیچے کُرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

سوال ۱۶۹: وہ کیا چیزیں ہیں جن سے نماز مکروہ تنزیہی ہوتی ہے؟



جواب : (۱) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، ہاں اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو امام کا ساتھ دے (۲) کام کاج کے میلے کچیلے کپڑوں سے نماز پڑھنا جبکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں (۳) سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا اور خشوع و خضوع کے لیے سر رہنہ پڑھی تو مستحب ہے مگر بہتر ہے کہ تنہائی میں ایسا کرے تاکہ ناواقف مسلمان اُسے اس حالت میں نہ دیکھیں اور یہ خود ربا سے محفوظ رہے (۴) پیشانی سے خاک وغیرہ چھڑانا، ہاں اگر تکلیف وہ ہو یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑا دینا چاہیے تاکہ ریا نہ رہے (۵) نمازیں انگلیوں پر آیتوں یا تسبیحات وغیرہ کو گننا، نماز فرض ہو خواہ نفل (۶) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا (۷) نمازیں بغیر عذر چار زانو یعنی پالتی مار کر بیٹھنا (۸) انگڑائی لینا (۹) بالقصد کھانسا یا کھنکھارنا (۱۰) منقرد کو صف میں کھڑا ہونا (۱۱) مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا جبکہ صف میں جگہ موجود ہو ورنہ حرج نہیں (۱۲) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت یا سورت کو بار بار پڑھنا (۱۳) سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اُٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا اور اگر عذر ہو تو معافی ہے۔ (۱۴) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا (۱۵) ثنا، تَعُوذ، تسبیہ اور آمین زور سے کہنا (۱۶) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا، (۱۷) بغیر عذر دیوار وغیرہ پر ٹیک لگانا (۱۸) رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھنا (۱۹) سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا (۲۰) استین بچھا کر سجدہ کرنا، ہاں اگر گرمی سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو حرج نہیں (۲۱) امام و مقتدی کو آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا اور منقرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے (۲۲) دائیں بائیں جھومنا اور تراویح یعنی کہیں ایک پاؤں پر زود دیا۔ کبھی دوسرے پر یہ سنت ہے (۲۳) اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا (۲۴) نمازیں آنکھیں بند رکھنا مگر جب کھلی رہنے میں خشوع و خضوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے (۲۵) سجدہ وغیرہ میں انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔ (۲۶) امام کو تنہا دُعا یا محراب

میں کھڑا ہوتا اور اگر باہر کھڑا ہوا اور مجددہ محراب میں کیا یا اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر چلے مسجد ہی تنگ ہو تو کوئی کراہت نہیں (۲۷) پہلی جماعت کے امام کو محراب یعنی وسط مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہونا (۲۸) امام کا تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا جبکہ بلند یا قلیل ہو ورنہ مکروہ تحریمی ہے (۲۹) بلا ضرورت امام کا نیچے اور مقتدی کا بلند جگہ پر ہونا (۳۰) مسجد میں اپنے لیے کوئی جگہ خاص کر لینا (۳۱) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا اور شمع یا چراغ میں کراہت نہیں (۳۲) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست کا ہونا (۳۳) ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہے (۳۴) مرد کا سجدہ میں دان کو پیش سے چمکا دینا (۳۵) ایسی چیز کے سامنے نماز پڑھنا جو دل کو مشغول رکھے۔

سوال ۱۹۹: مسجد کی چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا بلکہ اس پر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہ نہی گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو اور نمازیوں کی کثرت تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بڑے شہروں میں تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔ اور مسجد میں تو ہوتی ہی ہے۔

سوال ۲۰۰: پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی کپڑا اتنا نیچا کرنا کہ زمین سے لگنے لگے۔ سخت منوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند (پاجامہ وغیرہ) کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اتارنے کے طور پر کپڑا ٹھیسے گا (جیسا کہ عموماً لوگ پینٹ یا پاجامہ استعمال کرتے ہیں) اور اسے داخل ٹخنوں سمجھتے ہیں اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

سوال ۲۰۱: ارکان نماز امام سے پہلے ادا کرنے والا کس سزا کا مستحق ہے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص امام سے پہلے (رکوع یا سجدہ وغیرہ میں) اپنا سر اٹھاتا اور جھکاتا ہے اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں اور ایک

حدیث میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں کیا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گردے کا سر کر دے۔ والیاذ باللہ!

سوال ۱۹۹: نماز توڑنے کی اجازت کن کن صورتوں میں ہے؟

جواب : سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جبکہ ایثار کا صحیح اندیشہ ہو یا بجائے ہوئے جانور کو پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے یا جبکہ اپنے یا پارائے ایک دم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً چور اچکا کوئی چیز لے بھاگا تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے، اور پیشاب یا خاوند وغیرہ معلوم ہو یا لپکڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگی دیکھی جو نماز میں صاف ہے (مثلاً نجاست غلیظہ ایک دم سے کم تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطیکہ جماعت اور وقت فوت نہ ہو، ہاں پانچواں پیشاب کی حالت شدید معلوم ہو تو جماعت کے فوت ہر حالے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا البتہ وقت فوت ہونے کا لحاظ ہوگا۔ اور اگر کوئی مصیبت زدہ مل جل کر رہا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو، یا آگ سے جل جائے گا، یا اندھا رہ گیا ہو تو میں گرا چاہتا ہے تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ یہ اس کے بچانے اور مدد کرنے پر قادر ہو۔

سوال ۲۰۰: ماں باپ کے جلنے پر نماز توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : ماں باپ، دادا دادی وغیرہ کے صحن جلنے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں البتہ ان کا پکارنا بھی اگر کسی مصیبت کی وجہ سے ہو جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے۔ یہ حکم فرض نماز کا ہے اور اگر نفل نماز ادا کر رہا ہے اور ان کو صوم بھی ہو کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز توڑ دے اور اگر اس نماز کا پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے۔

سبق نمبر ۱۷

## احکام مساجد کا بیان

سوال ۱۷: مسجد کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر وہ مقام جو نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر لیا جائے اور وہاں باجماعت یعنی اذان و اقامت سے نماز ہوتی ہو مسجد کہلاتا ہے۔ مسجد کے لیے عبادت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو وہ مسجد ہے اور جو جگہ مسجد ہو گئی وہ قیامت تک مسجد ہے۔

سوال ۱۸: مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صبح و شام مسجد کو جانا (از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے) اور ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور قرآن کریم سے بھی یہ مطمئن ثابت ہے کہ جو قدم نمازی مسجد کی طرف چلنے میں رکھتا ہے اس پر اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

سوال ۱۹: مسجد کے آداب کیا ہیں؟

جواب: مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے:

(۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرو بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں، وہ ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں (۲) وقت سکون نہ ہو، تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرو (۳) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرو (۴) دنیا کی کوئی بات مسجد میں نہ کرو مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے، جس طرح آگ کھڑی کو کھاتی ہے (۵) لوگوں کی گردنیں نہ چھلانگو،

(۶) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرو (۷) اس طرح نہ بیٹھو کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو (۸) نمازی کے آگے سے نہ گزرو (۹) انگلیاں مت چٹکادو (۱۰) ذکر الہی کی کثرت کرو (۱۱) وضو کرنے کے بعد پانی کی ایک پھینٹ بھی فرش پر نہ گرنے (۱۲) کھڑے ہو کر تکبیر نہ سونو کہ مروہ ہے بلکہ اقامت کہنے والا جب حتیٰ علیٰ الشلوۃ کہے اُس وقت کھڑے ہو (۱۳) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آواز آہستہ نکلے۔ اسی طرح کھانسی، ڈکار اور جابہی کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ جو تو حتیٰ الامکان آواز دباتی جائے (۱۴) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلاؤ کہ خلافِ آداب و رباہ ہے (۱۵) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا یا فرش مسجد پر کوئی شے مثلاً لکڑی، پھتری، پنکھا وغیرہ در سے چھوڑ دینا یا پھینک دینا، اس کی سخت ممانعت ہے۔

سوال ۴۲: مسجد میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں کھانا، پینا، سونا، احتکاف کرنے والے اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہے تو وہ بہ نیت احتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے۔ نیت احتکاف یہ ہے:

يَسْجُو اللّٰهُ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَتَوَيْتُ سَلَّاتِ الْاِعْتِكَافِ۔  
اور ماہ رمضان میں روزہ افطار کرنے کے لیے اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں ورنہ داخل ہوتے وقت احتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ اب افطار کرنے میں حرج نہیں مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں خراب نہ ہوں۔

سوال ۴۳: مسجد میں سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آداب مسجد کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی اپنے لیے مسجد میں بیک مانع بلکہ حرام ہے اور مسجد میں مانگنے والے کو دینا بھی منع ہے۔ بلکہ اللہ دین نے فرمایا

کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسے وہ ستر پیسے راہِ خدا میں اور دے کر اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ ہاں دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ خل شور ہو نہ گردن پھلانگنا، نہ کسی کی نماز میں خلل، یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔

سوال ۱۴۹: بدبو دار چیز کے ساتھ مسجد میں ہالے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہال یا کپڑے یا منہ میں کوئی بدبو ہو تو جب تک دُور اور صاف نہ کر لیں مسجد میں جانا حرام اور نماز میں داخل ہونا منع ہے۔ بدبو دار کثیف حقہ پینے والوں کو اس کا خیال بہت ضروری ہے اور ان سے زیادہ مگر یٹ بیٹری والوں کو اور ان سب سے زیادہ اشد ضرورت تباکو کھانے والوں کو ہے جن کے منہ میں ان کا جرم دبا رہتا اور منہ کو بسا دیتا ہے، یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو، جیسے مٹی کا تیل، کچا لہسن، پیاز وغیرہ، غرض مسجد کو ہر گھن اور بدبو کی چیز سے بچانا واجب ہے اور مسجد میں جوتے رکھے تو اس کو پہلے صاف کرے۔

سوال ۱۵۰: مسجد کی کوئی چیز مسجد کے علاوہ استعمال میں لانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کی چھوٹی بڑی کوئی چیز بے موقع یا کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے، مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر لے جانا، اس کی چٹائی یا فرش وغیرہ اپنے گھر یا کسی اور جگہ بچھانا یا کسی اور مصرت میں لانا، مسجد کے ڈول رستی سے گھر کے لیے پانی بھرنا، مسجد کے ستھایہ یا ٹنگی یا گھڑوں مشکوں میں بھرا ہوا پانی گھر لے جانا، یونہی ستھایہ کی آگ گھر لے جانا یا اس سے چلم بھرنا جائز نہیں۔

سوال ۱۵۱: محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد جامع میں؟

جواب: مسجد محلہ میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعتِ قلیل ہو مسجد جامع میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جلتے اور اذان و اقامت سے کہے اور نماز پڑھے تو وہ مسجد جامع کی جماعت سے

افضل ہے۔ ہاں اگر مسجد محلہ کے امام میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے تو یہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام شرائط امامت کا جامع اور متین (دیندار و متقی) ہو۔

سوال ۱۶۹: مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق درجوق آتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، ایسی مسجد میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ قائم کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ کئے نئی اذان و اقامت سے جماعت قائم کرے، یہی حکم اسٹیشن اور سرائے کی مسجدوں کا ہے اور مسجد محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو اور امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق منون جماعت پڑھ لی ہو تو نئی اذان و اقامت کے ساتھ پہلی ہیأت پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر دوبارہ جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی اور ہیأت بدلتے کے لیے دوسری جماعت کے امام کا محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے۔

سبق نمبر ۱۸

## وتر کا بیان

سوال ۱۸: نماز وتر واجب ہے یا سنت؟

جواب: وتر واجب ہے، احادیث میں اس کے پڑھنے کی بڑی تاکید آئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وتر حق ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں“ اسے تین بار فرمایا، اور وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو قضا

قضای ہو یا بھولے سے قضا ہو گئی اور بلا عذر وتر نہ پڑھا سخت گناہ ہے۔

سوال ۱۸۱: نماز وتر کی کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ پونہ ہی ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورت طحا واجب ہے۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اولیٰ میں صرف التیات پڑھ کر کھڑا ہو، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے اور تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانل تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریر میں کرتے ہیں، پھر ہاتھ باندھ لے اور دُعاۓ قنوت آہستہ پڑھے، اس میں امام و مقتدی اور منقر سب کا حکم یکساں ہے اور دُعاۓ قنوت کا پڑھنا واجب ہے۔

سوال ۱۸۲: جسے دُعاۓ قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جواب: جسے دُعاۓ قنوت یاد نہ ہو یا نہ پڑھے وہ یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً  
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ  
یا تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي  
کہہ لے اور جس کو یہ بھی نہ آئے وہ تین بار یا سَابِّت کہے۔

سوال ۱۸۳: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے یا بعد میں؟

جواب: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں طہ ہے تو بعد کو جو پڑھے گا، اُس میں قنوت نہ کرے کیونکہ رکوع کی حالت میں شریک ہونے سے جب اس نے پوری رکعت پائی تو قنوت بھی پالی۔ اب دوبارہ قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال ۱۸۴: اگر مقتدی نے پوری دُعاۓ قنوت نہیں پڑھی اور امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیا کرے؟

جواب: اس صورت میں مقتدی امام کا ساتھ دے یعنی امام رکوع میں چلا گیا تو خود بھی رکوع میں چلا جائے، دُعاۓ قنوت ترک کر دے۔



سبق نمبر ۱۹

## تراویح کا بیان

سوال ۱۸۵: نماز تراویح سنت ہے یا نفل؟

جواب: نماز تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنتِ مؤکدہ ہے۔ اس کا ترک جائز نہیں اور تراویح میں جماعتِ سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر مسجد میں تراویح جماعت سے پڑھی جائے اور کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کر اُس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور نہ ہونے سے لوگ کم ہو جاتے ہیں اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

سوال ۱۸۶: نماز تراویح کا وقت کیا ہے؟

جواب: تراویح کا وقت فرضِ عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے۔ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی، تو اگر کسی کی کچھ رکعتیں باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے، پھر باقی ادا کر لے۔ جبکہ فرضِ جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔

سوال ۱۸۷: تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: جہور اہل اسلام کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں، اور یہی احادیث سے ثابت ہے۔ فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے تمام اسلامی ممالک میں مسلمان بیس ہی رکعتیں پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جاتی ہیں یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے امام و مقتدی ہر دو رکعت پر ثناء پڑھیں اور تشہد کے بعد دو رو شریف اور دُعا

بھی اور ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، اسے ترویج کہتے ہیں۔

سوال ۱۸۹: ترویج میں بیٹھ کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس بیٹھنے میں آدمی کو اختیار ہے کہ خاموش بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے،

سُبْحَنَ ذِي الْمَلِكِ الْمَكُونِ	پاک ہے ملک و حکومت والا پاک
سُبْحَنَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ	ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور
وَالْكِبَرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ	جبروت والا، پاک ہے بادشاہ
سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي	جو زندہ ہے جو نہ سوتا ہے، نہ
لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ	اس پر موت طاری ہوتی ہے پاک
قُدُّوسٌ دَبُّنَا وَدَبُّ الْمَلَائِكَةِ	مقدس ہے، ہمارا اور فرشتوں
وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	اور روح کا مالک، اللہ کے سوا
لَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نَسْأَلُكَ	کوئی معبود نہیں اللہ سے ہم مغفرت
الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ	چاہتے ہیں، تجھ سے جنت کا سوال کرتے
النَّارِ	ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

سوال ۱۹۰: تراویح میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: قرأت اور ارکان کی ادائیگی جلدی کرنا، تقویٰ، تسبیح اور تسبیح کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ یونہی ہر دور رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنا اور دس رکعت کے بعد بیٹھنا اور چار رکعت کے بعد نفل جماعت سے پڑھنا یا بلا غرض تراویح میں نہ کرنا پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

سوال ۱۹۱: نماز تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور دوسرے مرتبہ کرنا افضل اور تین مرتبہ ختم کرنا اس سے افضل ہے۔ لیکن یہ اُس وقت ہے جبکہ

مقتدیوں پر دشواری نہ ہو۔ ہاں ایک بار ختم کرنا لوگوں کی سستی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔ قرآن مجید میں کچھ اُد پر چھ ہزار آیتیں ہیں اور شبینہ اگر تیس دن کا ہو تو تراویح کی کل چھ سو رکعتیں ہوتیں، اس حساب سے ہر رکعت میں ایک یا گیدہ آیتیں پڑھنا اور سنا دشوار نہیں۔ سوال ۱۹۱: اُجرت پر قرآن کریم سُننا اور سنانا کیا ہے؟

جواب: حافظ کو اُجرت دے کر قرآن کریم سُننا نا جائز ہے، دینے والا اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دلا گیا کچھ نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں اور اگر اُجرت کوئی حافظ نہ ملے تو آنے جانے اور پابندی وقت کے عوض اگر کوئی اُجرت ٹھہرا لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر بھی جس بندہ خدا سے ہو سکے یہ کام محض خالصاً وجہ اللہ انعام ہے اور ثواب آخرت کا مستحق بنے تو اس سے اچھی بات کیا ہے؟

سوال ۱۹۲: جہاں قرآن کریم ختم نہ ہو وہاں تراویح کس طرح پڑھی جائے؟ جواب: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لیے یہ طریقہ رکھا گیا ہے اَللّٰہُ تَرَکِیْفٌ سے آخر تک دوبار تراویح میں پڑھ لیں، اس میں رکعتوں کی بھی محمول نہیں ہوتی اور یاد کرنے میں دل بھی نہیں جتا۔

سوال ۱۹۳: شبینہ کو تادریست ہے یا نہیں؟

جواب: شبینہ کو ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے کچھ لوگ مسجد سے باہر تھوڑی کر رہے ہیں اور جب جہی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔ پھر حفاظ کی حالت بالخصوص شبینہ میں عموماً ناگفتہ بہ ہوتی ہے اور اکثر قرآن کریم ایسا پڑھتے ہیں کہ یَغْلُوْنَ تَغْلُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی امامت تو رکھ کر اور اس طرح غلط قرأت کا وبال اللہ اُن کی گردن پر سوار رہتا ہے۔

سوال ۱۹۴: تراویح میں قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہیے؟

جواب : فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قرات کرے اور تراویح میں متوسط انداز (درمیانہ رفتار) پر، اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر ایسا پڑھے کہ کچھ میں آسکے یعنی کم از کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن کریم پڑھنے کا حکم ہے اور حروف کو مخارج کے ساتھ حتی الامکان صحیح ادا کرنا ہر نماز میں فرض ہے اور اس طرح پڑھنا کہ حروف صحیح طرح ادا نہ ہوں اور یقولون یقولون کے ہوا کسی لفظ کا پتہ نہ چلے حرام اور سخت حرام ہے۔

سوال ۱۹۵: جس نے عشاء تنہا پڑھی وہ تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : اگر عشاء تنہا پڑھی ہو تو تراویح جماعت سے ادا کر سکتا ہے مگر وتر تنہا پڑھے اور اگر وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہوتا ہے اور اگر جماعت سے عشاء پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے بلکہ یہی افضل ہے۔

سوال ۱۹۶: نماز تراویح کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب : تراویح اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں جیسے عصر و عشاء کی سنتیں۔

سبق نمبر ۲۰

## سُنّت و نفل کے مسائل

سوال ۱۹۷: سُنّتِ مؤکدہ کتنی ہیں؟

جواب : سُنّتِ مؤکدہ یہ ہیں : دو رکعت نماز فجر سے پہلے، چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد

اور چار رکعت جمعہ سے پہلے چار جمعہ کے بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر  
چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں اور افضل یہ ہے  
کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھے پھر دو رکعت تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔  
سوال ۱۹۸: سنتِ مؤکدہ کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جو مسلمان بندہ اللہ کے لیے ہر روز  
فرض کے علاوہ تطوع (فضل یعنی سنتِ مؤکدہ) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ  
اُس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ چار ٹھہرے پہلے اور دو ٹھہرے بعد  
اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشاء اور دو نماز فجر سے پہلے۔

سوال ۱۹۹: ان رکعتوں میں سب سے اہم کونسی رکعتیں ہیں؟

جواب: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے  
ہیں اس لیے یہ سنتیں بلا غدر نہ بیٹھ کر جو سکتی ہیں نہ سولاری پر نہ چلتی گاڑی پر،  
ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے حدیث میں آیا "فجر کی سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ  
تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں" اور سنتِ فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ  
ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ "جو انھیں ترک کرے گا  
اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔" ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں ہیں حدیث  
میں ہے "جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے اس کی نماز  
جلیقین میں اٹھائی جاتی ہے۔" دطین ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ایک  
مقام ہے جہاں جنتیوں کے نام درج ہیں اور ان کے اعمال کی بلیں مرتب کر کے  
رکھی جاتی ہیں، ان کے بعد ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ہیں پھر عشاء کے بعد کی۔

سوال ۲۰۰: سنتیں قضا ہو جائیں تو پڑھی جائیں گی یا نہیں؟

جواب: فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے، اور  
اگر فرض پڑھ لیے اور فجر کی سنت قضا ہو گئی تو اب سنتوں کی قضا نہیں مگر آفتاب  
بند ہونے کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ طلوع سے پیشتر بالاتفاق منوع ہے

اور علاوہ فجر کے اور سنتیں اگر تھا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ ہاں ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔

سوال ۲۱۰: جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد نفل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جماعت قائم ہو جانے کے بعد کسی نفل متحب بلکہ سنت مؤکدہ کا بھی شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے جبکہ یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جاتے لی اگرچہ قعدہ ہی میں شرکت ہوئی، تو سنت پڑھنے کو صرف کے برابر پڑھنا جائز نہیں۔ اور صرف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے بلکہ ایسی جگہ پڑھے کہ اس میں اور صرف میں آڑ ہو جائے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو سنت ترک کر دے اور جماعت میں مل جائے۔

سوال ۲۱۱: سنت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے کیا سنت باطل ہو جاتی ہے؟

جواب: سنت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے سنت باطل تو نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے یہی حکم ہر اس کام کا ہے جو تحریر نماز کے منافی ہے اور بلا غدر بعد والی سنت کی تاخیر بھی مکروہ ہے اگرچہ ادا ہو جائے گی۔

سوال ۲۱۲: چار رکعتی سنتوں کے پہلے قعدہ میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب: چار رکعتی سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں صرف التیمات پڑھے۔ اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سُبْحَانَكَ اور اَعُوْذُ بِہی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والی سنتوں، منت کی نماز اور نوافل کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحَانَكَ اور اَعُوْذُ بِہی پڑھے۔

سوال ۲۱۳: نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر پڑھنے پر قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں۔ مگر

کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نساز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔ یعنی نصف ثواب ملتا ہے ہاں اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی وتر کے بعد جو در رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

سوال ۲۵: نفل بیٹھ کر پڑھے تو کس طرح پڑھے؟

جواب: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تہجد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قنوت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں اور رکوع میں اتنا جھکے کہ سر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔

سبق نمبر ۲۱

## پیائے نبی کی پیاری باتیں

حدیث نمبر ۱: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے (۱) انسان جب مر جاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں دکھ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں، اصدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے (۲) جس کے دل میں ذرہ برا بر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا اور بخیر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا (۳) اچھا بمنشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے علم میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے (۴) اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (۵) ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھایا جاتا ہے (۶) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی میال ہے

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے (۸) وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے منع نہ کرے (۹) اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور بڑوسیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہتر ہے جو اپنے بڑوں کا خیر خواہ ہو (۱۰) جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں دلانزی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بُری موت دفع ہو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے (۱۱) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الہی جنبش کرنے لگتا ہے (۱۲) جس کسی نے بد مذہب کی تعلیم کی اس نے اسلام کے دھانے میں مدد دی (۱۳) جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے کھانا مانگے گا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہو گا بڑی بُدیاں ہوں گی (۱۴) جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھیں اور بغیر ذکر الہی کئے اور بغیر نبی کریم (ﷺ) پر درود پڑھے وہاں سے تفرق ہو گئے انہوں نے نقصان کیا۔ اگر اللہ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے (۱۵) چند کلمے ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس خیر پر مہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ  
أَتُوبُ إِلَيْكَ ۝

سبق نمبر ۲۲

اچھی اچھی دعائیں

پانچوں نمازوں کے بعد

ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیت الکرسی اور تینوں نفل ایک ایک بار (قُلْ هُوَ اللَّهُ ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلْکِ ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)



پڑھے اور سُبْحَانَ اللہ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ بار اور اللہ اَکْبَرُ ۳۴ بار اور  
 اٰخِرِمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھے۔ اس کے منہ بخش دیے جائیں  
 گے اگرچہ سندر کی جھاک کے برابر ہوں۔

استغفار یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ  
 اِلَيْهِ اور پریشان یعنی سر کے اگلے حصے پر داہنا ہاتھ رکھ کر پڑھے بِسْمِ  
 اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ  
 اِذْ هَبْ عَنِّيْ اَلْهَمَّ وَالْحُزْنَ اور ہاتھ کھینکراتے ہوئے کہے ہر  
 غم و پریشانی سے بچے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی  
 عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ وَحُزْبِهِ  
 اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِيْنَ ؕ

## سبق نمبر ۱

### حمدِ باری تعالیٰ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا  
 کہہ دمل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا  
 نقش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو  
 جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا  
 لب بنداد دل میں وہ جلوے بہرے بہتے  
 اللہ سے جگر ترے آگاہ راز کا  
 اخلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں  
 حاکم ہے توجہاں کے نشیب و فراز کا  
 مانند شمع تیری طرف کو لگی رہے  
 دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا  
 تُو بے حساب بخش کر میں بے شمار جرم  
 دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ و محباز کا  
 کیونکر نہ میرے کام نہیں غیب سے حسن  
 بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(حضرت حسن بریلوی)

## سبق نمبر ۲

## تقدیر الہی کا بیان

سوال ۱: تقدیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: عالم میں جو کچھ بڑایا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ عزوجل کے علم ازل کے مطابق ہوتا ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازل کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ نے اُسے اپنے علم سے جاننا اور وہی کچھ لیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس کھلا ہوا۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔

سوال ۲: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

جواب: اللہ عزوجل نے بندوں کو پیدا فرمایا، انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا پھر اصل درجے کے شریف جو ہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر انھوں نے باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہ کر سکتی تھی لہذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر نازل فرمائی بات بتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی۔ آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لیے کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ بنا سکتا تھا نہ اپنی اپنے لیے طاقت، وقت، ارادہ، اختیار بھی نہیں بنا سکتا، سب کچھ اسی نے دیا اور اسی نے بنایا۔ انسان کو ایک نوع اختیار دیا کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے، تو اس ارادہ و اختیار کے پیدا ہونے سے آدمی صاحب ارادہ و صاحب اختیار ہوا نہ کہ مضطر، مجبور، ناجار۔ آدمی اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا ہے، یہی کہ وہ ارادہ و اختیار نہیں

رکھتا اور آدمی میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی تو یہ کیسی اٹلی مت ہے کہ جس صفت کے پیدا ہونے نے انسان کو پتھر سے ممتاز کیا، اُسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہو جانے کا سبب سمجھے اور دیگر جمادات کی طرح اپنے آپ کو بے حس و حرکت اور مجبور جانے۔

سوال ۱۰: آدمی جب مختار ہے تو اعمال کی باز پرس کس بنا پر ہوگی؟

جواب: یہ ارادہ و اختیار جس کا انسان میں پایا جاتا روشن اور بدیہی امر ہے قطعاً یقیناً اللہ عزوجل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، اس نے ہم میں ارادہ و اختیار پیدا کیا، اس سے ہم اس کی مطاع کے لائق مختار و صاحب اختیار ہوئے۔ یہ ارادہ و اختیار ہماری اپنی ذات سے نہیں تو ہم "مختار کردہ" ہوئے "خود مختار" نہ ہوئے کہ شتر بے مہار بنے پھری اور بندہ کی یہ شان بھی نہیں کہ خود مختار ہو سکے، بس یہی ارادہ اور یہی اختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے، عقل کے ساتھ اس کا پایا جاتا یہی دنیا میں شریعت کے احکام کا مدار ہے اور اسی بنا پر آخرت میں جزا و سزا اور ثواب و عذاب اور اعمال کی پرسش و حساب ہے۔ جزا و سزا کے لیے جتنا اختیار چاہے وہ بندے کو حاصل ہے۔

الفرض اللہ تعالیٰ نے آدمی کو خلش پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے بُرے اور نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب متیافرا دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ اسی قسم کے سامان متیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس سے مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گراہی ہیں۔

سوال ۱۱: کسی امر کی تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف تو نہیں؟

جواب: دنیا عالم اسباب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ہے اور منتہی الہی یوں جاری ہے کہ سبب

پایا جائے تو مُسْتَبِی (یعنی وہ دوسری چیز جس کے لیے یہ سبب ہے) پیدا ہو اور انھیں اسباب کو عمل میں لانا اور انھیں کسبِ فعل کا ذریعہ بنانا تدبیر ہے تو تدبیر منافیِ تقدیر نہیں بلکہ تقدیر الٰہی کے موافق ہے۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولتا اور اسی پر اعتماد کر بیٹھا کفار کی صلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و فضول اور مہمل بنانا کھلے گمراہ یا پکے مجنون کا کام ہے۔ انبیاءِ کرام سے زیادہ تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان ہوگا؟ پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ندھیں بنانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دُش برس شعیب علیہ السلام کی بکریاں اُجرت پر چرانا قرآنِ کریم میں مذکور ہے۔

سوال ۵: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اصل کتابِ لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے اور جسے قضاے مُبرم حقیقی کہتے ہیں، اس کی تبدیلی ناممکن ہے وہ نہیں بدلتا۔ اکابرِ مجاہدانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے، اور فرشتوں کے صحیفوں اور لوحِ محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں (جنہیں قضاے مطلق اور قضاے برم غیر حقیقی بھی کہتے ہیں)۔ وہ اللہ عزوجل کے کرم سے مصطفیٰ ﷺ کی شقاوت سے اپنی یا اولیاءِ کرام کی دُعاؤں کی برکت سے والدین کی خدمت اور صلہ رحم وغیرہ سے زیارت و برکت کی جانب بدل جاتے ہیں اور گناہ و ظلم و نافرمانی والدین اور قطع رحم وغیرہ سے دوسری طرف تبدیل ہو جاتے ہیں مثلاً فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی میں برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم لگایا لیکن کی، میں برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا۔ یہ تقدیریں تبدیلی ہوتی، لیکن علم الٰہی اور لوحِ محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے اور ان کے مطابق ہونا لازم ہے۔

سوال ۱: کسی بُرائی کے متعلق یہ کہنا کہ تقدیر میں کھس گئی، کیسا ہے؟  
جواب: بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مثبت الہی کے حوالہ کرنا  
بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اُسے من جانب  
اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شائبہ نفس تصور کرے۔

سوال ۲: تقدیر میں امور میں بحث کرنا کیسا ہے؟  
جواب: تقدیر میں امور یعنی قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ ان  
میں زیادہ تر غور و فکر کرنا یا انھیں کسی مجلس میں ذریعہ بحث بنالینا ہلاکت و  
نامرادی کا سبب ہے۔ مدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ پر بحث  
کرنے سے منع فرما گئے۔ ماؤ شا کس گنتی میں ہیں۔ عقیدہ اہل سنت بس میں ہے  
کہ انسان نہ پتھر کی طرح مجبور محض ہے، نہ خود مختار بلکہ ان دونوں کے بیچ میں  
ایک حالت ہے۔ تقدیر ایک گہرے سمندر کی مانند ہے، جس کی تہہ تک  
کسی کی رسائی نہیں۔ یہ ایک تاریک راستہ ہے جس سے گزرنے کی کوئی راہ  
نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس پر انسان کی عقل کو دسترس نہیں۔

سبق نمبر ۳

## شفاعت کا بیان

سوال ۱: شفاعت کسے کہتے ہیں؟  
جواب: شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کو اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے  
کے لیے سفارش کرنا۔ شفاعت دھکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو  
نہیں کہتے اور نہ شفاعت ڈر کر یا ڈب کر مانی جاتی ہے۔ اتنی بات تو عام  
لوگ بھی جانتے ہیں کہ ذب کر بات ماننا قبولِ سفارش نہیں بلکہ نامردی و  
بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نہ لے کر دھکی اور دھونس

کہتے ہیں نہ شفاعت و سفارش۔

سوال ۹: شفاعت کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: خاصانِ خدا کی شفاعت حق ہے۔ اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآن

اس کی شاہد ہیں، احادیثِ کثیرہ اس باب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنوی ایک

پہنچی ہیں۔ کتبِ دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔ اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ

واحد تبار جلّ جلالہ خالق و مالک و شہنشاہِ حقیقی ہے۔ اس کو کسی سے کسی قسم کا

نہ لاپلچ ہے نہ ڈر، وہ تمام عالم سے غنی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اسی نے اپنی قدرتِ کاملہ و حکمتِ بالغہ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں

کو چن لیا اور اپنے تمام محبوبوں کا سرورِ مدنی تاج دار احمد مختار ﷺ کو

کیا۔ وہ کمالِ بے نیازی اپنے کرم سے اپنے محبوبانِ کرام کی ناز برداری فرماتا ہے

اس نے اپنے محبوبوں کی عظمت و جلالت اور شانِ محبوبیت ظاہر فرمائی، ان

کی شوکت و وجاہت دکھانے کے لیے ان کو اپنے بندوں کا شیخ بنایا، اسی نے

اپنے محبوب ﷺ کی اُمت کے ادیانے کرام کو یہ مرتبہ بخشا کہ اگر وہ اللہ

تبارک و تعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھائیں تو ربِّ کریم جلّ جلالہ ان کی قسم کو سچا

کر دے۔ (حدیث شریف)

اسی نے ہمارے مالک و آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا خلیفہ

اعظم و حبیبِ اکرم بنایا اور ارشاد فرمایا کہ: ”مے محبوب اتم کو تمھارا رب ضرور آتا

دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے“ اور اس ارشادِ الہی پر اس نازنین حق، محبوبِ اجل

ﷺ نے اپنے ناز اٹھانے والے رب بے نیاز کی مارگاہِ کریم میں عرض

کی کہ ”جب تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہ گیا۔“

اللہ اکبر! کیا شانِ محبوبیت ہے۔ قرآن پاک نے کس اہتمام و شکوہ کے

ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ فرائض نے اپنے حبیب کے

کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں۔ اپنی شانِ کرم سے انھیں راضی رکھنے کا ذریعہ

اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شانِ ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک اُمتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ فعلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وآلہ ابدًا۔  
سوال ۱۱: وہ کون کن ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی؟

جواب: قرآنِ کریم کے اثباتِ شفاعت کو دو اصول میں منحصر رکھا ہے۔ اول قبل از شفاعت اذن الہی یعنی کسی کی شفاعت میں کلام کرنے سے پہلے اجازتِ خداوندی حاصل ہونا، دوم شفع کا نہایت صادق و راست باز اور پوری معقول اور ٹھیک بات کہنے والا ہونا اور احادیثِ کریمہ اور کتبِ عقائد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء و علماء و شہداء و فقہاء کی شفاعت مولائے کریم اپنے کرم سے قبول فرمائے گا، بلکہ حقائق، تجارح اور ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی غایت ہوا اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے بلکہ نابالغ بچے جو مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ علماء کے پاس اگر کچھ لوگ عرض کریں گے، ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا۔ کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو اتنے کے لیے ڈھیلا دیا تھا اور علماء ان کی شفاعت کریں گے۔

بلکہ حدیثِ شریف میں ہے کہ مومن جب آتشِ دوزخ سے خلاصی پائیں تو اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لیے جو آتشِ دوزخ میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر مسلمانوں کی کثیر تعداد کو پہچان پہچان کر دوزخ سے نکالیں گے۔

سوال ۱۲: وہ کون لوگ ہیں جو طالبِ شفاعت ہوں گے؟

جواب: احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ ہر مومن طلبِ گارِ شفاعت ہو گا اور تمام مومنین اولین و آخرین کے دل میں یہ بات الہام کی جائے گی کہ وہ طالبِ شفاعت ہوں اور شاربِ حیاتِ حدیث نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ طالبِ شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیاءِ مبہم



السلام سے توسل کیا کرتے تھے۔ انھیں کے دل میں یہ بات قدرنا پیدا ہوگی کہ جب انبیاء کرام دنیا میں حاجت برآری کا وسیلہ تھے تو یہاں بھی حاجت روائی انھیں کے ذریعہ سے ہوگی چنانچہ تمام اہل عشر کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ ہم سب کو حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے چنانچہ اُنقل و خیزاں کس کس مشکل سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان معاصی عشر سے نجات دے، آپ انھیں حضرت لور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔

لور علیہ السلام فرمائیں گے۔ تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے، تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر حق رکھی گئی ہے جو آج بے خوف ہیں اور تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، وہ خاتم النبیین ہیں وہ آج ہماری شفاعت فرمائیں گے، تم محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔

سوال ۱۲: ہارگاہ الہی میں سب سے پہلے کون شفاعت کرے گا؟

جواب: ہمارے حضور پر نور شافعِ یوم النشور خود ارشاد فرماتے ہیں کہ: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ تَاوَلُ مُشَفِّعٍ میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ حضور ﷺ جب تک باب شفاعت نہ کھولیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقتہً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں، حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عز و جل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور شفیع ہیں۔

سوال ۱۳: حضور کی شفاعت کا آغاز کس طرح ہوگا؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر لوگ پھرتے پھرتے، ٹھوکریں کھاتے، رُہائی دیتے، بارگاہِ یکس پناہ حضور ﷺ میں حاضر ہو کر حضور کے بہت سے فضائل بیان کر کے جب شفاعت کے لیے عرض کریں گے تو حضور جواب دیں



نافرمان، موافق، مخالفت اور دوست، دشمن سب کے لیے ہر گئی کردہ انتظارِ حساب جو سخت جائز ہوگا جس کے لیے لوگ تفتیش کریں گے کہ کاش جس جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا جس پر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور کی حمد کریں گے، اس کا نام مقامِ محمود ہے۔ مرتبہ شفاعتِ کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے۔

سوال ۱۸: جو شخص شفاعت کا انکار کرے وہ کیسا ہے؟

جواب: شفاعت بہ اجماع اُمت ثابت ہے۔ بہ کثرت آیات اور بے شمار احادیث اس میں وارد ہیں، اس کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے اور قرآن کریم میں جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ جن اور کافروں کی شفاعت ہے۔ مسئلہ شفاعت تو کافروں اور یہود و نصاریٰ میں بھی تسلیم کیا جاتا تھا لیکن یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شیخ کو وہ ذاتی اقتدار و اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہے اسے اللہ کے عذاب سے چھڑا سکتا ہے۔ بلکہ کفار بُت پرست تو یہ سمجھتے تھے کہ بُت ہر گاہ الہی میں شیخ ہیں۔ قرآن عظیم نے کافروں، یہودیوں اور عیسائیوں کے اس عقیدے کو باطل ٹھہرایا اور بتایا کہ یہ کفار و شرکین جن لوگوں کو اللہ عز و جل کے ہوا پر ہوتے ہیں ان میں کوئی شفاعت کا مالک نہیں، کیونکہ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مفسدین کی کہ یہ تو خود عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے۔ تو جو آیتیں بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہوئیں انبیاء و اولیاء کو ان کا مصداق ٹھہرانا اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں پر صادر فرمایا ہے وہ اس کے مجبوروں اور مقربوں پر لگانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں قرآن و حدیث کی صریح مخالفت بلکہ خدا اور رسول پر بہتان اٹھانا اور نئی شریعت ٹھہرانا ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ مؤمنین و محبتین کے شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا اشتهار فرمایا گیا ہے۔

## سبق نمبر ۴

### عالم برزخ کا بیان

سوال ۱۸: عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انفس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے۔ برزخ میں کسی کو آرام ہے۔ کسی کو تکلیف۔

سوال ۱۹: مرنے کے بعد رُوح جسم میں تعلق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرنے کے بعد بھی رُوح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ رُوح جسم سے جدا ہو گئی مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اس سے آگاہ و متاثر ہوگی جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے نادمہ۔ دنیا میں پانی ٹھنڈا، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذت رُوح کو پہنچتی ہے اور ان کے مکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں مگر کلفت و اذیت رُوح پاتی ہے، اور رُوح کے لیے خاص اپنی راحت و آلم کے الگ اسباب ہیں جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے۔ بعینہ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔

سوال ۲۰: برزخ میں میت پر کیا باتیں گزرتی ہیں؟

جواب: ۱۔ منظرہ قبر یعنی جب مُردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت قبر اس کو دباتی ہے، اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دینا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیاریں اپنے بچے کو زور سے چٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے

دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر ہوجاتی ہیں۔

- ۲۔ جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں، وہ اُن کے جوتوں کی آواز سُنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس ہیبت ناک صورت والے منکر و نحیر نامی دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے کتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کزخت آواز میں اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور ان کے دینی حضور ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟
- ۳۔ مُردہ مسلمان ہے تو جواب دے گا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور وہ تو رسول اللہ ہیں، ﷺ۔

- ۴۔ مُردہ اگر منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا، افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں جو لوگوں کو کہتے سُنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔
- ۵۔ مسلمان میت کی قبر کشادہ کر دی جاتے گی اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے جنت کی خوشبو آتی رہے۔

- ۶۔ نافرمان مسلمانوں میں ان کی مصیبت کے مطابق بعض پر عذاب بھی ہوگا پھر ان کے پیرانِ عظام یا اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب اللہ چاہے گا نجات پائیں گے۔ بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمع کی رات آتے ہی اُٹھا دیا جاتا ہے۔

- ۷۔ کافر و منافق میت کے لیے آگ کا بچھونا، پچھا کر آگ کا لباس پہنا کر جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور اُس پر فرشتگانِ عذاب مقرر کر دیئے جائیں گے، نیز سانپ، بکھرے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

- ۸۔ مسلمان کے اعمالِ حسنہ مقبول و محبوب صورت میں آکر اُنھیں اُس دیں گے اور کافر و منافق کے بُرے اعمال کٹا یا بھیڑ یا اور شکل کے ہو کر اس کو ایذا پہنچائیں گے۔

- ۹۔ مسلمان کی ارواح خواہ قبر پر ہوں یا چاہِ زمزم شریف میں یا آسمانِ زمین کے درمیان یا آسمانوں پر یا آسمانوں سے بلند یا زیرِ عرشِ قدیلوں میں یا اعلیٰ مطہین میں

خواہ کیس ہوں، ان کی راہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ جہاں چاہتی ہیں کئی جاتی ہیں، آپس میں ملتی ہیں اور اپنے آقا علیہ السلام کا حال ایک دوسرے سے دریافت کرتی ہیں اور جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی پہچانتی اور اس کی بات سنتی ہیں۔

۱۰۔ کافروں کی خبیث رُو میں مرگٹ وغیرہ میں قید رہتی ہیں۔ کیس اُنے ہانے کا اُنھیں اختیار نہیں مگر وہ بھی کیس ہوں قبر یا مرگٹ پر گزرنے والوں کو دیکھتی، پہچانتی اور اُن کی باتیں سنتی ہیں۔

۱۱۔ مُردہ جو اب سلام دیتا اور کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو حوام جی اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

سوال ۱۲؎ : ثواب و عذاب صرف جسم پر ہے یا روح و جسم دونوں پر؟

جواب : عذاب و ثواب روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک لڑکا کسی باغ میں پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا، مگر ان تک نہ جاسکتا تھا، اتفاقاً ایک اندھے کا اُدھر سے گزرا جو کہ باغ میں جاسکتا تھا مگر میوے اُسے نظر نہ آتے تھے۔ بچے نے اندھے سے کہا کہ تُو مجھے باغ میں لے چل، وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں۔ اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا۔ بچے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھاتے۔ اس صورت میں مجرم کون ہو گا؟ دونوں ہی مجرم ہیں، اندھا جسم ہے اور لڑکا روح!

سوال ۱۳؎ : جب جسم قبر میں گُل جائے گا تو عذاب و ثواب کس پر ہو گا؟

جواب : جسم اگر چہ گُل جائے، خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیت قیامت تک باقی رہیں گے۔ وہی موردِ عذاب و ثواب ہوں گے اور انہی پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی جس کو عجب القذب کہتے ہیں، وہ ریزہ کی ہڈی میں کچھ ایسے اجزاء ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آ سکتے ہیں نہ آگ انھیں جلا سکتی ہے نہ زمین انھیں گلا سکتی ہے۔ وہی تجمِ جسم اور موردِ عذاب و ثواب ہیں۔ عذابِ قبر اور تنجیمِ قبر حق ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو مکرہ ہے۔

سوال ۲۲: مُردہ اگر دفن نہ کیا جائے تو اس سے سوالات کہاں ہوں گے؟  
جواب: مُردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے، تو جہاں پڑا رہے گا یا پھینک دیا گیا اس سے  
وہی سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا یہاں تک کہ  
جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں ہی سوال و جواب اور ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔  
سوال ۲۳: وہ کون لوگ ہیں جن کے اجسام محفوظ رہیں گے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور علمائے دین و شہداء و حافظانِ قرآن  
جو کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصبِ جنت پر فائز ہیں اور وہ جسم  
جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات و وعدہ شریف  
کی قرأت میں مشغول رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ اور جو شخص  
انبیاء کرام کی شان میں یہ نہایت کلمہ کہے کہ ”وہ مرکمٹی میں مل گئے۔“ وہ توہین کا  
مرتکب اور گمراہ بددین ہے۔

سوال ۲۴: زندوں کی خیر خیرات سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟  
جواب: نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، حج، تلاوتِ قرآن، ذکر، زیارتِ قبور، خیرات،  
غرض ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک، فرض و نفل کا ثواب مردوں کو پہنچایا  
جاسکتا ہے۔ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ بلکہ اس  
کی رحمت سے اُمید ہے کہ سب کو پورا ملے گا، یہ نہیں کہ اسی ثواب کی تقسیم ہو  
کر کٹا کٹا ملے، بلکہ یہ اُمید کہ اس پہنچانے والے کے لیے ان سب کے مجموعہ  
کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا۔ اس نے  
دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس۔  
و علیٰ ہذا القیاس۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ”جو شخص گیارہ بار قتل ہوا اللہ  
شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے گا تو مردوں کی گنتی کے برابر  
اسے ثواب ملے گا۔“ اور نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا  
ثواب مردے کو پہنچایا تو اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔

یہاں یہ نہ کہنا چاہیے کہ فرض کا ثواب پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا؟ اس لیے کہ ثواب پہنچانے سے فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا پھر وہ عود نہ کرے گا ورنہ ثواب کس شے کا پہنچاتا ہے لہذا فاتحہ مزدجہ کو ایصال ثواب کی ایک صورت ہے یہ جائز بلکہ محمود اور شرفاً مطلوب ہے۔

سوال ۲۵: ایصال ثواب کا طریقہ کیسے؟

جواب: ایصال ثواب بے عرف میں فاتحہ یا ادویات کرام کو جو ایصال ثواب کہتے ہیں اُسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں کہ اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ و آیتہ الکرسی ایک بار اور تین یا سات یا گیارہ بار سورۃ اخلاص اور اول آخر تین تین یا زائد بار درود شریف پڑھے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ اپنی! میرے اس پڑنے پر راہ اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور کہے کہ میرے اس پڑنے اور ان چیزوں کے دینے پر اجر ثواب مجھے عطا ہو اُسے میرے عمل کے بابت نہ دے بلکہ اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اُسے میری طرف سے غلام ولی اللہ و مشائخ حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا اور اُن کے آبار کرام و مشائخ عظام و اولاد و مریدین اور محبتیں اور میرے مال باپ اور غلام اور غلام اور سیدنا آدم علیہ السلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو اس کا ثواب پہنچا۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔



سبق نمبر ۷

## نعت شریف

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا  
 برے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے  
 اذال کیا جہاں دیکھو ایمان والو  
 کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہوئے  
 ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے  
 نہ کیونکر ہو اُس ہاتھ میں سب خلائ  
 تیرے رتبہ میں جس نے چون درجہ کی  
 خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے  
 خدا کا وہ طالب خدا اس کا طالب  
 سہارا دیا جب برے نا خدا نے  
 کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا  
 کہ سر پر ہجوم بلا ہے بلا کا  
 پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفیٰ کا  
 تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا  
 ترا نام لیا ہے پیارا خدا کا  
 کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا  
 نہ سمجھا وہ بد بخت رتبہ خدا کا  
 برے مصطفیٰ کا برے مصطفیٰ کا  
 خدا اس کا پیارا وہ پیارا خدا کا  
 ہوئی ناؤ سیدھی پھر اُرخ ہوا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا

بھلا ہو الہی جنابِ رضا کا

(حضرت حسن بریلوی)

## سبق نمبر ۶

## علامات قیامت کا بیان

سوال ۱۱ : علامات قیامت سے کیا مراد ہے ؟

جواب : جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدت، صحت کے نگرانوں اور زرع کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں ایسے ہی قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی، انہیں کہ علامات قیامت یا آثار قیامت کہتے ہیں۔

سوال ۱۲ : علامات قیامت کیا ہیں ؟

جواب : علامات قیامت دو قسم پر ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو حضور اقدس ﷺ کی پیدائش سے لے کر وقوع میں آچکیں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی، یہاں تک کہ دوسری قسم سے مل جائیں گی۔ انہیں علامات صغریٰ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی علامات وہ ہیں جو ظہور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد نفعِ مہر تک ظاہر ہوں گی۔ یہ علامات یکے بعد دیگرے پہلے در پہلے ظاہر ہوں گی جیسے سبکِ مروارید سے مرقی کرتے ہیں۔ ان کے ختم ہوتے ہی قیامت برپا ہوگی، انہیں علامات کبریٰ کہتے ہیں۔

سوال ۱۳ : علامات صغریٰ کیا ہیں ؟

جواب : علامات صغریٰ میں سے چند یہ ہیں :

- ۱۔ حضور اقدس ﷺ کی وفات شریف۔
- ۲۔ تمام صحابہ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرما جانا۔
- ۳۔ تین خست کا وقوع یعنی آدمی زمین میں دفن جائیں گے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔
- ۴۔ علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھایے جائیں گے۔ دگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشرو

بنائیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے، اور وہ کو گمراہ کریں گے۔

۵۔ زنا اور شراب خوردی، بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی ہوگی۔

۶۔ مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۷۔ علاوہ اس بڑے دجال کے تین ہوں گے کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔

۸۔ مال کی کثرت ہوگی، زمین اپنے دینے اُگل دے گی۔

۹۔ دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔ جیسے مٹی میں انگارہ لینا۔

۱۰۔ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلد جلد گزرے گا۔

۱۱۔ زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تان بھیس گے۔

۱۲۔ علم دین پڑھیں گے مگر دین کی خاطر نہیں دُنیا کے لیے۔

۱۳۔ عورتیں مردانہ وضع اختیار کریں گی اور مرد زنانہ وضع پسند کرنے لگیں گے۔

۱۴۔ گمانے بھانے کی کثرت ہوگی، حیار و شرم جاتی رہے گی۔

۱۵۔ بردقت طلاقات سلام کی بجائے لوگ نکاحی گلوچ سے چیں آئیں گے۔

۱۶۔ مسجد کے اندر شور و غل اور دُنیا کی باتیں ہوں گی۔

۱۷۔ نماز کی شرائط و ارکان کا لحاظ کئے بغیر لوگ نمازیں پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ پکاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوال ۲: قیامت کی علامات کبڑی کیا کیا ہیں؟

جواب: علامات کبڑی یہ ہیں: دجال کا ظاہر ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان

سے نزول فرمانا۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا۔ یا جوج و ماجوج

کا خروج، دھوئیں کا پیدا ہونا، دابۃ الہی کا بھٹنا۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع

ہونا، یسے علیہ السلام کی وفات۔

سوال ۳: دجال کون ہے اور یہ کب اور کس طرح ظاہر ہوگا؟

جواب: اہمال قوم یہود کا ایک عروبہ ہے جو اس وقت بحکم الہی دریائے بلرستان کے جزائر میں قید ہے۔ یہ آئاد ہو کر ایک پہاڑ پر آئے گا، وہاں بیٹھ کر آواز لگائے گا۔ دوسری آواز پر وہ لوگ جنہیں بد بخت ہونا ہے اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور یہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ ملک خدا میں فتور پیدا کرنے کو شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا۔ اس کی ایک آنکھ اور ایک ابو باریکل نہ ہوگی۔ اسی وجہ سے اسے مسیح کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی، وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کافر (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ اس کا قہقہہ بہت شدید ہوگا۔ چالیس دن رہے گا، پہلا دن ایک سال کا ہوگا، دوسرا ایک مہینہ کا، تیسرا ایک ہفتہ کا اور باقی دن جیسے ہوتے ہیں۔ وہ بہت تیزی کے ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا۔ جیسے بادل جسے ہوا اڑاتی ہو۔ وہ خلائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا۔ مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی، وہ حقیقتاً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا وہ مقام راحت ہوگا جو اُسے مانیں گے ان کے لیے بادل کو حکم دے گا: برسے لگے گا، زمین کو حکم دے گا کہ کھیتی جم اُٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا، ان پر قہقہہ ہو جائے گا۔ تہی دست رہ جائیں گے۔ دیرانی میں جائے گا تو وہاں کے دینے شہد کی کھیلوں کی طرح اس کے پیچھے ہولیں گے۔ اسی قسم کے بہت سے شہدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں اس لیے اس کے وہاں سے جلتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اس وقت میں مسلمانوں کی روٹی پانی کا کام ان کی تسلیع و تبذیل دے گی یعنی وہ ذکر خدا کریں گے اور بھوک پیاس ان سے رفع ہوگی۔ چالیس دن میں حرمین مطہین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا۔

فرشتے اسی کا منہ پھیر دیں گے۔ جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔  
سوال ۲: عیسیٰ علیہ السلام کب اور کہاں نزول فرمائیں گے؟

جواب: جب دجال کا قتل انتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون تمام دنیا میں پھرا کر ملک شام میں جائے گا جہاں تمام اہل عرب سمٹ کر پہلے ہی جمع ہو چکے ہوں گے یہ غیبت ان سب کا محاصرہ کرے گا۔ ان میں بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی، ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو غیب سے آواز آئے گی کہ تمہارا نہیں فریاد دریں آپہنچا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زبردنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے نہایت لورانی شکل میں دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دین محمد رسول اللہ ﷺ کے حاکم اور امام عادل و مجدد ملت ہو کر نزول فرمائیں گے۔ صبح کا وقت ہو گا، نماز فجر کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مہدی جو اس جماعت میں موجود ہوں گے آپ سے امامت کی درخواست کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے اُمّے بڑھو، نماز پڑھاؤ کہ بحیرہ تبارے ہی لیے ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تمہارا حال کیا ہو گا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے۔ اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا۔ یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا غم بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ داد صفت نبوت و رسالت تم پر آئیں، تم میں رہیں، تمہارے معین و یاد رہیں اور تمہارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

غرض عیسیٰ علیہ السلام پھیر کر دروازہ کھلاؤں گے، اس طرف دجال ہو گا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے۔ لشکر اسلام اس لشکر دجال پر حملہ کرے گا۔ گھمان کا معرکہ ہو گا۔ جب دجال کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی، پانی میں نمک کی طرح پھلنا شروع ہو گا

اور بھاگے گا۔ یہ تعاقب فرمائیں گے اور دجال یلعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب موضع "لہ" کے دروازے پر چالیں گے اور اس کی پشت میں نیزہ ماریں گے، وہ جہنم واصل ہوگا، آپ مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے دجال کا قتلہ فرو ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے، اسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے اور جزیرہ کو موقوف کر دیں گے۔ یعنی کافر سے سو "اسلام" کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے۔ صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو نیست و نابود کر دیں گے۔ تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے سب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ ان کے زمانہ میں اشرع و جلیل اسلام کے سوا سب دینوں اور مذہبوں کو فنا کر دے گا۔ تمام جہاں میں ایک دین اسلام ہوگا اور مذہب، ایک مذہب اہلسنت، آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی اور برکت میں افراط اور ساری زمین عدل سے بھر جائے گی، یہاں تک کہ بھیڑیتے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا اور بچے سانپ سے کھیلیں گے۔

سوال ۳۲: حضرت امام مہدی کون ہیں؟

جواب: حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ائمہ اثنا عشر میں آخری امام اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمدؑ۔ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ وہ نسبتاً سید حسنی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کچھ علاوہ رکھیں گے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظہور ہوگا۔ آپ کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

سوال ۳۳: امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور کب اور کہاں ہوگا؟

جواب: جب آئنا ہر صغریٰ سب واقع ہو چکیں گے اس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا۔ روم و شام اور تمام ممالک اسلام حرمین شریفین کے علاوہ سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ تمام زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے گی، اس وقت تمام

اجال بلکہ تمام اولیاء سب جگہ سے ہٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہو گا۔ اجل طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی جن کی عمر اس وقت چالیس سال ہو گی۔ وہاں ہوں گے۔ اولیاء انھیں پہچان کر درخواستِ بیعت کریں گے۔ وہ انکار کریں گے۔ دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی :

هَذَا اخْلِیْقَةُ اللّٰهِ النّٰہِیْیْ  
فَاَمَّا مَعْوَالُهُ وَاطِیْعُوْهُ  
یہ اللہ کا خلیفہ مہدی اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔

اب تمام اولیاء کرام اور اہل اسلام ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ وہاں سے سب کو ہمراہ لے کر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے۔ افواج اسلام کی خبر سن کر نصاریٰ بھی لشکرِ جزائے کر شام میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو جائے گا ایک حصہ نصاریٰ کے خوف سے فرار ہو جائے گا جن کی موت کفر پر ہو گی۔ دوسرا حصہ شہادت سے مشرف ہو گا اور باقی ایک تہائی حصہ چوتھے دن نصاریٰ پر فتحِ عظیم پائے گا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے بہت سے خاندان ایسے ہوں گے جن میں فی صدی ایک بچا ہو گا، پھر صمت باب حصہ قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھین لے گا۔ ان جنگوں میں اتنے کا فرمانے جائیں گے کہ پندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے پر پہنچنے سے مر کر جائے۔

جب اہل اسلام فتح قسطنطنیہ کے بعد غنیمتیں تقسیم کرتے ہوں گے تو ناگاہ شیطاں پکارے گا کہ تمہارے گھروں میں دجال آ گیا۔ مسلمان پٹیں گے اور دس سواریوں بطور طلبہ خبر لانے کے ایسے بھیجیں گے جن کی نسبت صادق و معصوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ : میں ان کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھروں کے رنگ پہچانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین کے

بہترین سواروں میں سے ہوں گے۔ یہ افواہ غلط ثابت ہوئی۔ پھر جب لشکر اسلام قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر شام میں آئے گا تو جنگ عظیم سے ساتویں سال و قتال ظاہر ہوگا۔

سوال ۲۲: یا جوج و ماجوج کون ہیں؟

جواب: یا جوج یا ماجوج یا قس بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فساد می گردہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ زمین میں فساد کرتے تھے، ایام ربیع میں نکلتے تھے تو کیتیاں اور ہیزی سب کچھ کھا جاتے تھے۔ آدمیوں بلکہ دندوں، وحشی جانوروں بلکہ سانپوں، کچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت سکندر ودا القرنین سے جو نمونہ صالح اور اللہ کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے، لوگوں نے ان کی شکایت کی اور آپ نے ان کی درخواست پر بنیاد کھدوائی۔ جب پانی ہمک پنہمی تر اس میں پگھلائے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان کھڑی اور کوٹہ بھرا دیا اور آگ دے دی، اسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بندی تک اونچی کر دی گئی اور اوپر سے چھلا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا۔ یہ سب مل کر ایک سخت جسم ہو گیا۔ اس کی چوڑائی ساٹھ گز ہے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔ حدیث شریف میں ہے کہ یا جوج و ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑنے میں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کل توڑیں گے، دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ بحکم الہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو ان میں سے کبے والا کہے گا اب چلو باقی دیوار کل توڑیں گے ان شاء اللہ، انشاء اللہ کہنے کا اثر یہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے روز انھیں دیوار اتنی ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی پہلے روز توڑنے تھے اب وہ نکل آئیں گے۔

سوال ۲۳: یا جوج و ماجوج کا خروج کب ہوگا؟



جواب : قتل و قبال کے بعد جب لوگ امن و امان کی زندگی بسر کرتے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم الہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جاؤ اس لیے کہ کچھ لوگ ایسے ظاہر کئے جائیں گے جن سے لانے کی کسی کو طاقت نہیں چنانچہ آپ مسلمانوں کو لے کر قلعہ طور پر پناہ گزین ہوں گے کہ یا جوج ماجوج ظاہر ہوں گے یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت جب بحیرہ طبریہ پر جس کا طول دس میل ہوگا، گزرے گی تو اس کا پانی پی کر اس طرح سکھادے گی کہ دوسری جماعت جب آئے گی تو کہے گی کہ یہاں کبھی پانی نہ تھا۔ غرض یہ لوگ موردِ طغ کی طرح ہر طرف پھیل کر فتنہ و فساد برپا کریں گے۔ پھر دنیا میں قتل و غارت سے جب فرصت پائی گئی تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ خدا کی قدرت کہ ان کے تیر اوپر سے خون آلود کریں گے۔

یہ اپنی حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے۔ محصورین میں قحط کا یہ عالم ہوگا کہ گائے کے سر کی ان کے نزدیک وہ وقعت برگی جو آج سواشر فیوں کی نہیں اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا کہ ایک رات میں سب ہلاک ہو جائیں گے۔

سوال ۲ : یا جوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہوگا؟

جواب : ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پہاڑ سے اتریں گے۔ دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے۔ ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں۔ آپ مع اپنے ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک سخت آدمی اور ایک قسم کے پزند بھیجے گا کہ وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ چاہے گا پھینک آئیں گے اور ان کے تیر کمان و کرش

کو مسلمان سات برس تک جوتی گئے پھر اس کے بعد بارش ہوگی جس سے زمین بالکل ہموار ہو جائے گی۔ اب زمین کو حکم ہوگا کہ پھلوں کو اگا اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اٹھیلے تو یہ حالت ہوگی کہ اتار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک اتار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں ایک جماعت آجائے گی اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گرد ہوں کہ کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔

سوال ۲۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زمین میں امامت دین و حکومت مدلل آئیں فرمائیں گے۔ اس میں سات سال وصال کی ہلاکت کے بعد کے ہیں۔ انہیں میں آپ نکاح کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی مزار اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مد حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے۔ قبر انور سے جواب آئے گا۔ روحا کے راستے سے حج یا عمرہ کو جائیں گے اور ان سب وقائع کے بعد جن کا ذکر گزرا، آپ وفات پائیں گے، مسلمان ان کی تجبیز کریں گے، نہایت گئے، خوشبو لگائیں گے، کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے اور حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں روضہ انور میں آپ دفن کئے جائیں گے۔

سوال ۲۳: دھواں کب ظاہر ہوگا اور اس کا اثر کیا ہوگا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص جبہاء نامی یمن کے رہنے والے آپ کے خلیفہ ہوں گے، ان کے بعد چند بادشاہ اور ہوں گے جن کے عہد میں رجم و کفر و جہل شائع ہوں گی۔ اسی آثار میں ایک مکان مغرب میں اور ایک مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے زمین میں دھنسن جائے گا، اس کے بعد آسمان سے دھواں نمودار ہوگا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہو جائے گا اور چالیس روز تک رہے گا، اس سے مسلمان

زکام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کافروں اور منافقوں پر بیہوشی طاری ہو جائے گی۔ بعضے ایک دن بعضے دو دن اور بعضے تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے۔ پھر مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔  
سوال<sup>۲۰</sup>: مغرب سے آفتاب کیونکر طلوع ہوگا؟

جواب: روزانہ آفتاب بارگاہ الہی میں سجدہ کر کے اذن طلوع چاہتا ہے تب طلوع ہوتا ہے۔ قریب قیامت جب آفتاب حسب معمول طلوع کی اجازت چاہے گا اجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا! وہ واپس ہو جائے گا اور اس کے بعد ماہ ذی الحجہ میں یوم نحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ بچے چلا اٹھیں گے۔ مسافر ٹکڑل اور مویشی چراگاہ کے لیے بیقرار ہوں گے۔ یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ و زاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے آخر تین چار رات کی مقدار دراز ہونے کے بعد اضطراب کی حالت میں آفتاب مغرب سے چاند گرہن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آکر ٹوٹ آئے گا۔ اور جانب مغرب غروب کرے گا اس کے بعد بدستور سابق مشرق سے طلوع کیا کرے گا اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کافر اپنے کفر سے یا گناہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہے گا تو توبہ قبول نہ ہوگی اور اس وقت کسی کا اسلام لانا مقبول نہ ہوگا۔

سوال<sup>۲۱</sup>: دابۃ الارض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

جواب: دابۃ الارض عجیب شکل کا ایک جانور ہوگا جو کوہ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ اور بزبان فصیح کہے گا۔  
هَذَا مُؤْمِنٌ وَ هَذَا كَافِرٌ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہو گی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچے گا جس سے سیاہ چہرہ

نورانی ہو جائے گا اور انگٹری سے ہر کافر کی پشانی پر سیاہ مہر لگائے گا جس سے اس کا چہرہ بے رونق ہو جائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان و کافر ملانہ ظاہر ہوں گے۔ یہ علامت کبھی نہ بدلے گی۔ جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لاتے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز لوگ اسی چرچا میں ہوں گے کہ وہ صفا زلزلہ سے پھٹ پھٹ جائے گا اور یہ جانہ نکلے گا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے گا اور تیسری بار مکہ معظمہ میں ظاہر ہوگا۔ سوال: اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟

جواب: یعنی جلیات اسلام کی وفات کے ایک زمانہ کے بعد جب قیام قیامت کو صرف چالیس سال رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی۔ جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی یہاں تک کہ کوئی اہل ایمان اہل خیر نہ ہوگا اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے کفار جہنم کا غلبہ ہوگا اور ان کی سلطنت ہوگی، وہ خانہ کعبہ کو ڈھا دیں گے، خدا ترسی اور حیا و شرم اٹھ جائے گی، حکام کا ظلم اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی، عام بت پرستی اور قحط اور بار کا ظہور ہوگا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ ازرانی دامن ہوگا، دیگر ممالک کے لوگ اہل و میال سمیت شام کو روانہ ہوں گے۔ اسی آثار میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار ہوگی۔ وہ ان کا تعاقب کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ شام میں پہنچ جائیں گے۔ پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی۔ یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی یعنی چالیس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اور دنیا میں کافر بنی کافر ہوں گے۔ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا کہ دفعہ جمعہ کے روز جو یوم عاشورہ بھی ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ امرا فیل علیہ السلام کو مقرر پھر نکلنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم ہوگی۔

## سبق نمبر،

## حشر و نشر کا بیان

سوال ۴۳: حشر و نشر اور معاد کے کتے میں؟

جواب: حشر و نشر معاد یوم بعثت یوم نشور ساعت۔ یہ سب قیامت کے نام ہیں۔ جس طرح دنیا میں ہر چیز انفرادی طریقہ سے فنا ہوتی اور مٹی رہتی ہے یونہی دنیا کی بھی ایک عمر اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے۔ اس کے پڑا ہونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کائنات فنا ہو جائے گی، اسی کو قیامت کہتے ہیں۔ اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہو گا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال ۴۴: اس عقیدہ پر ایمان لانا کس حد تک ضروری ہے؟

جواب: حشر و نشر پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ اس پر ایمان لائے بغیر آدمی ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ اس قدر ضروری ہے کہ اس عقیدے کے بغیر انسان نہ گناہوں سے پوری طرح بچ سکتا ہے، نہ عبادت میں مشقت اٹھا سکتا ہے نہ جان و مال قربان کر سکتا ہے، دنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر اسی وقت تک آدمی کو جرم سے باز رکھ سکتا ہے جب تک کہ ظاہر ہو جانے کا خوف ہو اور جب کسی کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میرا یہ جرم کوئی نہیں جان سکتا تو بے تکلف بڑے سے بڑے جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے صرف یہ عقیدہ آدمی کو ارتکاب جرم سے روکتا ہے کہ ہمارے تمام نیک و بد اعمال کی سزا و جزا کا ایک دن مقرر ہے، اسی دن کا نام قیامت ہے اور اس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا کے اکثر بڑے بڑے عقلاء باوجود اختلاف مذہب کے اس بات پر متفق ہیں کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی آنے والی

ہے اور اسی موت تک معاملہ ختم نہیں ہو جاتا اور اس دوسری زندگی میں ہماری سعادت و شقاوت کا مدار ہماری اس زندگی کے اعمال و افعال پر ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

سوال ۱۱۶: حشر صرف روح کا ہوگا یا روح و جسم دونوں کا؟

جواب: حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے جو کہے صرف روح میں اُٹھیں گی، جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ قیامت کا منکب ہے اور کافر، جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع فرما کر پہلی ہیئت پر لا کر اُنھیں پہلے اجزائے اہلیہ پر جو تخم جسم ہیں اور محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں پیسے گا جس کے ساتھ وہ متعلق تھی۔

سوال ۱۱۷: کائنات کس طرح فنا کی جائے گی؟

جواب: جب قیامت کی نشانیاں پوری ہوں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار براگز دے کی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی۔ اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اور اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعۃً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی، لوگ کان لگا کر اسے سنیں گے اور بیہوش ہو جائیں گے۔ اس بیہوشی کا یہ اثر ہوگا کہ ظالم اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے فرجائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے اُنھیں حیات عطا کی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس نفع سے بیہوشی کی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں اُنھیں اس نفع کا شوق بھی نہ ہوگا۔

زمین و آسمان میں ہلچل پڑ جائے گی۔ زمین اپنے تمام بلوچہ اور خزانے باہر نکال دے گی۔ پہاڑ بل بل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ دُھنی ہوئی دوتی یا دون

کے گلے کی طرح اُڑنے لگیں گے۔ آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے۔ اس وقت سو اُس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہو گا۔ وہ فرمائے گا آج کس کی یاد ثابت ہے کہاں ہیں جبارین، کہاں ہیں متکبرین! مگر ہے کون جو جواب دے۔ پھر خود ہی فرمائے گا **لَا إِلَهَ إِلَّا الْوَاحِدُ الْقَلْبُ** صرف اللہ واحد تھا، کی سلطنت ہے۔

سوال ۴۴: سب سے پہلے کے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے اسرائیل کو زندہ فرمائے گا۔ اور صُور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صُور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین، ملائکہ، انس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے۔ اولِ عالَمِ عرش، پھر عبرائیل، پھر میکائیل، پھر عزرائیل علیہم السلام اُٹھیں گے۔ پھر سر فوزین آسمان، چاند، سورج موجود ہوں گے۔ پھر ایک مینہ برے گا جس سے بڑے کے مثل زمین کا ہر ذرہ روح جسم کے ساتھ زندہ ہو گا۔ سب سے پہلے حضورِ انور **صلی اللہ علیہ وسلم** قبرِ انور سے یوں برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ ہو گا اور بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پھر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

سوال ۴۵: عشر میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی؟

جواب: قیامت کے روز جب رگ اپنی اپنی قبروں سے نکلے بدن، ننگے پاؤں اُٹھیں گے اور اس وقت عشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، مومنوں کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو۔ کسی پر تین، کسی پر چار۔ کسی پر دس ہوں گے۔ کافر مرنے کے بل چلتا

ہوا میدان حشر کو جلتے گا۔ کسی کو ملائکہ ٹھیکٹ کرے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی، یہ میدان حشر شام کی زمین پر قائم ہوگا اور زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارہ پر رانی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے پر دکھائی دے۔ یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ تانبے کی ہوگی، جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی محفل کے لیے پیدا فرمائے گا۔

اس دن آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس کا منہ اس طرف ہوگا پیش اور گرمی کا کیا پوچھنا، اللہ پناہ میں رکھے، پیچھے کھوتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا، پھر چولپینہ زمین نہ لے سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے نغٹوں تک ہوگا کسی کے گٹھنوں تک، کسی کے کرکر، کسی کے سینہ۔ کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل گھام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا، اس گرمی کی حالت میں پیاس کے باعث زبانیں سوکھ کر کاٹا ہو جائیں گی۔ دل ابل کر گلے تک آجائیں گے اور ہر مبتلا بقدر گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا۔ پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پڑسان مال نہ ہوگا، پھر حساب کا دفتر کھلے گا سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے، انبیاءِ عظیم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نبایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سُنا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی۔ ان تمام مردوں کے بعد اب اسے بیشک کے گھر میں جانا ہے۔ کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کو جنت کہتے ہیں یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے گا۔ جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے جہنم کہتے ہیں۔

سوال: حشر نثر ثواب و غلبہ وغیرہ کا یہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا، یا ان کے کچھ اور معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں؟

جواب: قیامت و بعث و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے



وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے  
نئے معنی گھڑے مثلاً کہے کہ جنت صرف ایک اعلیٰ درجہ کی راحت کا نام  
ہے یا کہے کہ روحانی اذیت کے اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونے کا نام دوزخ ہے،  
یا ثواب کے معنی اپنے حسات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنی اپنے  
برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا۔ تاکہ اے یہ کہے کہ حشر فقط روحوں کا ہوگا وہ  
حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص قطعاً دائرۃ اسلام سے خارج ہے،  
یونہی فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نبی کی قوت کو کہتے ہیں یا  
جنوں کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ غرض  
حشر نشر، ثواب عذاب، جنت دوزخ وغیرہ کے متعلق جو عقیدے مسلمانوں  
میں مشہور ہیں اور ان کے جو معنی اہل اسلام میں مراد لیے جاتے ہیں یہی معنی  
قرآن پاک و احادیث شریفہ میں صاف روشن الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں  
اور یہ امور اسی طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوتے ہوئے ہم کو پہنچے ہیں تو جو  
شخص ان لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں کہے کہ ان کے ایسے معنی مراد ہیں  
جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے ایسا شخص یقیناً دائرۃ اسلام سے  
خارج، ضروریات دین کا منکر اور کافر و مرتد ہے۔

سبق نمبر ۸

## آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات

سوال ۴۹: اعمال نامہ کس کا نام ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کی نگہداشت کے لیے کچھ فرشتے مقرر  
کیے ہیں جن کو ان کا تبین کہتے ہیں، وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں  
ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں، ایک دائیں ایک بائیں۔ نیکیاں دائیں طرف

کافر شتہ لکھا ہے اور جیاں بائیں طرف کا۔ اسی صفحہ یا نوشتے کو اعمال نامہ کہا جاتا ہے۔ اسے یوں سمجھ لو کہ ہمارے اپنے بڑے تمام اعمال کے مکمل ریکارڈ کا نام اعمال نامہ ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کا نامہ اعمال اسے دیا جائے گا۔ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں اور بدول کے بائیں ہاتھ میں اور کافر کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس سے پس پشت نکال کر میٹھ کے چپھے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرے کہ جو کام عمر بھر میں نے کئے تھے۔ کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ ذرہ ذرہ بلا کم و کاست اس میں موجود ہے۔ اس میں اپنے گناہ مول کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے اور کافر کا تو خوف کے مارے بڑا حال ہو گا۔ پھر میزان پر لوگوں کے نیک و بد اعمال توڑے جائیں گے۔

سوال ۵: میزان کیلے اور اس پر اعمال کیسے توڑے جائیں گے؟

جواب: میزان ترازو کو کہتے ہیں اور وزن اعمال کے لیے قیامت میں جو میزان نصب کی جاتی ہے اس کا کچھ اجمالی مفہوم جو شریعت نے بیان فرمایا ہے یہ ہے کہ وزن ایسی میزان سے کیا جائے گا جس میں کفیس (یعنی پتے) اور لسان (یعنی چوٹی) وغیرہ موجود ہیں اور اس کا ہر پلہ اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وسعت ہے۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا کہ وہ میزان کس نوعیت کی ہو گی اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہو گا؟ یہ ہماری عقل و ادراک کی رسائی سے باہر ہے اسی لیے ان کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی بلکہ یہ مفیدہ تعلیم فرمایا گیا کہ میزان حتیٰ سب سے اور قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا جن کے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح و ذنی ہوں گے۔ وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا۔ بڑا وہ خسارے میں رہیں گے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں ہر شخص کے عمل وزن کے موافق ٹکے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے اور حکم شرعی کے موافق کیا اور بر محل کیا

تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا ریس کو کیا یا موافق حکم اور بر محل نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اس میں ایمان و اخلاص کی روح نہ ہو وہ اللہ کے یہاں کچھ وزن نہیں رکھتا۔ آخرت میں وہی صحیفے یا نوشتے ملیں گے جن میں اعمال کا اندراج کیا جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں اعمال حسنہ کسی نورانی شکل و جسم میں تبدیل کر دیئے جائیں اور اعمالِ تبیہ کسی ظلمانی شکل و جسم میں اور پھر ان اجسام کا وزن کیا جائے گا۔

سوال ۱۰: حساب کتاب کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اعمال کے حساب کی نوعیتیں جدا گانہ ہوں گی۔ کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب، یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار کرے گا اور اپنے دل میں کچھ گناہ اب کم، بختی آئی مگر وہ کریم فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپاتے اور اب ہم نچھپتے ہیں۔

اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی۔ اور ہلک ہوگا اور کسی کو نعمتیں یا دولا دلا کر پوچھا جائے گا کہ کیا تیرا خیال تھا کہ ہم سے غلبہ؟ وہ عرض کرے گا کہ نہیں۔ فرمائے گا کہ تو نے جس یاد نہ کیا ہم بھی تجھے مذہب میں پھوڑتے ہیں۔ بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یا دولا دلا کر فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ تو وہ ایمان، نماز، روزہ، صدقہ و خیرات اور دوسرے نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا، ارشاد ہو گا تو ٹھہر جا، تجھ پر گواہ پیش کئے جائیں گے پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہو گا بول چلو، اس وقت اس کی زبان اور ہاتھ پاؤں گوشت پرست ہڈیاں سب گواہی دیں گی کہ یہ تو ایسا تھا، ایسا تھا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

کسی مسلمان پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے کہ وہ اپنی طاعت و معصیت کو پہچانے، پھر طاعت پر ثواب دیا جائے گا اور معصیت سے تجاوز

فرمایا جائے گا یعنی نہ بات بات پر گرفت ہوگی نہ یہ کہا جائے گا کہ ایسا کیوں کیا؟  
نہ غدر کی طلب ہوگی اور نہ اس پر رحمت قائم کی جائے گی۔

اس اُمت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے منافقے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔ پھر ایک پرچہ جس میں کلمہ شہادت لکھا ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جاؤ، پھر ایک پتہ پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ ۱۰ وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔

اور نبی ﷺ بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے، تہجد گزار بھی بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ بالبلکہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں جس پر رحم فرماتے تو تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔  
سوال ۱۰: اہل مشرک کتنی قسمیں ہوں گی؟

جواب: وقرع قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائیں گی:

(۱) دوزخی (۲) عام مبتدی اور (۳) خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔ دوزخی جنہیں قرآن کریم نے "اصحاب الشمال" فرمایا ہے جو میثاق کے وقت آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے عرش کی بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے، امان نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ فرشتے بائیں طرف سے ان کو پکڑیں گے۔ ان کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا، اور عام مبتدی جنہیں قرآن مجید میں "اصحاب الیمین" فرمایا گیا ہے اور جن کو انہ میثاق کے وقت آدم علیہ السلام کے دائیں پہلو سے نکال دیا گیا تھا وہ عرشِ مطہر کے دائیں طرف ہوں گے۔ ان کا اعمال نامہ بھی دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی ان کو دائیں طرف سے لیں گے۔ اس روز ان کی خبریٰ و یمن و برکت کا کیا کہنا حسنِ عشرت کے ساتھ با شان و شوکت ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و دشا ہوں گے شیبِ معراج حضور ﷺ نے انہیں دونوں گروہوں کی نسبت دیکھا تھا

کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھ کر بنتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں اور خواص مقررین جنہیں قرآن کریم میں "سابقون" فرمایا وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجاہت میں سب سے اگے ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اہل مشرک کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں چالیس پہلی امتوں کی اور اسی اس اُمت مرحومہ کی۔ حساب کتاب سے فراغت کے بعد سب کو پہلی صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا۔

سوال ۳۳: صراط کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پہل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا۔ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ ہر نیک و بد، مجرم و بری، مؤمن و کافر کا اس پر سے گزر ہوگا کیونکہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔ مگر نیک سلامت رہیں گے اور اپنے اپنے درجے کے موافق وہاں سے صبح سلامت گزر جائیں گے۔ جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے فرعون! گزر جا کہ تیرے فورے میری پٹ سڑ کر دی۔ پہلی صراط کے دوزخوں جانب بڑے بڑے آئلڈے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے، ٹلکتے ہوں گے۔ جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے۔

سب سے پہلے نبی ﷺ اس پر گزرفرائیں گے پھر اور انبیاء و مرسلین، پھر اُمت اور پھر اور اُمتیں گزریں گی۔

سوال ۳۴: پھر صراط سے مخلوق کا گزر کس طرح ہوگا؟

جواب: حسب اختلاف اعمال پھر صراط پر سے لوگ مختلف طرح سے گزریں گے۔ بعض تو ایسی تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا۔ اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے آدمی دوڑتا ہے یہاں تک

کریض رکھتے ہوئے اور بعض چوٹی کی چال، پار گزریں گے۔

سوال ۹۰: حوض کوثر کیبے؟

جواب: حشر کے دن اس پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت حوض کوثر ہے جو ہمارے نبی ﷺ کو مرحمت ہوا ہے۔ اس حوض کی مسافت ایک ہینے کی راہ ہے۔ اس کے کناروں پر موتی کے تپے ہیں، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ ہیں، جو اس کا پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حضور اس سے اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین!

سوال ۹۱: ان تمام مرحلوں کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

جواب: مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے۔ اہل ایمان کے ثواب اور انعامات کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بنائی ہے جس میں تمام قسم کی جسمانی و روحانی لذتوں کے وہ سامان مہیا فرمائے ہیں جو شاہانِ بختِ اعلیٰ کے خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ اسی کا نام جنت و بہشت ہے۔ اور گناہگاروں کے عذابِ سزا کے لیے بھی ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام جہنم یا دوزخ ہے۔ اس میں تمام قسم کے اذیت وہ طرح طرح کے عذاب متنا کئے گئے ہیں، جن کے تصور سے روٹے کھڑے ہوتے اور جو اس گم ہو جاتے ہیں، البتہ کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء و ملائکہ و صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہِ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گناہگار جنہوں نے سچے اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے، صرف کافر باقی رہ جائیں گے اور دوزخ کا متہ بند کر دیا جائے گا، جنتیوں کے چہرے سفید اور تروتازہ ہوں گے اور دوزخیوں کے سیاہ و بے رونق اور آنکھیں نیلی، جنت و دوزخ کو بنے ہوئے ہزار اہل سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں۔

سوال ۵۹: اعراف کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ کی دیوار ہے۔ یہ دیوار جنت کی نعمتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچنے سے مانع ہوگی۔ اسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہے اُس کو اعراف کہتے ہیں۔

اور اکثر شُف و خلعت سے یہ بات منقول ہے کہ اہل اعراف وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں۔ جب اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے جو بطور مبارک باد ہوگا، اور چونکہ ابھی خود جنت میں داخل نہ ہو سکے اس کی طبع اور آرزو کریں گے اور انجام کار اصحاب اعراف جنت میں چلے جائیں گے۔

سوال ۶۰: قیامت کے روز اس اُمتِ مرحومہ کی شناخت کس طرح ہوگی؟

جواب: میدانِ حشر سے جس وقت پھر طر پر جائیں گے اذہیرا ہوگا۔ تب اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی روشنی ساتھ دے گی اور ایمان و طاعت کا نور اسی درجہ کا ہوگا جس درجہ کا ایمان و عمل ہوگا۔ یہی نور جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرے گا اور اس اُمت کی روشنی اپنے نبی ﷺ کے طفیل دوسری اُمتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔ خود نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری اُمت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہر کے چمک زیادہ کرے۔

سوال ۶۱: دخولِ جنت و دوزخ کے بعد کیا ہوگا؟

جواب: جب سب جنتی جنت میں داخل ہو لیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان صحت کو مینڈھے کی طرح لاکھڑا کریں گے۔ پھر نادیدی جنت والوں کو پکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو۔ پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے

رائی ہو جائے، پھر ان سب سے پہلے گا کہ اسے پہچانتے ہو، سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے، وہ فرق کر دی جائے گی اور فرمایا جائے گا کہ اے اہل جنت ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں، اور اے اہل نار! ہمیشگی ہے اب موت نہیں، اس وقت اہل جنت کے قروح و سرور کی انتہا نہ ہوگی۔ ان کے لیے خوشی پر خوشی ہے، اسی طرح وہ دنیاویوں کے رنج و غم کی نہایت نہ ہوگی، ان کے لیے غم بالائے غم ہے۔

(سَأَلُ اللّٰهُ الْعُقُوۡ وَالْعَاقِبَةُ فِي الدِّیْنِ وَالْذُّنُوبِ وَالْاٰخِرَةِ)۔

سوال: آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار کیونکر ہوگا؟

جواب: اللہ عزوجل کا دیدار جو آخرت میں ہر نئی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے، بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے؟ جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے اور ان کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہوگا، پھر دیکھ کر کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کہیں غفل نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے اور وقت دیدار نگاہ اس کا احاطہ کرے جسے ادراک بھی کہتے ہیں، یہ محال ہے اور ناممکن الوقوع، اس لیے کہ احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و درجات ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے حدود و جہت محال ہے تو اس کا ادراک و احاطہ بھی ناممکن ہے۔ یہی مذہب ہے اہل سنت کا، معتزلہ و غیرہ گمراہ فرقے ادراک و رؤیت میں فرق نہیں کرتے اس لیے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انھوں نے دیدار الہی کو محال قائل قرار دیا حالانکہ جیسا کہ باری تعالیٰ بخلاف تمام موجودات کے بلا کیف وجہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے۔

فرض آخرت میں غرضیں کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و سلف اُمت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے



اگر دیدار الہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال نہ کرتے اور نہ ان سے جواب میں یہ فرمایا جاتا کہ: **اِنْ اسْتَفْقَدَ مَكَانَهُ فَسَوَّفَ تَدَارِیْ**۔ اور اعادہ یہ ثابت ہے کہ رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا اور جنتیوں کے لیے نور کے موتی کے، یا قوت کے، زبرد کے اور سونے چاندی کے میز بچھائے جائیں گے۔ اور ان میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا۔ اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا کہ جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلی فرمائے گا اور ان میں بھی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں معزز ہے۔ وہ اس کے وجہ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہوگا۔ سب سے پہلے دیدار الہی حضور اقدس ﷺ کو ہوگا اور اللہ عزوجل کا دیدار وہ اعلیٰ و اعظم نعمت الہی ہے کہ اس کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار دیدار میسر ہوگا ہمیشہ ہمیشہ اس کے ذوق میں مستغرق رہے گا اور کبھی نہ جھوٹے گا۔

اللہم ارنا وجهک الکریم بحماہ حبیبک العظیم علیہ  
وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم  
آمین

## باب دوم

## اسلامی عبادات

## سبق نمبر ۹

## نفل نمازوں کا بیان

سوال ۳۱: نفل نمازیں کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: نوافل تو بہت کثیر ہیں۔ اوقات منومہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے  
مکran میں سے بعض جو حضور سید المرسلین ﷺ اور ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم سے مروی ہیں وہ یہ ہیں:

تیمم المسجد، تیمم الوضوء، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز سفر، نماز واپسی سفر،  
نماز تہجد، صلوٰۃ التیسع، نماز حاجت، صلوٰۃ الاوابین، نماز غوثیہ، نماز توبہ،  
نماز حفظ الایمان وغیرہ جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔

سوال ۳۲: تیمم المسجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: جو شخص مسجد میں درس و ذکر وغیرہ کے لیے آئے اور وقت مکروہ نہ ہو  
اُسے دو رکعت پڑھنا سنت ہے اور فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ  
لے یا فرض یا اقتداء کی نیت سے مسجد میں گیا تو تیمم المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تیمم المسجد  
کی نیت نہ کی ہو بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر کچھ عرصہ کے بعد  
فرض وغیرہ پڑھے گا تو تیمم المسجد پڑھے۔

سوال ۳۳: تیمم الوضوء کونسی نماز ہے؟

جواب: وضوء کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

اسے تہتہ الوضوء کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے اور وضوء یا غسل کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو یہ قائم مقام تہتہ الوضوء کے ہو جائیں گے۔ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔

سوال ۱۸: نماز اشراق کب اور کتنی رکعت پڑھی جاتی ہے؟

جواب: طلوع آفتاب یعنی آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے کے بعد جب اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے (اور اس کی مقدار میں منٹ ہے) اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت دو یا چار رکعت پڑھا ثواب عظیم کا موجب ہے۔ حدیث میں ہے جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکر کرے پھر بعد ہندی آفتاب دو رکعت نماز پڑھے قرآن سے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

سوال ۱۹: نماز چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں اور اس کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اس کا وقت آفتاب بند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے اس کے (مغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

سوال ۲۰: نماز سفر اور نماز واپسی سفر کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے اور سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں پڑھے۔

سوال ۲۱: نماز تہجد کا وقت کیا ہے؟ اور اس کی رکعتیں کتنی ہیں؟

جواب: فرض عشاء پڑھنے کے بعد سو رہے پھر شب میں طلوع صبح سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے وہی تہجد کا وقت ہے۔ وضو کر کے کم از کم دو رکعت پڑھے۔ تہجد ہونگی اور سفت آٹھ رکعت ہیں اور معمولی مشائخ بارہ رکعت، قرأت کا اختیار

ہے جو چاہے پڑھے اور قرآن یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں تین تین بار سورۃ اخلاص بہتر ہے کہ جتنی رکعتیں پڑھے گا اسے قلم قرآن مجید کا ثواب ملے گا۔ احادیث شریفہ میں نماز تہجد کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں۔ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ نورانی اور زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

سوال ۱۷: صلوٰۃ اللیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: رات میں بعد نماز عشاء جو نفل پڑھے جائے ان کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ اسی صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں بان کے لیے حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

سوال ۱۸: شب بیداری کون کس راتوں میں مستحب ہے؟

جواب: عیدین اور پندرہویں شبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء اور فجر دونوں جماعت اولیٰ سے ادا ہوں یعنی اگر ان راتوں میں جاگے گا تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی لہذا اسی پر کتفار کرے اور ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔

ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سننا اور دُرود شریف وغیرہ پڑھنا، غرض ذکر و عبادت میں مصروف رہنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔

سوال ۱۹: صلوٰۃ التسبیح کب اور کس طرح پڑھتے ہیں؟

جواب: صلوٰۃ التسبیح ہر وقت بغیر کرود میں پڑھ سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ فجر سے پہلے پڑھے۔ اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سُن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا حدیث میں ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو اسے ہر روز ایک بار پڑھو ورنہ ہفتہ میں ایک

بار، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مینہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اسی نماز کے پڑھنے کی ترکیب ہم حنفیوں کے طور پر وہ ہے جو ترمذی شریفین میں مذکور ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ) پڑھ کر پندرہ بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ اَكْبَرُ پڑھے پھر اعوذ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے، اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہہ کر یہی تسبیح دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو چلتے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یونہی چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ۵، بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئی اور رکوع جو دس سُبْحَانَ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوبُ اِلَیْکَ اور دوسری میں وَالْعَصْرِ تیسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور چوتھی میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔

سوال ۱۱: نماز حاجت پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب ۱: جب کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو دو یا چار رکعت نفل بعد نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیتہ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ قُلْ اعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہی جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ اس کی حاجت روا ہوگی۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

سوال ۱۲: صلوٰۃ الاوائین کوئی نماز ہے؟

جواب ۱: نماز مغرب کے فرض پڑھ کر چھ رکعتیں پڑھا متب میں اِنْ کُو صلوٰۃ الاوائین کہتے

میں خواہ ایک سلام سے پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے پڑھنا یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے اور اگر ایک ہی نیت سے چھ رکعتیں پڑھیں تو ان میں پہلی دو سنت مؤکدہ ہوں گی، باقی چار نفل۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بڑی بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر رکھی جائیں گی۔ (ترمذی)

سوال: نماز غوثیہ کی ترکیب کیلئے؟

جواب: قضاے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار ہے جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اسی لیے اسے صلوٰۃ غوثیہ کہتے ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور پھر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ بار قل ہو اللہ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی ﷺ پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
أَعِزَّنِي وَامْدُدَّنِي فِي قَضَائِي  
حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ  
اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے نبی!  
میری فریاد کو پیچھے اور میری مدد کیجئے۔  
میری حاجت پوری کرنے میں اے تمام  
حاجتوں کے پورا کرنے والے!

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے:

يَا عَوْتَ الثَّقَلَيْنِ وَيَا كَوْثِرَ الظَّرْفَيْنِ أَعِزَّنِي وَامْدُدَّنِي فِي قَضَائِي  
حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔ (بیوت الاسرار وغیرہ)

سوال: نماز توبہ کیلئے؟

جواب: اگر کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے اور اس

گناہ سے توبہ کرے اور یشیمان ہو اور یہ عزم کرے کہ آئندہ اس کا مرتکب نہ ہوں گا۔

سوال ۵: نماز حفظ الایمان کس وقت اور کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

جواب: بعد نماز مغرب دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات مرتبہ اور سورۃ فلق ایک بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات مرتبہ اور سورۃ ناس ایک بار پڑھ کر نماز پوری کر لے اور پھر سجدہ میں جا کر تین مرتبہ یہ دُعا پڑھے :

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ثَبِّتْنِي عَلٰى الْاِيْمَانِ

## دُعائے خیر

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو	جب پڑے شکل شبہ شکل کش کا ساتھ ہو
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو	شادی دیدارِ حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الہی جب پڑے محشر میں شور و آوازیں	امن دینے والے پیارے مشوا کا ساتھ ہو
یا الہی جب زبانی باہر آئیں پیاس سے	صاحبِ کثر شبہ جو دو سخا کا ساتھ ہو
یا الہی جب یہیں آنکھیں حسابِ جرم میں	ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الہی جب شمشیر پر چلنا پڑے	زبِ بقیع بننے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الہی جو دُعاے نیک میں تجھ سے کر لیں

قدسیوں کے لب آئیں ربنا کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

سبق نمبر ۱

## قضاء نماز کا بیان

سوال ۱: ادا اور قضا کے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت مقرر گزر جانے کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو وہ خرابی دُور کرنے کے لیے دوبارہ کرنا احادیث ہے۔

سوال ۲: نماز قضا کر دینا کیسا ہے؟

جواب: بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور پتے دل سے توبہ کرے اور توبہ جب ہی صبح ہے کہ قضا پڑھے۔ اس کو تو ادا نہ کرے اور توبہ کہے جائے توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی وہ اب بھی ذمہ پر باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی؟ حدیث میں فرمایا گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کی شل ہے جو اپنے رب سے ٹٹھا کرتا ہے۔

سوال ۳: وہ کونسی نمازی ہیں جن کی قضا واجب ہے؟

جواب: وہ نمازی جو وقت کے اندر واجب ہو کر فوت ہو گئی ہوں خواہ جان کر فوت ہوں یا بھول کر یا نیند سے، تھوپی ہوں یا بہت۔ سب کی قضا لازم ہے۔ ہاں سوختے میں یا بھروسے سے نماز قضا ہو گئی ہو تو قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھے۔ اب تاخیر مکروہ ہے۔

سوال ۴: قضا نماز کس وقت ادا کرے؟

جواب: قضا کے لیے کوئی وقت مبین نہیں۔ عمر میں جب پڑھے گا۔ بری الذمہ ہو



جائے گا مگر طلوع وغروب و زوال کے وقت قضا نماز بھی جائز نہیں اور بلا حذر شرعی تاخیر بھی گناہ ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل ادا کر سکتا ہے۔

سوال ۱۲: نماز قضا کر دینے کے لیے حد شرعی کیا ہے؟

جواب: دشمن کا خوف نماز ادا کر دینے کے لیے حد ہے مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

سوال ۱۳: وہ کونسی نمازیں ہیں جن کی قضا واجب نہیں؟

جواب: مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں، اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو، یونہی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانہ اتمداد کی نمازوں کی قضا نہیں، ہاں مرتد ہونے سے پہلے زمانہ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہیں ان کی قضا واجب ہے۔ یونہی ایسا مریض کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا، اگر یہ حالت پورے چھ برس تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔

سوال ۱۴: بحالت سفر جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا کیونکر ہوگی؟

جواب: سفر میں جو نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی۔ اگر اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ فرض جو نماز، جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی۔ البتہ فرض نمازوں کی قضا میں تعین یوم اور تعین نماز ضروری ہے مثلاً نفل دن کی نماز نفل۔

سوال ۱۵: قضا نمازوں میں ترتیب ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرضِ عشاء و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر

پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء اور پھر وتر پڑھے۔ خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا، بعض قضا، مثلاً ظہر کی نماز فوت ہو گئی تو فرض ہے کہ اُسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو ناگہاز ہے۔

سوال ۱۲: ترتیب کبھی ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اہل تین مذہبوں سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ پہلا عذر تنگی وقت ہے کہ اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضا سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے اور اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ ہے پڑھے تو دونوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بعد حوازاں تک اختصار کر سکتا ہے کر لے۔

دوسرا عذر بیان یعنی بھول ہے کہ قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔

تیسرا عذر چھ یا زیادہ نمازوں کا وقت ہو جانا ہے کہ چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں یعنی پچھٹی نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اس پر ترتیب فرض نہیں، البتہ اگر سب قضا نمازیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا۔

سوال ۱۳: اگر کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہو جائیں تو ان کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگر چہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے، اس میں قضا پڑھا رہے۔ یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔

سوال ۱۴: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں وہ نفل پڑھے یا نہیں؟

جواب : جب تک فرضِ ذمہ پر باقی رہتا ہے کہ نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ لہذا قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضا میں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

سوال ۱۲۰ : قضا نمازیں بہت سی ہوں تو ان کی ادائیگی کا آسان طریقہ کیا ہے ؟

جواب : ایک دن رات میں مع وتر عشر میں رکعتیں ہوتی ہیں۔ ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں، اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کر لے، کاہلی ذکر ہے، جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لیے تخفیف اور جلد ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحان اللہ کہے اور رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَنَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سُبْحَنَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھ لینا کافی ہے اور تشہد کے بعد دونوں درود شریف کی بجائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ اور وتر میں پہلے دُعاے قنوت رَبِّ اغْفِرْ لِيْ کہنا کافی ہے۔ البتہ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

سوال ۱۲۱ : جس کے ذمہ بہت سی نمازیں ہوں اور انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے کتنا قدیہ دیا جائے ؟

جواب : جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور اس کا انتقال ہو جائے تو اگر وصیت کر گیا اور اگر مال بھی چھوڑا تو تنہائی مال سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف ماع یعنی اسنی کی تول سے تقریباً سوا دو سیر، گھیریں یا اس کا آٹھ یا ستوا یا ایک ماع یعنی تقریباً ساڑھے چار سیر جو، یا ان میں سے کسی کی قیمت تصدق کریں، اور مال نہ چھوڑا، اور دُعا قدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر کسی مسکین کو فی سبیل اللہ دے دیں، اب مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے

اور یہ قبضہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ میسین کو دے۔ یونہی وٹ پھیر کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سب کا قذیرہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان قذیرہ دینا چاہیں تو دیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال ۹۰: نمازوں کے قذیرہ کی قیمت میں قرآن مجید دینا کیسا ہے؟  
جواب: نمازوں کے قذیرہ کی قیمت نگاہ سب کے بدلے میں جو قرآن مجید دیا جاتا ہے اس سے کل قذیرہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصنف شریف ہے۔ اس طرح قذیرہ دینا اور یہ سمجھنا کہ سب نمازوں کا قذیرہ ادا ہو گیا، غلطی بے اصل بات ہے۔

سبق نمبر ۱۱

## سجدہ سہو کا بیان

سوال ۹۱: سجدہ سہو کسے کہتے ہیں؟  
جواب: واجبات نماز میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلائی یعنی اصلاح نقصان کے لیے کہ نماز درست ہو جائے شریعت نے دو سجدے مقرر کئے ہیں۔ انہیں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے یعنی وہ سجدہ جو سہو کی تلائی کر دے لہذا اگر قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے وہ نقصان رفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔

سوال ۹۲: سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟  
جواب: واجبات نماز میں سے جب بھی کوئی واجب سہو ترک ہو جائے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ یونہی کسی واجب کی تاخیر یا رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغیر کر یہ سب بھی ترک واجب ہیں اور ان میں سجدہ سہو واجب ہے اور ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو وہی دو سجدے

سب کے لیے کافی ہیں۔

سوال ۹۲: نماز میں فرض یا سنت ترک ہو جائے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: فرض ترک ہو جانے سے نماز باطل رہتی ہے۔ سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہذا پھر پڑھے اور سنن و تحیات مثلاً قنوز، تسمیہ، آمین، تکبیرات انتقال اور تیحات رکوع و سجود کے ترک سے بھی سجدہ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی مگر مادہ سہو ہے ہوا ترک کیا ہو یا قصد۔

سوال ۹۳: سجدہ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں اتحیات کے بعد اپنی طرف سلام پھیر کر تکبیر کہے اور ایک سجدہ کرے اور اس میں تسبیح بھی پڑھے، پھر اٹھ کر سر اٹھائے اور جلد کر کے اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر تکبیر کہتا ہوا سر اٹھائے اور بیٹھ کر تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف نماز کا سلام پھیرے، پھر سجدہ سہو کے بعد بھی اتحیات پڑھنا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف اور دعا پڑھے اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں اتحیات درود دعا پڑھے اور دوسرے میں اتحیات۔

سوال ۹۴: سجدہ سہو صرف فرض نمازوں میں واجب ہے یا بر نماز میں؟

جواب: فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں واجب ترک ہونے سے سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال ۹۵: قرآن میں کن تغیرات سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں یا دونوں میں اور درود سنت و نفل کی کسی رکعت میں سورۃ الحمد یا اس کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دوبارہ الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورۃ کو الحمد پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور ٹوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال ۹۶: تبدیل ارکان ہونا ترک ہو جائی تو سجدہ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: تبدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قمر و جلسہ میں کم از کم ایک یا بیشتر جان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے لہذا اگر تبدیل ارکان بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال ۹۷: قعدہ اولیٰ بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض میں قعدہ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو، نوٹ آئے اور سجدہ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نوٹ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر ٹوٹا تو سجدہ سہو کرے اور نماز ہو جائے گی مگر ٹپا ہنگام ہو گا۔ لہذا حکم ہے کہ اگر نوٹ آئے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

سوال ۹۸: قعدہ اخیرہ سہو ترک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ ذکرے نوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی فرض جاتا رہا اور نماز نفل میں تبدیل ہو گئی، لہذا اگر چاہے کہ علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملائے تاکہ شفع یعنی نفل کا جوڑا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اور مغرب میں اور رکعت نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں اور اگر بقدر تشبہ قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو نوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے سلام پھیر دے، نماز ہو جائے گی۔

سوال ۹۹: نفل نماز کا قعدہ اولیٰ ترک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل کا ہر قعدہ، قعدہ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے۔ لہذا اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو نوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر، فرض کے حکم میں ہے لہذا وتر کا قعدہ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدہ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔

سوال ۱۰۰: قعدہ اولیٰ میں تشبہ کے بعد دُود و شریعت پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں تشبہ کے بعد اگر اتنا پڑھ بھی لیا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو

واجب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت کے قیام میں دیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدہ سہو واجب ہے جیسے قعدہ درکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ کلام الہی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: درود شریف پڑھنے والے پر تم نے سجدہ کیوں واجب بتایا؟ عرض کی اس لیے کہ اس نے بھول کر پڑھا۔ حضور نے تحمیں فرمائی اھ یہ جواب بہت پسند خاطر آیا۔

سوال ۱۱۱: اور کن کن باتوں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا یا پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا یا قعدہ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا یا تشہد پڑھنا بھول گیا یا تشہد کی جگہ الحمد پڑھی یا رکوع کی جگہ سجدہ کیا، یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر نہیں، یا کسی رکن کو مقدم کیا یا مؤخر کیا یا قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قرأت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا یا امام نے ہجری نماز میں بقدر جواز نماز میں ایک آیت آہستہ پڑھی یا ہجری نماز میں ہر سے قرأت کی یا منفرد نے ہجری نماز میں ہر سے پڑھا یا قرأت وغیرہ کسی موقع پر پھرنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے دفعہ ہوا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال ۱۱۲: امام سے سہو ہو تو مقتدی پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: امام سے سہو ہوا اور سجدہ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور مقتدی کو بکالت اقتداء سہو واقع ہوا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں۔

سوال ۱۱۳: نماز عیدین میں سہو واقع ہو تو سجدہ ہے یا نہیں؟

جواب : نماز عیدین یا نماز جمعہ میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔

سوال ۱۲۱ : مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے یا نہیں؟

جواب : مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے امام سے سہو واقع ہوا اور اگر امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا اور باقی نماز پڑھنے کو ادا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدہ اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔

اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی پڑھنے کو ادا ہوا اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدہ سہو کرے یہودی متبعین نے مسافر کی اقتدار کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور پھر ان میں بھی سہو ہو تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔

سوال ۱۲۲ : واجبات نماز کے علاوہ کوئی اور واجب نماز میں ترک ہو جائے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب : کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں مثلاً خلافت ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجبات تکوین سے ہے۔ واجبات نماز سے نہیں لہذا سجدہ سہو واجب نہیں۔

سوال ۱۲۳ : شک میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب : شک کی سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اور غلبہ ظن میں نہیں مگر جبکہ سوچنے میں ایک دکن کا وقفہ ہو گیا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔

سوال ۱۲۴ : جس پر سجدہ سہو واجب ہوا اور کرنا بھول گیا تو کیا کرے؟

جواب : جس پر سجدہ سہو واجب ہے اگر اسے سہو ہونا یاد نہ تھا اور بنیت قطع سہو پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدہ سہو کرے لہذا جب تک کلام اذنیہ پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدہ سہو کرے لہذا جب تک کلام اذنیہ



کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اُسے حکم ہے کہ سجدہ کرے اور اگر سلام پھیرنے کے بعد سجدہ نہ ہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور برنیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر ہو گیا، اب سجدہ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے۔

سبق نمبر ۱۲

## سجدہ تلاوت کا بیان

سوال ۱۸: سجدہ تلاوت کسے کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں چند مقامات ایسے ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی تلاوت کرنے والے سے سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اسے سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

سوال ۱۹: وہ کتنے مقامات ہیں جن کی تلاوت یا سماعت سے سجدہ واجب ہوتا ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک تمام قرآن شریف میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔ چار نصف اول میں اور دس نصف آخر میں اور سورہ حج کی آخر آیت جس میں سجدے کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدہ سے مراد نماز کا سجدہ ہے۔

سوال ۲۰: سجدہ تلاوت کب اور کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: ہر عاقل بالغ مسلمان پر کہ وہ نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اُسے حکم ہو آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی غرض ہو تو خود سُن سکے اور سننے والے پر بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

سوال ۲۱: سجدہ تلاوت کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: سجدہ تلاوت کے لیے تحریر کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے لیے

ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، ستر عورت اور نماز میں آیت سجدہ پڑھی، تو اس کا سجدہ نماز ہی میں فوراً واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا اور قصد نہ کیا تو گنہگار ہوا، تو بہ لازم ہے، ہاں اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کے سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔

سوال ۱۱۱: سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کہے کم تین بار، تَحْتَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہو یا اللہ اکبر نہ کہا یا تَحْتَانَ نہ پڑھا تو سجدہ تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑنا نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے اور سجدہ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشدد ہے نہ سلام۔

سوال ۱۱۲: سجدہ تلاوت میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں، ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے لیکن اس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے۔

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبِّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

سوال ۱۱۳: سجدہ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں اللہ سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً قبتہ، کلام وغیرہ۔

سوال ۱۱۴: آیت سجدہ بار بار تلاوت کی جائے تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار سنایا پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو اور اگر پڑھنے والے یا سنتے

والے کی مجلس بدل جائے تو جس کی مجلس بدل جائے اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے جتنی بار آیت سجدہ پڑھی جائے اور ایک مجلس میں سجدے کی چند آیتیں پڑھیں یا اُنہیں اُتے ہی سجدے کرے، ایک کافی نہیں۔

سوال ۱۸: تلاوت میں آیت سجدہ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: پوری سورت پڑھا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ پڑھنے میں کراہت نہیں، علماء فرماتے ہیں جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے۔ اللہ عزوجل اس کا مقصد پڑھائے گا خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرنا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرے۔

سوال ۱۹: آیت سجدہ بخوں میں پڑھی تو سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: آیت کے بجائے کرنے یا بچے سُننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا، یونہی جنگل یا پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور مجنبہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

سوال ۲۰: تلاوت کرنے والا آیت سجدہ آہستہ پڑھے تو کیسا ہے؟

جواب: سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ سجدہ کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں تو آہستہ پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے اور اگر انھوں نے سجدہ کا ہتینہ کیا ہو اور سجدہ اُن پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔

سوال ۲۱: سجدہ تلاوت کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: اس طرح کہ میں اللہ کے واسطے سجدہ تلاوت کرتا ہوں۔

سوال ۲۲: سجدہ شکر کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیسا ہے؟

جواب: سجدہ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گئی ہوئی چیز بڑھ گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا، غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔

## سبق نمبر ۱۳

### نمازِ مریض کا بیان

سوال ۱۲: بیمار کے لیے کس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جبکہ بیمار آدمی بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہو گا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا جگر آتا ہے یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہو جائے گا، تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

سوال ۱۳: جو بیمار کسی اور چیز کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہو نا غدرِ شرعی نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہو گا کہ کھڑا نہ ہو سکے لہذا اگر عصا یا خدام یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اشد کبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔ آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں قرا سا بخار آیا یا خیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی۔ ایسے لوگوں کو ان مسائل سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھیں، ان کا اعادہ فرض ہے۔

سوال ۱۴: جو شخص بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر مریض اپنے آپ بیٹھ نہیں سکتا مگر کوئی دوسرا وہاں ہے کہ بٹھائے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو سجدہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے میں جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

سوال ۱۳۲: مریض بیٹے بیٹے نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب: لیٹ کر پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے، خواہ چپٹ لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں پھیلے نہیں کر قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے۔ اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اُونچا کر کے کو منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چپٹ لیٹ کر پڑھنا افضل ہے اور رکوع و سجود کے لیے سر سے اشارہ کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع سے پست کرے، سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ اس صورت میں اگر سجدے کے لیے برائست رکوع کے زیادہ سر نہ جھکایا تو سجدہ ہوا ہی نہیں۔

سوال ۱۳۳: اگر بیمار سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو نماز سابقہ ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھونوں یا دل کے اشارے سے پڑھے، پھر اگر اسی حالت میں چھ وقت گزر گئے تو ان کی قضا بھی سابقہ، قدرہ کی بھی حاجت نہیں، ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔

سوال ۱۳۴: اشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ ہے یا نہیں؟

جواب: اشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں، صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں، یونہی اگر زبان گونگی ہو گئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔

سوال ۱۳۵: بیماری میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا کس طرح کرے؟

جواب: بیماری میں جو نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو دیے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور صحت کی حالت میں قضا ہوئی بیماری میں انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے، ہر جگہ کی صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔

## سبق نمبر ۱۲

### نماز مسافر کا بیان

سوال ۱۲۸: شریعت میں مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک متعلقہ جہانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا، اور تین دن کی مراد یہ نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے اس لیے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضروری ہے اور چلنے سے مراد متبادل چال کہ نہ تیز ہو نہ سست۔

سوال ۱۲۹: مسافت سفر میں کس کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: کس کا اعتبار نہیں کہ کس کہیں بڑے جوتے ہیں کہیں چھوٹے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۳۰ میل ہے یعنی تقریباً ۱۰ میل اور اسی راستہ کا اعتبار ہو گا جس سے سفر کر رہا ہے۔

سوال ۱۳۰: بستی سے باہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بستی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر کی آبادی سے اور گاؤں میں ہے تو گاؤں کی آبادی سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے اور اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے مسافر ہو جائے گا جبکہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔

سوال ۱۳۱: وہ کیا احکام ہیں جو مسافر کے لیے بدل جاتے ہیں؟

جواب: نماز کا قصر ہو جانا، روزہ نہ رکھنے کا مباح ہو جانا، مزدوں کے مسح کی ذمت کا تین دن تک بڑھ جانا، جمعہ، عیدین اور قربانی کا اس کے فطر لازم

نذر ہنا وغیرہ۔

سوال ۱۳۳: نماز میں قصر کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قصر یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھنا، مسافر کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اگر قصد چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار اور مستحق عذاب ہے کہ واجب ترک کیا لہذا توہر کرے۔

سوال ۱۳۴: سنتوں میں قصر ہے یا نہیں؟

جواب: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائے گی۔ البتہ خوف اور مداوری کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائے گی۔

سوال ۱۳۵: مسافر کب تک مسافر ہوتا ہے؟

جواب: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے اور یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر اپنے وطن واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔

سوال ۱۳۶: وطن کئے (کتنی) قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: وطن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وطن اصلی، دوسرا وطن اقامت، وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے دگ وہاں رہتے ہیں، یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا اور وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔

سوال ۱۳۷: کسی شخص کا ارادہ اگر کسی جگہ پندرہ روز سے کم رہنے کا ہے، مگر کام پورا نہ ہو اور اس نے پھر چارچھ روز اقامت کی نیت کر لی تو اب اس پر قصر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جب کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرایا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا

اور آج کل آجکل کرتے برسوں گزر جائیں، جب بھی مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے جب تک اگلے پندرہ دن ٹھہرنے کی تیت نہ کرے۔

سوال ۱۳۰: اگر مسافر نے چار رکعت والی نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سبوتا ایسا ہو گیا تو اخیر میں سجدہ سہو کرے، دو فرض ہو جائیں گے۔ اور دو نفل، اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قصد کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھل دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار ہوا اور اگر دو رکعت پر قصد نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی۔ فرض دوبارہ پڑھے۔

سوال ۱۳۱: مسافر، مقیم کی اقتدار کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدار نہیں کر سکتا، وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے۔ یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت اور بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدار کر سکتا ہے۔

سوال ۱۳۲: مقیم مسافر کی اقتدار کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ادا و قضاء دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدار کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا ہے، البتہ اسی صورت میں امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور اگر شروع میں کہہ دیلے تب بھی یا بعد میں کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کر لو، میں مسافر ہوں تاکہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی امام کا مسافر ہونا معلوم ہو جائے۔

سوال ۱۳۳: مسافر چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: چلتی ریل گاڑی پر فرض و واجب و سنت فخر نہیں ہو سکتے۔ ان نفل اور دوسری نمازیں ہو سکتی ہیں اس لیے کہ فرائض وغیرہ میں جگہ کا ایک رہنا اور نمازی کا قبضہ رخ ہونا شرط ہے اور چلتی ریل میں یہ دونوں باتیں منقود ہیں لہذا جب گاڑی اسٹیشن



پر ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے، وضو وغیرہ کا اہتمام پہلے سے رکھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کر لے کہ جہاں من جتہ العباد کوئی رکن یا شرط مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے، یہی حکم ہوائی جہاز کا ہے اور ریل گاڑی کو بحری جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی جی جاتے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی، اور ریل گاڑی ایسی نہیں، اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے، جب وہ پہنچ دریا میں ہو، کنارہ پر ہو اور آدمی خشکی پر آ سکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے۔

## سبق نمبر ۱۵

### نماز جمعہ کا بیان

سوال ۱۳۱: جمعہ کی نماز فرض میں ہے یا فرض کفایہ؟  
جواب: جمعہ کی نماز فرض میں ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے۔ یعنی ظہر کی نماز سے اس کی تاکید زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو تین بے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا اور ایک روایت میں ہے وہ منافق ہے اور اللہ سے بے علاقہ۔

اور چونکہ اس کی فرضیت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے۔  
سوال ۱۳۲: جمعہ ادا کرنے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں، کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو روز بائی جاتے، تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔

۱۔ شہر یا شہر کے قائم مقام بڑے گاؤں یا قصبہ میں ہونا یعنی وہ جگہ جہاں متعدد گھرے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ یونہی شہر کے آس پاس جو جگہ شہر کی مصلحتوں کے لیے ہو جے

فنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان، فوج کے سہنے کی جگہ، کپھریاں ایشیئن وہاں بھی جمعہ جائز ہے اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں تو جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آکر جمعہ پڑھیں۔

۲۔ سلطان اسلام یا اس کا نائب جس نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقہ مثنیٰ صحیح العقیدہ ہو، احکام شریعہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہوتا ہے لہذا وہی جمعہ قائم کرے اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، وہ جمعہ قائم کرے۔ عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے، ذیہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں۔ ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

۳۔ وقت ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اٹھائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا تو جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں،

۴۔ خطبہ جمعہ اور اس میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے جو جمعہ کے لیے شرط ہے اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں، اگر کوئی امر مانع نہ ہو اور خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

۵۔ جماعت، یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔

۶۔ اذن عام، یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے، کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

سوال ۱۳۱: خطبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطبہ ذکر الہی کا نام ہے۔ اگرچہ صرف ایک ابراہیمُ اللہُ یا سُبْحَنَ اللہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا، فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے اور جھینک آئی، اس پر الحمد للہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحَنَ اللہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

سوال ۱۳۲: خطبہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب : خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں : خطیب کا پاک ہونا۔ منبر پر ہونا۔ خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنا، خطبہ کے لیے سامعین کی طرف منہ اور قبضہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا۔ خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد سے شروع کرنا، اللہ عزوجل کی شان کرنا، اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا، کم از کم ایک آیت تلاوت کرنا، حضور پر درود بھیجنا، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا، اور دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا اور حمد و ثناء و شہادت و درود کا اعادہ کرنا، دونوں خطبے ہلکے ہونا اور دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

سوال ۱۳۵: کون کون سی باتیں خطبہ میں متحب ہیں۔

جواب : متحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بر نہمت پہلے کے پست ہو اور خلفاء راشدین و عتیق مکرّمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔

سوال ۱۳۶: خطبہ میں سامعین کے لیے سنت کیا ہے ؟

جواب : حاضرین جمعہ امام کی جانب متوجہ رہیں۔ جو شخص امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے، اور امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ ہائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اسی نے جہنم کی طرف پل بنایا، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیلے اور آگے جبکہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نمازیں بیٹھتے ہیں۔

سوال ۱۳۷: خطبہ کے وقت کیا کیا باتیں ناجائز یا منع ہیں ؟

جواب : جو چیزیں نمازیں حرام ہیں وہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں مثلاً کھانا پینا سلام جواب سلام وغیرہ اور جب خطیب خطبہ پڑھے تو حاضرین پرستنا

اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دُور ہیں کہ خطبہ کی آواز اُن تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے اور جب خطیب خطبہ کے لیے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک نماز واذکار تلاوت قرآن اور ہر قسم کا کلام منع ہے البتہ صاحب ترتیب اپنی قصدا نماز پڑھ لے۔ یہ نہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے وہ جلد جلد پوری کرے اور حضور اقدس ﷺ کا نام پاک خطیب نے یا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں اور اگر کسی کو بُری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں، زبان سے ناجائز ہے۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔

سوال ۱۲: جمعہ کی دوسری اذان کس وقت کہی جائے؟

جواب: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اُس کے سامنے دوبارہ اذان کہی جائے اور سامنے سے مراد یہ نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام منع کرتے اور مکروہ فرماتے ہیں اور اذان ثانی بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے کہ جس نے پہلی غُصنی اسے سُن کر حاضر ہوا وہ خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے۔ خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔

سوال ۱۳: جمعہ کی پہلی اذان ہونے کے بعد کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشغلے اور کاروبار جو ذکرِ الہی سے غفلت کا سبب ہوں، اسی میں داخل ہیں، اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم اور نماز کے لیے اہتمام کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔

نماز جمعہ کے لیے بیشتر سے جانا اور سواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔

سوال ۱۵۱: جمعہ واجب ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں، ان میں سے ایک بھی معدوم ہوتو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا۔

(۱) شہر میں مقیم ہو (۲) صحت، لہذا ایسے مرض پر کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلے جانے میں مرض بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا قوی اندیشہ ہو، جمعہ فرض نہیں (۳) آزاد ہونا (۴) مرد ہونا (۵) بالغ ہونا (۶) عاقل ہونا اور یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے (۷) انکھیا را ہونا، لہذا نابینا پر جمعہ فرض نہیں، ہاں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت با وضو ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یونہی جو نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں پھلتے پھرتے ہیں ان پر بھی جمعہ فرض ہے (۸) چلنے پر قادر ہونا، لہذا پا پا بج پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں ہونا (۱۰) بادشاہ یا چود وغیرہ کی ظالم کا خوف نہ ہونا (۱۱) مینہ یا آندھی یا اوسے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔

سوال ۱۵۲: جن پر جمعہ فرض نہیں وہ ظہر یا جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جن پر جمعہ فرض نہیں انہیں بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں، یونہی جنہیں جمعہ نہ ملا وہ ظہر کی نماز تنہا ادا کریں، البتہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ یا جماعت پڑھیں۔

سوال ۱۵۳: اُردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا سنت متواترہ اور مسلمانوں کے قدیمی طریقہ کے خلاف ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں غم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے، کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں، کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو، خود رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس میں مدعی، مبشر، عجمی ابھی تازہ حاضر ہوئے ہیں، عربی کا ایک حرف نہیں

سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو یا کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو، ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں۔  
اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر و وعظ سے فائدہ کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تذکیر کے واسطے عربی انگریزی میں گنوائے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک کہ اسی میں ان کا قرآن، ان کا نبی عربی، ان کی جنت کی زبان عربی، اس کے لیے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں، اعتراض تراغیض مقررین پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

سبق نمبر ۱۶

## نماز عید کا بیان

سوال ۱۵۲: نماز عید کس پر واجب ہے؟

جواب: عیدین دو ہیں ایک عید الفطر جو ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے دوسری عید الاضحیٰ، جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے، ان دونوں کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ فرض ہے اور بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے اور گاڑوں میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال ۱۵۳: کیا ان نمازوں کے لیے بھی جمعہ کی طرح کچھ شرطیں ہیں؟

جواب: ہاں اس کی ادائیگی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل از نماز ہے اور عیدین کا بعد از نماز۔ اور عیدین میں نہ افان ہے نہ اقامت، صرف دوبارہ آنا کہنے کی اجازت ہے کہ: "أَلصَلَوَةُ جَامِعَةٌ؟"

سوال ۱۵۴: عید الفطر کے روز کیا کیا کام سنت یا مستحب ہیں؟

جواب : عید کے دن یہ امور مستحب ہیں : حجامت بخوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز مسجدِ مد میں پڑھنا عید گاہِ جلد چلے جانا، نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ عید گاہ پہل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پیشتر تین یا پانچ یا کم و بیش مگر طاق کھجوریں ورنہ کوئی میٹھی چیز کھالینا، خوشی ظاہر کرنا، آپس میں مبارک باد دینا، عید گاہ کو الینان وقار اور نیچی نگاہ کئے ہوئے جانا، کثرت سے صدقہ دینا، بعد نماز عید مصافحہ و معافہ کرنا۔

سوال ۱۵۶ : عیدِ اضیٰ میں کیا کیا امور مستحب ہیں ؟

جواب : عیدِ اضیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے، صرف ان باتوں میں فرق ہے اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے، اگرچہ قربانی ذکر سے اور کھا لیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہوا جائے۔

سوال ۱۵۷ : نماز عید ادا کرنے کی ترکیب کیا ہے ؟

جواب : نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عیدِ اضیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور پھر شاریعی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لے اور جہاں کچھ پڑھنا نہیں وہاں چھوڑ دے۔ پھر امام اغوا اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے، پھر رکوع و سجود کرے اور دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکعت پوری کر کے سلام پھیر دے۔ پھر نماز کے بعد امام دو خطبے

پڑھے۔ عید الفطر کے خطبے میں حمد و فطر کے احکام تعلیم کئے اور عید اضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریف بنائے اور مقتدیوں پر جیسے اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، یونہی عیدین کے خطبوں کا سننا بھی واجب ہے۔

سوال ۱۵۸: تکبیرات تشریف سے کیا مراد ہے؟

جواب: نزی ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض، چنگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی۔ ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل، اسے تکبیر تشریف کہتے ہیں وہ یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ نفل و سنت اور وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور بعد کے بعد واجب ہے۔ اور عید کے بعد بھی کہہ لے اور منفرہ پر اگرچہ واجب نہیں مگر وہ بھی کہہ لے۔

سوال ۱۵۹: نماز عید کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: نماز عید کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضخوۃ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر عید الفطریں دیر کرنا اور عید اضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو گیا تو نماز باقی رہی اور کسی مذکر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی تو دوسرے دن پڑھی جاتے اور دوسرے دن بھی نہ ہوتی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور عید اضحیٰ کی نماز مذکر کی وجہ سے بارہویں تک چار اہت مؤخر کر سکتے ہیں۔ بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی۔

سوال ۱۶۰: کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب: امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا تو وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ دے ورنہ نہیں پڑھ سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز



پڑھے۔

سوال ۱۳۱: تکبیر تشریف کس پر واجب ہے؟

جواب: تکبیر تشریف اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدار کی ہو اگرچہ مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو۔ اور مقیم نے مسافر کی اقتدار کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔ اور مسبوق و لاحق پر بھی تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیری اس وقت کہیں۔

سبق نمبر ۱۰

## میت کا بیان

سوال ۱۳۲: جان کنی کی کیا علامت ہے؟

جواب: پاؤں کا سُست ہو جانا کہ کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، دونوں کندھوں کا بیٹھ جانا، مُنہ کی کھال کا سُخت ہو جانا وغیرہ۔

سوال ۱۳۳: جان کنی کے وقت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو مُنت یہ ہے کہ میت کا مُنہ قبلہ کی طرف کر دیں اور قبلہ کی طرف کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں اور جب تک رُوح نکلے کو نہ آئی اسے تعلقین کریں یعنی اس کے پاس بند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھیں اگر اُسے اس کہنے کا علم نہ کریں۔ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو اب تعلقین موقوف کر دیں۔ اس اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اُس نے کوئی بات کی تو پھر تعلقین کریں تاکہ اُس کا اخیر کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہو۔ خوشبو اس کے پاس رکھیں مثلاً ٹوبان یا اگر بتیاں ملگادیں، مکان میں کوئی تصویر یا کتا وغیرہ ہو تو اس کو فوراً نکال دیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں وہاں ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ اس

وقت اس کے پاس نیک اور پرہیزگار لوگ رہیں تو بہت بہتر ہے کہ نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعا تے خیر کرتے رہیں۔ کوئی بڑا کلمہ مُنہ سے نہ نکالیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسین اور سورہ رعد پڑھیں۔

سوال ۱۴۸: جب میت کا دم نکل جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جب رُوح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبرٹ کے نیچے سے سر پرے جا کر گردے دیں کہ مُنہ کھلا نہ رہے۔ نہایت نرمی اور شفقت سے آنکھیں بند اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں۔ آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ	اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی
اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ نِيْسِرْ عَلَيْهِ اَمْرَهُ	ہمت پر، اے اللہ! اس کے کام کو اس
وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَ اُوْدٍ	پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل
اَسْعِدْهُ بِبِقَا اَيْتِكَ وَاجْعَلْ	کہ اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بہت
مَا خَوَّجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّنْ خَوَّجٍ	کہ اور اس کی آخرت اس کے لیے دُنیا
عَنْهُ۔	سے بہتر کر۔

پھر جن کپڑوں میں وہ مرا ہے وہ اتار لیں اور اس کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اس کے پیٹ پر لوب یا گیلی مٹی یا کوئی اور بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے مگر زیادہ دُفنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔ میت کو چارہ پانی وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ چسپے۔ اس کے ذر ذر غرض وغیرہ بتدریج ازلہ ادا کر دیں۔ پڑوسیوں اور اس کے دوست و احباب کو اطلاع دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور غسل و کفن و دفن میں عجلدی کریں کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

سوال ۱۴۹: میت کے پاس تلاوت قرآن مجید وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جب کہ اس کا تمام بدن کپڑے

سے چپا ہوا در تیس اور دوسرے اڈکار میں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال ۱۹۶: میت کو غسل دینا کیسا ہے؟

جواب: میت کو غسل دینا یعنی نہلانا فرض کفایہ ہے کہ بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا اور باوجود علم کسی نے غسل نہ دیا تو سب پر گناہ ہوا۔

سوال ۱۹۷: میت کو نہلانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہے اُسے اتنی بار اس کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو ٹا کر انات سے گھنٹوں تک کسی کپڑے سے چپا دیں اور متنب یہ ہے کہ جس جگہ غسل دیں وہاں پر وہ کر لیں کہ نہلانے والے اور اس کے مددگار کے ہوا و سرانہ دیکھے۔ اب نہلانے والا جراب طہارت ہو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرے پھر نماز کا ماضو کرے۔ مگر میت کے وضو میں گٹھوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کھلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے لہذا پہلے میت کا منہ اور پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں اور کوئی کپڑا یا روتی کی پھر پر سی جھکو کر دانتوں اور سڑھوں اور ہونٹوں اور نغٹھوں پر پھیر دیں، اس کے بعد سر اور وارحمی کے بال گل غیر دیا بین یا کسی اور پاک چیز مثلاً اسلامی کا زلف کے بنے ہوئے صابن سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پرٹا کر سر سے پاؤں تک بری کے پتے جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر واپسی کروٹ پرٹا کر اسی طرح کریں، غاص نیم گرم پانی بھی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیری اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں۔ وضو مثل کا آمادہ نہ کریں، پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں اور اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں، ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت۔

سوال ۱۹۸: میت کو نہلانے والا کیسا شخص ہونا چاہیے؟

جواب : بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، نہ ہو یا نہلانہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو متقی اور امانت دار ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے اُسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور بڑی بات دیکھے تو اُسے کسی سے نہ کہے، ہاں اگر کوئی بد مذہب بد عقیدہ مرا اور اس کی کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس کو بیان کر دینا چاہیے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور مرد کو مرد نہلانے عورت کو عورت۔ میت چھوٹا لاکھ ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی غسل دے سکتا ہے۔

سوال ۱۹۹: میت کے غسل کے لیے نئے کھڑے بدھنے چاہئیں یا استعمالی؟  
جواب : میت کے غسل کے لیے نئے کھڑے بدھنے ضروری نہیں، گھر کے استعمالی کھڑے رٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور غسل کے بعد انھیں توڑ ڈالنا ناجائز و حرام ہے، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انھیں دھو ڈالیں اور اپنے استعمال میں لائیں یا مسجد میں رکھ دیں، لیکن اس خیال سے نہیں کہ ان کا گھر میں رکھنا خوست ہے کہ یہ تو زنی حاققت ہے بلکہ نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور مڑوسے کو اس کا ثواب۔

سوال ۲۰۰: میت کو کفن دینا کیسا ہے؟

جواب : میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے کہ ایک کے دینے سے سب پرے گناہ اٹھ جائے گا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

سوال ۲۰۱: مرد کے لیے کفن میں سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب : مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں، لفافہ یعنی چادر جو میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں آثار یعنی تہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے آتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جسے کنفی کہتے ہیں۔ گردن سے گٹھنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں۔

سوال ۱۶: عورت کے لیے سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب : عورت کے لیے کفن میں پانچ کپڑے سنت میں تین تو ہیں اور اڑھنی اس کی مقدار تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے، سینہ بند، سینہ سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک جو ہاں مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے۔ مرد کی کفنی منڈ سے پیر چھریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف یعنی مرد کی کفنی کا گریبان منڈ سے کی طرف ہوگا اور عورت کی کفنی کا سینہ کی طرف۔

سوال ۱۷: اگر کسی کو کفن سنت میسر نہ ہو تو کتنا کفن کافی ہے؟

جواب : کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں لفافہ اور ازار، اور عورت کے لیے تین، لفافہ، ازار، اور اڑھنی یا لفافہ، قمیص، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کفن ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

سوال ۱۸: کفن کیا ہونا چاہیے؟

جواب : کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین اور جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں اور بہتر سفید کفن ہے اور کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو منوع ہے اور عورت کے لیے جائز، یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن بھی دیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

سوال ۱۹: کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تڑ ہو اور کفن کو دھونی دے کر یوں بچھائیں کہ بڑی چادر، پھر شہ بند، پھر کفنی، پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور دارھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے قدم پر کافور لگائیں، پھر ازار یعنی تہ بند لپیٹیں، پہلے باتیں جانب سے پھر داہنی

جانب سے، پھر غافر پیٹیں، پہلے بائیں پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اڑنے کا اندیشہ درج رہے اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لاکر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینے پر رہے پھر بدستور ازار اور غافر پیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند، سینہ سے ران تک لاکر باندھ دیں۔

سوال ۱۶۷: جنازہ کو قبرستان تک لے جانے کا منون طریقہ کیا ہے؟  
جواب: سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں اور ہر ایک یکے بعد دیگرے چاروں پاویں کو کندھا دے اور سر بار دوش دوش قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سر ہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی، پھر بائیں سر ہانے پھر بائیں پائنتی اور دوش دوش قدم چلے تو کل چالیس قدم ہونے۔ حدیث میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ چلنے میں چار پائی کا سر ہانڈ آگے رکھیں اور جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا گئے اور جھوٹا پتھر شیر خوار یا اس سے بڑا اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں ورنہ چھوٹے کھٹو لے یا چار پائی پر لے جائیں۔

سوال ۱۶۸: جنازہ کے ساتھ والوں کو کس حالت میں ہونا چاہیئے؟  
جواب: جنازہ کے ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں۔ دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اتنی دُور رہے کہ ساتھیوں میں شمار نہ ہو، نیز ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیئے، موت اور قبر کو پیش نظر رکھیں۔ دنیا کی باتیں نہ کریں، نہ ہنسیں اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور لحاظ زمانہ حال اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دے دی ہے۔

سوال ۱۶۹: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہے وہ دفن سے پہلے واپس آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے۔ اور میت دفن کر دی جائے تو اولیائے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔

سوال ۱۹۹: نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

جواب : نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی، گنہگار ہوا، اس کی فرضیت کا ہوا نکال کر دے وہ کافر ہے اور جماعت اس کے لیے شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔

سوال ۲۰۰: نماز جنازہ کے مفصلات، ارکان، واجبات اور مستحب کیا ہیں؟

جواب : نماز جنازہ میں دو رکعتیں ہیں چار بار اللہ اکبر کہنا، قیام کرنا اور تین چیزیں سنت ہو گئی ہیں اللہ عزوجل کی حمد و ثناء، نبی ﷺ پر درود و شریف اور میت کے لیے دُعا، اور بعض علماء اسے واجب کہتے ہیں اور جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی ان سے فاسد ہو جاتی ہے۔

سوال ۲۰۱: نماز جنازہ کی شرائط کیا ہیں؟

جواب : نماز جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مُصلیٰ سے متعلق، دوسری میت سے متعلق، مُصلیٰ کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں اور میت سے متعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں : (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا (۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا، لہذا غائب کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی اور نجاشی کی نماز جو حضور ﷺ نے پڑھائی وہ حضور کے خواص میں شامل کی گئی ہے، دوسروں کو ناجائز ہے (۴) جنازہ کا زمین پر ہونا یا ماتھ پر ہونا تو قریب ہو (۵) جنازہ مُصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہونا (۶) میت کا وہ حصہ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا (۷) میت کا امام کے محاذی ہونا۔

سوال ۲۰۲: وہ کون لوگ ہیں جن کی نماز جنازہ نہیں؟

جواب : ہائی جو بنکوت میں مارا جائے، ڈاکو کر ڈاکو میں مارا گیا، وہ لوگ جو ناحق پاسداری سے لڑیں اور وہی مرتد ہیں، جس نے کسی شخص کا گھوٹ کر مار ڈالے، شہر میں رات کو ہتیار لے کر لوٹ مار کریں اور اسی حالت میں مارے جائیں، جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا، ان کے علاوہ ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار اور مرتکب کبائر ہو، یہاں تک کہ جس نے خودکشی کی حالت کو یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی بھی پڑھی جائے گی، یونہی بے نمازی کی بھی نماز پڑھنا ہم پر فرض ہے۔

سوال ۱۸ : نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : میت کے سینے کے سامنے میت سے قریب امام کھڑا ہو اور مقتدی تین مفین کر لیں۔ اب امام اور مقتدی میت کر کے ذکر میت کی میں نے نماز جنازہ کی مع چار مجبوروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے، دعا واسطے اس میت کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، امام امت کی اور مقتدی اقتدار کی نیت کرے، اکاؤں تک اتھ اٹھا کر تکبیر تحریر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور زانف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور شمار پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر دو دو پڑھے اور بہتر وہ دو دو ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مسلمان مردوں کے لیے دعا کرے یہ تین تکبیریں ہوئیں، چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے، تکبیر اور سلام کو امام جہر کے ساتھ بکے مقتدی آہستہ باقی تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی، اور صرف پہلی مرتبہ تکبیر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھاے جائیں پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔

سوال ۱۹ : جنازہ میں کوئی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب : میت مانع ہو تو یہ دعا پڑھیں :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا  
وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا  
وَكَبِيرِنَا وَذَكُورِنَا وَأُنثَانَا ،  
اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندے اور  
مردے اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے  
چھوٹے بڑوں کو اور ہمارے مرد و عورت کو۔



اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ  
عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ  
مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ۔  
اے اللہ ہم میں تو جسے زندہ رکھے اُسے اسلام  
پر زندہ رکھ۔ کہ اور ہم میں سے جسے وفات دے  
اُسے ایمان پر وفات دے۔

اور اگر نابالغ لڑکا بتو توبہ دعا پڑھیں :  
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا قَوَّاطِلًا وَاجْعَلْهُ  
لَنَا أَجْرًا وَدُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا  
شَافِعًا وَمُشَفَّعًا  
اے اللہ تو اس کو ہمارے لیے پیرو کار اور اس  
کو ہمارے لیے اجرو ذخیرہ کر اور اس کو ہماری  
شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت بنا۔  
اور لڑکی بتو اَجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً کہے۔

اور جو شخص اپنی طرح پر دعائیں پڑھ کے توجہ دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا ایسی  
ہو کہ امرِ آخرت سے متعلق ہو۔

سوال ۹۵: اگر کئی جنازے ہوں تو سب کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز میں  
سب کی نیت کرے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت  
میں پہلے اس کی پڑھے جو ان میں افضل ہے پھر اس کی جو اس کے بعد سب میں  
افضل ہے۔ و علیٰ ہذا القیاس۔ اور ایک ساتھ پڑھیں تو اختیار ہے کہ سب کو آگے  
پیچھے رکھیں، یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پانچویں  
یا سربانے دوسرے کو۔

سوال ۹۶: میت کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب: میت اگر بغیر نماز پڑھے دفن کر دی گئی اور مٹی بھی دے دی گئی، تو اب اس کی  
قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو میت  
کو قبر سے نکال لیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں۔ اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی  
کوئی تعداد مقرر نہیں بلکہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم اور مرض کے اختلاف پر  
موقوف ہے مثلاً گرمی میں جسم جلد پھٹے گا اور جاڑوں میں دیر سے فرہ جسم جلد اور

لاغر دیر میں، تریا شور زمین میں جلد اور خشک و غیر شور میں بدیر۔

سوال ۱۸۷: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر۔

سب نمازی اندر ہوں یا بعض کہ حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

سوال ۱۸۸: میت کو قبر میں کس طرح رکھیں؟

جواب: میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتاریں اور داہنی طرف کروٹ کر ٹائی

اور اس کا نہ قبلہ کو کریں، عورت کا جنازہ اُتارنے والے اُس کے محرم ہوں، یہ نہ ہوں

تو دوسرے رشتہ والے اور یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی اُماریں اور عورت

کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے

رکھیں، میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی

مِلَّةِ مَسْئُوْلِ اللّٰهِ۔ اور قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور

لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگا کر اُچھی جائز ہے اور تختوں

کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، قبر صندوق نما ہو تو

اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال ۱۸۹: قبر کو مٹی دینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ سر اُٹانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں،

پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ (اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، دوسری بار

وَفِيْهَا نُعِيدُكُمْ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے، اور تیسری بار وَمِنْهَا

نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اٰخَرٰی (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے، باقی مٹی ہاتھ یا

پھاڑ سے وغیرہ سے قبر پر ڈالیں اور بتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے یا دو ڈان کر دے

ہے اور ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے اور قبر

چوڑھوٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں دُحال رکھیں جیسے اُونٹ کا کر بان اور اُونچائی میں ایک

باشت یا کچھ زیادہ ہوا اور اس پر پانی چھڑکنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال ۱۸: قبر پر کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہیے؟

جواب: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اُڈنٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوت قرآن مجید اور میت کے لیے استغفار و دعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم ہے اور مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۃ بقرہ کا اُقل و آخر پڑھیں، اُس نے اَللّٰہ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پانچ اَمِّنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک۔

سوال ۱۹: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ کو مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو بخشنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جبکہ پڑھنے والے بلا اجرت پڑھتے ہوں کہ اجرت پر قرآن کریم پڑھنا اور پڑھوانا جائز نہیں، اگر بلا اجرت پڑھنے والا نہ ملے اور اجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

سوال ۲۰: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں کہ امید مغفرت ہے۔

سوال ۲۱: جنازہ یا قبر پر پھول ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں، یونہی قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے، تسبیح کریں گے اور میت کا دل بدلے گا۔ اسی لیے قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔

سوال ۲۲: قبر پر اذان سے میت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: احادیثِ کریمہ میں وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مرے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف

اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں، اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کے لیے دعا کریں۔ خود حضور اقدس ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے، الہی اسے شیطان سے بچا۔ اہم صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان بیٹھ پھر کر جگا جاتا ہے۔ تو قبر پر اذان دینے کا یہ فائدہ تو ظاہر ہے کہ بفضلِ تعالیٰ میت کو شیطانِ رجیم کے شر سے بچاؤ مل جاتی ہے اور اسی اذان کی برکت سے میت کو سوالاتِ تکمیری کے جوابات بھی یاد آ جاتے ہیں، یہ دوسرا فائدہ ہوا۔ پھر اذان ذکر الہی ہے اور جہاں ذکر الہی ہوتا ہے وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، عذابِ الہی اٹھا لیا جاتا ہے، اور یہ تو ظاہر ہے کہ ذکر الہی وحشت کو دور کرتا اور دل کو اطمینان بخشتا ہے، تو قبر پر اذان سے میت سے عذاب اٹھ جانے اور اس کی وحشت دور ہو جانے کی قویٰ امید ہے، اس لیے اذان زندوں کی طرف سے میت کے لیے ایک عجیب نفع بخش تحفہ ہے۔

سوال ۱۹: قبرستان میں کون کنسی باتیں ممنوع و ناجائز ہیں؟

جواب: کسی قبر پر سونا، چلنا پھرنے، چٹا پٹا کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو بیاراستہ نکال لگیا ہے اس سے گزرنانا جائز ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا جائز ہے مگر قبروں پر گزرنے کا تو وہاں تک جانا منع ہے۔ دُور سے فاتحہ پڑھ لے اور قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے اسی طرح وہ تمام باتیں ممنوع ہیں جو باعثِ غفلت ہوں جیسے کھانا پینا سونا، بنسنا، دُنیا کا کوئی کلام کرنا وغیرہ۔

سوال ۲۰: تعزیت کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیسا ہے؟

جواب: کسی مسلمان کی موت پر اپنے مسلمان بھائی کو جو میت کے اقارب سے ہے، صبر کی تلقین کرنا تعزیت ہے۔ تعزیت مسنون اور کارِ ثواب ہے۔ اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اور کوئی عذر ہو تو بعد میں بھی حرج نہیں، تعزیت میں

یہ کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور  
تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

سوال ۱۸: نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا  
جسے بین کہتے ہیں، حرام ہے۔ یونہی گریاں پھاڑنا، منہ فچنا، بال کھولنا، سر پر  
خاک ڈالنا، سینہ کو ٹٹا، دُک پر ہاتھ مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام  
یونہی سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔ یونہی بے لگنا کر اس  
میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔ ہاں رونے میں اگر آواز بلند نہ ہو تو اس کی  
مانعت نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

## زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کا بیان

سوال ۱۹: زیارتِ قبور کا حکم کیا ہے؟

جواب: زیارتِ قبور جائز و مستحب بلکہ منون ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ  
شہدائے اُمد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے اور  
یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، وہ دُنیا میں بے رغبتی کا سبب  
ہے اور آخرتِ یاد دلاتی ہے۔

سوال ۱۹: زیارتِ قبور کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبر کی زیارت کو جانا چاہیے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں ذکرِ رکعت  
نمازِ نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیتہ الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ تعالیٰ  
بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور  
پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو

جائے تو راستہ میں غصیل باتوں میں مشغول نہ ہو۔ جب قبرستان پہنچے جوئے آتا ہے اور پانچ کی طرف سے جا کر اس طرح کھڑا ہو کر قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ، سرانے سے ذائقے کی میت کے لیے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑتا ہے کہ کون آیا اور اس کے بعد یہ کہے،

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَقْبِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ كُنَّا سَلَفٌ وَتَحْنُونَ بِالْآثَرِ يَا أُولَئِكَ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ كُنَّا سَلَفٌ وَأَنْتُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقُّونَ ۝ اور سورۃ فاتحہ و کہہ الکرسی اور سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ ۝ اَلْهَا كُنَّا لَكُمْ شُرَكَاءَ ۝ سورۃ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچانے اور ارٹھینا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا قدد جتنے فاصلے پر بیٹھ سکتا تھا۔

سوال ۳۱: زیارت کے لیے کون سا دن اور وقت مقرر ہے؟

جواب: چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، پیر، جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور جمعہ کے دن قبل نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنجشنبہ کو دن کے اول وقت اور بعض علماء نے فرمایا کہ پہلے وقت میں افضل ہے اور شہرک راتوں میں بھی زیارت قبور افضل ہے۔ شب شب برأت، شب قدر، اسی طرح عیدین کے دن اور مشرۃ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے اور اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے اور زیارت کرنے والے کو برکات حاصل ہوتی ہیں اور عورتوں کو مزارات پر نہ جانا چاہیے، مردوں کو چاہیے کہ انھیں منع کریں۔

سوال ۳۲: تیج، دسواں، چالیسواں، ششماہی، بری وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہم اہلسنت کے نزدیک زندگی کے ہر عمل نیک اور ہر قسم کی عبادت مایہ یا بدنیہ، فرض و فضل اور خیرات کا ثواب مردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے اور

اس میں کچھ شک نہیں کہ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہیں یہ تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا دسویں یا چالیسویں دن، تو یہ تخصیصات نہ شرعی ہیں نہ انھیں شرعی سمجھا جاتا ہے یعنی یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا، اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے بنا رکھی ہے، بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں اُسی دن سے بہت دنوں تک جاری رہتا ہے تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دن میں لوگ نامائز جانتے ہیں؟

الفرض یہ تھا اور چالیسواں وغیرہ سب اسی ایصالِ ثواب کی صورتیں ہیں اور قطعی جائز ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ سب کام اچھی نیت سے کیا جائے، غنائشی نہ ہوں ورنہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب بلکہ بعض صورتوں میں تو اور اٹا و بال پڑ جاتا ہے مثلاً بعض لوگ ایسے موقعوں پر اُدھار، قرض بلکہ سودی رویہ سے محض اپنی برادری میں ناک اُونچی رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کرتے ہیں، یہ جائز ہونا کیسا بلکہ اٹانگن ہے۔ یونہی اس موقع پر رشتہ داروں کی دعوت کی جاتی ہے، یہ غلط ہے، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں، فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے، بااثر حضرات کو اپنی اپنی قوم و برادری میں اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

سوال ۲۲: بزرگانِ دین کی نیاز کا کھانا مالدار کھاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بزرگانِ دین کی نیاز کا کھانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعثِ برکت بھی ہے۔ رجب شریف کے کوئٹے، محرم کا شریف یا کچھلا، ماہِ ربیع الآخر کی گیارہویں شریف کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے اور رجب کی چھٹی تاریخ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یونہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو شریا حضرت شیخ عبدالحق ردوی قدس سرہ کا نوشتہ، یہ وہ چیزیں ہیں جو صدیقیں سے مسلمانوں کے علوم و خواص علماء و فضلاء میں جاری

ہیں اور ان میں خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور امراء بھی اس میں نقد و شوق سے شریک ہوتے ہیں اور طعام تبرک سے فیض پاتے ہیں۔

سوال ۱۲۱: محرم میں شہدائے کربلا کے سوگسی اور کی فاتحہ درست ہے یا نہیں؟  
جواب: جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے یہ خیال غلط ہے کہ محرم میں سولے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔

سوال ۱۲۲: بزرگان دین کا عرس جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: عرس بزرگان دین جو ہر سال اُن کے وصال کے دن ہوتا ہے، یعنی اس تاریخ میں لوگ جمع ہوتے، قرآن مجید پڑھتے اور دوسرے اذکار خیر نصیرات کرتے ہیں یا میلاد شریف وغیرہ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایسے کام جو طہیث و غیرہ برکت میں جیسے اور دنوں میں جائز ہیں، ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔ پھر اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت، باعث برکت ہے۔ رہے وہ امور جو شرعاً ممنوع ہیں وہ ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاحبت طیبہ کے پاس اور مذموم۔

سبق نمبر ۱۹

## پیاسے نبی کی پیاری باتیں

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- ۱۔ جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے آپ ہی کو مات کرے۔
- ۲۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھوٹی ہیں، جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔ جب وہ فرجائے تو جنازہ میں حاضر ہو اور جب وہ بگڑے تو حاضر ہو اور جب اُسے ملے تو سلام کرے اور جب پھینکے تو جواب دے، اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔



۲۔ جس نے قرآن کریم پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی دشمنی سُدج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟

۳۔ بد خالی کوئی چیز نہیں اور خال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کیا خال کیا چیز ہے؟ فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے منے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا امداد کرتے وقت کسی کی زبان سے اچھا کلمہ نکل گیا یہ خال ختم ہے۔

۵۔ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام احضار زبان کے سامنے عاجز ازیہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور ٹیڑھی ہو گئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

۸۔ جتنے گناہ ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ بے چاہتا ہے صاف کر دیتا ہے ہوا والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔  
۶۔ جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علماء کے ساتھ مقابلہ کرے گا، جاہلوں سے جھگڑا کرے گا، اس لیے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں، اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا۔

۸۔ دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا، اور ایک دُنیا کا لالچ کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔

۹۔ جب زمین پر گناہ کیا جائے تو جردہاں موجود ہے اور اُسے بُرا ہانتا ہے وہ اس کی شل ہے جردہاں نہیں اور جردہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے وہ اس کی شل ہے جردہاں حاضر ہے۔

۱۰۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بڑے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو زخالی ہو زبانی یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا مسمیٰ

غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جانی یعنی جفا کرنے والا وہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے اور بادشاہ و عامل کا اکرام کرنا۔

۱۱۔ والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کر اسے اچھے آداب سکھائے۔

سبق نمبر ۲۰

## اچھی اچھی دعائیں

- ۱۔ بازار میں جاتے تو یہ دعا پڑھے :  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا السُّوقِ وَخَيْرَ مَا فِیْهَا وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا۔  
اور جسے یہ دعا یاد نہ ہو وہ پوچھا کہ یہی پڑھ لے، شر سے محفوظ رہے گا۔
- ۲۔ دوسرے کے گھر کھانا کھاتے تو یہ دعا پڑھے :  
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِّهٖمْ فِیْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْفُ عَنِّمْ وَارْحَمَهُمْ۔  
۳۔ مریض کی عیادت کو جاتے تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور کہے :  
لَا یَأْسُ ظَہُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔
- ۴۔ غیر مسلموں کی عیادت گاہوں یا سنگھ وغیرہ کی آواز سن کر یہ دعا پڑھے :  
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا نَعْبُدُ وَاَکَلَا  
نَسْتَعِیْنُ اِلَّا اِیَّاهُ۔
- ۵۔ جب کسی سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے :  
سُبْحٰنَ الذِّیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِیْنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا  
لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

۷۔ جب کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو کسی بلا میں مبتلا ہے تو یہ دُعا پڑھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَاقَبَنِیْ بِمَعْنِ اِبْتِلَآکَ بِہٖ وَفَضَلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

۸۔ جب دریا میں سوار ہو تو یہ پڑھے :

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِبُہَا وَمَرْسَہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

۹۔ جب کسی منزل پر پہنچے تو یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ لِّیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔

۱۰۔ جب اُس بستی پر نظر پڑے جس میں ٹھہرنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ خَیْرَ ہِذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَہْلِہَا وَخَیْرَ مَا فِیْہَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ہِذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَہْلِہَا وَشَرِّ مَا فِیْہَا۔

۱۱۔ جب کسی شکل میں مدد کی ضرورت ہو تو من ارہے :

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْثُوْنِیْ۔

غیب سے مدد ہوگی۔

۱۲۔ اگر دشمن یا رازہزن کا ڈر ہو تو ایلاف پڑھے۔

۱۳۔ جب غم و پریشانی لاحق ہو تو یہ دُعا پڑھے :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝

## عرف آفر

یہ ماما میرے جرموں کی نہیں ہے کوئی حدشا  
مجھے تسلیم اپنی ہر عطا، بے روڈ کد سشا  
مگر تم چاہو تو ہر جرم نیکی سے بدل جلتے  
کہ دیوان شفاست میں تو ہے ایسی جی ندشا

ان تمام حضرات سے جو اس سلسلہ سے فائدہ حاصل کریں، اس بیچمدان کی  
اتھا ہے کہ وہ مصیبت قلب سے اس فقیر کے لیے حُسنِ خاتمہ اور مغفرتِ ذنوب کی  
دُعا کریں۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباعِ  
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا  
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَاٰبَائِهِ  
وَجُزْئِهِمْ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ  
الرَّاحِمِينَ

المبدی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المادہ روی غنی منہ  
مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حصہ ششم

باب اول :

اسلامی عقیدے

الحمد لله الذي هدانا لهذا لا يمان والإسلام والصلوة والسلام  
على سيدنا محمد الذي استنفذنا من عبادة الأصنام وعلى  
آله واصحابه البررة الكرام وعلىنا بهم رياء الجلال والاکرام  
والله المستول ان يجعلنا لسنته من التابعين ولذاته من  
المحبتين فانه على ذلك قدير، لا اله غيره ولا خير الاخيره،  
نعم المولى ونعم النصير،  
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

## سبق نمبر ۱

### حمد الہی

فکر اسفل ہے مری، مرتبہ بالاتیرا  
 طور ہی پر نہیں موقوف اُجالاتیرا  
 کیا خبر ہے کفلی العرش کے کیا معنی ہیں  
 نئے انداز کی خلوت ہے یہ اپنے پرورش  
 چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے  
 پہلے ہے انسان کو کچھ کھوکھلے طائر ہے  
 میں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد  
 سارے عالم کو تو مشتاقِ تہجی پایا  
 اُٹھیاں گاڑیں دے دے کے سُنا کرتے ہیں  
 اتنی نسبت بھی مجھے دھول جہاں میں ہیں  
 وصف کیا خاک کھسے خاک کا پتلا تیرا  
 کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا  
 کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جو یا تیرا  
 آنکھیں شقائقِ دل میں ہو جلوۂ تیرا  
 تاخیرِ عقل سے کھٹتا نہیں عقدۂ تیرا  
 آپ کو کھوکھلے، تجھے پائے کا جوا تیرا  
 شہر میں ذکرِ ترا، دشت میں چرچا تیرا  
 پوچھنے جلیے اب کس سے ٹھکانا تیرا  
 خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا  
 تو مرا ملک و مملکت ہے میں بسدا تیرا

اب جاتا ہے حسن اس کی گل میں بستر

خوب رویوں کا جو محبوب ہے، پیارا تیرا

(حضرت مولانا حسن بریلوی)

## سبق نمبر ۲

### قرآن مجید

سوال ۱: قرآن کریم کی حقانیت پر کیا دلائل ہیں؟  
جواب: قرآن کریم اپنی حقانیت پر خود گواہ ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

قرآن کریم صاف اور واضح کلمات و لفظوں میں اعلان کرتا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا  
عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهٖ  
مِثْلِهٖ (الذّٰیۃ)

اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے اس بندہ خاص پر نازل کی تو اس جیسی کوئی ایک سورت تو لے آؤ۔

آیت کریمہ میں ایک نہایت پُر زور اور دائمی چیلنج منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے خیال میں قرآن کریم محض انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو اور جب ایک انسان ایسی تصنیف پر قادر ہے تو درجہ سراجی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ لائق و فائق انسانوں کا پورا ایک مجمع اور وہ بھی علوم و فنون پر تازر کھنے والے، مشرق و مغرب کے دانشوروں کا مجمع۔ قرآن کریم کا ایک سیدھا سچا دعویٰ یہ ہے کہ وہ انسان کا نہیں، خدا کا کلام ہے اور اپنے اس دعویٰ پر دلیل اس نے کیسی قطعی اور عوام و خواص کی سمجھ میں آ جانے والی یہ پیش کر دی ہے کہ اگر کوئی اسے امکان بشری کے اندر سمجھنے سے تذر اس کا ادنیٰ اور ہلکا سا نمونہ جی سب کی متحدہ کوشش سے پیش کر دکھائے۔

یہ چیلنج صرف عرب کے شعراء اور بلقار کے لیے ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کے سب منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ معانی کی بندی، مطالب کی جامعیت، مضامین کی ندرت کے ساتھ ساتھ انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں کا جامع نظام نامہ مکمل و ہم گیر

ہر جتنی دستور العمل، جیسا کہ قرآن کریم ہے اور جو ہدایتیں اور نصیحتیں اس کی ایک ایک سورت کے اندر موجود ہیں، اگر تم اپنی تندرہ کوششوں اور جدوجہد سے بھی اس کے مقابلہ کی کوئی چیز پیش کر سکتے ہو تو لاؤ دکھاؤ۔

اسلام کے دشمنوں کے لیے یہ کتنا آسان طریقہ تھا کہ صرف تین آیت کی ایک مختصر سورت بنا کر قرآن کریم کے اس چیلنج کا جواب دیتے اور اس طرح قرآن نبوت اور اسلام کی صداقت و عظمت کو یک لخت ختم کر کے بیک کر شرمسار کا منظر دکھا دیتے لیکن چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، کتنے نئے نئے مسلک و مذہب پیدا ہو رہے ہیں، کیسی کیسی انڈیز و مذہب جنم لے رہی ہیں، اپنے علوم و فنون پر ناز رکھنے والوں کو کیا کیا جوش اس وقت بھی آیا ہو گا اور آج بھی آ رہا ہے، شرق و غرب کے بدعخواہ اپنی بے چین خواہشوں، نگاہوں کوششوں اور ہاں گسل کاوشوں کے باوجود اس چیلنج کا جواب آج تک نہ دے سکے اور دنیا کے کتب خانے سابق دور کی طرح کتاب سازی کے اس عہد میں بھی اس چیلنج کے جواب سے خالی ہیں اور یہیں یقین ہے کہ مشرکین اسلام کی یہ خواہشیں قیامت تک پوری نہ ہو سکیں گی، نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ جب قرآن مجید کی پیش کی ہوئی دلیل سے دنیا عاجز ہے تو یقیناً قرآن، خدا کا کلام ہے اور اب اس کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری نذر دھیک دہرے کے آفتاب، انکار، والحمد للہ!

سوال ۱: قرآن کی حقانیت پر کچھ عام فہم دلائل بھی دیجئے تاکہ ایمان اور مستحکم ہو۔  
جواب: (۱) ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید تیس سال کی مدت میں بتدریج سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ انہیں الفاظ میں دنیا میں مشہور و مشہور و محفوظ، زبانوں پر جاری، دلوں پر قابض، دماغوں پر عادی ہے جو حضور سید عالم ﷺ نے پڑھ کر سنائے تھے، اس کی موتیں اور آیتیں تو درکنار، قرآن کریم کے ایک حرف ایک نقطے کی طرف بھی یہ نسبت نہیں کی جاسکتی کہ ان میں تغیر و تبدل واقع ہوئی ہے۔



(ب) یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ میں موجود ہے، دنیا کے ہر حصے پر کروڑوں اشخاص اس کی تلاوت کرتے اور ہر روز کم از کم پانچ دفعہ اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ لیتے ہیں جبکہ دلچسپ سے دلچسپ کتاب بھی دو چار مرتبہ پڑھ لینے کے بعد ناظرین کے شوقی مطالعہ کو چاٹ جاتی ہے اور اس میں وہ کشش فنا ہو جاتی ہے۔

(ج) جب سے قرآن کریم کا نزول ہوا، اس کا ظہور ترقی پذیر ہو رہا ہے، اس وقت سے لے کر جب اسے اکیلی ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سنا اور پڑھا، لفظ بہ لفظ، روز بروز، اس کے ماننے والوں کی تعداد فزول ہوتی جاتی ہے، کوئی ملک کوئی موسم، کوئی رسم و رواج، کسی جگہ کے ماننے والوں یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کے لیے سب راہ (رکاؤٹ) نہیں بن سکتے۔

(د) مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے غلط کئے گئے، اس کی پاکیزہ اور سیدھی سنی صاف تعلیم پر غلط حاشیے چڑھائے گئے، اس کے معنی و مفہوم کی غلط تعبیریں اور تاویلیں کی گئیں لیکن کوئی تدبیر بھی اس کی اشاعت کو زبردستی اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود کر سکی۔

(ر) قرآن کریم جس زبان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا، اسی میں اب تک نور گستر ہے اور ایک عالم اس کی روشنی سے متور ہے جبکہ دیگر تمام مقدس کتابیں، کیا تورات و زبور اور کیا انجیل و صہب ابراہیم و موسیٰ، اس وصف سے عاری ہیں، جس زبان میں وہ اتری تھیں، آج دنیا پر اس زبان کا اور اس زبان کے جاننے والوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا، اگر کہیں ہے تو صرف بڑے نام اور نہایت محدود سے محدود۔

(س) قرآن مجید ان سب اعترافات کو جو قرآن کے زمانہ نزول میں نکالتے گئے یا نبی کریم ﷺ پر کئے گئے، خود بیان کرتا ہے، اس لیے قرآن مجید اپنے لیے خود ایک پختہ تاریخ بن گیا ہے جس میں تصویر کے مدون رخ دکھائیے گئے ہیں، قرآن عظیم نے اس بارے میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے، دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا ظہور نہیں ہوا۔

وص، قرآن حکیم کی تعلیم ایسی زبردست صداقت سے ہوتے ہے کہ جن قوموں اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا انہوں نے بھی قرآن مجید کی تعلیم کو لے لیا ہے، لے رہے ہیں اور ہر ترقی یافتہ قوم مجبور ہے کہ اسے لیتی رہے۔

ط (ط) قرآن کریم مستقبل سے متعلق پیش گوئیں کا اعلان فرماتا ہے اور چودہ سو سال کا یہ طویل مرم شہادت دے گا کہ نزول قرآن پاک کے بعد سے آج تک ان میں سے کس طرح وہ پیش گوئیاں، تمام دنیا کے سامنے حوت بہ حوت اور ہجو ہجو پوری ہوئی رہی ہیں؟

سوال : عوام الناس کے لیے قرآنی تعلیم کی تحصیل کا صحیح راستہ کون سا ہے؟

جواب : ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتانا بتیباً لکھل یحیٰ و جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمایا وَمَا يَنْفَعُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔ اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو، اس سے فرماتا ہے فَاَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں۔ نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمایا وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُكِّلَ إِلَيْهِمْ۔ اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لیے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرما دے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ! قرآن عظیم کے لطائف و نکات و لطیف و دقیق باتیں منہجی تمام نہ ہوں گے ان دو آیتوں کے اتصال اور باہمی ربط نے ترتیب وار سلسلہ کلام الہی کے سمجھنے کا منظم و منظم فرمادیا کہ اسے جا بجا تم کلام علما کی طرف رجوع کرو اور اسے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے، غرض عوام الناس پر ائمہ دین کی تقلید واجب فرمائی اور ائمہ دین پر تقلید رسول لازم کی اور رسول پر تقلید قرآن، تو عوام الناس کو فقہائے اسلام و علمائے کرام سے علم قرآن حاصل کرنا چاہیے کہ ان کی نگاہ بصیرت میں قرآن کریم کی آیات کریمہ بھی ہیں اور قرآنی

احکام کی تشریح فرمانے والی احادیث مبارکہ بھی، تو جوان فقہاء کا دامن چھوڑ کر ان خود قرآن کریم سمجھنا چاہیے گا، مگر ای میں پڑے گا۔

سوال ۴: قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم میں باہمی کیا ربط ہے؟

جواب: قرآن حکیم صحیفہ ربانی ہے، خالق کائنات کا مبارک کلام ہے جو تمام انسانوں اور ہر زمانہ کے لیے نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو دہائی طور پر ہمیشہ ہمیش کے لیے ناقیام و روز قیامت نافذ ہے اور نافذ ہے گا لیکن ہر قانون کے خاص قواعد ہوتے ہیں، مجمل احکام کے لیے خصوصی شکلیں اور صورتوں کا تعین کرنا فاضل ہوتا ہے تو آخری کتاب قانون اور مکمل صحیفہ ربانی کی تشریح اور اس کے قواعد کی تدوین ترتیب بھی لازم تھی ورنہ ہر شخص اپنی استعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا عمل کرتا جس سے یکجہتی ختم ہو جاتی، اسی وجہ سے قرآنی احکام کی توضیح و تشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے اس کے لیے وہی عظیم ہستی موزوں ہو سکتی تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزول قرآن کے لیے منتخب فرمایا تھا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن پہنچانے والے کے ہر قرآنی لفظ کو تو من و من تسلیم کر لیا جاتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضا ہے لیکن وہ جو اپنے آپ کو اہل قرآن بتلاتے ہیں، اسی پہنچانے والے کی تشریح و توضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں، غرض قرآن مجید کے مطالب کو رسول اللہ ﷺ کبھی صرف قول سے کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول و فعل دونوں سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

مثلاً آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اَصَلِّيْ ۝ نماز اس طرح پڑھو جیسا تم نے مجھے پڑھتے دیکھا۔

آپ نے حج ادا کیا تو ارشاد فرمایا:

خُذُوْا عِلِّيْ مَنْاِيْكَمُ كَحُجَّۃِ ۝ ہم سے اپنے حج کے منا مکہ سیکھو۔

اس لحاظ سے رسول کریم ﷺ کی حیثیت قرآن کے شارع کی ہے۔

آپ قرآن کریم کی مجمل آیتوں کی تشریح اور مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اس

حیثیت سے حدیث، شرع و وضاحت ہے قرآن حکیم کی ماہ حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآن مجید نے اجمال یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو۔  
سوال: حدیث اور فقہ میں کیا تعلق ہے؟

جواب: امام عارف باقر عبد الوہاب شحرانی قدس سرہ الزبانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں اس تعلق کو جامعاً تفصیل تام سے بیان فرمایا ہے، انہما جملہ فرماتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت سے قرآن عظیم کے فعل اسم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن اپنی جمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین، حدیث شریف کے فعل اور قابل تشریح احکام وغیرہ کی تفصیل نہ فرماتے تو حدیث نہ رہتی جمل رہتی اور اسی طرح ہمارے اس زمانے تک اگر ائمہ دین کے کلام کی حلائے متاخرین شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی بیات نہ رکھتے حلائے مابعد کا کلام ائمہ دین کے کلام کی تشریح ہے اور ائمہ دین کا کلام حدیث نبوی کی تفسیر ہے اور احادیث نبویہ، قرآن حکیم کی تفسیر و شرح فرماتی ہیں اس لحاظ سے فقہائے کرام اور ائمہ دین کے کلام کی حیثیت بواسطہ حدیث نبوی قرآن حکیم ہی کی تشریح، تفسیر اور تفسیر ہے۔

اسی لیے حلائے دین فرماتے ہیں کہ فہم قرآن کا یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے، جو اسے قزنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت و گمراہی کی راہ چل رہا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم کی نسبت ارشادِ ربانی ہے کہ "اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے" جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں، چاہہ ضلالت میں گرتے ہیں۔

سوال: بعض لوگ ہر بات کا ثبوت قرآن حکیم سے مانگتے ہیں، ان کے باسے میں کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو

پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو کسر روزی کر دیا اور بزور زبان صرف قرآنِ عظیم پر دابر و مدار رکھا حالانکہ واللہ! وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن، وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الہی کے خلاف اپنی خواہش نفس کے مطابق اس کے معنی گمراہنا چاہتے ہیں۔

اب اس نئے دور میں کچھ نئے حضرات، نئے فیشن کے طلدادہ اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔

تو بات کیا ہے کہ یہ اور ان جیسے اور گمراہ فرتے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دہار میں ان کا کوئی ٹھکانا نہیں، حضور کی روشنی حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پُرزے پارچے بکھیر رہی ہیں، اسی لیے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کریتے ہیں کہ میں صرف قرآن سے ثبوت چاہیے، اس لیے خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جسے یہ کہتا سنو کہ ہم اماموں کا قول نہیں جانتے، ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیے، جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے یہ کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں چاہتے، میں صرف قرآن صکار ہے، سمجھ لو کہ یہ بددین ہے، دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔

وہ دہی ہے کہ قرآن مجل ہے جس کی ترمیم حدیث نے فرمائی اور حدیث مجل ہے جس کی تشریح ائمہ دین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے انحراف کرنا چاہے، ہیکے گا، گرے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے گا وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

### سبق نمبر ۳

## نعت رسول اکرم سید عالم ﷺ

وہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا  
فیض ہے یا شہ نسیم زلالا تیرا  
فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں  
آسمان خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان  
میں تو مانگ ہی کہوں گا کہ جو ملک کے حبیب  
دل جٹ خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے  
تیرے ٹکڑوں سے پتے، غیر کی ٹھوک پر نہ ڈال  
میری تقدیر بڑی ہو تو بھلی کرے، کہ ہے  
کس کا منہ نیچے، کہاں جائے، کسی سے کہے؟  
تیرے صدقے، مجھے بک بوند بہت ہے تیری

نہیں ستا ہی نہیں، مانگنے والا تیرا  
آپ پیاموں کے تجسٹ میں ہے دیا تیرا  
خسروا عرش پر اُڑتا ہے پھڑپڑا تیرا  
صاحب خانہ، قصب کس کہے؟ تیرا تیرا  
یعنی محبوب و محب میں، نہیں میرا تیرا  
پتہ ہلکا ہی، بھاری ہے بھر دسا تیرا  
بھڑکیاں کھائی کہاں چوڑے کے صدقہ تیرا  
محو اثبات کے دفتر پر کڑوڑا تیرا  
تیرے ہی قدموں پر پٹ جاتے یہ پالا تیرا  
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیق  
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(امام اہل سنت حضرت رضا بریلوی)

## سبق نمبر ۴

## خصائصِ مصطفیٰ ﷺ

سوال ۱: خصائصِ مصطفیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہمارا ایمان ہے اور یہ ایمان قرآن و حدیث کی تعلیم پر مبنی ہے کہ اللہ عز و جل نے انبیاء و مرسلین میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور حضور سید المرسلین ﷺ کو ان سب انبیاء و مرسلین پر رفعت و عظمت بخشی، قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے وَدَقَّمْ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اور ان رسولوں میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس بعض سے حضور ﷺ مراد ہیں اور یوں ہمہ بلات نام لے کر فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا الفضل المرسلین ہونا ایسا ظاہر و مشہور ہے کہ نام لریا نہ لو، انہیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا، تو خصائصِ مصطفیٰ سے مراد وہ فضائل و کمالات ہیں جن کے باعث حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام مخلوقات الہی پر فضیلت بخشی گئی اور حضور ﷺ کو سب سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا قرار دیا گیا، وہ حضور ہی کے ساتھ خاص ہیں کسی اور کا ان میں حصہ نہیں۔

سوال ۲: خصائصِ مصطفیٰ میں کون کون سے فضائل و کمالات کو شمار کیا گیا ہے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کے ان خاص فضائل و کمالات کو پوری وسعت کے ساتھ تو کس کی مجال اور کس میں طاقت ہے کہ بیان کر سکے، ان کا رب کریم ان کا چلبے والا، ان کی رضا کا طالب، جل جلالہ و علم نوالہ ہی اپنے حبیب کی خصوصیات کا بیان والا ہے۔ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ ہر کمال ہر فضل و خوبی میں انہیں تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت تامہ حاصل ہے کہ جو کئی کو بلا وہ سب انہیں سے ملا اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

اچھے خواب ہر داند تو تہاداری

بلکہ انصاف جو کسی کو بلاؤ کسی سے ملا؛ کس کے ہاتھ سے ملا؛ کس کے طفیل میں ملا؟  
اسی منبع ہر فضل و کرم، باعث ایجاد عالم سے (ﷺ)

سوال ۹: بعض احادیث میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بعض احادیث میں یہ ہے کہ میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا، اور ایک حدیث میں ہے کہ میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا، اور ایک حدیث میں ہے کہ میرے لئے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ ان احادیث کریمہ میں نہ صرف عدد اور گنتی میں اختلاف ہے بلکہ جو چیزیں شمار کی گئی ہیں، وہ بھی مختلف ہیں، کسی میں کچھ خصائص کا ذکر ہے، کسی میں کچھ اور فضائل کا بیان ہے۔ ان احادیث میں مآخذ اشد کچھ تعارض نہیں اور نہ دوا پانچ یا چھ یا دس میں حضور اقدس ﷺ کی فضیلتیں منحصر ہیں، حاشا لہ! ان کے فضائل لا محدود اور خصائص نامصور، ان کی محدثی اور حدیث شمار ہائے بس کی بات نہیں۔

در اصل ان احادیث میں یہ بیان ہے کہ بعض خصائص و فضائل یہ ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور بھی ہیں تو کسی حدیث میں چند خصائص کا بیان اور کسی میں دوسرے خصائص کا ذکر، صرف اس لیے ہے کہ یہ خصائص جو وقتاً فوقتاً بیان کیے جا رہے ہیں، اس کو دل و دماغ میں محفوظ کر لیا جائے تاکہ آفتاب نبوت کے فضائل و کمالات کی گونا گوں شعاعوں سے مسلمان کا سینہ منور و روشن ہے اور محبت رسول میں مدد افزوں ترقی ہو کہ یہی اصل ایمان و مدار ایمان ہے۔

ہم ان خصائص میں سے چند کا اجمالاً بیان کرتے ہیں:

۱۱ حضور ﷺ رحمۃ اللہ علیہ میں ہیں:

قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے:



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝  
 اے محبوب! ہم نے تجھے دیجا کر رحمت  
 سارے جہانوں کے لیے

عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم کہتے ہیں ماسویٰ اللہ کو، یعنی اللہ عز و جل کے  
 سوا ساری کائنات جس میں انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین، سب داخل ہیں تو لا جرم  
 حضور پر نور سید المرسلین ﷺ ان سب کے لیے رحمت الہی اور نعمت  
 خداوندی ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدارے بہرہ مند و فیضیاب، اسی  
 لیے علماء کرام تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے اب تک ارضی و سماوی زمین و آسمان  
 میں، اولیٰ و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، ظاہری یا باطنی، مطلق و  
 سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے  
 اب تک، ثمن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسویٰ اللہ  
 میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت، کسی کو ملی یا اب ملتی ہے  
 یا آئندہ ملے گی، سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے ملی اور ملتی ہے اور ہمیشہ  
 ملتی رہے گی، سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت جوئی، حضور ہی بارگاہ الہی کے  
 وارث ہیں، وہ واسطہ خدا سے حضور ہی مدد دیتے ہیں اور تمام عالم مدد الہی حضور ہی  
 کے وسیلہ سے لیتا ہے، تو جس کو جو ملا یہیں سے بلا اور جس نے جو پایا یہیں  
 سے پایا اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و اہل بیتہ سیدنا الفوت الا عظم و بارک  
 و سلم۔ ان کا چاہنے والا ان کا خالق رب العالمین ہے اور یہ رحمتہ للعالمین، جو  
 اطلاق و عمومیت و اہل ہے، یہاں بھی ہے۔

بخدا خدا کا۔ یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر

جو وہاں سے ہو میں لگے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(۲۱) حضور ﷺ تمام مخلوق الہی کے نبی ہیں۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے،

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ۝ ہم نے ہمیں دیجا کر اصل سب لوگوں کے لیے

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی رسالت عامہ کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اجماعی ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل ہے اور شجر و حجر، محمد و غلامان، ارض و سما، دریا، پہاڑ غرض تمام کائنات کا فہرہ و فہرستان کا پتہ پتہ، مسند و بن کا قطرہ قطرہ، حضور کے عام و تمام دائرہ رسالت و معاملہ نبوت میں داخل ہے اور حضور اقدس ﷺ تمام مخلوق، انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے۔

خود قرآن عظیم میں دوسری جگہ آپ کی نبوت کو عالمین کے لیے بتایا اور مذکورہ بالا آیت میں لفظ مخلق یعنی مخلوقات الہی آیا اور اس کی تاکید میں لفظ کائنات لاکر یہ بتا دیا کہ آپ کی نبوت جن و انسان اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقربین سب کے لیے ہے، محمد رسول اللہ ﷺ رسولوں کے ہی رسول ہیں، اُتیقہل کو جنسیت انبیاء و مرسل سے ہے کہ وہ ان سب کے نبی اور یہ ان کے اُمتی، وہی نسبت انبیاء و مرسل کو، مستبدانِ کل سے ہے بلکہ وہی نسبت اس سرکارِ عرش و قار سے ہر ذرہ مخلوق اور ہم، ہمے اکابر و علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے، ہم اس کی حقیقت پر شاہد ہے کہ

روبرِ اول ہی ا۔۔۔ رسولوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ محمد ﷺ ہے۔۔۔ بن ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوال کو گنجائش نہ ہوتی۔

اور یہی باعث ہے کہ جب زمانہ قرب قیامت میں حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نازل فرمائیں گے، بالآخر بدستور منصب نبوت پر ہوں گے، حضور پر نور ﷺ کے اُمتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور حضور کے ایک اُمتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

غرض حضور ﷺ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان

کی آیتیں سب حضور کے اُمتی ہیں، حضور کی نبوت و رسالت، البرا بشر نید نآدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام و شامل ہے۔

حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسرارِ تام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتدار کی اور اس کا پورا ظہور کل بروزِ قیامت ہوگا جب حضور کے جہنڈے کے زیر سایہ تمام رسل و انبیاء ہوں گے (صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم وبارک و سلم)۔ حضور ﷺ کا دین کامل ہے اور نعمتیں تمام۔

رب عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

أَيُّوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ يُنْكَرُو  
أَنْسَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ كَصَيْتُ  
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِيْنًا

میں نے تمہارے لیے تمہارا دین  
کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی  
اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

علامے کلام فرماتے ہیں کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ اگلی شریعتوں کی طرح غور و  
نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ دین کو ایک  
مستقل نظامِ زندگی اور مکمل دستورِ حیات بنا دیا گیا جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب  
اصولاً یا تفصیلاً موجود ہے اور ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی حال میں اس  
سے باہر جانے کی ضرورت نہیں، اور نعمتِ تمام کرنے سے مراد اسی دین کی تکمیل  
ہے اور اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کی  
طرف سے قانونِ الہی کی تعمیل اور حدود و شریعت پر قائم رہنے میں بندوں کی طرف  
سے کوئی کوتاہی نہ ہو اور وہ یقین رکھیں کہ انہیں درجہِ قبولیت اسی شریعت کی  
اتباع سے حاصل ہوگا۔

مختصر ایلو کہنا چاہیے کہ جب انسان اپنے عقل و شعور میں جدِ بطور تک  
پہنچ گیا یا اس کے سامان پوری طرح متیا ہو گئے، تب نبوت و رسالت کو بھی حاکمِ  
تمام تک پہنچا کر ختم کر دیا گیا اور رشد و ہدایت کو رہتی دُنیا تک اس طرح باقی رکھا کہ  
آخری پیغمبر کے فریے جو آخری پیغامِ کامل و مکمل بن کر آیا اسے تمام احکام و قوانین

اور ہر دستبرد حیات کے لیے اساس و بنیاد بنادیا۔

ظاہر ہے کہ اگر نبوت و رسالت محمد ﷺ پر ہی ختم نہ ہوتی اور اس کا سلسلہ کمال نبوت ہی کی شکل میں آگے بڑھتا رہتا تو صرف حضور ﷺ ہی کی اطاعت کا حکم دیا جاتا بلکہ خطاب یہ ہوتا کہ جو نبی تمہارے زمانہ میں موجود ہو اس کی اتباع کرو جبکہ قرآن مجید صاف صاف لفظوں میں بار بار، جگہ جگہ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ اب انسانی رشد و ہدایت کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی اور محمد ﷺ کی اطاعت کی جائے۔

بفرض غلط اگر ختم نبوت کی تصریح قرآن کریم یا احادیث صحیحہ میں نہ بھی ہوتی جب بھی یہی آیہ کریمہ (الیوم اکملت لکم) اس عقیدہ کی بنیاد کو کافی قس کہ جب کوئی درجہ موید تعلیم اور اصلاح کا باقی ہی نہ رہا تو اب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی کیا رہی کہ دین کامل ہے اور قرآن اگلی شریعتوں کا ناخ، اب نہ کسی دین کی ضرورت ہے نہ کسی کتاب قانون کی حاجت، والحمد للہ رب العالمین۔

۴۔ حضور ﷺ کا نام الیقین ہیں۔

قرآن شریف میں ارشاد فرمایا گیا۔

وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ  
الْيَقِينِ ۝

سب نبیوں میں پچھلے۔

حضور ﷺ کا نام الیقین اور آخری نبی ہونا اور آپ پر نبوت کا ختم ہو جانا، آپ کے بعد کسی نئے نبی کا نہ قطعی ایقانی اجماعی عقیدہ ہے، انفس قرآنی بھی یہی بتاتی ہے اور کثرت احادیث صحیحہ، جو معتد تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوئے والا نہیں اور تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد جب بھی دنیا کے کسی گوشہ سے کسی مجنون لای عقل کے منہ سے دعویٰ نبوت ہوا، اُمتِ مسلمہ نے اس کے دعویٰ کو ٹھکرا کر اسی کے منہ پر مار دیا۔

مدینۃ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدعیان نبوت کے خلاف تمام صحابہ کرام کا جہاد بتا رہا ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے ہی معنی سمجھے اور اسی پر کاربند رہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش نہیں اور میلہ کذاب کا جو شر ہوا وہ سب پر روشن ہے۔

سوال: خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مُہر یا افضل النبیین لینے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سنی چار قسم پر ہیں، نفوی، شرعی، عربی عام و خاص۔

یہاں شرعی معنی کے لحاظ سے تو خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہی متعین ہیں، کسی اور معنی کا ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں اور عرف عام بھی اسی معنی شرعی پر ہے اور معنی نفوی کے اعتبار سے بھی خاتم بمعنی مُہر یا معنی افضل مراد لینا، قطعاً باطل ہے۔ عربی کی تمام معتبر اور مشہور لغات سے یہی بات ثابت ہے کہ خاتم (منفتح تار) ہو یا خاتم (دکھڑ تار) آخر "شئی" اس کے حقیقی معنی ہیں اور جب کسی شخصیت کے لیے بولا جائے تو آخر القوم مراد ہوتے ہیں تو خاتم النبیین کے معنی ہوئے آخر الانبیاء اور خاتم الانبیاء تب ہی صحیح ہوگا کہ آنے والا آخری نبی ہو، اور لغت و شرح و عرف عام سے ہٹ کر اپنی اپنی اصطلاح قائم کرنا اور کسی لفظ کے ایک نئے معنی گھڑنا یا خاص کر لینا نہ صرف بڑی گمراہی بلکہ کھلا زندہ دوا الحاد ہے کہ اگر ایسے دعوے قابلِ سماعت ہوں تو دین و دنیا کے تمام کارخانے وہم برہم ہو جائیں۔

اور اگر خاتم بمعنی مُہر ہی لیا جائے اور خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مُہر کے معنی حائثِ نزاس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح کسی چیز کے ختم پر مُہر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ اس تحریر یا شے کا اختتام ہو گیا اور اب اس میں کسی بھی اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہی تو نبیوں کی مُہر کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ اب مُہر سب انبیاء و مرسلین میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے اور ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ قرآن کریم

کا یکماذ طریق استدلال یہ ہے کہ وہ ایک ہی بات کو مختلف اسلوب سے ادا فرما دیتا ہے اور ایک آیت دوسری آیت کی خود ہی تفسیر بن جاتی ہے اور حقیقت حال روشن ہو کر سامنے آ جاتی ہے چنانچہ یہاں بھی یہی صورت حال موجود ہے۔ قرآن حکیم کا وہ اعلان بھی آپ سُن چکے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمُ دِیْنَکُمْ

اس آیت میں نہ خاتم ہے نہ خاتم کہ خواہ خواہ کے احتمالات پیدا کئے جائیں، صاف صاف بتا دیا گیا کہ شریعت خداوندی رفتہ رفتہ اب اس حد تک پہنچ گئی ہے جس کے بعد اب ترقی کا خاتمہ ہے اس لیے کہ وہ کامل و مکمل ہو کر سامنے آ گئی اور جب کسی نئے پیغام کی ضرورت باقی نہ رہی تو نئے پیغمبر کی ضرورت خود بخود ہوتی نہیں رہتی اور رہتی دُنیا تک یہی پیغام وہ پیغمبر کافی ہے۔

پھر جبکہ خود صاحب قرآن ﷺ نے بکثرت احادیث میں یہ معنی بیان فرما دیئے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں تو کسی اور معنی کے تصور کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

انقرض حضور ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت کا دعویٰ یا اقرار یا اس کی تصدیق کرنے والا نہ دینیق و مرتد ہے اور ختم نبوت بمعنی مشہورہ کا منکر نہ صرف منکر بلکہ اس میں شک کرنے والا، نہ صرف شک کرنے والا بلکہ اس میں نئے معنی کا ادنیٰ یا ضعیف سے ضعیف احتمال ماننے والا ملعون، دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔

سوالؑ : ختم نبوت کے بارے میں چند احادیث بھی بیان فرمائیں۔

جواب : نہ صرف دو چار، دس بیس بلکہ احادیث اس باب میں متواتر ہیں اور ان کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا :

۱۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں ماحشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا (معنی یہ کہ ان کا حشر میرے بعد ہوگا)، میں ماقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ)

۲۔ میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم وغیرہ)

۳۔ یاقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور بنو آدم اپنی مٹی میں تھے۔

(احمد و حاکم)

۴۔ بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی (احمد ترمذی)

۵۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بڑھتے (یعنی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دنیا جانتی ہے کہ غرہ و بقی اعظم نبی نہ تھے تو ثابت ہو گیا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

۶۔ میری امت میں (یعنی امت دعوت میں) کونوں و کافر سب کو شامل ہے، قریب تیس کے و حال نکلیں گے، ان میں ہر ایک کا گمان یہ ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (مسلم)

۷۔ میری اور سب انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے جسے خوب بنایا گیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، دیکھنے والے آتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کو نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لاکر اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے اب وہ عمارت میری وجہ سے مکمل ہو گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہاء ہوئی، میں تعبر نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور خاتم الانبیاء۔ (بخاری، مسلم)

۸۔ حضور ﷺ کے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی، ارشاد فرماتے ہیں (ﷺ) اَلَا نَرٰ هٰذَا مَسْجِدًا اَدْخَلُوْهُمُا اِسْلَمَ یعنی میرے لیے ساری زمین مسجد گاہ اور طہارہ و مطہرہ پاک کرنے والی قرار دی گئی۔ یہودی اپنے بگینہ اور عیسائی اپنے کلیسا کے بغیر نماز نہ پڑھا کرتے تھے،

مجوسی بھی آتشکدہ کے بغیر اور ہندو مندروں کے بغیر سرگرم عبادت نہ ہوا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کے مطابق مسلمانوں کی نماز نہ محراب عبادت کی محتاج ہے، نہ کسی مکان و مسجد کی موجودگی پر ان کی مسجد ریزی متوف، ان کا گرایا ہوا دل اور روشن آنکھیں آگ کی حرارت و روشنی سے بے نیاز ہیں اس لیے روئے زمین کا ہر ایک بقعہ اور ہر ایک قطعہ ان کی مسجد ریزی کے

یہ مومنوں ہے اور اللہ تعالیٰ نے دعائے زمین کو حضور کی مسجد بنادیا ہے۔  
یہ نبی طہارت نماز کے لیے شرط ہے لیکن کیا نماز، پانی کی غیر موجودگی کی صورت میں ان مسلمانوں پر صاف ہو جاتی جو گھاس کے پتے پتے اور زمین کے فذرہ فذرہ سے معرفت الہی کے خزانے سیٹھتے ہیں اور ڈالی ڈالی، پتہ پتہ ان کی گھاہوں میں معرفت الہی کا سرچشمہ ہے۔

انسان مٹی ہی سے بنا ہے، مٹی ہی اس کی اصل ہے اور مٹی ہی اس کو بن جانا ہے، مٹی ہی مخلوقات کا گہوارہ ہے اور مٹی ہی سے زمین کی کائنات اپنی نوراک حاصل کرتی ہے، اس لیے مٹی ہی کو طہور، پانی کے قائم مقام، طاہر و مطہر بنا دیا گیا۔

۱۰۔ حضور ﷺ کو حجاج اکبر کا عطیہ بخشا گیا۔

عالم اعلم سرورِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَعْطِیْتُ بِحُجَّوَامِ الْکَلْبِجِ  
”مجھے جامع کلام دیا گیا کہ لفظ حضور سے ہول (اور معنی زیادہ) (بخاری و مسلم)  
جب کوئی شخص ان مبارک لفظوں پر غور کرے گا جو حضور پر نور کے دل و زبان سے گوشِ عالیاں و مخلوق کے کامل، ایک پنبے سے یقین ہو جائے گا کہ بے شک یہ کلام نبوت ہے، مختصر سادہ، صاف، صداقت سے معمور، معانی کا خزانہ، ہدایت کا گنجینہ۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے اَخْتَصَرْتُ لِيْ اَخْتِصَارًا مِّنْ مِّرَّةٍ  
یہ کمال اختصار کیا گیا۔

(۱) مجھے اختصارِ کلام بخشا کہ حضور سے لفظ ہول (اور معنی زیادہ)۔

(۲) میرے لیے زمانہ کو مختصر کیا کہ میری اُمت کو قبروں میں کم وقت کے لیے رہنا پڑے گا۔  
(۳) میرے لیے اُمت کی عمریں کم کیں کہ دنیا کے کمرو بات سے جلد خلاصی پائیں۔ گناہ کم ہوں اور نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔

(۴) میرے غلاموں کے لیے مِلّی مراط کی راہ (کہ پندرہ ہزار برس کی ہے) اتنی مختصر کر



دی گئی کہ چشمِ زندن میں گزر جائیں گے جیسے بجلی کو نہ گنتی۔ (بخاری مسلم)

(۵) قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے، میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ (احمد و بیہقی)

(۶) میری اُمت کے حضور سے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

(۷) وہ علوم و معارف جو ہزار سال کی محنت و ریاضت میں حاصل نہ ہو سکیں، میری چند روزہ خدمتِ گاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمائے۔

(۸) زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لیے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو گیا۔

(۹) مجھ پر وہ کتاب اتاری جس کے محدود و رتول میں تمام گزشتہ اور آئندہ چیزوں کا روشن، مفصل بیان ہے، جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم، جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں۔

(۱۰) مشرق تا مغرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر کر دیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، نب کہ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس تمثیل کو دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی و غیرہ)

(۱۱) اگلی اُمتوں پر جو اعمال شاقہ و مشقت طلب، طویل تھے، میری اُمت سے اُٹھائے، پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حسابِ کرم و ثواب میں پوری پچاس، زکوٰۃ میں چہارم مال کی جگہ پالیسواں حصہ فرض رہا اور اجر و ثواب میں وہی چہارم کا چہارم، و علیٰ ہذا القیاس۔

یہ بھی حضور کے اختصارِ کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی

(افاداتِ رضویہ)

(۱۲) حضور ﷺ کو منصبِ شفاعت دیا گیا۔

ارشادِ گرامی ہے،

وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ۔ یعنی مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔

شفاعت کی حدیثیں بھی متواتر ہیں اور ہر مسلمان صحیح الایمان کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ قبائے کلامت، اس مہارک قامت، شایان امامت، سزاوارِ ریاست کے سوا کسی قدر بالا پر رست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہِ الہی میں ان کے سوا یہ وجہ بہت غفلتی و مجاہدیت کبریٰ والہی سفارش و اختیار گزارش کی دولت پائی۔

روزِ قیامت کہ تمام اولین و آخرین ایک میدان وسیع دہوار میں جمع ہوں گے اور گرمی آفتاب سے طاقت ملاق ہوگی خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلتا چاہیے، ان کے پاس ہائیں گے، شفاعت کے لیے عرض کریں گے آپ فرمائیں گے تَعْلَمُنِی تَعْلَمُنِی اِذَا هَبَّوْا اِلَیَّ غَبْرَتٌ۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم لوح کے پاس جاؤ اور یہی باری باری تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہائیں گے اور سب جگہ سے ایسے ہر کر ٹھکے ہارے، مُصِیْبَت کے اُسے ہاتھ پاؤں چھوڑے، چاروں طرف سے امیدیں توڑے، مولائے دو جہاں حضور پُر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ مرش جاہ یکس پناہ میں حاضر ہوں گے اور حضور پُر نور ﷺ کی بارگاہِ الہی میں ان کی سفارش فرما کر ان کی بچاؤی بتائیں گے۔ تمام اہل مشرک کا حضور سے پہلے دیگر انبیائے کرام کے پاس حاضر ہونا اور دفعۃً حضور کی خدمت میں حاضریِ دینا اور میدانِ قیامت میں اکر معابرِ قتالین، ائمہ محدثین ادا دایا نے کاہن بلکہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی موجود ہوں گے اس جانی پہچانی بات کا ان کے دلوں میں سے بھلا دیا جاتا، صاف بتا رہا ہے کہ یہ سارے اطمینان اس لیے کئے گئے کہ اولین و آخرین، موافقین و مخالفین پر حضور ﷺ کی عزت و وجاہت کا راز کھل جائے اور کسی شخص کو یہ شبہ نہ پائی نہ ہو کہ اگر ہم سرورِ عالم کے سوا کسی دوسرے کے پاس جاتے تو ممکن تھا کہ وہ بھی شفاعت کر ہی دیتے، اب جبکہ ہر جگہ سے صاف جواب مل جائے گا تو سب کو یقین معلوم ہو جائے گا کہ یہ منصب رفیع حضور ہی کی خصوصیت خاصہ کا منظر ہے۔

لطیفہ : ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ ﷺ حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں ان کے کرم سے ہمارے لیے ہوگی، وہابی کہتے ہیں شفاعت محال ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں، اُمید ہے ان کے لیے نہ ہوگی غلط

مگر بر تو حرامت، حرامت بارہ

خود حضور فرماتے ہیں روز قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لاتے وہ اس کے لائق نہیں۔

الغرض حضور ﷺ کے خصائص کی پانچ دس کیا سوا اور دوسو پر بھی استہار نہیں، امام سیوطی نے دھاتی سو کے قریب خصائص شمار کئے، ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے پھر صحابہ کرام کا علم ہے اور ان کے علوم سے ہزاروں منزلیں آگے حضور ﷺ کا علم ہے جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائل جانتے ہیں، دوسرا کیا جانے گا اور حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ ہے جس نے ہزاروں فضائل عالیہ حضور کو دیئے اور بے حدود بے شمار ابدال آباد کے لیے رکھے، اسی لیے حدیث میں ہے ”اے ابوبکر! مجھے ٹھیک ٹھیک جیسا ہوں، میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا“ (مطالع المسرات)

ترا چناں کہ توئی دیدہ کجا بیند

بقدر بندیش خود، ہر کے کند اور اک

صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک واصحابک اجمعین ۰

سبق نمبر ۷

فضائل درود شریف

سوال ۱۱: درود شریف پڑھنے کا ثبوت قرآن میں ہے یا حدیث میں؟

جواب : احادیث کثیرہ تو اس باب میں بکثرت مروی ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے :  
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا  
 بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

- ۱۔ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے۔
- ۲۔ تمام فرشتے بلا تخصیص حضور پر درود بھیجتے ہیں۔
- ۳۔ اس حکم کے مخاطب صرف اہل ایمان ہیں۔
- ۴۔ رب عزوجل کا یہ حکم مطلق ہے، اس میں کوئی استثناء نہیں کہ فلاں وقت پڑھو فلاں وقت نہ پڑھو۔
- ۵۔ درود شریف جب بھی پڑھا جائے گا اسی حکم کی تعمیل میں ہوگا۔
- ۶۔ ہر بار درود شریف پڑھنے میں اتنے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی فرض مطلق کے تحت میں داخل ہے، تو جتنا بھی پڑھیں گے، فرض ہی میں شامل ہوگا۔
- تفسیر اس کی تلاوت قرآن کریم ہے کہ ویسے تو ایک ہی آیت فرض ہے اور اگر ایک رکعت میں سارا قرآن عظیم تلاوت کرے تو سب فرض ہی میں داخل ہوگا اور فرض ہی کا ثواب ملے گا اور سب خاتمة و اما تیکسرو من القرآن آیت کے اطلاق میں ہے۔
- ۷۔ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں کہ آیت میں درود و سلام دونوں ہی کے پڑھنے کا حکم ہے۔
- ۸۔ قرآن نے کوئی صیغہ خاص درود شریف کا مقرر نہ کیا تو ہر وہ صیغہ درود شریف پڑھنا جائز ہے جو درود و سلام دونوں کا جامع ہو۔

۹۔ آیت میں درود شریف پڑھنے کے یہ کوئی ہیئت، کوئی مجلس، کوئی محل متعین نہیں کی تو کھڑے بیٹھے، تنہائی میں اور جمع کے ساتھ آہستہ خواہ بلند آواز سے پڑھا جائز و محبوب شرعی ہے۔

۱۰۔ ولادت شریفہ کی محفلوں میں اہل محبت جو کھڑے ہو کر بیک زبان صلوة و سلام کے تحفے بارگاہ نبوی میں پیش کرتے ہیں وہ بھی اس حکم مطلق کی تعمیل میں داخل ہیں، اس سے انکار کرنا نئی شریعت گھڑنا ہے۔  
سوال ۱۱: درود شریف کا مطلب کیا ہے؟

جواب: درود شریف، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم اور عزت افزائی ہے۔ علمائے کرام نے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یا رب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں آپ کا دین سر بلند اور آپ کی دعوت غالب فرما کر ان کی شریعت کو فروغ اور بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی افضلیت کا اظہار فرما کر اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے اور آپ کو مقام محمود تک پہنچا کر (ﷺ)

سوال ۱۲: درود شریف میں حکمت کیا ہے؟

جواب: ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی بدولت، دولت ایمان و عرفان نصیب ہوئی، دنیا جہالت کی تاریکیوں میں جھلک رہی تھی، حضور نے علم کی روشنی سے دل و دماغ منور و روشن فرمایا، دنیا و حشت و حیوانیت میں مبتلا تھے حضور نے بہترین انسانی زبیر یعنی اخلاق حسنہ سے آراستہ کیا اس لیے اس احسان شناسی کا تعافض یہ ہے کہ ہم آپ کے ہو رہیں، آپ کے فکریں بہترین معروف رہیں اور آپ کے گرویدہ بن جائیں اور زیادہ سے زیادہ آپ کے ساتھ نیاز مندانہ تعلق رکھیں اور آپ کے منصب رفیع میں روز افزوں ترقی کے لیے بارگاہ الہی میں دعا کرتے رہیں۔ اور یہ مقصود درود شریف سے بھی حاصل ہوتا ہے اور آسانی اس میں

یہ ہے کہ ہر آن ہر حال میں پڑھا جا سکتا ہے، آخر دود شریف پڑھنے والا یہی تعرض کرتا ہے کہ الہی تیرے محبوب ﷺ کے بے پایاں احسانات کا بدلہ، ہمارا کیا نذر ہے کہ ادا کر لیں، الہی تو ہی ان کے ان عظیم احسانات کے صلہ میں ہماری جانب سے دنیا و آخرت میں ان پر کثیر و کثیر رحمتیں نازل فرما اور دوزخ میں انہیں تمام مغربین سے بڑھ کر قرب نصیب کر۔

جو شخص دود شریف پڑھتا ہے وہ گویا رب کریم کے حضور اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خدا یا تیرے محبوب اکرم ﷺ پر صلۃ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کر اور ان کے طفیل مجھے بھی مزید رحمتوں سے بہرہ مند کر۔

سوال ۱۵: دود شریف کا پڑھنا کب فرض ہے اور کہاں واجب؟

جواب: عمر مجرم میں ایک بار دود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسہ ذکر میں دود شریف پڑھنا واجب، انوار خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سنے اور اگر مجلس میں مثلاً سو بار ذکر مبارک آئے تو ہر بار دود شریف پڑھنا چاہیئے۔ اگر نام اقدس لیا یا سنا اور دود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت اس کے بدلہ کا پڑھ لے (در مختار وغیرہ) سوال ۱۶: کہاں کہاں دود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: جہاں تک بھی ممکن ہو دود شریف پڑھنا مستحب ہے، ترمذی شریف میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں بکثرت دُعا مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور پر دود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں، فرمایا جو تم چاہو عرض کی چوتھائی، فرمایا جو تم چاہو اور اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بھلائی ہے میں نے عرض کی دو تہائی، فرمایا جو تم چاہو۔ اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتری ہے میں نے عرض کی توکل دود ہی کے لیے مقرر کروں، فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

ادب بے شک دود، سرور عالم ﷺ کے لیے دعائے اور اس کے جس

قدر فائدے اور برکتیں درود پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہیں، ہرگز ہرگز اپنے لیے  
دُعائیں نہیں بلکہ ان کے لیے دُعائیں ساری اُمت کے لیے دعا ہے کہ سب انہیں کے  
راہن دولت سے وابستہ ہیں۔

سلامت ہمہ آفاق در سلامت است

اور قاعدے کی بات ہے جو جسے زیادہ عزیز کتاب ہے اسی کا ذکر اسے وظیفہ ہو  
جاتا ہے جو جسے چاہتا ہے اسی کے ذکر کی کثرت کرتا ہے، پھر حضور کے ذکر کے  
سلسلے اور کسی کے ذکر کا کیا ذکر

ذکر سب پیکے جب تک نہ مذکور

نکین حسن والا ہمارا نبی (ﷺ)

پھر بھی خصوصیت سے علمائے کلام نے مندرجہ ذیل مواقع پر درود شریف  
پڑھنا مستحب فرمایا ہے :

روزِ جمعہ، شبِ جمعہ، صبح، شام، مسجد میں جاتے وقت، مسجد سے نکلنے وقت،  
بوقتِ زیارتِ روضۃ الطبر، صفا و مردہ پر، خطبہ میں (امام کے لیے)، جوابِ اذان کے  
بعد، اجتماع و فراق کے وقت، وضو کرتے وقت، جب کوئی چیز بھول جائے  
اس وقت، غصہ کرنے اور پڑھنے اور پڑھانے کے وقت خصوصاً حدیث شریف کے  
اول و آخر، سوال و فتویٰ لکھتے وقت، تعینیت کے وقت، نکاح اور شادی کے وقت  
اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ (در مختار، رد المحتار)

سوالؑ : اذان و اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا کیا ہے؟

جواب : اذان یا اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے میں حرج نہیں کہ ہر اہم کام سے  
پہلے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی دینی امور میں بڑی اہمیت کا مقام ہے مگر درود شریف  
اور اذان و اقامت میں کچھ معمولی فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز اور اذان و اقامت  
کی آواز میں اتنا فرق و امتیاز رکھیں کہ حوام کو درود شریف اذان یا اقامت کا کوئی حصہ  
معلوم نہ ہو۔

آجکل اذان و اقامت سے انکار کرنے والا یا تو زرا دہائی ہے یا دہائیہ سے  
کئی سنائی بات مزے نکلنے والا جاہل و اواقف مسلمان، مسلمان کو کھجادیں، وہ  
سمجھ جائے گا لیکن وہابیہ کی افدھی مت اسے قبول نہ کرے گی۔

وائے بے انصافی ایسے غم خوار، پیارے کے نام پر جو رضی و لذت سے  
آج تک ہماری یاد اپنے پاک روشن مبارک مشورہ دل سے غراموش نہ فرماتے، ہاں  
نثار کرنا اور اس کی نصت و ستائش اور مدح و فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو  
ٹھنڈک، جاہل کو طراوت دینا واجب یا یہ کہ جاہل تکس چلے چاند پر خاک ڈالے  
اور بلا وجہ ان کی روشنی غریبوں میں ان کے اشتہار و اظہار میں انکار کی راہیں نکالے اور  
ان کے فضائل شانے کے لیے چلے بہانے تراشے دنگن الوہابیہ  
قوم لا یعقلون۔

سوال ۱۱: کسی چیز کی خرید و فروخت کے وقت دُرود پڑھنا کیسا ہے؟  
جواب: گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے دُرود شریف پڑھنا یا  
بطن اللہ کنا کہ اس چیز کی خریداری پر ظاہر کرے تاکہ وہ اسے خریدنے  
پر آمادہ ہو جائے، ناجائز ہے، یونہی کسی بڑے کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا  
اس نیت سے کہ اور لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے، اس کی تعظیم کو اٹھیں  
اور جگہ چھوڑ دیں، یہ بھی ناجائز ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۲: دُرود شریف کی جگہ صلح کتنا کیسا ہے؟  
جواب: نام اقدس لکھے تو دُرود شریف یعنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا ایہا ہی کوئی صغیر دُرود ضرور لکھے  
کہ بعض علماء کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے (در مختار، رد المحتار)  
دُرود شریف کی جگہ صلح یا ح اور علیہ السلام کی بجائے عم یا ع لکھنا ناجائز و حرام  
ہے، یہ بخار عوام تو عوام اس حدی کے بڑے بڑوں میں پھیلی ہوئی ہے، ایک ذرہ  
سیاہی یا ایک انگل کا نڈیا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لیے کسی کسی عظیم برکتوں  
سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا شکار ہوتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی



فرماتے ہیں، پہلا وہ شخص جس نے ایسا اختیار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا اسی طرح قہر سر یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ قی یارح لکھا حماقت، حرمان برکت اور نعمت محرومی ہے، ایسی حرکتوں سے احتراز چاہیے (افادات رضویہ)

سوال ۲۰: حضور ﷺ ہمارے سلام کا جواب کس طرح دیتے ہیں؟

جواب: خود حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روح اظہر کر دو معرفت جناب باری میں متفرق و مشغول رہتی ہے، اس کی طرف توجہ کر دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں (ابہادہ) اور ایک حدیث میں ہے کہ اہل محبت کا سلام میں خود اپنے گوش مبارک سے سنتا ہوں اور میں انہیں پہچانتا ہوں اور دوسرے اہل بیتوں کے درود و سلام مجھ پر پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ (دلائل النیرات دیبقتی)

۱۔ دور و نزدیک کے سنے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

سوال ۲۱: بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس کا جواب بھی حدیث شریف میں دیا گیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بلند آواز سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد آسمان پر فرشتے بلند آواز سے اس پر درود بھیجتے ہیں (نزہۃ المجالس)

اسی میں فرمایا کہ میں نے امام نووی کی اذکار میں پڑھا کہ نبی ﷺ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے چنانچہ علامہ خلیب بغدادی اور دوسرے علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

سوال ۲۲: مجمع کے ساتھ درود خوانی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: مجمع کے ساتھ درود خوانی جیسا کہ مسلمانوں میں بعد نماز دُعا سے فارغ ہو کر آئے کریم پڑھ کر درود شریف پڑھنے یا محافل میلاد میں صلوٰۃ و سلام، پست یا بلند آواز میں عرض کرنے کا معمول ہے، یہ بھی بلاشبہ جائز ہے۔ صحابہ سے منقول ہے کہ

جس مجلس میں نبی ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک پاکیزہ خوشبو بلند ہوتی ہے اور جب وہ آسمان پر پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ اس مجمع اور مجلس کی خوشبو ہے جس میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات، مسلم و ترمذی کی روایت ہے کہ جب کوئی جماعت ذکر الہی میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینہ (خفاقت وطمین) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ان لوگوں میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔ اور یہ بات ہر مسلمان صاحب ایمان مانتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بلکہ تمام انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا ذکر بعینہ خدا کا ذکر ہے کہ ان کا ذکر ہے تو اسی سے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی اور خاص حضور کے بارے میں تو فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنے ذکر کا حصہ بنایا ہے تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ کی یاد میں خدا کی یاد ہے پھر نبی بھی کون؟ وہ جن کی ہمت میں ایمان بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی بھی جان ہے۔

سوال ۱۲: فضائل درود میں کچھ احادیث بیان کریں۔

جواب: درود شریف کے فضائل لامحدود ہیں، اس کی قدر و اہتمام کو پہنچنا ہماری حقیقت سے باہر ہے مگر اس فضل عظیم کو تصور میں لاؤ کہ بھیجنے والا خداوند جلیل ہے اور جس پر بھیجا جا رہا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے رسول بے شبہ ہیں۔ درود شریف پڑھنے کے بارے میں احادیث بکثرت وارد ہیں تو ہرگز بعض ذکر کی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

- ۱- جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس بار درود نازل فرمائے (مسلم)۔
- ۲- جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا، اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی)۔

۳- قیامت کے دن مجھ سے سب سے قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر

درود بھیجا ہے۔ (ترمذی)۔

۴۔ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے، جب تک وہ درود خوانی میں مصروف رہتا ہے خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اب اسے اختیار ہے کہ وہ اس میں کمی کرے، یا زیادتی (ابن ماجہ)؛

۵۔ جس شخص نے لکھ کر مجھ پر درود بھیجا تو جب تک اس کتاب میں میرا اسم شریف آتی ہے گا خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجنے میں مشغول رہیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے اس کی مغفرت و نجات کی دعا کرتے رہیں گے اور جس پر فرشتے درود بھیجیں گے وہ جنتی ہوگا۔ (دلائل الخیرات و شفا شریف)؛

۶۔ جو نبی کو تیرے حضور کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں اس لیے پہچان لوں گا کہ وہ دنیا میں مجھ پر بکثرت درود بھیجتے تھے۔ (شفا شریف)؛

۷۔ قیامت کی سختیوں اور شدتوں سے سب سے پہلے وہ شخص نجات پائے گا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا ہے۔ (اصغباری)؛

۸۔ جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز سو مرتبہ درود شریف بھیجے اس کے اسی برس کے گناہان فرما دیئے جائیں گے (یعنی صغیرہ گناہ)۔ (جامع صغیر)؛

۹۔ مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو اس لیے کہ وہ تمہارے لیے زکوٰۃ یعنی فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ (ابو یعلیٰ)؛

۱۰۔ جسے کوئی مشکل پیش آئے اسے چاہیے کہ مجھ پر درود کی کثرت کرے، درود کے وسیلے سے اس کی مشکلیں حل ہو جائیں گی، غم دور ہو جائیں گے، مصیبتیں حل جائیں گی، اس کے رزق میں ترقی ہوگی اور اس کی حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ (دلائل الخیرات)؛

۱۱۔ جو شخص مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام کو درود بھیجے، روز قیامت میری شفاعت اسے پائے گی۔ (طبرانی)؛

الغرض درود شریف مغفرت و بخشش کا ذریعہ اور سعادت دارین کا وسیلہ جلیل ہے جو وقت اس میں صرف ہوتا ہے دین دنیا کی برکتیں لاتا ہے اور جہنم اس سے

فخلت میں گزرتا ہے اس دولتِ ابدیت میں تیرے لیے کی جوتی ہے، اُن  
فقر دامن پھیلا اور اپنی جھولی اس دولتِ عظمیٰ سے بھر لے یہ نعمت کی نعمت  
ہے اسے اتنے دے دجائے دے، اس میں بخل، حرمان و بے نصیبی کی علامت  
ہے۔ حدیث میں ہے کہ پورا بخل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر بھرا نہ ہو  
شریف نہ بھیجے۔ (ترمذی)

صلی اللہ علی التبیح والامنی والہم، صلی اللہ علیہ وسلم، صلوة و  
سلاماً علیک یا رسول اللہ۔

## سبق نمبر ۶

### عرض سلام بدگاہِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام لے خسر و دنیا و دیں	السلام لے راحتِ جانِ حزیں
السلام لے بادشاہ و وجہاں	السلام لے سرورِ کون و مکان
السلام لے نورِ ایمانِ السلام	السلام لے راحتِ جانِ السلام
السلام لے شکیبِ جانِ مضطرِ السلام	آفتابِ فترہ پرورِ السلام
در دو غم کے چارہ فرما السلام	در دو مندول کے میساں السلام
السلام لے مرادیں دینے والے السلام	دونوں عالم کے اجالے السلام
السلام لے عرب کے چاند لے جبرِ عجم	السلام لے خدا کے نور لے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے	عرش کی عزتِ قدم سے آپ کے
ہم سید کا دل پر رحمت کیجئے	تیرہ بختوں کی شفا مت کیجئے
اپنے بندوں کی مدد فرمائیے	پیارے حامی مسکراتے آئیے

کیجئے رحمتِ حسن پر کیجئے

دونوں عالم کی مرادیں دیجئے (حضرت حسن بریلوی)

## سبق نمبر

## اہبات المؤمنین

سوال ۲۴: اہبات المؤمنین سے کیا مراد ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا لقب اہبات المؤمنین ہے ان میں سے ہر ایک کو جہاداً ائم المؤمنین کہا جاتا ہے یعنی ایمان والوں کی مائیں۔ انہیں ایمان والوں کی مائیں کہنے کا راز یہ ہے کہ ایمان والوں کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی علامت کو واضح کر دیا جائے اور یہ بتا دیا جائے کہ مؤمن، مسلمان، صاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات و پاک بیبیاں، کو اپنی ماں جانتا ہو، وہ ماں جس کی فرزند کی شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب دلا، نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو، اشرار کو ان کی فرزند کی شرف نہیں مل سکتا۔

سوال ۲۵: اہبات المؤمنین کے مخصوص فضائل کیا ہیں؟

جواب: پہلی فضیلت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو حضور ﷺ کی بیبیاں فرمایا یعنی نبی ﷺ کی بیویوں کا ازواج البتہ ہونا منظور رب انہیں ہے اور یہ منظور فی الواقع ان سے یہ فضیلت عظیم ہے جبکہ کوئی زن دشوہر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ان کے مابین خدا کا درگاہ رب العزت میں کیا وجہ ہے؟

دوسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج البتہ سے ارشاد فرمایا کہ قُتِبْنَ

كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ (یعنی نبی کی بیبیاں ائم اور عورتوں کی طرح نہیں ہوں)

میں صفت نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت فائز اس سے بہرہ نہیں جاتی جس سے ثابت ہے کہ ازواج البتہ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمر نہیں، نبی کریم ﷺ کی مسابقت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے بیوت و گھروں کو وہی الٰہی کا مبدا و منزل، بتایا۔ ان گھروں کو حکمت ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا اور سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی شان رفیعہ میں آیت تطہیر کو نازل کیا اور قرآن نے فرمایا۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ  
الْأَثَرَ جَسَ أَهْلِ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ  
تَمْسَ ہرنا پاکی کو دور فرماتے اور تمہیں پاک  
کر کے خوب ستر بنا دے:

اس آیت کریمہ سے مابقی کی آیات کریمہ میں اول سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں اس لیے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی انہیں کے لیے ہے جیسا کہ جو ممکن کا خطاب بھی انہیں کے لیے ہے۔ اس کی تائید عرف عام سے بھی ہوتی ہے کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی ہی کہلاتی ہے۔ اہل البیت گھر والی کا عربی ترجمہ ہے۔ اس لفظ کو دست دے کر ہم گھر والوں کا لفظ بڑھاتے ہیں اور اس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ بیوی کو مشن کر کے اہل خانہ کا لفظ کرتی نہیں ہوتی۔

غرض نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام رضی اللہ عنہا (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات و احادیث کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور یہی ضربِ بے طائے اہل سنت کا۔

پانچویں فضیلت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات (وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ (الاعیہ) میں پہلے تو مومنین کو ایذا دینے رسول سے منع کیا ہے اور پھر مومنیت کے ساتھ ازواج مطہرات کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایذا دینے رسول کی جتنی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ان سب میں زیادہ سخت

وہ محدث ہوئی جس میں ازواج النبی ﷺ میں سے کسی کی شان کے خلاف کوئی نئی  
اختیار کیا گیا ہو کیونکہ قرآن پاک نے ایذا کے رسول کے تحت میں خصوصیت سے یہی  
بات بیان فرمائی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار ام المؤمنین زینب بنت جحش نے ام المؤمنین  
صفیہ کو یہودن کہہ دیا، کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود بن یعقوب پر ختم ہوتا تھا مگر کہنے کا  
انداز و لہجہ حقارت آمیز تھا۔ اتنی بات پر حضورؐ کچھ عرصہ تک ام المؤمنین زینب کے گھر  
نہ گئے، جب انہوں نے توبہ کی ترغیب بخش ہوئی، غرض اہبات المؤمنین میں سے کسی کی  
شان میں گستاخی، اللہ و رسول کی شان میں دریدہ دہنی ہے اور اسلام و ایمان سے محرومی  
کا دوسرا نام۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت فضائل قرآن و احادیث میں وارد ہیں جن کی یہاں  
گنجائش نہیں۔

سوال ۲۱: اہبات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: اہبات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی تعداد گیارہ تک پہنچتی ہے ان کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد
- ۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ
- ۳۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر
- ۴۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب
- ۵۔ حضرت زینب بنت جحش
- ۶۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ
- ۷۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان
- ۸۔ حضرت ام جحش
- ۹۔ حضرت ام جحش
- ۱۰۔ حضرت صفیہ بنت حنی
- ۱۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارث
- ۱۲۔ (رضی اللہ عنہم)

ان میں سے اکثر ازواج مطہرات کرنی کریم ﷺ کے ساتھ باہتمام و نسب بھی  
قربان حاصل ہے۔

سوال ۲۲: حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مختصر حالات بیان کریں؟

جواب: ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسد عرب کے

شہداء و اہل بیت میں مقنن و نامہ تھے، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا ان کا سلسلہ نسب بھی حضور کے ساتھ کوئی میں شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا مروان اسد نے آپ کا نکاح نبی ﷺ سے کیا، مہر کے چھ اڈے مقرر ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف ۲۵ سال تھی۔

حضرت خدیجہ کا لقب نازدہا بلیت قبل اسلام، امی بھی ظاہرہ تھا یہ اسد میں سب سے پہلے داخل ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا و آخرت کی چار ہرگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ کو شمار کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرمائی: ۱۔ وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر کیا ۲۔ اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا ۳۔ اس نے مجھے مال میں شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا ۴۔ اللہ نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کہ کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی (یعنی جس سے نسب چلتا ہے)۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: "ابھی خدیجہ حضور کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے لے کر حاضر ہوئی میں، آپ ان سے حب العلیلین کا سلام نیز میرا سلام کہہ دیکھئے اور ان کو ایک ایوان جنت کی بشارت دے دیکھئے جو خاص مرادید سے ہوگا جس کے اندر کوئی رنج کوئی الم نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرزند ابان زینہ تین بی بی ان میں سے ایک یعنی حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ ماریہ خاتون بی بی جوقلی نس سے بی اور باقی دو شاہزادے یعنی حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ بن کاعقب طیب و طاہر سے خدیجہ ظاہرہ سے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں اور چاروں خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور سب کی ولادت مکرر منظر میں ہوئی۔



۱۔ زینب جو قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولاد النبی سے بڑی ہیں اور قدیم الاسلام ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن ربیع سے ہوا تھا جو آپ کی مکی خالہ ہار بنت خویلد کے بیٹے ہیں، جنگ بدر کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول ہی پر سیدہ زینب کو ابو العاص کے گھر نصت کر دیا۔ سیدہ کا انتقال شہر میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور ابو العاص نے سترہ میں وفات پائی۔

۲۔ حضرت رقیہ جو زینب سے چھوٹی ہیں۔

۳۔ حضرت ام کلثوم جو رقیہ سے چھوٹی ہیں۔

۴۔ حضرت فاطمہ الزہرا جو ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

جب سیدہ زینب پیدا ہوئیں تو اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۲۰ سال کی تھی، یہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہو گئیں تھیں۔

سیدہ رقیہ کا نکاح مکہ ہی میں حضرت ثمان بن ثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا ان کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت ثمان غنی سے ہوا اسی لیے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔

سیدہ فاطمہ الزہرا طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے نبی ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، آپ کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ بدر کے بعد اور احد سے پہلے ہوا تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: فاطمہ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا مشاہدات چیت میں نہ تھا، وہ جب حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھے پیشانی پر بوسہ دیتے اور مرجا فرمایا کرتے تھے سیدہ فاطمہ کو اپنی جمشیدوں پر یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں ان ہی کی ذریت چلی اور ان ہی کی اولاد سے آئمہ عظام ہوئے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا کے بطن اطہر سے امام حسن، امام حسین، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ زینب پیدا ہوئیں، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال رمضان سترہ نبوت میں مکہ منظر میں ہوا

سوال ۳: حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات بھی مختصراً بیان کریں۔

جواب: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق اکبر کی بیٹی ہیں، ان کی ماں کا نام اُمّ رومان زینب ہے ان کا سلسلہ بھی نسب نبوی میں کنانہ سے جاتا ہے، آپ کا نکاح شوال سنہ ہجرت یعنی اعلان کے دسویں سال اکہ معظمہ میں ہوا اور مختصی شوال سنہ ۳ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

اقبات المؤمنین میں یہی وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر دودھ سے پرورش ہوئی اور اقبات المؤمنین میں یہی وہ طیبہ طاہرہ ہیں جن کا پہلا نکاح نبی ﷺ سے ہوا تھا اور نبی ﷺ نے اس نکاح کو من جانب اللہ قرار دیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ اشجری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”مردوں میں تو بہت سے لوگ تمہیں کے رہے کہ چنچے مگر عورتوں کے اندر صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہی تمہیں کو پیئیں اور عائشہ کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے شہید کو سب کھانوں پر ہے، اسی میں حضرت اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے کہ دیگر ازواج کے بستر میں پرکھی ایسا نہ ہوا۔“

یہی وجہ تھی کہ حضور اقدس ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہراء سے فرمایا: ”پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی، عرض کیا ضرور یہی ہوگا، ارشاد فرمایا کہ تیب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر؟ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ کے کمالات عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جیسے بخاری و مسلم میں روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: ”یہ جبریل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں، حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر بھی

اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

جنگ بدر میں جس نشان کے تحت ملائکہ نے خدمتِ اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اولین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان حضرت عائشہ صدیقہ کی اور عیسیٰ کا بتایا گیا تھا اور یہ امر آپ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے (سیرت جلی) جن دنوں جنگِ جمل کی ابتدا تھی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں مولیٰ علی مرتضیٰ کے ہاں شادوں کے سامنے فرمایا کہ "میں جانتا ہوں کہ عائشہ نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ ہیں دنیا و آخرت میں"۔

ایک غزوہ میں آپ کی سواری کیپ میں دیر سے پہنچی تو اس پر منافقین نے ان کی شانِ پاک میں گستاخانہ کلمات کہے، چند مسلمان بھی ان کے جھڑپے میں آ گئے جنس لطیف و صنف نازک کے لیے ایسا موقعِ مست پریشان کن ہوتا ہے لیکن اس وقت بھی ان کی قوتِ ایمانیہ اور پاکِ فطرت کی جیبِ شانِ نظر آئی، خود فرماتی ہیں کہ مجھے اپنی پاکدامنی کی وجہ سے یقینِ کامل تھا کہ میری طہارت و پاکیزگی کے بارے میں حضور ﷺ کو خواب میں بتا دیا جائے گا مگر اس کا مجھے شانِ گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحی الہی کا نزول ہو گا۔

ملائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دو دھپتے بچے اور حضرت مریم کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی اور جب حضرت صدیقہ عائشہ طیبہ پر جہانِ اٹھا تو خود ان کی پاکدامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائی اگر چاہتا ایک ایک دخت اور چھترے گراہی دلاتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوب کی طہارت و پاکدامنی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑا حاکم و تکیلیقین قرآن پاک اترا، مزلے کریم نے صدیقہ کی نصرت فرمائی، بے قصوری ظاہر کی، ان کو طیبہ ٹھہرایا اور خبر دی کہ مغفرت اور رزقِ کریم ان ہی کے لیے ہے۔

غرض یہ وہ ہیں کہ ان کی پاکیزگی اور پاکدامنی کی آواز سے زمین و آسمان گرج مٹے اور وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی۔

پھر جو تفتقہ انہوں نے دین میں پایا اور جو تبلیغ انہوں نے اُمت کو فرمائی اور علم نبوت کی اشاعت میں جو کوششیں انہوں نے فرمائیں اور جو ملی خزانے اور تحفے انہوں نے فرزندِ امان اُمت مرحومہ کو پہنچائے وہ ایسی فضیلت ہے جو ازدواج میں سے کسی دوسری ام المؤمنین کو نصیب نہیں۔

کتبِ احادیث میں ان کی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے، فتاویٰ شریفہ اور ملی دفتارِ کامل اور دوسری ملی خدمات کا شمار ان کے علاوہ ہے۔

صدیقہ عائشہؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں، ۱۱ رمضان المبارک ۶۸ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور حق البقیع میں استراحت فرمائی۔

سوال ۲: دیگر اہبات المؤمنین کے حالات پر بھی مختصر روشنی ڈالیں؛

جواب: دیگر ازدواجِ مطہرات کے مختصر حالات یہ ہیں،

۳۔ اُم المؤمنین سَوَدَہ، (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ کے والد کا نام زہد بن قیس ہے ان کے خضیالی نبی ﷺ کے والد حضرت عبد المطلب کے خضیالی تھے۔

پہلے ایمان لائیں پھر ان کی ترفیب سے ان کے شوہر سکران بن عمرو بن مہدود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے سکران نے حبش میں انتقال کیا تو حضور ﷺ نے انہیں زوجیت کا شرف بخشا۔

نکاح کے وقت ان کی عمر ۱۳ سال تھی ۱۳ سال خدمتِ اقدس کا موقع ۶۰ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فتوحِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری دو بغلوت میں وفات پائی ان سے صدیقہ شریفہ مروی ہیں۔

حضرت سَوَدَہ کا اُم المؤمنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب اصلی ان کا اور ان کے خاندان کا قدیم اسلام ہونا اور اسلام کے لیے ہجرت حبش کرنا تھا۔

۴۔ اُم المؤمنین حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ مہرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ان کے شوہر خنیس نے

ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ کی تھی، بدرعاہد میں حاضر ہوئے اور جنگ اُحد میں زخمی ہو کر مدینہ میں وفات پائی، ان کی شہادت کے بعد نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی کہ:

فَكَانَهَا قَوَّامَةً صَوَّامَةً وَرَاقَةً  
وَجَنَّتْ فِي الْجَنَّةِ۔

وہ بہت عبادت گزار، بڑی دقت سے وارادہ بہشت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی، ۵۹ سال کی عمر میں سلمہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، ۹ سال حق خدمت سرکار میں گزارے، ان سے ۹۰ حدیثیں مروی ہیں۔

۵۔ اُمّ المؤمنین زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

جاہلیت میں ان کا لقب اُمّ السائکین تھا، ان کا پہلا نکاح طفیل سے، دوسرا عبیدہ سے اور تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا جو اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں جنگ اُحد میں وہ شہید ہو گئے تو حضور اقدس نے ان سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں۔

۶۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ (جند) (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کے والد کا نام ابی امیہ تھا، نبی کریم ﷺ سے پیشتر حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں جو حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہیں، اُمّ سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ اول ہجرت حبش کی تھی اور پھر مکہ واپس آ گئے تھے، دوبارہ جب آپ مدینہ جانے کی نیت سے ہجرت پر نکلے تو ان کے گھر والوں نے انہیں روک لیا، یہ ایک سال تک برابر روتی رہیں حتیٰ کہ سنگ دل عزیزوں نے مع بچہ سلمہ کے انہیں سفر کی اجازت دے دی اور یہ بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئیں، ابوسلمہ جنگ اُحد میں زخمی ہو کر جانبر نہ ہو سکے، چھوٹے چھوٹے بچوں اور قرابت و محبت کی وجہ سے جو حضور کو ابوسلمہ سے تھی آپ نے اُمّ سلمہ سے نکاح کر لیا، ۴۳ سال کی عمر پائی، ۸ سال خدمت اقدس میں گزارے، آپ سے ۱۲۷ احادیث مروی ہیں۔

### ۷۔ اُم المؤمنین زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کی والدہ ماجدہ بنت عبد المطلب نبی ﷺ کی حقیقی چھوٹی بیوی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا تھا۔ زید بن حارثہ نجیب اطرقین تھے جنہیں راہِ کین میں ایک گروہ نے اغوا کر کے بیچ ڈالا تھا۔ حکیم بن حزام ان کو حضرت خدیجہ الکبریٰ کے لیے خرید لائے اور آپ نے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں دے دیا، حضور کو آپ سے جو محبت تھی اس کے باعث لوگ آپ کو زید بن حارثہ کہا کرتے تھے۔

زینب بنت جحش کی اپنے شوہر کے ساتھ زہنی اور حضرت زید نے آپ کو طلاق دے دی تو حکمِ قرآنی کے ماتحت حضرت زینب کو نبی ﷺ نے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس طرح اس کا ہلا زرم کی جڑاٹ گئی کہ بے پالک بیٹے یا مندر ہوئے

فرزند کی بیوی بھی حقیقی فرزند کی بیوی کی مانند باپ پر حرام ہوتی ہے۔

حضرت زینب نے ۱۲ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی، ۶ سال خدمتِ اقدس میں رہیں۔

### ۸۔ اُم المؤمنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ ایک غزوہ میں اسیر ہو کر آئیں تو حضور ﷺ نے ان کا زہر کتاب رازدادی کے بدلے کی رقم، دے کر انہیں آزاد کرایا اور پھر اپنی زوجیت سے شرف فرمایا لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے ان کے قبیلے بنو المصطلق کے سب قیدیوں کو جو سروسے زیادہ تھے چھڑ دیا کہ یہ حضور ﷺ کے رشتہ دار ہو گئے تھے۔

ربیع الاول ۱۲ھ میں وفات پائی وقتِ انتقال آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔

حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

### ۹۔ اُم المؤمنین اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ بیٹی ہیں ابوسفیان بن ابیہ کی جو فتح مکہ سے ایک دو روز پہلے مسلمان ہوئے نہایت قدیم الاسلام ہیں۔ اسلام کے لیے انہوں نے باپ بھائی خویش قبیلہ اور وطن سب کو چھوڑا مگر اسلام پر قائم رہیں۔ یہ ہمیشہ ہی میں تھیں کہ نبی ﷺ کو ان کے حالات کا

علم ہوا تو آپ نے ہی شاد و جشتہ کو کھٹا کر میری طرف سے شادی کا پیام اُمّ حبیبہ کو دیں۔  
آپ کو جس لڑکی نے یہ پیام پہنچایا اسے تمام زیور جو جسم پر تھا مٹا کر دیا۔

نجاشی نے مجلس نکاح خود منعقد کی اور حضور ﷺ کے وکلاء کی موجودگی میں یہ نکاح عمل میں آیا پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں اور ۳۳ھ میں مدینہ میں وفات پائی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ ۵۵ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔  
اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات اور عالی ہمت تھیں۔

۱۔ اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا سلسلہ نسب حضرت ہارون علیہ السلام سے قنابہ، بنی اسرائیل سے ہیں ان کا دوسرا شوہر جنگ خیبر میں مارا گیا اور یہ قید برہن، چھ بچے، نوقرآنہ اور بزرغیر کی عالی مرتبہ سیدہ (سرور) تھیں اس لیے صحابہ کے مشورہ سے حضور نے انہیں آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا، تقریباً ۴ سال خدمت میں بسر کئے، ان کا انتقال ۶ رمضان ۳۳ھ میں ہوا، ۱۰ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

۱۱۔ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی ﷺ نے ۳۳ھ میں عمرہ فرمایا تو حضرت میمونہ بیوہ تھیں، حضور کے چچا حضرت عباس نے ان کے بارے میں حضور سے ذکر کیا تو آپ نے ان سے نکاح کر لیا تقریباً ۴ سال خدمت والا میں گزارے، ۳۳ھ میں اسی مکان میں وصال فرمایا جہاں نکاح ہوا تھا، یہ آخری ازواج مطہرات سے ہیں عمر ۶۰ سال کی پائی ۵

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق

بانواں طہارت پر لاکھوں سلام

حصہ ہفتم

## اسلامی عبادات

سبق نمبر ۱

### زکوٰۃ کا بیان

سوال ۱: زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ دراصل اس صفت ہمدردی و رحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے جو ایک مالدار مسلمان کے دل میں دوسرے حاجت مند مسلمان کے ساتھ فطرۃ موجود ہے یا یوں کہہ لو کہ آپس میں مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی مخصوص مالی امداد اور اعانت کا نام زکوٰۃ ہے، لیکن اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے، مخصوص مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔

سوال ۲: اسلام میں زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ:

- ۱۔ زکوٰۃ دین کا فرض اعظم اور ارکان اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔
- ۲۔ قرآن عظیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا گیا۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے بندوں کو اس فرض کی طرف بلا دیا۔
- ۴۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا۔
- ۵۔ صاف صاف بتایا کہ زکوٰۃ ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔
- ۶۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہ کمال ایمان



کی نشانی ہے۔

۷۔ زکوٰۃ سے جی چڑانے والوں کا خراب ہوتا ہے اور مال بھی برباد جاتا ہے۔

۸۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور منکر کافر، اسلامی برادری سے خارج ہے۔

۹۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا سخت ناشکرا اور گنہگار ہے اور آخرت میں ملعون۔

۱۰۔ ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادہ ہے اس کی گواہی نامقبول۔

سوال ۲۲: زکوٰۃ کیسے اور کیونکر فرض ہوتی؟

جواب: اسلام میں شروع ہی سے مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی کہ وہ

حقّی الاسکان ایک دوسرے کے کام آئیں اور ضرورت سے زیادہ جو بھی باقی وہ مسکینوں،

یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں پر صرف کریں اور اپنی ہمدردی و ہمساری کو دوسرے

مسلمانوں کا رفیق بنائیں، آسان اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کی بدولت مسلمان غریبار و

مساکین کی امداد و اعانت میں جو کچھ بن پڑتا اس میں کمی نہ کرتے، تاہم ایسا کوئی قاعدہ

مقرر نہ تھا جس پر بطور آئین و ضابطہ کے عمل کیا جاتا ہو۔

مکہ معظمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آکر جب مسلمانوں کو کسی قدر اہلینان

سکون نصیب ہوا، انہیں فتوحات نصیب ہوئیں، زمینیں اور جاگیریں ہاتھ آئیں، انہوں

نے اپنا کاروبار شروع کیا اور تجارت کی آمدنی بڑھی تو ذوق و رغبت سے مناسب حالات کے

تحت زکوٰۃ کا پورا نظام فتح مکہ کے بعد مکمل ہوا اور اس کے احکام و قوانین مرتب

ہوئے اور نظام زکوٰۃ نے آئین و ضابطہ کی شکل اختیار کی۔

سوال ۲۳: زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ:

۱۔ سخاوت کے باعث اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ مال کی ناجائز محبت اس کے دل میں گھر نہیں کرتی۔

۳۔ بخل اور اساک یعنی کنجوسی سے اس کا دامن قوت نہیں ہوتا۔

۴۔ زکوٰۃ دینے سے کاروبار اور دولت و ثروت میں ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

- ۵۔ غریب و مساکین کو وہ اپنی ہی قوم کا ایک حصہ سمجھتا ہے اس لیے بے حد دولت کا جمع ہو جاتا بھی اس میں بکراؤ و غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔
- ۶۔ غریب و مساکین کو اس کے ساتھ ایک انس و محبت اور اس کی دولت و ثروت کے ساتھ ہمدردی و فیض خواہی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود قائم رکھتے ہیں۔
- ۷۔ دولت مند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی مثال پیدا کرتی ہے جس میں ادنیٰ و اعلیٰ حصہ کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔
- ۸۔ دولت مند اور دیندار مسلمان ہمیشہ قابل ہمدردی اشخاص کی گروہ میں گئے رہتے ہیں تاکہ ان کی مدد کر کے ان کے زخم دل پر مرہم رکھیں اور یہ بڑی سعادت ہے۔
- یہ چند فائدے تو دنیاوی ہیں، روحانی اور اخروی فائدے جو آخرت میں اس کے کام آئیں گے، ان فوائد کے علاوہ ہیں۔
- سوال ۳؎: زکوٰۃ کے احوال سے قوم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟
- جواب: جو نقد و جنس زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس سے قوم کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ:
  - ۱۔ بیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل منقرض ہو جاتی ہے۔
  - ۲۔ جو لوگ عاجز و بے پروا ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اموال زکوٰۃ کی بدولت اپنی آبرو اور خودداری کو بر حال میں قائم رکھ سکتے ہیں۔
  - ۳۔ جو لوگ اپنی محنت و کوشش سے اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے بوڑھے، کوئے، منگڑے، فالج زدہ، کوڑھی و غیرہ دوسرے اہل حاجت، ان کی ضروریات زندگی کی ان اموال سے کفالت ہو جاتی ہے۔
  - ۴۔ وہ قرضدار جو اپنا قرض آپ کسی طرح ادا نہیں کر سکتے، یہ اموال ان کی دستگیری کرتے اور انہیں نئی زندگی بخشتے ہیں۔
  - ۵۔ مسافروں کی راحت و آسائش اور ان کی مالی اعانت، اس سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ مسافرت کی حالت میں، دیس سے دور محروم و بیاباں جگہ آبادی میں بھی آدمی کسی حادثہ سے دوچار

ہو جائے تو اموالِ زکوٰۃ اس کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

- ۷۔ دینی علوم کی خاطر وطن عزیز سے دور، قریہ قریہ، شہر شہر سفر کرنے والے طلبہ کے اس رقم کی فراہمی سے بڑا عمل کام بن جاتے ہیں، شائقینِ علم دین کی حاجت برآری کے علاوہ علومِ دینیہ کی سرپرستی بھی ہو جاتی ہے۔
- ۸۔ یتیموں اور یروادوں کی اس طرح خبر گیری ہو جاتی ہے کہ ان کے لیے قیمتی یاہو کی سواہن روح نہیں بنتی۔

۸۔ اموالِ زکوٰۃ، غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔  
 دراصل تمدنِ انسانی کا سب سے شکلِ مسد یہ ہے کہ کسی قوم کے افراد میں فردِ دولت کے لحاظ سے کیونکر ایک تناسب قائم کیا جائے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے، آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقدہ کی گرو کشائی نہ کر سکا اور کسی تدبیر سے یہ شکل حل نہ ہو سکی اور افراد کی ملکیت پر سے حقِ ملکیت کا اٹھا دیا جانا اور شخصی قبضہ سے بحال کر جمہور کی ملک میں چلا جانا عملاً اس قدر محال ہے کہ دنیا میں کبھی بھی کسی بھی قوم و ملک میں صحیح طور پر اس کا رواج نہ قائم ہوا اور نہ جبر و تشدد کا تسلط کسی قوم و ملک میں ہمیشہ باقی رہ سکتا ہے۔ اسلام نے جو مسلمانوں کو دنیا کی برترین متمدن قوم بنانا چاہا، اس مسئلہ پر توجہ دی اور اسے ہمیشہ کے لیے حل کر دیا اور اسی کا نام فرضیتِ زکوٰۃ ہے۔

سوال ۲۵: قرآن و حدیث میں سے زکوٰۃ کے کچھ فضائل بیان کریں۔

جواب: قرآن و حدیث، زکوٰۃ وغیرات کے فضائل سے مالا مال ہیں، قرآنِ عظیم کی ایک آیت کریمہ میں فرمایا کہ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی کمالات اس دامن کی بے جس سے سات بالیں نکلیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے“

صاف بتا دیا کہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا اور دولت میں بے حساب برکتیں لاتا ہے، اس کا مرتبہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال میں تباہی و بربادی آتی ہے

اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوطی میں کر لو۔ (ابوداؤد)  
بعض دزخوں میں کچھ فاسد اجزاء اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ بیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انہیں دترائے گھاکہ میرے بیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا۔ مگر ماقبل ہوش مند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نر نہال بلبا کر دخت بنے گا ورنہ پوہنی مڑھاکر رہ جائے گا، یہی حجاب زکوٰۃ مال کا ہے۔ قرآن کریم ہی کا یہ ارشاد ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھجور برابر، حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کو تو اسے اللہ تعالیٰ دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لیے پادشہ فرماتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے پیچھے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہلا برابر ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جھڑا دو چیزیں خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

سوال ۳: زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی مذمت کا بھی کچھ حال بتائیں۔

جواب: قرآن کریم میں ہے کہ جو لوگ جڑتے ہیں، سونا چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سننا اور جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے پس راغی جائیں گی، اس سے ان کی پیشانیاں اور کرڈیں اور پیشیں اور ان سے کہا جائے گا، یہ بے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جڑ کر رکھا تھا، اب کچھ مزہ اس جڑنے کا۔

پھر اس داغ دینے کو یہ نہ سمجھنا کہ کوئی ہلکا سا چمکا لگا دیا جائے گا یا پیشانی و پشت یا پہو کی چربی نکل کر پس ہوگی بلکہ اس کا حال بھی حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتھر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس کی کرڈ اور پیشانی اور پیٹھ راغی جائے گی۔

جب ٹنڈے ہونے پر آئیں گے پھریسے ہی کر دیئے جائیں گے، یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار یہ پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جلتے یا جہنم کی طرف۔

اور اونٹ کے بارے میں فرمایا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا حیات کے دن ہزار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فریاد کر آئیں گے۔ پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب ان کی پچھلی جمات گزر جائے گی پہل نرٹے گی، ایسا ہی گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اسے ہمارے میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب گائے بکریاں سینگوں سے ماریں گی اور گھروں سے روندیں گی۔ (مسلم و بخاری)

اور دوسری احادیث میں آیا ہے کہ نیک و فاجر میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین اشخاص جائیں گے، ان میں سے ایک وہ تو مجرب ہے جو اپنے مال میں اللہ عز و جل کا حق ادا نہیں کرتا۔

سوال ۲۳: جو شخص زکوٰۃ نہ دے مگر یہ نیک کاموں میں صرف کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟  
جواب: زکوٰۃ نہ دینے کی آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، ابھی اوپر گزرا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنی چاہیے کہ ضعیف و ناتواں انسان کی کیا جان، اگر چہانوں پر ڈالی جائیں، وہ سرمہ ہو کر خاک میں مل جو جائیں، پھر اس سے بڑھ کر احمق کن کہ اپنا مال جھوٹے پسمے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ جاری قرض گردن پر رہنے دے، یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانتا کہ نفل، بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کا قبول برتا درکنار زکوٰۃ نہ دینے کا وبال گردن پر موجود رہتا ہے، فرض خاص سلطان قرض ہے

اور نفل کرنا تحفہ و خزانہ، قرض نہ دیکھے اور بالائے تحفے پہنچے تو کیا وہ قابل قبول ہوں گے  
خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں؟

سوال ۳۸: مسلمان فقیر کو زکوٰۃ کا مالک کر دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: تملیک فقیر کو زکوٰۃ کا کرنا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ صرف  
پر نیت زکوٰۃ وادائے فرض اور حکم الہی کی بجائے خودی کی نیت سے دے اس مال سے اپنا  
نفع حاصل کرے اور جسے یہ زکوٰۃ دی اسے بالکل مختار بنا دے کہ جس طرح اور جس جائز  
کام میں چاہے صرف کرے۔

سوال ۳۹: زکوٰۃ کی رقم سے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر فقیروں مکینوں کو مثلاً اپنے گھر پر کھانا پکا کر، بطور دعوت کھلا دیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ  
ہوگی، ہاں اگر صاحب زکوٰۃ نے کھانا، بغیر پکائے یا پکا کر مستحق لوگوں کے گھر پہنچا دیا اپنے  
ہی گھر کھلایا مگر راحت سے انہیں پہلے ملک کر دیا کہ یہاں کھائیں خواہ بے جائیں تو  
زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ تملیک فقیر پائی گئی اور زکوٰۃ میں بھی لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۴۰: زکوٰۃ کیسے شخص کو دینی چاہیے یعنی اس کا مالک کسے بنایا جائے؟

جواب: مستحق زکوٰۃ کو مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو مال کو مال سمجھتا  
اور قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ بچہ یا دھوکہ کھائے، ورنہ ادا نہ ہوگی مثلاً نہایت  
چھوٹے بچے یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ ہی کو دینا ہے اور بچے کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی  
طرف سے اس کا باپ یا جس کی تحانی میں ہے، وہ قبضہ کریں (در مختار، بدائع الصنائع) اور  
یہ مال اس بچہ ہی کی ملک ہو گا جس کے لیے دیا گیا۔

سوال ۴۱: زکوٰۃ، مردہ کے کفن، دفن یا مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کا یہ مردہ کی تجزیہ و تکفین، کفن، دفن، یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ  
تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو  
مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب و فوہ کو برکات بلکہ حدیث میں آیا اگر تسو باتوں  
میں صدقہ گزرا تو سب کو دیا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے

اجریں کچھ کی نہ ہوگی (رد المحتار)

یوں ہی مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا یا اس سے پُل، سرائے، ستایہ،  
سبیل یا سڑک بنوا دینا یا ہسپتال تعمیر کرنا یا کنواں کھدوا دینا کافی نہیں کہ یہ مال فقیر  
کی ملک میں لگیا (عالمگیری وغیرہ)

سوال ۲۴: مالِ زکوٰۃ مدرسہ اسلامیہ میں لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسہ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہل سنت کا ہو، نیچریوں، قادیانیوں، رافضیوں  
وغیرہم مرتدین کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مدرسہ کا جسم اس مال  
کو جدا رکھے اور خاص تعلیم فقیر کے مصارف میں صرف کرے، مدرسین یا دیگر ملازمین  
کی تنخواہ اس سے نہیں دی جاسکتی، ز مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو  
سکتی ہے ہاں اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی معروف زکوٰۃ کو دے کر مالک کر دیں وہ اپنی  
طرف سے مدرسہ کو دے دے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں  
صرف ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق نمبر ۲

## فرضیت زکوٰۃ کی شرائط

سوال ۲۵: زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں،

- ۱۔ مسلمان ہونا، کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔
- ۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔
- ۳۔ عاقل ہونا، جو ہرے بھجن، پر زکوٰۃ فرض نہیں جبکہ اسی حالت میں سال گزر جائے اور اگر کبھی  
کبھی اسے انفاق ہو جاتا ہے تو فرض ہے۔
- ۴۔ آزاد ہونا، غلام پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔

۵۔ مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہیں۔

۶۔ ہدرے طور پر اس کا مالک ہونا، یعنی اس پر قبضہ بھی ہو۔

۷۔ نصاب کا ذین اقرض اسے فارغ دیکھا ہونا۔

۸۔ نصاب کا حاجت اصلہ سے فارغ ہونا۔

۹۔ مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا، خواہ حقیقتہً ہو یا نہ ہو۔

۱۰۔ نصاب پر ایک سال کامل کا گزر جانا (حادثہ کتب)

سوال ۱۳۳: ذین سے نصاب کے فارغ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ شئ ایک شخص نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں یا یہ خود مقروض نہیں بلکہ کسی مقروض کا کفیل (ضامن) ہے اور ضمانت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ فرض نہیں کو قرض خواہ کو اختیار ہے کہ اسی سے اپنے مال کا مقابلہ کرے۔  
(عالمگیری، رد المحتار)

سوال ۱۳۴: حاجت اصلہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اسے حاجت اصلہ کہتے ہیں، اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، کھانے کے گریوں میں پہننے کے کپڑے، غلاداری کا سامان، سواری کے ہافہ، پیشہ وران کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ، رد المحتار: یہی حاجت اصلہ میں خرچ کرنے کے لیے روپے پیسے۔

سوال ۱۳۵: مال نامی سے کیا مراد ہے؟

جواب: مال دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ وہ پیدا ہی اس لیے ہوتے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں، اسے پیدا نشی کہتے ہیں جیسے سونا چاندی، دوسرے وہ مال جو اس کے لیے پیدا تو نہیں ہوئے مگر ان سے یہ کام بھی لیا جاتا ہے، اسے فعلی کام چلنے والا مال کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے



سب میں نمود زیادت، ہوگی، سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جبکہ بقدر نصاب ہوں، اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے کہ ان میں تجارت کی نیت ہو یہی حکم چنی پر چھوٹے ہوئے جالروں اونٹ گائے بھینس بیل بکری بھیڑ وغیرہ کا ہے اور مکہ خارج الوقت سونے چاندی کے حکم میں ہے۔ (عامۃ کتب)

سوال ۱۴: نصاب پر سال گزرنے سے کتنا سال مراد ہے؟

جواب: سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے، یوں سمجھو کہ سب میں پہلی جس عربی مہینے کی جس تاریخ جس گھنٹے منٹ پر وہ مالک نصاب ہوا، وہی مہینہ تاریخ گھنٹہ منٹ اس کے لیے زکوٰۃ کا سال ہے، آمدنی کا سال خواہ کبھی سے شروع ہوتا ہو اور شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو اس کی کا کوئی اثر زکوٰۃ پر نہیں پڑے گا یعنی زکوٰۃ واجب ہے۔ (حالیگیری)

سوال ۱۵: مال تجارت کو درمیان سال کسی اور چیز سے بدل لیا تو اب اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب: مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی ہی جنس مثلاً زیورات سے بدل لیا یا کوئی اور جنس بدلے میں لے لی تو اس کی وجہ سے مال گزرنے میں نقصان نہ آیا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (حالیگیری)

سوال ۱۶: مالک نصاب کا مال درمیان سال میں بڑھ جائے تو کتنے مال پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: جو شخص مالک نصاب ہے، اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا اسے حاصل ہو گیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے بھی سال تمام ہے اگرچہ یہ مال سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو۔ (جمہرہ نیرہ)

سوال ۱۷: نماز کی طرح کیا زکوٰۃ میں بھی نیت شرط ہے؟

جواب: ہاں! زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال طالعہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ

شرط ہے نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو جانتا ہوں تاکہ کہ یہ مال زکوٰۃ ہے لہذا اگر کوئی شخص سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے، سب زکوٰۃ ہے تو یہ نیت مقبر نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوتی۔ (عالمگیری)

یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جس طرح زکوٰۃ میں نیت شرط ہے، بے بغیر اس کے ادا نہیں ہوتی، اسی طرح نیت میں اخلاص شرط ہے، بغیر اخلاص کے نیت مہل اور اخلاص کے معنی ہیں کہ جو کچھ دے بر نیت زکوٰۃ ادا دینی فرض اور حکم الہی کی بجائے آدمی کے لیے دے، اس کے ساتھ کوئی اور امر جو زکوٰۃ کے معانی ہے اس کا تعدد نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۵۱: زکوٰۃ کی نیت سے مال جدا کر لیا پھر وہ جاتا رہا تو زکوٰۃ ادا ہوتی یا نہیں؟  
جواب: مال زکوٰۃ کو بر نیت زکوٰۃ ملکہ کر دینے سے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دے دے یہاں تک کہ اگر وہ ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ ساخط نہ ہوتی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔ (در مختار، رد المحتار)

سوال ۵۲: زکوٰۃ طلائع دی جائے یا پوشیدہ طور پر چھپا کر؟  
جواب: زکوٰۃ طلائع اور ظاہر طور پر ادا کرنا افضل ہے اور نفل صدقہ، جسے لوگ خیرات کہتے ہیں، چھپا کر دینا افضل ہے (عالمگیری) زکوٰۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر لینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا اور حدیث شریف کا حکم ہے کہ تہمت کی جگہوں سے بچو! نیز اعلان آدمیوں کے لیے باعث ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ دیار نہ آنے پانے کو ثواب جاتا ہے گا بلکہ گناہ و استحقاق عذاب ہے، اسے سزا دی جائے تو اتنی نہ ہوگی کہ یہ وبال، ریا کی بدولت وہ خود خرید چکا۔

سوال ۵۳: زکوٰۃ کہہ کر مستحق کو دینا ضروری ہے یا نہیں؟  
جواب: زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر کہہ کر دے یا فرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو زکوٰۃ ادا ہو گئی



گرفت سے بھی بچے رہیں گے، ان اور زیادہ ثواب چاہے تو بہتر ماہ رمضان المبارک ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے اور فرض کا ثواب شرف فرض کے برابر۔  
(فتاویٰ رضویہ)

## سبق نمبر ۳

### جانوروں میں زکوٰۃ کا بیان

سوال ۱: کون سے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب ۱: صرف تین قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے جبکہ سائے ہوں۔

۱۔ اونٹ ۲۔ گائے ۳۔ بکری

گھوڑے گدے بچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں ان اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں۔ درختار و غیرہ اور عینس بیل گائے کے حکم میں ہے اور بھیڑ و نہد، بکری کے حکم میں داخل ہے کہ ایک سے نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو دوسرے کو ملا کر پورا کریں۔

سوال ۲: سائے کون سے جانوروں کو کہا جاتا ہے؟

جواب ۱: سائے وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزارتا ہو اور اس سے مقصود صرف اونٹ لینا یا نسل بڑھانا یا شوق پرورش و فرہ کرنا ہو اور اگر گھر میں گھاس لاکر کھلاتے ہوں یا مقصود ہو جھلانا یا بلی وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گزارتا ہو وہ سائے نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (درختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال ۳: تجارت کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب ۱: تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائے نہیں بلکہ تجارت کے جانوروں کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (درختار، ردالمحتار)

سوال ۴: زکوٰۃ کے جانوروں پر زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب : اونٹ جب کہ پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں اور گائے بھینس جب تیس پوری ہوں اور بکریاں جبکہ چالیس ہوں اور ان پر سال پورا گزر جائے اور سال تمام کے وقت وہ سب جانور یعنی سب اونٹ سب گائے بھینس یا سب بھیر بکری ایک سال سے کم کے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ دینی فرض ہوگی ورنہ نہیں۔ (دعائے کتب)

سوال ۱۲۰ : زکوٰۃ کے جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب : جانوروں کے نصاب کی تفصیل اور ان کے تفصیلی احکام تفریق کی بڑی کتابوں سے معلوم کریں یا پھر علمائے اہل سنت سے دریافت کریں، یہاں مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ پانچ اونٹوں تیس گائے بھینسوں اور چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب و فرض نہیں البتہ اونٹ جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے اور پچیس کے بعد حساب بدل جائے گا، اسی طرح گائے بھینس جب پوری تیس ہوں تو ان کی زکوٰۃ ایک سال کا بچہ ہے، پھر جب یہ تعداد چالیس یا اس سے زیادہ کہ پہنچے گی تو حکم بدلتا جائے گا اور بکریاں چالیس ہوں تو ایک بکری فرض ہوگی اور یہ حکم ایک سو بیس تک رہے گا اس سے زائد پر حکم بدلتا ہے گا۔

سوال ۱۲۱ : زکوٰۃ میں کس عمر کا جانور دیا جائے گا اور کیسا ؟

جواب : زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم عمر کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جو جانور دینا واجب ہو اس کی قیمت دے دے۔ (ماہلیگری وغیرہ)

سوال ۱۲۲ : کسی کے پاس بزروع کے جانور ہیں مگر نصاب سے کم تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں ؟

جواب : اگر کسی کے پاس اونٹ گائے بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پورا کرنے کے لیے خلط ملط نہ کریں گے اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۲۳ : زکوٰۃ میں دیئے جانے والے جانور کیسے ہونا چاہئیں ؟

**جواب :** اونٹ کی زکوٰۃ میں بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے اور جہاں اونٹ کی زکوٰۃ میں ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو اور فردیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا اور گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ لڑیا جائے یا مادہ اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا۔  
(دہ مختار، رد المحتار وغیرہ)

**سوال ۶۴ :** مویشی میں دو آدمی شریک ہوں تو زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟  
**جواب :** مویشی میں شرکت سے زکوٰۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ شرکت کسی قسم کی ہو اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکوٰۃ فرض ہے اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے، دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے اس پر نہیں، مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں، دوسرے کی تیس تو چالیس دے پر ایک بکری فرض ہے، تیس دے پر کچھ نہیں اور اگر کسی کی بکریاں بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (عالمگیری)

سبق نمبر ۴

## سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

**سوال ۶۵ :** سونے چاندی میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟  
**جواب :** سونا اور چاندی جب بقدر نصاب ہوں ان میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساٹھ سے سات تولہ اور چاندی کا نصاب دوسو درم ہے یعنی ساٹھ سے باون تولہ۔

**سوال ۶۶ :** آج کل جو اشاری نظام رائج ہوا ہے اس میں سونے چاندی کا نصاب کتنا ہوگا؟

**جواب :** اشاری نظام کی جو تفصیل سرکاری طور پر حکومت کی جانب سے جاری کی گئی

ہے اس کے مطابق سونے کا نصاب ۲۰۰، ۲۰۰ گرام ہے اور چاندی کا نصاب ۲۵۰-۶۰۰ گرام ہے۔

سوال ۳۵: سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب : سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے، قیمت کا لحاظ نہیں، وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں، قیمت جو کچھ بھی ہو، مثلاً سات تیرے سونے یا کم کا زلیف یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے قیمت میں ساڑھے سات تولہ تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ساڑھے سات تولہ کامل نہ ہو یا ساڑھے سات تولہ ہارتے دکھوٹے اسونے کا مال ہے کہ قیمت میں سات تولہ سونے سے بھی کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نصاب کا وزن پورا ہے۔ (در مختار، فتاویٰ رضویہ)

سوال ۳۶: سونے کی زکوٰۃ چاندی سے ادا کی جائے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : یہ جو ہم نے کہا کہ ادائے زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی زکوٰۃ سونے سے ادا کی جائے تو اب ضرور قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں وہ چاندی کی چیز پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو۔ (رد المحتار)

سوال ۳۷: سونے چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جاتی ہے؟

جواب : سونا چاندی جبکہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی ان کی قیمت نکالیں اور پھر ۱۴ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ میں دے دیں خواہ وہ دیسے ہی ہوں یا ان کے سکتے جیسے روپے اشرفیاں راگرچہ پاک و بوند بلکہ بشرہ حاکم میں یہ سکتے اب نہیں پائے جاتے یا ان کی بنی ہوئی کوئی چیز ہو، خواہ اس کا استعمال ہمارے ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نمک کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی، یا ناجائز ہو جیسے سونے چاندی کے

برتن، گٹری، سرسردانی، سٹلن گران کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے  
فرضی جو کچھ ہو، زکوٰۃ سب کی واجب ہے۔ (دہ مختار وغیرہ)

سوال ۱۰: سونا چاندی میں کھوٹ ہو تو زکوٰۃ کس طرح نکالیں؟

جواب: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو اس سب کو سونا  
چاندی قرار دیں، کھوٹ کا کوئی اعتبار نہیں اور گل پر زکوٰۃ واجب ہے یہ لہذا اگر کھوٹ اصل  
آدمی سونے چاندی کے برابر ہے تب بھی کھوٹ کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور زکوٰۃ  
گل پر واجب ہوگی، اور اگر کھوٹ غالب ہو مگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہے  
کہ ہلک کریں تو نصاب کو پہنچ جاتے یا وہ تو نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس  
اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گا تو ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب  
ہے۔ (دہ مختار)

سوال ۱۱: تنہا آدمی مال کو کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے بلکہ گھروالوں کی ضروریات  
کے لیے بھا کر رکھے اس میں گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو میرے کہ بڑا وقت کہہ کر نہیں آتا اور ضرورتیں بھی آدمی سے چلی جاتی ہیں مگر  
گھر میں جو کئی کھانے پینے والے ہوں، ان کی ضروریات کا لحاظ تو شریعت مطہرہ نے  
پہلے ہی فرمایا ہے۔ سال بھر کے کھانے پینے پہنچنے اور تمام مصارف سے جو بچا  
اور سال بھر رہائی کا تو چالیسواں حصہ فرض ہوا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ مسلمان کو آخرت  
میں عذاب سے نجات ملے اور دنیا میں بھی مال میں ترقی ہو، برکت ہو۔ یہ خیال کرنا کہ  
زکوٰۃ سے مال گھٹے گا بڑی ایمان کی کوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ  
دینے سے مال میں ترقی اور افزودنی ہوتی ہے تو بے وہ بلا جائے وہ کیونکر گھٹ سکتا  
ہے، یہ خیال کر اگر اس وقت سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں اٹھا دیں گے  
تو آئندہ مال بچے کیا کھائیں گے، محض شیطانی دوسرہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۲: عورت کو جو زیور میکے ملتا ہے اس کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر؟  
جواب: عورت کو مال باپ کے یہاں سے جو زیور ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی



ہوتی ہے اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہرگز نہیں اگرچہ وہ کثیر مال رکھتا ہو اور شوہر نہ دے تو اس کے نہ دینے سے اس پر کچھ خیال بھی نہیں، یوں ہی شوہر نے وہ زیور جو عورت کو دیا اور اس کی ملک کر دیا، اس پر بھی حکم ہے۔ ان اگر شوہر نے اپنی ہی ملک میں رکھا اور عورت کو معرفت پہننے کے لیے دیا تو بے شک اس کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے جبکہ خود یا دوسرے مال سے بل کر بقدر نصاب ہو اور حاجتِ اصلیت سے زائد بھی (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۲: جو اہلرت اور قریبی پتھروں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: موتی وغیرہ جو اہلرت کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ نہیں سکتا۔ (دھرم)

سوال ۱۳: بینک یا ڈاک خانہ میں یا انعامی بانڈ کی شکل میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: روپیہ کہیں جمع ہو، کسی کے پاس امانت ہو، مطلقاً اس پر زکوٰۃ واجب (فتاویٰ رضویہ) ان بقدر نصاب ہونا زکوٰۃ کے لیے شرط ہے اور انعامی بانڈ جو خرید کر بحفاظت رکھیے جاتے ہیں وہ بھی ٹولوں کی مانند ہیں اور زکوٰۃ ان پر واجب ہے بشرطیکہ وہ کلاہ آمدنی۔

سوال ۱۴: ایک شخص مفروض ہے اور اس کی بیوی کے پاس زیور یا نقد روپیہ بقدر نصاب موجود ہے تو عورت پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: عورت اور شوہر کا ماضی دنیا کے اعتبار سے کتنا ہی ایک ہو مگر اللہ عزوجل کے حکم میں وہ جدا جدا ہیں، جب عورت کے پاس زیور زکوٰۃ کے قابل ہے اور فرض عورت پر نہیں، شوہر پر ہے تو عورت پر زکوٰۃ ضرور واجب ہے، بیوی ہر مال تمام پر زیور کے علاوہ جو روپیہ یا اور زکوٰۃ کی کوئی چیز عورت کے ملک میں ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، عورت ادا کرے گی۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۵: عورت بیوہ ہو اور زیور بقدر نصاب کی مالک ہو، وہ زکوٰۃ کس طور پر ادا کرے؟

جواب: اگر عورت کے پاس روپیہ ہے اگرچہ بظاہر اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تو

ایسی روپیہ سے نکلے اور اگر نقد روپیہ کی کوئی سہیل نہیں تو زیلہ بیچے اور زکوٰۃ نکالے،  
زیلہ کچھ حاجت امیلتہ سے تو ہے نہیں اصل زکوٰۃ دینے میں غریب کی تکلیف نہ ہے  
بلکہ زکوٰۃ کا نہ دینا ہی تکلیف کا باعث ہوتا ہے، غریب اور بے بکتی لڑتا ہے اور  
زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ برکت و فراغت دیتا ہے یہ قرآن حکیم میں  
اللہ کا وعدہ ہے، اللہ سچا اور اس کا وعدہ سچا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۳: نابالغ بچوں کو جو زیلہ بخش دیا اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

جواب: جو زیلہ کسی نے اپنے بچوں کو یہ کر دیا اس کی زکوٰۃ اس پر ہے نہ بچوں پر،  
اس پر اس لیے نہیں کہ اب یہ مالک نہیں اور بچوں پر اس لیے نہیں کہ وہ نابالغ  
نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۴: شوہر اپنی بیوی کو مہر کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے دینا چاہتا ہے تاکہ وہ زکوٰۃ ادا  
کرتی رہے اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: شوہر اگر اس کو ہر سال کے ختم پر زکوٰۃ ادا کرنے کے واسطے روپیہ اس شرط پر  
دینا چاہتا ہے کہ وہ یہ روپیہ اپنے فرض واجب اللہ یعنی مہر نکاح میں وضع کرتی ہے  
تو اس طرح لینا دینا دونوں جائز ہیں اور دونوں کے لیے اجر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۵: سونا اور چاندی دونوں ہوں مگر نصاب سے کم تو زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی مگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب  
نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے طاعتی، اگر  
طاعتی اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتا تو کچھ نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا کریں۔ البتہ قیمت  
لگاتے ہیں اس کا نام ضروری ہے کہ قیمت وہ لگائیں جس میں قیمت کا زیادہ نفع ہو۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۶: سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے سکوں اور نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: دوسری دھات کے سکے جیسا کہ اب عام طور پر تمام ملکوں میں رائج ہیں اگر ۲۰۰ درہم میں  
۲۵ توے چاندی کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لیے  
نہ ہوں اور اگر چھین اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکوٰۃ واجب نہیں، یہ نہی

نوٹ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے جب تک ان کا معاش اور چلن ہو کہ یہ بھی پیسوں کے حکم میں ہیں اور ان سے بھی دنیا بھر میں لین دین ہوتا ہے۔  
(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۸۱: زیورات وغیرہ کی زکوٰۃ میں کن سائرخ و جواہر معتبر ہے؟

جواب: سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو زرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا یا مقدار واجب کی بازاری قیمت دینا چاہیں تو زرخ کی ضرورت ہوگی اور زرخ نہ بنانے کے وقت کا معتبر ہے زکوٰۃ ادا کرتے وقت کہ اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو کہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہِ حرلی و تاریخ وقت جب آئیں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا اور اسی وقت کا زرخ لیا جائے گا قیمت لگا کر اب ڈھائی روپیہ فی سینکڑہ ادا کر دیں کہ اس میں تغیر کا زیادہ نقص ہے اور دینے والے کو بھی حساب کی آسانی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۸۲: اپنی حاجت سے زیادہ مکانات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: مکانات پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ چپاسی کرڈر کے ہوں یا رہنشی کارخانوں کی مشینری وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، ہاں مکانات کے کرایہ اور مشینوں کی پیداوار سے جو سال تمام پر پس انداز ہوگا اس پر زکوٰۃ آئے گی جبکہ خود یا امدال سے مل کر قدر نصاب ہوں، یونہی برتن وغیرہ اسباب خانہ داری میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ لکھوں روپے کے ہوں، زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے: ۱۔ سونا چاندی کیسے ہی ہوں پہننے کے ہوں یا برتنے کے یا رکھنے کے۔ ۲۔ چرائی پر چھوٹے جانور، ۳۔ تجارت کا مال، باقی کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۸۳: زکوٰۃ ادا کئے بغیر آدمی بیلہ ہو گیا تو اب اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیلہ ہے تو وارثوں سے چھپا کر لے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے

کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غائب مگن قرض ادا ہو جائے گا کہ قریبتر ہے کہ قرض لے کر زکوٰۃ ادا کرے وہ نہیں کہ حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (رد مختار)

سوال ۴۸۸: سال گزرنے کے بعد اگر مال ہلک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سال کے پورا ہونے پر اگر کل مال ہلک ہو گیا تو کل کی زکوٰۃ (صاف و صاف) ہو گئی اور اگر کچھ ہلک ہو تو جتنا ہلک ہو اس کی صاف اور جو باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو، ہاں اگر اس نے اپنے فعل سے خود مال کو ہلک کر دیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غمی والہ اور صاحب نصاب اگرچہ کہ دیا تو زکوٰۃ پر مستعد واجب اللہ ہے ایک مہینہ بھی ساتھ نہ ہو گا اگرچہ اب بالکل نادر ہو گیا ہو (رد مختار)

سوال ۴۸۹: روپیہ اگر قرض میں پھیلا ہو تو اس کی زکوٰۃ ذمہ پر ہے یا نہیں؟

جواب: جو روپیہ قرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی بھی زکوٰۃ بحالت قرض ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر اس کا ادا کرنا اس وقت لازم ہو گا جب کہ بقدر نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے جتنے برس گزرے ہوں سب کا حساب لگا کر (فداویٰ ضروریہ) ادا کرنا اس میں ہے کہ جتنا وصول ہو اس کا چالیسواں حصہ ہر سال کے حساب میں علیحدہ علیحدہ ادا کر دیں۔

سوال ۴۹۰: زکوٰۃ کے عوض کوئی ادا چیز دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: روپے کے عوض کھانا، پیرا، غلہ وغیرہ فقیر کو دے کر اسے ملک کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر اس چیز کی قیمت جو بازار کے بھاؤ سے ہو گی وہ زکوٰۃ میں بھی جاتے گی بالائی معارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزد دیا کہ دیلے یا گاؤں سے منگوا دیا ہے تو کرایہ جو بھی وغیرہ اس میں وضع نہ کریں گے یا کھانا کچھ ادا کر دیا تو پیرائی یا کلاویں کی قیمت بھرانہ کریں گے بلکہ اس ہلکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو اس کا اعتبار ہو گا۔ (در مختار مالگیری وغیرہ)

سوال ۴۹۱: کسی مقروض کے قرض میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر صاحب نصاب نے وہ روپیہ اسی مقروض کو مل میں تیت کر کے دیا تو زکوٰۃ

ہوگئی خواہ وہ کہیں صرف کرے اور اگر بطور خود بلا اس کی اجازت کے قرض میں دیا تو  
ادانہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ)

## سبق نمبر ۶

# مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

سوال ۸۸: اموال تجارت میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: تجارت کی کوئی چیز ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔  
(در مختار وغیرہ)

سوال ۸۹: مال تجارت میں کس وقت کی قیمت متبر ہوگی؟

جواب: مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت ۲۰۰ درہم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ بادل تولد چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو ورنہ مالگیری، یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ان کے ساتھ ملا کر قیمت لگائیں گے، (بہار شریعت)

سوال ۹۰: سال تمام پر نرخ گھٹ بڑھ جائے تو حساب کس طرح ہوگا؟

جواب: غلہ یا مال تجارت سال تمام پر ۲۰۰ درہم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکوٰۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس کی قیمت میں کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے گی جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی جب بھی وہی قیمت لگائیں

مے جو اس دن تھی اور اگر اس روز شنگ تھی اب بیگ مٹی تو آج کی قیمت نکالیں۔ (مالگیری)  
**سوال ۹۱:** گھوڑوں کی تجارت میں جھول اور گام وغیرہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

**جواب:** گھوڑوں کے تاجروں نے جھول اور گام اور رنیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو ان کی زکوٰۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکوٰۃ ہے۔ (مالگیری)

**سوال ۹۲:** مال تجارت کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا تو زکوٰۃ کب ادا کرے؟

**جواب:** مال تجارت کا ٹھنڈا کوئی مال اس نے بہ قیمت تجارت خریدا اور اسے کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا یا مال تجارت کا کرایہ ٹھنڈا اس نے کوئی مکان یا زمین بہ قیمت تجارت خریدی اور اسے رہائشی یا کمیتی باڑی کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اس پر دین و قرض ہے تو یہ دین قوی کہلاتا ہے اور دین قوی کی زکوٰۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے کہ جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے، قرض جسے دستگرداں کہتے ہیں وہ بھی دین قوی ہے جیسا کہ گذشتہ سبق میں گزرا۔

**سوال ۹۳:** کسی نے گھر کا خند وغیرہ ادھار بیچ دیا تو اس کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے گی؟

**جواب:** گھر کا خند یا سواری کا گھوڑا وغیرہ یا اور کوئی شے حاجتِ اصلیت کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اسے شریعت میں دین متوسط کہتے ہیں یعنی ایسے کسی مال کا بدل جو تجارت کے لیے نہ تھی اپنی ضرورت کی تھی مگر بیچ ڈالی اور وہ بھی ادھار تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ ۲۰۰ درم پر قبضہ ہو جائے۔

(در مختار)

**سوال ۹۴:** جس مال تجارت پر ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کر دی پھر دوسرے سال اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

**جواب:** مال تجارت جب تک خود یا دوسرے مال زکوٰۃ سے مل کر قدر نصاب اور

حاجتِ اصلیت سے فاضل ہے گا ہر سال اس پر تازہ زکوٰۃ واجب ہوگی، صرف اس کے نفع پر نہیں بلکہ تمام مال تجارت پر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۹۵: ایک شخص نے معمولی چیز کو اپنی صناعی اور دستکاری سے بیش قیمت بنا لیا اور فروخت کر دیا تو اب زکوٰۃ کس حساب سے ہے؟

جواب: ہر چند ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے پیشے کی چیز خریدار کی رضامندی سے ہزار روپے کو بیچے جب کہ اس میں کذب و فریب اور منافع نہ ہو مگر زکوٰۃ وغیرہ میں جہاں واجب شے کی جگہ کوئی اور چیز دی جائے صرف بلحاظ قیمت ہی دی جاسکتی ہے اور قیمت بھی وہی معتبر ہوگی جو باندی زرغ کے مطابق ہو، مگر اس کی قیمت خریدہ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۹۶: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے مثلاً دیگیں، سانچیں، موٹر، میسے، شاملانے وغیرہ ان پر خود پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں ان کا کرایہ بعد نصاب ہر سال تمام پر زکوٰۃ کرایہ کی رقم پر فرض ہوگی جب کہ اہل شرائط بھی پائی جائیں جیسا کہ مکالمات و کانوں کے کرایہ کا حکم ہے۔

سوال ۹۷: عطر فروش کی شیشیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے جو شیشیاں خریدیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور المتعارف کہ وہ بھی مال تجارت میں داخل ہیں۔

سوال ۹۸: تجارت کے لیے جو سامان قرض لیا اس پر زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

جواب: جو شخص صاحبِ نصاب ہے اس نے کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً کوئی شخص ۲۰۰ روپے کا مالک ہے اور اس نے من بھر گہوں تجارت کے لیے لیے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ہاں اگر تجارت کے لیے نہ لے تو زکوٰۃ واجب نہیں کہ گہوں کے درمیان میں دو سو سے مجرا کے ہاتھ لے تو نصاب باقی نہ رہا۔ (دعائے گہوں وغیرہ)

سبق نمبر ۶

## زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

سوال ۹۹: عشر کے کتے ہیں؟

جواب: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوتی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس زکوٰۃ کا نام عشر ہے یعنی وہاں حصہ کہ اکثر صورتوں میں وہاں حصہ فرض ہے اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی سوواں حصہ لیا جائے گا۔ (مالگیری وغیرہ)

سوال ۱۰۰: عشری زمین کن سی ہوتی ہے؟

جواب: زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدوں پر تقسیم ہو گئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے جنگ کی تربت نہ آئی یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا، ہندو پاکستان میں مسلمانوں کی زمینیں عموماً ایسی ہی ہیں کہ ان پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۰۱: عشر و نصف عشر کہاں واجب ہوتا ہے؟

جواب: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی سوواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرے یا ٹول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی سوواں حصہ واجب ہے اور پانی خرید کر آبپاشی جو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۰۲: غلے، میوے اور ترکاریوں میں عشر ہے یا نہیں؟

جواب: ہر قسم کے غلے مثلاً گہن، جو، جوار، باجرہ، ادھان اور ہر قسم کے میوے مثلاً انڈوٹ، بادام اور ہر قسم کی ترکاریاں مثلاً خربزہ، تربوز، گلادی، بیگن سب میں عشر واجب ہے۔ (مالگیری)



سوال ۱۳: پیداوار سے زراعت کے مصارف مجراہوں کے یا نہیں؟

جواب: جس چیز میں مشری یا نصف مشر واجب ہوں اس میں کل پیداوار کا مشر یا جلتے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت یعنی بل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والے کی اجرت یا بیج وغیرہ بحال کر باقی کا مشر یا نصف مشر دیا جائے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۴: مشری پانی کون سا پانی ہے؟

جواب: آسمان یعنی بارش کا پانی مشری زمین میں، کنویں یا چشمے اور دیا کا پانی مشری پانی ہے اس سے حاصل ہونے والی پیداوار میں مشر ہے۔

سوال ۱۵: عشر مسلمانوں پر ہے یا غیر مسلم پر بھی؟

جواب: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، ان اگر مسلمان نے فنی (اسلامی ملک کے) دفا (غیر مسلم) سے خرابی زمین خریدی تو یہ خرابی ہی رہے گی اس مسلمان سے اس زمین کا مشر دلیں گے بلکہ خراج لیا جائے گا۔ (رد مختار وغیرہ)

سوال ۱۶: خرابی زمین کون سی زمین کو کہتے ہیں؟

جواب: خرابی زمین ہونے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کے میں دلوں کو احسان کے طور پر واپس کر دی یا دوسرے غیر مسلمانوں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا اور وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا یا فنی نے مسلمان سے مشری زمین خرید لی یا خرابی زمین مسلمان نے خرید لی یا اسے خرابی پانی سے سیراب کیا تو ان تمام صورتوں میں وہ زمین خرابی کہلاتی ہے۔ (عائد کتب)

سوال ۱۷: خرابی پانی کون سا کہلاتا ہے؟

جواب: مسلمانوں کی آمد سے پہلے غیر مسلمانوں نے جو نہر کھودی اس کا پانی خرابی، یا کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خرابی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خرابی ہے ایسے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں جو پیداوار ہوگی اس میں مشر نہیں بلکہ خراج واجب ہوگا خواہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا، تہائی، چوتھائی وغیرہ مقرر کر دیا جائے یا ایک مقدار لازم کر دی جائے۔ (رد مختار)

سوال ۳۲۰: تابانہ امد بخون پر مشربے یا نہیں؟

جواب: مشروا جب ہونے کے لیے مائل باغ ہوتا شرط نہیں، بخون امد تابانہ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی مشروا جب ہے۔ (مالگیری)

سوال ۳۲۱: زکوٰۃ کی طرح مشربے سال تمام پر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: مشربے سال گزرتا شرط نہیں، سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوتی تو ہر بار مشروا جب ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۳۲۲: مشر کا کوئی لعاب ہے یا نہیں؟

جواب: مشربے لعاب بھی شرط نہیں ایک صاع سیر بھی پیداوار ہو تو مشروا جب ہے امد یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو امد یہ بھی شرط نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو، وقتی زمین جو کسی کی ملک نہیں ہوتی اس میں جو زراعت ہوتی تو اس میں بھی مشروا جب ہے، (در مختار وغیرہ)

سوال ۳۲۳: مشر ادا کرنے سے پیشتر آدمی مر جائے تو مشر کس پر ہے؟

جواب: مشر کھیت کی پیداوار پر ہوتا ہے تو جس پر مشروا جب ہو اس کا انتقال ہو گیا امد پیداوار موجود ہے تو اس پر مشر لیا جائے گا۔ (مالگیری)

سوال ۳۲۴: پیداوار اگر کسی وجہ سے ماری جائے تو مشروا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: کھیت بڑا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ٹوب گئی یا بل گئی یا ٹیڑھی کھا گئی یا پے اور ٹوسے جاتی رہی تو مشروا واجب دونوں ساقط ہیں، جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا مشربے لے ہاں اگر چھپائے کھا گئے تو ساقط نہیں یونہی اگر توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہوئی تو مشربے ورنہ مشروا نہ لگے گا (در المختار)

سوال ۳۲۵: زراعت بیج ڈال تو مشر کس پر ہے؟

جواب: تیار ہونے سے پیشتر زراعت بیج ڈال تو مشر مشربے (خریدار) پر ہے اور بیج بچنے کے وقت زراعت تیار تھی تو مشر باغ (فروخت کنندہ) پر ہے اور اگر زمین زراعت ورنہ یا صرف زمین بیجی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ

زراعت ہو سکے تو خراج شتری پر سے دھنہ باقی پر، (دو مختار)

سوال ۱۴: عشر و خراج کی آمدنی کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: عشر اور نصف عشر کے مصارف وہی ہیں جو مصارف زکوٰۃ ہیں اور جن کا بیان آگے آتا ہے البتہ خراج کا مصروف صرف لشکر اسلام نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی محنتوں اور ان کی ضرورتوں میں صرف کیا جاتا ہے جن میں مسجدوں کی تعمیر ان کے دوسرے اخراجات امام و مفتیوں کا وظیفہ، مفسرین علم دین کی تنخواہیں، علم دین کی تحصیل میں مشغول رہنے والے طلباء کی خبر گیری، ملائے اہل سنت اور مالیات دین تین کی خدمت میں جو مصروف تھے اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتویٰ کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور پل سڑکے وغیرہ بنانے کے کام میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔ (مبادی شریعت، فتاویٰ رضویہ)

سبق نمبر ۷

## مصارف زکوٰۃ کا بیان

سوال ۱۵: مصارف زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ لوگ جن پر مال زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے مصارف زکوٰۃ ہیں۔

سوال ۱۶: زکوٰۃ کے مصارف کتنے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں: فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، بنی سبیل اور ابن السبیل۔

سوال ۱۷: شرع میں فقیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جاتے یا مال تو بقدر نصاب ہے مگر حاجتِ اصل کے علاوہ نہیں ملتا رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے وغیرہ، یہ وہی اگر مدین (قرضدار) ہے اور دین (قرض) نکالنے کے بعد بقدر نصاب باقی نہیں رہتا تو وہ فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس فی الوقت کئی نعائیں ہوں (رد المحتار)



کیا ہو، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط اور میانہ طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو کچھ وہ وصول کر کے لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے (در مختار وغیرہ) حامل کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں۔ سوال ۱۲۲: رقاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: رقاب سے مراد ہے غلامی سے گروں رکھنا، اور یہ اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے غلاموں کی دستگیری کی اور غلاموں کی آزادی کے مختلف طریقے مقرر کئے انہیں میں سے ایک طریقہ یہ زکوٰۃ کا طریقہ ہے لیکن اب نہ غلام ہیں اور نہ اس مذ میں اس رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔ سوال ۱۲۳: غلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: غلام سے مراد مدیون و مقروض ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا اور لوں پر باقی ہو مگر یہ لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو ورنہ اہلکار اور یہ بھی اسلام کے ان عظیم احکامات میں سے ہے کہ اس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا ایسا انتظام کر دیا، حالیہ زمانہ نے قرضداروں کی سہولت کے لیے بیک قائم کئے ہیں مگر دنیا جانتی ہے کہ سینکڑوں اہلک غریبوں کے قبضہ سے حل کر جنیک کے قبضہ میں چلی گئی ہیں اور عوام میں افلاس و تنگدستی کی ترقی ہو گئی ہے۔ سوال ۱۲۴: فی سبیل اللہ خرچ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہ خدا میں خرچ کرنا، اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زوراء اس کے پاس نہیں تو اسے اہل زکوٰۃ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دیتا ہے اگرچہ وہ کلمہ پر تہاد ہے۔ یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علم دین پڑھنا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا

میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوٰۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے خارج کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یہ بھی ہر نیک کام میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ اس میں تملیک پائی جائے کہ بغیر تملیک فقیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۹: ابن النبیل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ابن النبیل کہتے ہیں مسافر کو ادبیہاں سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس مال نہ ملے، دیار وطن سے دور پر دس میں کون کس کا پرسان حال ہوتا ہے؟ شریعت نے ایسی حالت میں اسے اختیار دیا کہ وہ مال زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہے مگر اسی قدر سے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ فرض ملے تو فرضی لے کر کام چلائے (حاملگیری) یا مثلاً اس کے پاس کوئی سالن نامہ از ضرورت ہے جس کی قیمت سے کام نکل سکتا ہے مثلاً گھڑی تو اسے بیچ لے اور قیمت کام میں لائے اور سوال کی ذلت سے بچے۔

سوال ۱۴۰: ایسا مسافر گھر پہنچ کر بھی وہ مال زکوٰۃ کام میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جس نے بوقت ضرورت بعد ضرورت مال زکوٰۃ لیا اور پھر اسے اپنا مال مل گیا مثلاً وہ اپنے گھر پہنچ گیا تو جو کچھ زکوٰۃ کا مال باقی ہے اب بھی اپنے مصرف میں لا سکتا ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۴۱: ان سات مصارف کے علاوہ اور بھی کوئی مصرف زکوٰۃ ہے؟

جواب: ہاں قرآن کریم نے مصارف زکوٰۃ کے علاوہ ایک اور مصرف کا بھی ذکر فرمایا ہے: **وَالْمَوْلَاةُ عَلَىٰ مِلَّةِ قُلُوبِهِنَّ**۔ یعنی وہ جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور دنیاوی مال و متاع سے ان کی ضرورتیں پوری کر دی جائیں اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں تاکہ ان پر یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ اسلام کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک و ایثار کی تعلیم دیتا ہے لیکن امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ آٹھویں قسم کے لوگ باجماع صحابہ ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ

نے اسلام کو غلبہ دیا اور اسلام کی حقانیت آفتاب کی مانند روشن و آشکارا ہو گئی تو اب اس طریق کار کی حاجت نہ رہی و حمار کتب و تفاسیر

سوال ۱۲۹: زکوٰۃ ان ساتوں قسموں کو دی جائے یا کسی ایک کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں سے کسی ایک کو دے دے خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا کسی ایک فرد کو، اور مال زکوٰۃ اگر بقدر نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے۔ (حاملگیری)

سوال ۱۳۰: ایک شخص کو بقدر نصاب مال دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کو بقدر نصاب مال زکوٰۃ دے دینا مکروہ ہے مگر دے دیا تو زکوٰۃ بلا شہر ادا ہو گئی اور یہ مکروہ بھی اس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون (مقروض) نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یونہی اگر وہ فقیر مال بچوں والا ہے کہ اگرچہ مال زکوٰۃ نصاب سے زیادہ ہے مگر اس کے اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (حاملگیری)

سوال ۱۳۱: وہ کون رگ ہیں جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؟

جواب: (۱) اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادی، نانا، ثانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور (۲) اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۳) عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۴) جو شخص مالک نصاب ہو اور نصاب حاجت اسلئے سے فارغ، ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(۵) غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

(۶) بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے، نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

(۷) ذمی کافر کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (در مختار وغیرہ حمار کتب)

سوال ۱۳۲: محتاج ماں باپ کو حیلہ کر کے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: ماں باپ محتاج ہوں اور یہ حیلہ کر کے انہیں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ کسی فقیر یعنی معرفت زکوٰۃ کو دے دے اور وہ اس کے ماں باپ کو یہ کہہ دے کہ یہ حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دیتا بھی مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۳۳: طلاق والی بیوی کو اس کا شوہر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک حدت میں ہے شوہر اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ ہاں حدت پوری ہو جائے تو اب دے سکتا ہے۔ (رد المحتار، رد المحتار)

سوال ۱۳۴: غنی مرد کے بالغ بچوں اور اس کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: غنی مرد کی بالغ اولاد اور غنی کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یہی غنی کے باپ کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جب کہ وہ فقیر ہوں یعنی مالک نصاب نہ ہوں اور مالک نصاب ہوں تو یہ معرفت زکوٰۃ ہی نہیں۔ (دعا لگیری وغیرہ)

سوال ۱۳۵: مالک نصاب ہوتا اس کے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو بلکہ معرفت ماں ہی اس کی کفیل ہے اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (رد مختار)

سوال ۱۳۶: بنی ہاشم جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان سے کیا مراد ہے؟

جواب: بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و عمار بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں ان کے علاوہ جنہوں نے نبی ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابوہریرہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولاد بنی ہاشم میں شمار نہ ہوگی۔ (دعا لگیری وغیرہ)

سوال ۱۳۷: جس کی ماں ہاشمی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو ایسے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: جس کی ماں ہاشمی بلکہ سیداتی جو یعنی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہذا



ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا ممانع نہ ہو۔ امداد کے سیدانی ہونے سے جو لوگ تید بن بیٹھتے ہیں حکم حدیث صحیح لغت کے مستحق ہیں امداد اپنی پناہ میں رکھے آمین۔ (در مختار)

سوال ۱۳۸: جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں اور کوئی صدقہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے انہیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ شرف کفارہ اور صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ عید الفطر کے موقع پر شہریوں میں قرب و جوار کے ہندو صدقہ فطر وصول کرنے گلیوں گلیوں، محلوں محلوں میں مانگتے پھرتے ہیں انہیں ہرگز صدقہ فطر نہ دیا جائے اور کسی ناواقف کے باعث دے دیا تو پھر دوبارہ ادا کیا جائے۔  
سوال ۱۳۹: بد مذہب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بد مذہب یعنی وہ کلمہ گو جو مسلمانین یعنی اہلسنت و جماعت کے چاروں گرد ہیں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکیوں سے کٹ کر اپنی الگ راہ نکال لے وہ بد مذہب و بد عقیدہ ہے انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں (در مختار وغیرہ) تو وہ بیزارانہ کہ خدا و رسول علیہ السلام کی توہین و تحقیر کرتے اور شان رسالت گھساتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان حنفی کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور وہی تو ہرگز ادا نہ ہوگی (بہار شریعت)  
سوال ۱۴۰: عورت قیمتی چیز کی مالک ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو چیز ملتا ہے اور وہ اس کی مالک ہوتی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں، ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، سننے کے کپڑے استعمال کے برتن، اسی قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجت اہلیہ سے نراند ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے تو عورت غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔ (در المختار)

سوال ۱۴۱: جنہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں کیا ان کا فقیر ہونا ضروری ہے؟

جواب : جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں اسی سب کا فقیر ہونا (ما سب نصاب نہ ہونا شرط ہے سوا حامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن التیل اگرچہ نئی ہر اس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو حکم فقیر میں نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (د مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۲ : اپنے خدمت گزار اور ایسے ہی کسی دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟  
جواب : جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا ہے سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کر کے دی تو ادا نہ ہوتی، عید بقرعہ میں خدام مرد و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

سوال ۱۳۳ : فقیروں کی طرح گھومنے پھرنے رہنے والے کو زکوٰۃ دی تو ادا ہوتی یا نہیں؟  
جواب : جو شخص فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں رہتا ہے اور اس نے کسی سے سوال کیا یا فقیروں کی سی وضع قطع تو اس کی نہیں مگر وہ کسی سے سوال کر بیٹھا اور اس نے اسے غنی نہ جان کر مصرف زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

سوال ۱۳۴ : بے سوچے سمجھے اجنبی کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوتی یا نہیں؟  
جواب : اگر بے سوچے سمجھے کسی کو زکوٰۃ دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ کیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوتی اور معلوم ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

سوال ۱۳۵ : اگر زکوٰۃ دیتے وقت شک تھا کہ یہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں، پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوتی یا نہیں؟  
جواب : اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یعنی بے سوچے سمجھے اسے زکوٰۃ دے دی یا تحری کی مگر کسی طرف دل نہ جمایا یا غالب گمان ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوتی، ہاں زکوٰۃ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

سوال ۱۳۲: زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیسا ہے؟

جواب: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائی بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو، پھر مامل اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ذی الارحام یعنی رشتہ والوں کو، پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو، حالانکہ یہی احادیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے امت محمدیہ! اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن غرہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بلکہ عزیزوں کو دینے میں دو ناثواب ہے۔

سوال ۱۳۳: کسی ہنگامی ضرورت کے چندہ میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی، لہذا اس طرح زکوٰۃ کی رقم سے چندہ دینا جائز ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے چندے کرتے ہیں وہ زکوٰۃ اور دوسری قسم کی تمام رقموں کو خلط مطلق کر دیتے ہیں بلکہ مسلم و غیر مسلم کے اموال میں بھی تمیز نہیں کرتے تو اب وہ دیکھ جو اس رقم میں مل گیا زکوٰۃ کا کہاں رہا اور اسے زکوٰۃ میں یعنی زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہی، ہاں اگر زکوٰۃ کی رقم چندہ میں دینے والا کسی قابل اعتماد فقیر کو دے کر اس کے قبضہ اور ملکیت میں دے دے اور وہ اپنی طرف سے اس چندہ میں دے دے تو اب ہر مصرف غیر میں صرف ہو سکتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ اور فقیر دونوں کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۳۴: زکوٰۃ کی رقم دوسرے شہر کو بھیجنا کیسا ہے؟

جواب: دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتہ دار نہ ہوں تو انہیں بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لیے بھیجے یا سال تہا سے پہلے ہی بھیجے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز

ہے۔ (عالمگیری)

سبق نمبر ۸

## صدقہ فطر کا بیان

سوال ۱۴۹: صدقہ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صدقہ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ غنواور یتیموں کو کاموں سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں کو داروں کی حمد کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔

سوال ۱۵۰: صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کا نصاب حاجتِ اصلیت سے فارغ ہو، واجب ہے۔ اس میں ماقبل بالغ اور مابعد نامی شرط نہیں، بالغ اور مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۵۱: صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب: صدقہ فطر نمازِ عید سے قبل ادا کر دینا چاہیے کہ یہی مننون ہے لیکن عمر بھراں کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا تھا تو اب ادا کرے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا نہ اب ادا کرنا قصا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے۔ (رد مختار)

سوال ۱۵۲: صدقہ فطر واجب کب ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن صحتِ صاقل ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے لہذا جو شخص صبح صاقل طور سے ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا تو صدقہ فطر واجب نہ ہوا اور اگر صبح ہونے کے بعد مر گیا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال ۱۵۳: مال بچاک ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب : صدقہ فطر ادا ہونے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہو جانے کے بعد بھی واجب رہے گا، ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوٰۃ و عشر کی یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (در مختار)

سوال ۱۵۴: چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب : چھوٹے بچے کا باپ صاحب نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے جب کہ بچہ خود صاحب نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔

سوال ۱۵۵: یتیم بچہ کا صدقہ کس پر واجب ہے؟

جواب : باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ پر یعنی اپنے فقیر دیم پرتے پرتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے، ماں مال پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں (در مختار، رد المحتار)

سوال ۱۵۶: جس نے روزے نہیں رکھے اس پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب : صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی غدر مغربی بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ غدر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۵۷: مجنون اولاد کا صدقہ کس پر ہے؟

جواب : مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (در مختار)

سوال ۱۵۸: نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر ہے؟

جواب : نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیجا بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر، اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے، پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالک نصاب

دہرور نہ بہر حال اس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جاتے (دہ مختار ردالمحتار)  
سوال ۱۵۹: بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی پر ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپنا بیج ہو اگرچہ اس کے معارف اس کے ذمہ ہوں (دہ مختار وغیرہ)

سوال ۱۶۰: اہل و عیال کا فطرہ ادا کر دیا جائے تو ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کی اجازت سے بغیر ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ رکھنا چاہنا پڑا، وغیرہ اس کے ذمہ ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن امانہ ہوگا عورت کا ہر جائے گا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا تو ادا نہ ہوا۔ مالگیری ردالمحتار

سوال ۱۶۱: مال باپ کا فطرہ اولاد پر ہے یا نہیں؟

جواب: مال باپ، دادا وادی، نانا بالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا (عالمگیری)

سوال ۱۶۲: صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا شونص صاع، کھجور یا منقہ یا جو یا اس کا آٹا یا شوا یک صاع (دہ مختار)

سوال ۱۶۳: صاع کا وزن کیا ہے؟

جواب: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط جس میں فقیروں کا نفع زیادہ ہے یہ ہے کہ صاع لیا جائے جو کا اور اس کے وزن کے گیہوں دیئے جائیں اس طرح جو کے صاع میں گیہوں تین سو ادا دن روپیہ بھر آتے ہیں تو نصف صاع ۵، روپیہ ۸ آنے بھر جو یعنی عام طور پر مروج سیر کے حساب سے صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا اور نصف صاع سو ادو سیر کا، ماہ خدا میں زیادہ جائے تو اس میں اپنا بھی اجر و ثواب زیادہ ہے (تناوونی رضویہ وغیرہ)

اعشاری نظام میں صدقہ فطر کی مقدار ۲ کلو گرام ۳۱۰ گرام ۲۳۱ ہے۔

سوال ۱۶۴: فطرہ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب : ان چار چیزوں یعنی گہوں، جو، کھجوریں اور منقے سے فطرہ ادا کیا جائے تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں وزن کا اعتبار ہے مثلاً ادا حاصص عمدہ جوہن کی قیمت ایک صاع معمولی جو کے برابر ہے یا چوتھائی صاع کھرے گہوں جو قیمت میں آدھے صاع عام گہوں کے برابر ہیں، فطرہ میں ادا کر دیئے یہ ناجائز ہے، جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے قدر باقی ہے ادا کرے (حائلگیری)

سوال ۱۶۵: فطرہ میں آدھے گہوں آدھے جو دیئے جائیں تو درست ہے یا نہیں یا ہر ایک کا وزن ہی دینا پڑے گا؟

جواب : نصف صاع جو اور چہارم پڑ صاع گہوں دے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو یہ بھی جائز ہے (حائلگیری)

سوال ۱۶۶: گہوں اور جو ملے ہوں تو وزن میں کس کا اعتبار ہوگا؟

جواب : ان میں سے جو مقدار میں زیادہ ہو اسی کا لحاظ ہوگا مثلاً گہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع دردمختار

سوال ۱۶۷: مقررہ وزن کی قیمت فطرہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : گہوں اور جو وغیرہ کی قیمت لگا کر بھی دے سکتے ہیں ہاں اگر خراب گہوں اور جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔ (درمختار)

سوال ۱۶۸: چاول، جوار، اجرہ وغیرہ دوسرے نئے فطرہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے مثلاً چاول جوار اجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو خواہ وزن میں وہ چیز مثلاً چاول نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم یعنی مثلاً نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں گے اتنے دیئے جائیں گے۔ (حائلگیری وغیرہ)

سوال ۱۶۹: صدقہ فطر میں تملیک فقیر شرط ہے یا نہیں؟

جواب : صدقہ نظر میں بھی مسلمان فقیر یعنی محتق زکوٰۃ کو مال کا مالک کر دینا بے شک شرط ہے اور اس میں تملیک کے بعد اس کو اختیار ہے جہاں چاہے صرف کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے (حاضر کتب)

سوال ۱۴۸: صدقہ فطر کا مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر کا مقدم کرنا یعنی پیشگی ادا کر دینا جائز ہے جبکہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہے اگرچہ رمضان سے پیشتر بلکہ سال دو سال پیشتر (در مختار، مائگیری)

سوال ۱۴۹: ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دے سکتے یا نہیں؟

جواب : ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مسکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے۔ (در مختار)

سوال ۱۵۰: چند فطرے ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (رد المحتار)

سوال ۱۵۱: صدقہ فطر کے معارف کیا ہیں؟

جواب : صدقہ فطر کے معارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے، سوا معامل کے کہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (در مختار، رد المحتار)

سوال ۱۵۲: صاحب نصاب کو فطرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : جس طرح صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں یونہی صاحب نصاب اگرچہ امام مسجد جو اسے کوئی صدقہ واجبہ مثلاً یہی صدقہ فطر لینا جائز نہیں حرام ہے اور اس کے دینے سے نہ زکوٰۃ ادا ہوگی نہ فطرہ۔ (حاضر کتب)

سوال ۱۵۳: دینی طالب علم کو فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟



جواب : دینا کیا معنی ! اس میں اور زیادہ ثواب کی امید ہے کہ دوسروں کو دینے میں ایک کے دس ہیں تو طالب علم دین کی اعانت میں کم از کم ایک کے سات سو، خصوصاً جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس کی ضرورت پوری نہ ہوئی تو علم دین بڑھنا چھوٹے گا یا معاذ اللہ بدتر ہوں گے چنگل میں پھنس جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ دہلی)

حصہ ہشتم

سبق نمبر ۱

## روزے کا بیان

سوال ۱: روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: روزہ جسے عربی میں صوم کہتے ہیں اس کے معنی ہیں رکن اور چپ رہنا ہے۔  
قرآن کریم میں ”صوم“ کو صبر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ضبط نفس، ثابت قدمی اور استقلال ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی نفسانی ہوا و نبوس اور جنسی خواہشوں میں بہک کر غلط راہ پر نہ پڑے اور اپنے اندر موجود ضبط اور ثابت قدمی کے جوہر کو ضائع ہونے سے بچائے۔

روزہ کے معمولات میں تین چیزیں ایسی ہیں جو انسانی جوہر کو برباد کر کے اُسے ہوا و نبوس کا بندہ بنا دیتی ہیں یعنی کھانا پینا اور عورت مرد کے درمیان جنسی تعلقات انہی چیزوں کو اقبال میں رکھنے اور ایک مقررہ مدت میں ان سے دور رہنے کا نام روزہ ہے۔

لیکن اصطلاح شریعت میں مسلمان کا بہ نیت عبادت، صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھنے کا نام روزہ ہے۔ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ (ماخذ: کتب)

سوال ۲: اسلام میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اسلام میں روزہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ  
(۱) یہ اسلامی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے۔

- (۲) روزے جہاں صحت کو برقرار رکھنے بلکہ اُسے بڑھاتے ہیں۔
- (۳) روزوں سے دل کی پاکی، روح کی صفائی اور نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔
- (۴) روزے دولت مندوں کو، غریبوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر رکھتے ہیں۔
- (۵) روزے، شکم پیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دینے سے قوم میں مساوات کے اصول کو تقویت دیتے ہیں۔
- (۶) روزے، مخلوقی قوتوں کو قوی اور حیوانی قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔
- (۷) روزے، جسم کو مشکلات کا حامی اور سختیوں کا خوگر بناتے ہیں۔
- (۸) روزوں سے بھوک اور پیاس کے تحمل اور صبر و ضبط کی دولت ملتی ہے۔
- (۹) روزوں سے انسان کو دماغی اور روحانی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔
- (۱۰) روزے بہت سے گناہوں سے انسان کو محفوظ رکھتے ہیں۔
- (۱۱) روزے، نیک کاموں کے لیے اسلامی ذوق و شوق کو ابھارتے ہیں۔
- (۱۲) روزہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو ریادہ نمائش سے بری ہے۔
- (۱۳) قدرتی مشکلات کو حل کرنے اور آفات کو ٹالنے کے لیے روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ ان فوائد کے علاوہ اور بہت فوائد ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے۔
- سوال: قرآن کریم میں روزہ کا مقصد کیا بیان کیا گیا ہے؟
- جواب: قرآن کریم نے روزہ کے مقاصد اور اُس کے اغراض تین مختصر جملوں میں بیان فرمائے ہیں،
- (۱) یہ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اُس کی عظمت کا اظہار کریں۔
- (۲) ہدایت الہی ملنے پر خدا سے کریم کا شکر بجالائیں کہ اُس نے سستی و لذت کے عیش و ناز سے نکال کر، رفعت و عزت کے اوج کمال تک پہنچایا۔
- (۳) یہ کہ مسلمان پر مہینہ گزاریں اور اُن میں تقویٰ پیدا ہو۔
- ”تقویٰ“ دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد دل کو گناہوں سے جھبک مٹھ جاتا ہے اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے تابانہ

تڑپ ہوتی ہے اور روزہ کا مقصود یہ ہے کہ انسان کے اندر ہی کیفیت پیدا ہو۔ دوسرے اخلاق میں ہم ویں کہہ سکتے ہیں کہ روزے، خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر محکم کر دیتے ہیں۔ جس کے باعث انسان اپنے نفس پر قابو پا لیتا ہے اور خدا کے حکم کی عزت اور عظمت اُس کے دل میں ایسی جاگزیں ہو جاتی ہے کہ کوئی جذبہ اُس پر غالب نہیں آتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان خدا کے حکم کی وجہ سے حرام ناجائز اور گندی مادہ میں چھوڑ دے گا اور ان کے ارتکاب کی کبھی جرأت نہ کرے گا۔ اسی اخلاقی برتری کو ہم تقویٰ کہتے ہیں۔

سوال ۱۰: احادیث میں روزہ کے جو فضائل آئے ہیں وہ بیان کریں۔

جواب ۱: احادیثِ کثیرہ روزے کے فضائل سے مالا مال ہیں۔ حضور پر نور سید عالم سرور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

(۱) جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ بخاری و مسلم وغیرہ۔

(۲) جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک، رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے اور جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے جنت کے تہوں سے عرش کے نیچے ایک ہواحد مین پر چلتی ہے وہ کہتی ہیں۔ اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے اُن کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (۳) جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام ربیان ہے۔ اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ (ترمذی و غیرہ)

(۴) روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ اور روزہ دار کے مُنہ کی بُرائی اللہ عز و جل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری و مسلم وغیرہ)

(۵) رمضان المبارک کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے۔ اس کا اوسط

(درمیانہ حصہ) مغفرت ہے اور آخر جہنم سے آزادی۔ (بیہقی)

- (۶) روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا (طہانی)  
 (۷) ہر شے کے لیے نذرت ہے اور بدل کی نذرت روزہ ہے اور نصف صبر ہے (ابن ماجہ)  
 (۸) روزہ دہر کی دعا افطار کے وقت روئیں کی جاتی۔ (بیہقی)  
 (۹) اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت متنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔ (ابن خزیمہ)

(۱۰) میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں اُٹھیں  
 یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ عزوجل اُن کی طرف نظر فرماتا ہے  
 اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے  
 وقت اُن کے منہ کی بُو، اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ کہ  
 ہر دن اور رات میں فرشتے اُن کے لیے استغفار کرتے ہیں چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت  
 کو حکم فرماتا ہے۔ کہتا ہے متعدد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے عَزِّین ہو جا (ابن مسعود)  
 قریب ہے کہ دنیا کی تعب (مشقت) نکلان اسے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب  
 آخر رات ہوتی ہے قرآن سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ کسی نے عرض کی کیا وہ  
 شب قدر ہے فرمایا "نہیں" کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہی  
 جب کام سے فارغ ہوتے ہیں، اُسی وقت مزدی پاتے ہیں؟ (بیہقی)

(۱۱) اللہ عزوجل رمضان میں ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب رمضان  
 کی انیسویں رات ہوتی ہے تو بیسے بھر میں جتنے آزاد کئے اُن کے مجموعہ کے برابر  
 اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے  
 ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تہلی فرماتا اور فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ  
 ملائکہ اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کر لیا، فرشتے عرض کرتے ہیں "اس کو  
 پورا اجر دیا جائے" اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تمیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب  
 کو بخش دیا۔ (اصہبانی)

سوال ۵: روزے کے کتنے درجے ہیں؟

جواب: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرمگاہ کو کلمے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان آنکھ زبان ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص ان خاص کا روزہ کہ جمیع ماسواۃ یعنی عروہ و جل کے سوا کائنات کی ہر چیز سے اپنے آپ کو بالکل جدا کر کے صرف اُسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (جوہر ونیر)

سوال ۶: روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: روزہ کی پانچ قسمیں ہیں؛ فرض۔ واجب۔ نفلی۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔

سوال ۷: فرض و واجب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: فرض و واجب، ہر ایک کی دو قسمیں ہیں میتین۔ غیر میتین۔

سوال ۸: فرض میتین کون سے روزے ہیں؟

جواب: فرض میتین جیسے رمضان المبارک کے روزے جو اسی ماہ میں ادا کیے جاتیں۔ اور فرض غیر میتین جیسے رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارے کے روزے۔ کفارہ خواہ روزہ توڑنے کا ہو یا کسی اور فعل کا۔

سوال ۹: واجب میتین اور غیر میتین کون سے روزے ہیں؟

جواب: واجب میتین جیسے خند و سنت کا وہ روزہ جس کے لیے وقت میتین کر لیا ہو اور واجب غیر میتین جس کے لیے وقت میتین نہ ہو۔

سوال ۱۰: نفلی روزے کون کون سے ہیں؟

جواب: نفلی روزے جیسے عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نبی کا بھی ایام جنس یعنی ہر چھنے میں تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کا۔ روزہ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔ ششش مید کے روزے۔ صوم و آود علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ پیر اور جمعرات کا روزہ۔ پندرہویں شبان کا روزہ۔ ان کے

علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اور ان نفلی روزوں میں کچھ منوں ہیں اور کچھ مستحب۔ (نور الایضاح در مختار وغیرہ)

سوال ۱۱: مکروہ تشریفی کون سے روزے ہیں؟

جواب: جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا کہ یہ یہودیوں کا ساروہ ہے۔ نیز روزہ اور مہرگان کے روزے کہ آتش پرستوں میں رکھے جاتے تھے۔ موسم دہر یعنی بیشتر روزہ رکھنا، صوم سکوت یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لے۔ یہ سب مکروہ تشریفی ہیں (مالینی)۔

سوال ۱۲: مکروہ تحریمی کون سے روزے کہلاتے ہیں؟

جواب: جیسے عید، بقرعید اور ایام تشریق (یعنی ذی الحجہ کی ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ) کے روزے (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳: روزہ کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: روزہ دار کا مکلف یعنی مائل بالغ ہونا اور خاص عورت کے لیے حیض و نفاس سے خالی ہونا روزہ کے لیے شرط ہے (عائد کتب)

سوال ۱۴: نابالغ بچہ لڑکا خواہ لڑکی روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب: نابالغ لڑکے یا لڑکی پر اگرچہ روزہ فرض نہیں مگر حکم شریعت یہ ہے کہ بچہ جیسے ہی آٹھویں سال میں قدم رکھے اُس کے ولی پر لازم ہے کہ اُسے نماز روزے کا حکم دے اور جب بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور گیارہواں سال شروع ہو۔ اور اُس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُسے روزہ رکھوایا جائے۔ نہ رکھے تو ماکر رکھائیں۔ اگر چوری طاقت دیکھی جائے۔ ہاں رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (رد المحتار)

سوال ۱۵: روزے کے فرض یا واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

جواب: روزے کے مختلف اسباب ہیں۔ روزہ رمضان کا سبب، ماہ رمضان کا آنا۔ روزہ نذر کا سبب، مقت ماننا۔ روزہ کفارہ کا سبب۔ قسم توڑنا یا

قتل و ظہار وغیرہ (عالمگیری)

سوال ۱۲۱: رمضان المبارک کے روزے کب فرض ہوتے؟

جواب: رمضان المبارک کے روزے بھی ہجرت کے دسویں ہی سال فرض ہوئے (خازن) جب کہ لوگ توحید نماز اور دیگر احکام قرآنی کے غور جو رکے تھے اور چونکہ اصول اسلام کی رو سے فاقہ متحمل کو روزہ کی جتنی ضرورت ہے۔ شکم پیروں کے لیے وہ اس سے زیادہ ضروری ہے تو یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ آغاز اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں سے مدد چاہنا پڑتا تھا۔ اس لیے ان کو روزوں کا خوگر بنا دیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ظہر اسلام کے بعد ہی، کئی زندگی کا اس کے لیے انتخاب کیا جاتا کہ مسلمان کی مالی حالت کے اعتبار سے روزوں جو سکتا تھا کر ایسا نہ ہوا بلکہ روزہ وسط اسلام میں ہجرت کے بعد فرض کیا گیا۔

سوال ۱۲۲: جو شخص روزہ نہ رکھے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ کا بلا خدا شرعی ترک کرنے والا سخت گناہگار اور فاسق و فاجر ہے اور عذاب جہنم کا مستحق۔ اور رمضان المبارک میں جو شخص طانیہ۔ بلا خدا شرعی قصد کھلتے پتے تو حکم ہے کہ اسے قتل کیا جائے (رد المحتار) یعنی حاکم اسلام ایسے مسلمان کو تعزیراً قتل کر سکتا ہے۔

سوال ۱۲۳: قمری حساب سے روزے فرض کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: خدا و رسول ہی اس کی حکمت کو بہتر جانتے ہیں۔ ہاں بظاہر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ قمری حساب پر رکھنے میں عام مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ قمری مہینہ اول بدل کر آنے سے کل دنیا کے مسلمانوں کے لیے سادات نام کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شمسی مہینہ روزوں کے لیے مقرر کر دیا جاتا تو نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ موسم سرما کی سہولت میں روزے رکھتے اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ گرمی کی سختی اور تکلیف میں رہا کرتے اور یہ امر عالم گیر دین اسلام کے اصول کے خلاف ہوتا کیونکہ جب نصف دنیا پر سردی کا موسم ہوتا ہے تو دوسرے نصف



پر گرمی کا موسم ہوتا ہے۔

سبق نمبر ۲

## روزے کی نیت کا بیان

سوال ۱۹: روزے کی نیت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح نماز میں بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے۔ مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے تاکہ زبان و دل میں موافقت رہے۔ (عامۃ کتب)

سوال ۲۰: نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب: اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے: نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ قَرْضٍ رَمَضَانَ هَذَا۔ یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔ اور عام طور پر مشہور یہ الفاظ ہیں وَبَصَوِّهِ غَدًا نَوَيْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ اور دن میں نیت کرے تو یہ کہے: نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ قَرْضٍ رَمَضَانَ هَذَا۔ یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

اور اگر تبرک و طلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں "انشاء اللہ تعالیٰ" بھی طاریا تو حرج نہیں۔ اور اگر بچا ارادہ نہ ہو، مذہب ہو تو نیت ہی کہاں ہوئی (جو ہر وہ تیرہ) تو روزہ بھی نہ ہوگا۔

سوال ۲۱: نیت کب سے کب تک ہو سکتی ہے؟

جواب: اداۓ روزہ رمضان، نذر معین اور قفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے صبح کی کرنی تک ہے یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النهار شمسی پر پہنچے اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضروری ہے۔ درمختار، اسے آسانی کے لیے

یوں کہ لو کہ زوال سے کم از کم ۲۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ منٹ پیشتر روزے کی نیت کر لینی چاہیے کہ اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ (در مختار، ج ۱۰)

سوال ۱۲: نیت کے بعد کچھ کھالیا یا تو نیت باقی رہی یا نہیں؟

جواب: رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا یا تو نیت باقی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے۔ پھر سے نیت کرنا ضروری نہیں (ج ۱۰)

سوال ۱۳: روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوں ہی روزے میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک توڑنے والی چیز ذکر سے (ج ۱۰) اور اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر بچا اورادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت باقی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر جو کھا یا سا اور روزہ دار کی طرح رہا تو روزہ نہ ہوا۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۴: سحری کھانا نیت میں شمار ہے یا نہیں؟

جواب: سحری کھانا بھی نیت ہے خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزے کے لیے مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

سوال ۱۵: روزہ کی نیت میں روزہ کو معین کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تینوں یعنی رمضان کی اور ۱۱ نفل خواہ نیت ہو یا مستحب، اور مذکور معین۔ ان میں خاص انہیں کی نیت ضروری نہیں۔ مطلقاً روزہ کی نیت سے بھی ہو جاتے ہیں اور نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں مگر مرض و مسافر کے علاوہ کسی اور نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی۔ جب بھی اسی رمضان کا روزہ ہو گا (در مختار)

البتہ مسافر اور مرض جس کی نیت کریں گے وہی ہو گا۔ رمضان کا نہیں۔ اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہو گا۔ (در مختار، عالمگیری)

سوال ۲۸: قضاے رمضان وغیرہ کی نیت کس وقت ضروری ہے؟

جواب: اولے رمضان، نذر معین اور نفل کے علاوہ، باقی روزے مثلاً قضاے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا یعنی نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور ایسے ہی اور روزے، ان سب میں میں صبح چلتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھتا ہے خاص اس معین کی نیت کرے۔ ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے۔ پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۲۹: شبان کو چاند نظر نہ آئے تو ۲۰ کو نیت کس طرح کرے؟

جواب: اگر ۲۹ شعبان کی شام کو مطلع پر ابر و غبار ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شبان کی تیوڑیں تاریخ کو جسے یوم الشک کہتے ہیں ان خاص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اب اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو قیام کے لیے رمضان کا روزہ ہے اور مسافر نے جس کی نیت کی وہی ہوا اور اگر نیت تو خاص نفل ہی کی، لی اور پورا ارادہ نفل روزہ رکھنے ہی کا ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (در مختار دلائل وغیرہ)

سبق نمبر ۳

## چاند دیکھنے کا بیان

سوال ۳۰: چاند دیکھنے کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے کہ جہتی میں ایک دو آدمیوں نے دیکھ لیا تو سب بری الذمہ ہو گئے اور کسی نے دیکھا تو سب گناہگار ہوئے۔ وہ پانچ مہینے یہ ہیں: شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجۃ۔ شعبان کا اس

یہ کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابراہیم خبار ہو تو لوگ تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کر دیں۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے شوال کا مہینہ ختم کرنے کے لیے، ذی قعد کا ذی الحجہ کے لیے اور وہ حج کا خاص مہینہ ہے، اور ذی الحجہ کا بقرعہ کے لیے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۲۹: روزہ رمضان کب سے رکھنا شروع کریں؟

جواب: شبان کی انیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں۔ دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں اور شبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ اور روزہ رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو یعنی روزے پورے کر کے عید الفطر مناؤ اور اگر ابراہیم خبار کی گنتی تیس پوری کر لو۔ (بخاری، مسلم)

سوال ۳۰: چاند کے ہونے نہ ہونے میں علم ہیئت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص علم ہیئت جانتا ہے اس کا اپنے علم ہیئت (نجوم وغیرہ) کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں یہ کب ہوگا۔ یہ کوئی چیز نہیں۔ اگرچہ وہ عادل دیندار قابل اعتماد ہو اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے کسی اور چیز پر نہیں (حالگیری وغیرہ) مثلاً وہ ۲۹ شبان کو کہیں آج ضرور رویت ہوگی کل یکم رمضان ہے۔ شام کو ابراہیم ہو گیا۔ رویت کی خبر معتبر نہ آئی ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے بلکہ وہی یوم انک مشہرے گا۔ یا وہ کہیں آج رویت نہیں ہو سکتی کل یقیناً ۳۰ شبان ہے۔ پھر آج ہی رویت پر معتبر گواہی گزری۔ بات وہی کہ ہمیں تو حکم شرع پر عمل فرض ہے۔

سوال ۳۱: رمضان کے ثبوت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: ابراہیم خبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ دیندار عادل یا مستور کی گواہی سے ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور ابراہیم میں رمضان کے چاند کی گواہی میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں؛ بلکہ ہر گواہی میں یہ

کہنا ضروری ہے، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ (در مختار عالمگیری)

سوال ۳۱: عادل و مستور کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم قتی بونی بکیرہ گن ہوں سے پتا ہو اور صغیرہ پر امرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا جو جو عزت کے خلاف ہے مثلاً بازار میں کھانا یا شارع عام پر پیشاب کرنا یا بازار و عام گزرگا، پر صرف بنیان و تہہ بند میں پھرنا۔ (در مختار رد المحتار وغیرہ)

اور مستور وہ مسلمان ہے جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ ایسے مسلمان کی گواہی رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور جگہ مقبول نہیں۔ (در مختار)

سوال ۳۲: فاسق کی گواہی مقبول ہے یا نہیں؟

جواب: فاسق اگرچہ رمضان المبارک کے چاند کی گواہی دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر امید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کرے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔ (در مختار) کہ ایک ایک کر کے اگر گواہوں کی تعداد جم غفیر (کثیر الجمع) کو پہنچ جائے تو یہ بھی ثبوت رمضان کا ذریعہ ہے۔

سوال ۳۳: چاند دیکھ کر گواہی دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اُس کی گواہی پر رمضان المبارک کا ثبوت موقوف ہے کہ بے اظہار، اُس کی گواہی کے کام نہ چلے گا تو جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اُس پر واجب ہے کہ اُسی رات میں شہادت ادا کرے۔ یہاں تک کہ پردہ نشین خاتون نے چاند دیکھا تو اُس پر گواہی دینے کے لیے اُسی رات جانا واجب ہے اور اُس کے لیے شہر سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ (در مختار رد المحتار)

سوال ۳۴: گواہی دینے والے سے کہہ کر یہ سوال کرنا کیسا ہے؟

جواب ۱: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری اُسے یہ ضروری نہیں کہ گواہ سے یہ دیانت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اہل کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ (مالگیری وغیرہ) مگر جب کہ اُس کے بیان میں شہادت پیدا ہوں تو حوالات کرے۔ خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اُس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔ (بہار شریعت، سوال ۳۶)؛ مطلع صاف ہو تو گواہی کا میاں کیا ہے؟

جواب ۲: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہتیں۔ یہ قاضی کے متعلق ہے۔ جتنے گواہوں سے اُسے گمان غالب ہو جائے حکم دے دیا جائے گا۔ (در مختار)

سوال ۳: مطلع صاف ہونے کی حالت میں، ایک گواہی کب معتبر ہے؟

جواب ۴: ایسی حالت میں جب کہ مطلع صاف تھا ایک شخص بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے اور اُس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے تو اس کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۵: گاؤں میں چاند کی گواہی کس کے رو برو دی جاتے؟

جواب ۶: اگر کسی نے گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے۔ اب اگر یہ عادل ہے یعنی متقی دین دار خدا ترس اور حق پرست ہے، مگر ہوں سے دور بھاگتا ہے تو ان لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔

سوال ۷: اگر لوگ کسی جگہ سے اگر چاند جو نے کی خبر دی تو معتبر ہے یا نہیں؟

جواب ۸: اگر کہیں سے کچھ لوگ اگر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے بلکہ یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے چاند دیکھا بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ رکھنے پر روزہ چھوڑ دینے اور عید منانے کے لیے لوگوں سے یہ کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (در مختار، رد المحتار)

صاف بات یہ ہے کہ اگر خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں تو گواہی معتبر ہے ورنہ نہیں

سوال ۹: تہا بادشاہ اسلام یا قاضی نے چاند دیکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب : تنہا بادشاہ اسلام یا قاضی اسلام یا مفتی دین نے چاند دیکھا تو اسے اختیار ہے خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی اور کو شہادت دینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے لیکن اگر تنہا ان میں سے کسی نے عید کا چاند دیکھا تو انہیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں (معاذ اللہ)۔

سوال ۱۲۱ : گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب : گاؤں میں اگر دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع تھا ابراہیم دین ابراہیم کے باعث ناصاف۔ اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس یہ شہادت دیں تو گاؤں والوں کو جمع کر کے اُن سے یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کریں ورنہ نہیں (معاذ اللہ)۔

سوال ۱۲۲ : رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں کتنے گواہ درکار ہیں؟

جواب : مطلع اگر صاف نہ ہو یعنی ابراہیم دین ابراہیم یا جو تو علاوہ رمضان کے۔ سوال دہریٰ الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور اُن میں کسی پر تہمت زمانہ جاری نہ کی گئی ہو اگرچہ تو یہ کہ چچا جو تو اُن کی گواہی دیتے ہوں بلال دینی چاند دیکھنے کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ فطہ کہے "میں گواہی دیتا ہوں۔ (معاذ اللہ)۔

سوال ۱۲۳ : دن میں چاند دکھائی دیا تو وہ کس رات کا مانا جائے گا؟

جواب : دن میں بلال دکھائی دیا۔ زوال سے پہلے یا بعد زوال۔ بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی جو رات اُسے کی اُس سے عید شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں چاند دیکھا گیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے، سوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شبانہ کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو دن شبانہ کا ہے رمضان کا نہیں۔ لہذا آج کا روزہ فرض نہیں ہے (در مختار رد المحتار)۔

سوال ۱۲۴ : اگر تیس شبانہ کو چاند نظر نہ آئے تو تیسویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اگر ۲۰ شبانہ کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو زحرام روزہ رکھیں نہ حرام

تقادی رضویر اور اگر مصلح پر ابرو غبار ہو تو مفتی کو چاہیے کہ عوام کو ضحہ کبریٰ یعنی نصف انتہار شرعی تک انتظار کا حکم دے کہ اُس وقت تک نہ کچھ کھائیں پیئیں۔ روزے کی نیت کریں۔ جو نیت روزہ، اصل روزہ رہیں۔ اس بیچ میں اگر ثبوت شرعی سے روایت ثابت ہو جائے تو سب روزے کی نیت کر لیں۔ روزہ رمضان ہو جائے گا کہ ادائے رمضان کے لیے نیت کا وقت ضحہ کبریٰ تک ہے۔ اور اگر یہ وقت گزر جائے کہیں سے ثبوت نہ کہے تو مفتی عوام کو حکم دے کہ کھائیں پیئیں۔ اور مسئلہ شرعی سے واقفیت رکھنے والے کے یوم اشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے تو وہ روزے کی نیت کر لیں۔

(اور مختار تقادی رضویر وغیرہ)

سوال ۴۵: ایک شخص کسی خاص دن روزہ رکھنے کا عادی ہو اور وہ دن یرم انگلی یعنی شنبان کی تیسویں کو پڑے تو اُس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور وہ دن اس نام پر پڑے تو وہ اپنے اسی فعل روزے کی نیت کر سکتا ہے بلکہ اُسے اس دن روزہ رکھنا افضل ہے مثلاً ایک شخص ہر پیر یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو وہ روزہ نہ چھوڑے اور اس مبارک دن کے روزے کا ثواب اتنے سے نہ جانے دے۔

سوال ۴۶: چاند دیکھنے کی گواہی جس کی قبول نہ ہوئی تو وہ رکھے یا نہیں؟

جواب: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اُس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی۔ مثلاً فاقس بے قرأ سے حکم ہے کہ روزہ رکھے اگرچہ اپنے آپ اس نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے۔ اور اس صحت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اس نے اپنے حسابوں میں روزے پر سے کر لیے مگر عید کے چاند کے وقت پھر ابراہیم باربے اور رویت ثابت نہ ہوئی تو اسے بھی ایک دن اور روزہ رکھنے کا حکم ہے (مالگیری در مختار) تاکہ مسلمانوں کے ساتھ موافقت کا اجر اُس کے نام اعمال میں درج ہو اور یہ عام اسلامی برادری سے ایک تھک نہ رہنے پائے کی یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔

سوال ۴۷: فاقس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر تو زور دیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟



جواب : اس کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم ملفقہ ہے :

۱۔ اگر اس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر توڑ دیا۔ یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی لیکن قاضی نے اُس کی گواہی پر روزہ رکھنے کا عوام الناس کو حکم نہیں دیا تھا کہ اس نے روزہ توڑ دیا تو صرف اس روزے کی قضا دے۔ کفارہ اس پر لازم نہیں۔

۲۔ اور اگر چاند دیکھ کر اس نے روزہ رکھا اور قاضی نے اس کی گواہی بھی قبول کر لی۔ اس کے بعد اس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ بھی لازم ہے اگرچہ یہ قاضی جو رد مختار کہ اس نے روزہ رمضان توڑا۔

سوال ۱۱ : ایک جگہ چاند کا ثبوت، دوسری جگہ کے لیے معتبر ہے یا نہیں؟

جواب : ایک جگہ چاند ہو تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں بلکہ تمام جہان کے لیے ہے مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے۔

سوال ۱۲ : دوسری جگہ کے لیے چاند ہونے کے شرعی ثبوت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب : رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں :

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادت علی الشہادۃ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اُس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل، حاضری سے مفقہ ہوں۔

(۳) شہادت علی القضا یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے دو برو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا جو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو گواہیاں گزرنے کی۔

شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۱۵) استغناء مینی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب ایک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں غلوں، رذیتِ ہلال کی بنا پر دفعہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۱۶) اکیلاں مدت مینی ایک مہینے کے جب تیس دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس سے زیادہ کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۱۷) اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے آئینہ کی شام کو شلاق میں داعی گتیں یا غار ہوئے تو خاص اُس شہر والوں یا اُس شہر کے گرد اگر دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوتِ ہلال کے ذیل میں سے ایک ذریعہ ہے۔

لیکن ۱۷ سے ۵ نمبر تک چار طریقوں میں بڑی تفصیلات ہیں جو فقہ کی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ انگریز حکم افتد و رسول کے لیے ہے اور حکم شرعی قاعدہ شریعہ ہی کے طور پر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابل تمام قیاسات حسابات اور قرینے جو کہ عوام میں مشہور ہیں شرعاً باطل ہیں اور ناقابل اعتبار (مناوینی رضویہ)۔

سوال ۱۸: تار یا ٹیلیفون سے رذیتِ ہلال ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: تار یا ٹیلیفون سے رذیتِ ہلال ثابت نہیں ہو سکتی۔ نہ بازاری افواہ اور جنسزہوں یا اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انٹیس، نشان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں۔ اگر کہیں سے تار لگایا کہ اہل میاں چاند ہو گیا ہے بس رعد آگئی۔ یہ محض ناجائز و حرام ہے۔ اور بالخصوص تار میں تو ایسی بہت سی وجہیں ہیں جو اس کے اعتبار کو کھوتی ہیں۔ ہاں کانٹیں اور نہیں کا اہل ہو جاتا تو معمول بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں۔ فقہاء کلام نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا۔ اگرچہ مکتوب الید، یعنی جسے خط پہنچا، کاتب کے دستخط اور تحریر کو پہنچاتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے۔ تو کج تار۔

یوں ہی ٹیلیفون کرنے والا، منسنے والے کے پیش نظر، دوہرا آسنے مانے

نہیں ہوتا تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ ایک آواز دوسری آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی شہادت دے مقبرہ بزرگ اور اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اس پر گواہی دینے کی اجازت نہیں رہا۔ شریعت فتاویٰ ضویہ، حیرت ہے کہ مجاہزی ماکول کی کچھروں میں تار اور ٹیلیفون پر گواہی مقبرہ بزرگ اور امور شرعیہ میں قبول کر لی جائے۔ حیثیت اسلامی اور غیرت ایمانی بھی آخر کوئی چیز ہے۔ سوال : عوام الناس میں چاند کے بارے میں کچھ قاعدے مشہور ہیں شرعاً ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب : علم حساب کے ماہرین کی باتیں جو عوام میں پھیل گئی ہیں یا تحریر میں آچکی ہیں روایت ہلال کے بارے میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ مثلاً چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے اور پندرہویں کا بیٹھ کر۔ یہ دونوں باتیں مذہب کے ثبوت میں نامعتبر ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ ہمیشہ رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ یوں ہی رمضان کی پہلی، ذی الحجہ کی دسویں ہونا ضروری نہیں۔ یا تجربہ میں آیا ہے کہ اکثر اگلے رمضان کی پانچویں، اس رمضان کی پہلی ہوتی ہے۔ لیکن شرع میں اس پر اعتبار نہیں کہ یہ صرف ایک تجربہ ہے۔ حکم شرعی نہیں جس پر احکام شرعیہ کی بنا ہو سکے۔ یوں ہی تجربہ ہے کہ برابر چار مہینے سے زیادہ ۱۹ کے نہیں ہوتے لیکن روایت کا مدار اس پر بھی نہیں۔ بہت لوگ چاند اور چاندیچہ کر بھی ایسی ہی انگلیں دوڑاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اگر ۱۹ کا ہوتا تو اتنا نہ ٹھہرتا۔ یہ سب بھی دیسے ہی وہم ہیں جن پر شرع میں اتفاقات نہیں۔ اس قسم کے حسابات کو حضور ﷺ نے یک نعت ساقط کر دیا۔ صاف ارشاد فرماتے ہیں ہم اُمّی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں۔ دونوں انگلیاں تین بار اٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمایا یعنی اُمّی ہیں۔ اور مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے۔ ہر بار سب انگلیاں کھل رکھیں یعنی تیس۔

ہم بحمد اللہ اپنے نبی اُمّی ﷺ کے اُمّی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب و

کتاب سے کیا کام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا صاحب نہیں نہ تحریر ہائیں  
نہ قرینے دیکھیں نہ اعانہ جائیں (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۵۰: چاند دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ہلال دیکھ کر اُس کی طرف اشارہ نہ کریں کہ مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کے بتانے  
کے لیے ہو۔ نہ ہلال دیکھ کر منہ پھیریں۔ اور یہ جاہل میں مشہور ہے کہ فلال چاند، توار  
پر دیکھے۔ فلال آئینے پر یہ سب جہالت و حماقت ہے۔ بلکہ حدیث میں جو دعائیں  
فرمائی۔ وہ پڑھنی کافی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ رَبِّیْ  
وَرَبَّكَ اللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ اَجَلُكُمْ  
عَلٰی نَبِیِّ الْاٰمِنِ وَالْاِیْمَانِی الْاَلَمِ  
وَالْاِسْلَامِ وَالْعَوْفِیِّ لِمَا نَحْبُ  
وَتَرْضٰی۔ (فتاویٰ رضویہ)

اے چاند میں تجھے گواہ بنانا ہوں کہ میرا اور  
تیرا رب اللہ ہے۔ الہی اس چاند کو ہم پر  
امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ  
چمکا اور اپنی محبوب و پسندیدہ چیزوں کی  
توفیق کے ساتھ (اس کی دشمنی ہم پر باقی رکھ)۔

سبق نمبر ۴

اُن چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

سوال ۵۱: بھول کر کھانے پینے سے روزہ رُک گیا؟

جواب: بھول کر کھایا پیا یا روزہ کے منافی کوئی اہل کام کیا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ  
روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پانی گئیں یا بعد  
میں (در مختار۔ رد المحتار)

سوال ۵۲: روزہ دار کو کھاتے پیتے وقت یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلا یا تو  
گناہگار ہوا۔ مگر جب روزہ دار بہت کمزور ہو تو اس سے نظر پھیرے۔ اور اس میں

جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت و ضعف یعنی طاقت اور جہانی کمزوری کا لحاظ ہے۔ لہذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو کہ یا دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھائے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرے گا تو اس صورت میں یا دن دلانے میں حرج نہیں بلکہ یا دن دلانا بہتر ہے۔ اور بوڑھا ہے مگر بدن میں قوت رکھتا ہے تو اب یا د دلانا واجب ہے (رد المحتار وغیرہ)

سوال ۵۵: مکھی یا دھواں وغیرہ حلق میں جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چلی پیسے یا آٹا چمانے میں اڑتا ہے یا غلہ کا ہو یا پر اسے خاک اڑی۔ یا جانوروں کے کھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا۔ اگرچہ روزہ دار ہونا یا دھواں وغیرہ

سوال ۵۶: قصد دھواں حلق کو پہنچا یا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خود قصد کسی نے دھواں حلق میں پہنچا یا تو روزہ فاسد ہو گیا جب کہ روزہ دار ہونا یا دھواں۔ خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچا ہو۔ یہاں تک کہ اگر ہی وغیرہ کی خوشبو سلگتی تھی اُس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ حاکم ہوا۔ یوں ہی حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر روزہ دار ہوا۔ حقہ پینے والا اگر قصد پئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا (در مختار وغیرہ) یہی حکم بڑی سگریٹ سگار چرکت وغیرہ کے دھوئیں کا ہے اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچتا ہو (باز شریعت)

سوال ۵۷: تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: تیل یا سرمہ لگانا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بدستور کہ میں سرمہ کا ٹنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹتا۔ (جوہرہ رد المحتار)

سوال ۵۸: عام طور پر پیش آنے والی وہ کون سی صورتیں ہیں جن سے آدمی کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب: شاذ غسل کیا اور پانی کی خشکی اندر محسوس ہوئی یا کھل کی اور پانی بالکل پینک

دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی کہ شوک کے ساتھ اُسے ٹھک گیا۔ یا کان میں پانی چلا گیا۔ یا دُک کوئی اور تھی میں اُس کا مزہ محسوس ہوا۔ یا تنکے سے کان کھایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا۔ پھر وہی میل لگا ہوا شکا کان میں ڈالا اگرچہ چند بار ایسا کیا۔ یا دانٹ یا ٹنٹ میں خیف چیز بے موسم سی رہ گئی کہ طب کے ساتھ خود ہی اتر گئی۔ یا دانٹوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا کر حلق سے نیچے دُترا۔ تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔

(در مختار، فتح القدر وغیرہ)

سوال ۳۰: اپنا شوک نکل جانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: بات کرنے میں شوک سے جھٹ تر جھٹ گئے اور روزہ دار اُسے پی گیا یا ٹنٹ سے وال ٹپکی کر تار ڈٹوٹا تھا کہ اُسے چڑھا گیا۔ یا ناک میں ریڑش (ریڑھ) آگئی جگہ ناک سے باہر ہو گئی۔ مگر منقطع (جدا) نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نکل گیا یا کھنکڑ منہ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا۔ ٹھکان باتوں سے احتیاط چاہیے (حائلی وغیرہ) کریں بھی قابل اعتراض حرکت ہے اور دوسروں کے سامنے ہر تو با مشغولت بھی اور پھر خفا سے غصہ بھی۔

سوال ۳۱: بھوٹے سے کھانا کھاتے یا دُتے ہی قہقہہ چھڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار اگر بھوٹے سے کھانا کھا رہا تھا اور یاد آتے ہی قہقہہ چھینک دیا یعنی منہ سے اُگل دیا۔ یا بھوٹے سے پہلے کھا رہا تھا کہ بھوٹے ہو گئی اور اُس نے بھوٹے سے ہی قہقہہ اُگل دیا تو روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر نکل یا تو دونوں صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ (در مختار)

سوال ۳۲: کسی کی خیف سے روزہ رہا یا گیا؟

جواب: کسی کی خیف کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ خیف بہت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن مجید میں خیف کی نسبت فرمایا جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا۔ اور حدیث میں فرمایا خیف زنا سے بھی بدتر ہے۔ اگرچہ خیف کی وجہ سے روزہ کی نوافلت حیاتی رہتی ہے (در مختار وغیرہ)

سوال ۳۳: غسل فرض ہوتے ہوئے نہ نہاتے تو کیا حکم ہے؟

جواب : جنابت مینی ناپاکی کی حالت میں روزہ دار نے منہ کی جگہ اگرچہ سارے دن جنب (بے غسل) روزہ نہ گیا۔ مگر اتنی دیر تک قصد غسل نہ کرتا کہ ناز قضا ہو جائے مگر حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (در مختار و فیروہ)

سوال ۳۱۲: بیل کو چبا کر نخل گیا تو روزہ باقی رہا یا نہیں؟

جواب : بیل یا بیل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر اُس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

سوال ۳۱۳: آنسو یا پسینہ منہ میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : آنسو منہ میں چلا گیا اور نخل لیا اگر قطرہ در قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اُس کی نیکبندی پورے منہ میں محسوس ہوتی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (مالگیری)

سبق نمبر ۵

## روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال ۳۱۴: روزہ میں پانی تمباکو کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب : ہر وہ چیز جو کھائی پی جاتی ہے اُس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو پانی یا صرغ تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا۔ اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اُس کے بائیک اجزاء ضرر حلق میں پہنچتے ہیں۔ یہی شک و فیروہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے نکل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نخل گیا روزہ جاتا رہا۔ (در مختار و فیروہ)

سوال ۳۱۵: دانتوں میں چبے برابر کوئی چیز کھا گیا تو روزہ رہا یا گیا؟

جواب : دانتوں کے درمیان کوئی چیز چبے کے برابر یا زیادہ تھوٹے کھا گیا یا کم ہی تھوٹے منہ سے نکال کر بھر کھا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (در مختار)

سوال ۳۱۶: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے اتر گیا تو روزہ گیا یا رہا؟

جواب : دانتوں سے ٹخن بخل کر حق سے نیچے اُتر گیا اور اُس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اگر کم تھا کہ تنوک اُس پر غالب ہے اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ باقی ہے۔ (رد مختار)

سوال ۳۶ : روزہ میں دانت اکھڑانے کا کیا حکم ہے ؟

جواب : روزہ میں دانت اکھڑایا اور ٹخن کر عموماً اس وقت نکلتا ہی ہے حلق سے نیچے اُتر گیا اگرچہ سرتے میں ایسا ہوا تو روزہ گیا۔ (رد المختار)

سوال ۳۷ : دماغ کے زخم میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹا یا نہیں ؟

جواب : دماغ یا زخم کی بھٹی تک زخم ہے اس میں دوا ڈالی۔ اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی۔ روزہ جاتا رہا۔ خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معدوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا۔ اور اگر دوا خشک تھی تو نہیں گیا۔ (دعا لکیری)

سوال ۳۸ : کان میں تیل ڈالنے سے روزہ جاتا رہا یا باقی ہے ؟

جواب : کان میں تیل ڈالا یا اتنا قیر کان میں چلا گیا یا دوا ڈالی تو روزہ جاتا رہا۔ یونہی حقنہ یا یا نسنوں سے دوا چڑھا لی تو روزہ جاتا رہا۔ (دعا لکیری)

سوال ۳۹ : گھٹی کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے تو کیا حکم ہے ؟

جواب : گھٹی کر رہا تھا اور بلا قصد پانی حلق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھا یا ارشاد وضو یا غسل کرتے وقت، اور دماغ کو چھو گیا تو روزہ جاتا رہا۔ آں اگر وہ اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا تو نہ کوئے گا۔ اگرچہ قصد ہو۔ یوں ہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ اُس کے حلق میں چلی گئی، روزہ جاتا رہا۔ (دعا لکیری)

سوال ۴۰ : سوتے میں پانی پی لیا تو روزہ رہا یا گیا ؟

جواب : سوتے میں پانی پی لیا، کچھ کھالیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا آؤلا حلق میں چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (دعا لکیری)

سوال ۴۱ : کسی چیز سے تنوک رنجین ہو گیا تو اُس کے نکلنے سے روزہ ٹوٹا یا نہیں ؟

جواب : مثلاً منہ میں رنجین ڈوڑا یا کاغذ وغیرہ رکھا جس سے تنوک رنجین ہو گیا پھر اُس



تھوڑے کونٹے یا تو روزہ جاتا رہا۔ آدھا اگر ڈھیر بنا اُسے ترک کرنے کے لیے منہ پر گزارا پھر دوبارہ  
یا سر بارہ لیں ہی کیا، روزہ نہ جلتے گا۔ ہاں اگر ڈھیر سے کچھ رطوبت جدا ہو کر زمیں  
پر رہی اور تھوڑے کونٹے یا تو روزہ جاتا رہا جو ہرہ تیرہ،

سوال ۱۲۰: روزہ میں مبالغہ کے ساتھ استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر روزہ دار نے مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا۔ یہاں تک کہ حقہ رکھنے کی جگہ  
تک پانی پہنچ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سنت  
بیماری کا اندیشہ ہے۔ (در مختار) فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرتے  
میں سانس نہ لے (عالمگیری) کہ اس میں روزہ جاتے رہنے کا بھی قوی اندیشہ ہے اور  
صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

سوال ۱۲۱: پیشاب کے سوراخ میں تیل ٹپانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ شام تک  
پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ یوں ہی عورت نے پیشاب  
کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

سوال ۱۲۲: گھاس وغیرہ کھانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: گھاس، روئی، کاغذ، کلر، پتھر، مٹی وغیرہ ایسی چیزیں جو انسانی غذا میں داخل  
نہیں یا ایسی ہی کوئی اور چیز جس سے لوگ کھن کرتے ہیں، کھالی توان سب  
صوئوں میں روزہ جاتا رہا۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۲۳: عورت کا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کا بوسہ لیا یا چھوا، یا اُسے بھینچا یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ  
جاتا رہا ورنہ نہیں۔ اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ اور  
عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس  
نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (عالمگیری)

سوال ۱۲۴: روزہ میں تپے ہو جاتے تو روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب : روزہ میں حق کی دو صورتیں ہیں۔ تصداتے کی یعنی اپنے قصد و اختیار سے۔ یا بلا قصد ہوگئی۔ قصد و ارادہ کا اس میں دخل نہیں۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ منہ بھر ہے یا نہیں اور ہر صحت کا ہر گاہ حکم ہے جس کی تکمیل یہ ہے :

۱۔ قصد منہ بھرتے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ ہانا رہا۔ خواہ اندر لوٹے یا یاد نہ لے۔

۲۔ تصداتے کی مگر منہ نہیں تو روزہ نہ گیا۔

۳۔ بلا اختیار تے ہوگئی اور منہ بھرتے ہے اور اس نے لڑائی اگرچہ اس میں سے صرف پنے برابر حلق سے اُڑی تو روزہ جاتا رہا۔

۴۔ بلا اختیار تے ہوگئی اور منہ بھرتے تو وہ خود لوٹ کر حلق میں چلا گئی یا اُس نے خود لڑائی یا دلوئی نہ لڑائی، روزہ نہ گیا۔ (در مختار وغیرہ)

سوال : ایک شخص پان کھا کر سو گیا۔ صبح اُٹھ کر روزہ کی نیت کی تو روزہ درست ہو گیا یا نہیں؟  
جواب : اگر پان کھا لیا تھا منہ میں صرف چند دانے چھالیہ کے دانتوں میں گئے رہ گئے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر جس کے بعد بھی ایسا ادگال کثیر منہ میں تھا جس کا جرم (ریزے) انحاء عرق، لعاب کے ساتھ حلق میں جانے کا ظن غالب ہے تو روزہ نہ ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال : روزہ میں پان تباکو یا نسوار منہ میں رکھ لیں تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟  
جواب : پان جب منہ میں رکھا جائے گا اُس کا عرق ضرور حلق میں جائے گا۔ اور تباکو جیسی چیز جو کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائے گی تو یقیناً اُس کا جرم لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور تاسی تو بہت، باریک چیز ہے جب اُوپر کو سوخھی جائے گی ضرور دماغ کو پہنچے گی اور ان طلب والوں کے مقاصد بھی یوں ہی پر سے ہر جائیں گے تو روزہ کہاں ہے گا لوٹ جائے گا۔ اور اس کی فقط تقاضا نہیں بلکہ کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال : روزہ میں کھٹی دکالیں آئیں تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب : مثلاً اگر کوئی شخص پچھلے کو اتنا زیادہ کھائے کہ صبح کو اُسے کئی ڈکادیں آنے لگیں تو اُس سے روزہ نہیں جاتا۔ یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ (فتاویٰ رضویہ) :

سوال ۹۲ : روزہ دار کو قصہ کھلوانا اور سزاگ میں پچکاری لگوانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : قصہ سے روزہ نہ جائے گا۔ اِن ضعف و کمزوری کے خیال سے بچے تو مناسب ہے اور پچکاری سے مرد کا روزہ نہ جائے گا حیرت کا جاتا رہے گا : (فتاویٰ رضویہ) :

سوال ۹۳ : روزہ میں انجکشن لینا کیا ہے ؟

جواب : انجکشن سے براہ راست معدہ یا دماغ میں چونکہ کوئی چیز نہیں پہنچتی اس لیے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے روزہ جاتا رہے گا۔ البتہ تعویذ بدن یا خدایت کا انجکشن لیا تو روزہ کا مقصد ہی ختم ہو گیا۔ تو اب روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس سے پرہیز ہی کیا جائے۔ البتہ کوئی مجبوری ہو تو خیر اور بات ہے۔

سوال ۹۴ : روزہ ٹوٹ جانے یا توڑ دینے کی صورت میں حکم شرعی کیا ہے ؟

جواب : روزہ جاتا رہنے کی صورت میں دو قسم کے احکام ہیں۔ بعض وہ صورتیں ہیں جن میں فوت شدہ روزہ کی قضا یعنی روزے کے بدلے روزہ رکھنا کافی ہے کوئی اور مطالبہ شریعت کی جانب سے نہیں۔ اور بعض صورتیں وہ ہیں جن میں قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم آتا ہے۔

سبق نمبر ۶

اُن صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

سوال ۹۵ : دو کون کون سی صورتیں ہیں جن میں صرف قضا لازم آتی ہے ؟

جواب : روزے کے منافی جو امور ہیں یعنی کھانا پینا اور جماع۔ ان میں سے جب بھی کوئی ایک امر ظاہری یا منہوی طور پر پایا جائے۔ یا کوئی شرعی حذر لاحق ہو جائے یا شبہ

اور خطا کے باعث یا جبر و اکراہ کی موجودگی میں روزہ افطار کر لیا جائے تو ایسی صورت میں روزہ توڑنے پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا بعد کہ معلوم ہوا کہ صبح ہو چکا تھی تو صرف قضا لازم ہے۔ یعنی اس روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (در مختار، طحاوی وغیرہ)

سوال ۸۵: بھول کر کھانے پینے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہو گیا تھا یا احتلام ہوا یا معمول تھے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا۔ اب قصداً کھا پیا تو صرف قضا لازم ہے۔ (در مختار)

سوال ۸۶: قبل زوال روزہ کی نیت کر کے پھر روزہ توڑ ڈالا تو حکم شرعی کیا ہے؟  
جواب: اگر صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھایا یا رمضان میں بلا نیت روزہ، روزہ دار کی طرح رہا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی اور بعد نیت کھاپی لیا تو ان سب صورتوں میں قضا لازم ہے۔  
کفارہ نہیں (در مختار وغیرہ)

سوال ۸۷: وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں روزہ کے مثل دن گزارنا واجب ہے؟  
جواب: مشافرنے اقامت کی جینٹ و نفاس والی پاک ہو گئی۔ جنھوں کو برہنہ آگیا۔ مریض تھا اچھا ہو گیا۔ جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑ دیا۔ یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جا رہی۔ یا کافر تھا مسلمان ہو گیا۔ یا بائع تھا بائع ہو گیا۔ یا بات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ یا غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزہ کے مثل گزارنا واجب ہے سوائے نا بائع کے جو بائع ہوا اور کافر کے کہ رمضان کے کسی دن میں مسلمان ہوا کہ ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۸۸: غروب آفتاب میں اختلاف کے باوجود روزہ افطار کر لیا تو قضا ہے یا نہیں؟  
جواب: مثلاً وہ شخصوں نے گواہی دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دوسرے شہادت دی کہ

ابھی دن ہے آفتاب غروب نہیں ہوا۔ اور روزہ دار نے پہلے دو کا اعتبار کر کے روزہ افطار کر لیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا تو اس صومت میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (در مختار)

سوال ۸۶: نفل روزہ فاسد کر دیا تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب: ارے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (در مختار)

سوال ۸۷: جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا بیان کیا جاتا ہے ان میں روزے کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: وہ تمام صورتیں جن میں روزہ جاتا رہتا ہے مثلاً کان میں تیل پکایا یا ناک سے دوا چڑھائی۔ یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی اور ایسی ہی دوسری صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (در مختار)

سوال ۸۸: حلق میں آنسو یا پسینہ چلا جائے تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کے حلق میں مینہ کی بوند یا آولا جاتا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نکل گیا تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ (در مختار)

سوال ۸۹: روزہ دار صومت سے سوتے میں دلی کی گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار عورت اگر سو رہی تھی اور سوتے ہی میں اس سے دلی کی گئی۔ یا صبح کو بوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر یا گلی ہو گئی اور اسی حالت میں اس سے دلی کی گئی تو بھی صرف قضا لازم ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۹۰: قبل زوال روزہ کی نیت کی اور پھر توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ رمضان کا روزہ ہو اور رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے۔ (جوہرہ)

## سبق نمبر

### اُن صورتوں کا بیان جن سے کفارہ بھی لازم ہے

سوال ۹۵: وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں کفارہ بھی لازم ہے؟

جواب: روزہ کے منافی جوار اور ہری جب ظاہری اور منوی دونوں صورتوں میں جمع ہو جائیں تو یہ جرم، شریعت میں پورا جرم مانا جاتا ہے اور روزہ کا کفارہ لازم آتا ہے اور اگر ایک چیز مثلاً صحت انظار پائی جائے اور دوسری چیز یعنی منوی انظار نہ پائی جائے تو اسے جرم ناقص کہا جاتا ہے اور اس صورت میں صرف تضا لازم آتی ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ (اور مختار)

سوال ۹۶: صورت انظار اور منی انظار سے کیا مراد ہے؟

جواب: صورت انظار یا انظار صوری و ظاہری یہ ہے کہ کوئی دوا یا غذا یا اس کے مفید مطلب کوئی چیز منہ کی داغ سے حلق کے نیچے اترے جسے عربی میں ابتلاع کہتے ہیں یعنی نگلنا۔

اور منی انظار یا انظار منوی و باطنی یہ ہے کہ پیٹ میں کسی اور ذریعہ سے ایسی چیز پہنچ جائے جس میں اصلاح بدن ہو یعنی غذا اور غذا یا کوئی اور نفع رساں چیز۔ لہذا منہ کے راستے اگر گھاس، کنکر یا پتھر وغیرہ نکل گیا تو یہ صورت انظار ہے۔ منی نہیں کیونکہ یہ چیزیں نہ دوا ہیں نہ غذا اور نہ نفع رساں۔ اور اگر دوا یا غذا وغیرہ منہ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جسم انسانی میں پہنچائی جائے اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے تو یہ منی انظار ہے۔

ایسی طرح ایک صورت یعنی صوری و ظاہری جماع ہے یعنی ایک کی شرمگاہ کا دوسرے کی شرمگاہ میں داخل ہونا اور ایک منی یعنی منوی جماع ہے یعنی انزال ہو جانا جبکہ شہوت کے ساتھ برخلاف عورت کا برسر لایا یا اسے چھوایا اسے چٹایا اور انزال

ہو گیا تو یہ صورتہ جماع نہیں معنی جماع ہے۔

تو کفارہ اُس وقت لازم آتا ہے جب روزہ کو فاسد کرنے والی چیزیں صورتہ اور معنی دونوں طرح پائی جائیں اور اگر ایک موجود ہے دوسری نہیں تو کفارہ لازم نہ آئے گا صرف قصداً لازم آئے گی۔ (فتح القدیر مرقاۃ المفاتیح وغیرہ)

سوال ۹۷: کفارہ لازم آنے کے لیے جماع میں انزال شرط ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان میں روزہ دار عاقل بالغ مقیم نے روزہ رمضان کی تہیت ادا سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام سے جماع کیا تو اس صورت میں انزال شرط نہیں۔ صرف دخول خشفہ (سپاری کے غائب ہو جانے) پر کفارہ لازم آجائے گا کہ انزال کا سبب قوی پایا گیا انزال ہو یا نہ ہو۔ (در مختار وغیرہ) اسی بنا پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

سوال ۹۸: کیا ہر چیز کے قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا؟

جواب: نہیں بلکہ اگر روزے دار نے کوئی دوا یا غذا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا ایسی چیز پی جس کی طرف طبیعت کا میلان ہے اور طبیعت اُس کی خواہش رکھتی ہے مثلاً حقہ، بیڑی، سگریٹ، تمباکو، تو کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔ (در مختار و ہدایہ وغیرہ)

سوال ۹۹: روزہ دار نے اپنے غلط گمان کی وجہ سے روزہ توڑ دیا تو حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: روزہ دار نے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے قصداً کھاپی یا مثلاً قصداً یا انہکشن لگوا دیا، اپنی منہکھ میں سر مرکا جل لگایا یا عورت کو چھوا یا برسر دیا یا ساتھ لٹا یا مکران صورتوں میں انزال نہ ہوا، اب ان افعال کے بعد قصداً کھاپی لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (در مختار)

سوال ۱۰۰: کفارہ لازم ہونے کے لیے اور بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں! کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد

کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہے۔ یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ انقطاع کرنے یا چھوڑ دینے کی اجازت ہوتی۔ مثلاً حدیث کو اُسی دن میں جیض یا نفاس آگیا۔ یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا۔ کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوں ہی اگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (جوہرہ)

سوال ۱۱: مٹی کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

جواب: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں۔ مگر وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے کھاتی تو کفارہ واجب ہے جیسا کہ ثمنی حدیث میں ملتی ہے مٹی یا چوبیسے کی پھٹ کھاتی ہیں۔ اگرچہ یہ سخت نقصان دہ بھی ہے۔ یوں ہی مٹی کھاتی تو خواہ اُسے عادت ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ دوا ہے اور کوئی چیز دوا یا غذا نہ کھانے سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (رد المحتار دفیہ)

سوال ۱۲: کچا یا سڑا ہوا گوشت کھایا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جب کہ گوشت کچا خواہ پکا سڑ گیا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (رد المحتار دفیہ)

سوال ۱۳: کسی بزرگ کے مُنہ کا لقمہ کھالیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب: اپنے کسی منظم دینی کے مُنہ کا لقمہ یا اُس کا لعاب دہن (تھوک، تبرک کے بیسے کھانی یا ترمیمی کفارہ لازم ہے۔ (رد المحتار) ہاں کسی اور کا تھوک چھل گیا یا اپنا لعاب تھوک کر چاٹ لیا تو اس صورت میں کفارہ نہیں مگر یہ سخت قابلِ نفرت حرکت ہے۔

سوال ۱۴: کفارہ لازم نہ ہونے کے لیے کوئی اور بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں اُن میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور مصیبت و ناخرمانی کا قصد نہ ہو۔ اگر بار بار ایسا کیا تو ضرور کفارہ لازم آئے گا۔ (رد مختار)



سوال ۱۰۵: کسی کی چیز چھین کر کھاپی گیا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کی کوئی چیز غصب کر کے (چھین چھٹ کر) کھالی تب بھی کفارہ لازم ہے۔  
یونہی جس شوربے میں روٹی بھگو کر کھالی تو کفارہ لازم ہے۔ (جوہرہ)

سوال ۱۰۶: پستہ یا اخروٹ یا بادام مسلم محل کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک بادام مسلم محل کیا یا پھلے سمیت اٹا یا پھلے کے ساتھ اندر کھالیا تو کفارہ نہیں۔ ہاں خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے۔ یوں ہی تر بادام مسلم محلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال ۱۰۷: نمک کھانے پر کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب: نمک اگر تھوڑا کھایا جیسا کہ عموماً استعمال کیا جاتا ہے تو کفارہ لازم ہے اور زیادہ کھایا تو کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال ۱۰۸: اپنے منہ کا نوالہ نکال کر، پھر کھالیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب: اس نے خود اپنے منہ سے نوالہ نکال کر کھالیا یا دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا تو کفارہ نہیں۔ (عالمگیری) بشرطیکہ اس دوسرے کے چبائے ہوئے کو لذت یا بطور تبرک نہ کھلتے ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔

سوال ۱۰۹: سحری کھاتے صبح ہو گئی اور نوالہ نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہو گئی یا بتول کر کھار ا تھا۔ نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آگیا اور نوالہ نکل گیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہے۔ مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال ۱۱۰: چنے کا ساگ یا درخت کے پتے کھائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے۔ یہی حکم درخت کے پتوں بلکہ تمام نباتات کا ہے جبکہ کھاتے جاتے ہوں۔ ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال ۱۱۱: خربزے یا تربوز کے پھلے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خربزے یا تربوز کے پھلے اگر خشک ہو گئے ہوں اور عموماً خراب ہی ہرہاتے

یہی یا ایسی حالت میں ہوں کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں۔ وہ ہے (حالیگی) جیسا کہ بیت گھروں میں تربز کے چھلکے پکا کر کھائے جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس طرح کھانے میں کفارہ ضرور لازم آئے گا جب کہ قصد ہو۔

سوال ۱۱۲: کچے چاول اور خورجور وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کچے چاول، باجرا، جوار، سور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں۔ یہی حکم کچے جو کہے اور بٹنے ہوئے، ہل کر لوگ دھت سے اُسے کھاتے ہیں جیسے بٹنے ہوئے گیہوں جو یا پر کل ٹرڑے یا عکائی کیلیں تو کفارہ لازم ہے اسی طرح ہالوں میں سے ہرے دانے نکال کر کھائے جیسا کہ چنے مٹر کے دانے تو بھی کفارہ لازم ہوگا۔  
(حالیگی، مرقی اصلاح وغیرہ)

سوال ۱۱۳: خشک، زعفران وغیرہ کھانے اور شفا تربز کا پانی پینے پر کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: خشک، زعفران، کافور یا سرکہ کھایا یا تربز سے تربز، گڑی، کھیرا، باقلا کا پانی یا تو کفارہ لازم ہے۔ (حالیگی)

سوال ۱۱۴: کسی کی نیت کی اور یہ سمجھ کر کھاپی لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کی نیت کی یا تیل لگایا پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا۔ یہ کسی عالم ہی نے روزہ چلنے کا خوشی دے دیا اب اُس نے کھاپی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔ (در مختار)

سوال ۱۱۵: بھول کر کھاپی لیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سے روزہ نہیں جاتا پھر کھاپی لیا تو اب حکم شرعی کیا ہے۔

جواب: بھول کر کھایا یا جماع کیا یا اُسے قے آئی اور ان سب صورتوں میں اُسے معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر اس کے بعد کھاپی لیا تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ کی حالت میں یہ چیزیں حقیقت روزہ توڑ دیتی ہیں تو روزہ کھوٹنے یا توڑنے کے لیے گمان کا یہ جائز عمل ہے تو خیر کی وجہ سے کفارہ نہیں۔ اور اگر اعتقاد ہوا اور اُسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھایا تو کفارہ لازم ہے روزہ نہیں۔ (حالیگی وغیرہ)

سوال ۱۸: شروء میں مجبوری سے اور پھر اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا تو کیا مکرم ہے؟  
جواب: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ٹوٹ چکا ہے۔ (جوہرہ)

سوال ۱۹: مجبوری سے کیا مراد ہے؟

جواب: مجبوری سے مراد اگر اہل شرعی ہے جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید (سخت مار پیٹ) کی صیغہ وحکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو رجو کتاب ہے کہ گزرتے گئے (عامۃ کتب)

سوال ۲۰: بلی منہ میں ڈال کر نخل جائے تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: بلی یا بلی برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نخل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب (در مختار) مگر اسی مقدار کی کوئی چیز چبائے اور وہ متوکلے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا۔ کہ اتنی قلیل مقدار کا چبانا ہی کیا اور وہ چبائی ہی جائے گی تو حلق میں نہیں پہنچے گی اور فساد روزہ کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اہل اگر اس کا مزاحلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال ۲۱: جن صورتوں میں انظار کا گمان نہ تھا اور روزہ دار نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا تو کفارہ واجب ہے یا نہیں جب کہ مفتی نے فتوے اس کے گمان کے مطابق دے دیا؟

جواب: جن صورتوں میں انظار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا۔ اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اپنی شہر کا اُس پر اقتدار ہو اُس کے فتویٰ دینے پر اس نے قصداً کھاپی لیا۔ یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا۔ اور قصداً کھا پی لیا تو اب کفارہ لازم نہیں۔ اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔ (در مختار وغیرہ) مگر عوام الناس کا یہ کام نہیں کہ براہ راست حدیث سے دلیل

لائی ورنہ ٹھکری کھائیں گے۔

سوال ۱۲۱: بخار کی باری کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب: اگر کسی کو باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے  
کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔ (در مختار)

سوال ۱۲۲: عورت نے حیض کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو حکم کیا ہے؟  
جواب: عورت کو مستینہ دہریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آئے کا دن تھا۔ عورت نے  
قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ لازم نہ آیا۔ (در مختار)

سوال ۱۲۳: جو شخص کسی کا روزہ توڑ دے اُس کے پے کیا حکم ہے؟  
جواب: بلا ضرورت اور شرعی مجبوری کے بغیر۔ فرض روزہ زبردستی توڑانے والا شیطان  
بھم اور تھق مار جہنم ہے۔ اور بغیر کسی مجبوری کے فقط کسی کے بارٹولنے یا زبردستی  
کرنے سے فرض روزہ توڑنے والے پر عذاب ہے۔ اور روزہ ادا کرنے سے رمضان کا  
تھا تو صپ شرائط اس پر کفارہ واجب۔ مثلاً کسی کے بار بار اصرار سے تنگ اگر روزہ توڑ  
دیا تو یہ اکراہ شرعی نہیں اور لوگ اسے بھی مجبوری یا زبردستی کہہ دیں تو ان کی بات مستبر  
نہیں۔ ان اکراہ شرعی جو توبہ سے تنگ کفارہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق نمبر

## کفارے کا بیان

سوال ۱۲۴: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟  
جواب: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک زکوٰۃ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے  
اگر نہ کر سکے مثلاً اُس کے پاس نہ نوٹدی غلام ہے نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال  
تو ہے مگر زکوٰۃ خیر نہیں جیسا آج کل یہاں پاک و ہند میں تو پے درپے ساتھ  
روزے رکھے۔ یہ بھی ذکر سکے تو ساتھ ساتھ ماکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا

کھلانے۔ (عائہ کتب)

سوال ۱۳۲: کفارہ کے روزوں میں سے اگر بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائے تو پہلے دے روزے شمار میں آئیں گے یا نہیں؟

جواب: روزے رکھنے کی صورت میں، اگر درمیان کا ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو نئے برس سے ساتھ روزے رکھے۔ پہلے کے روزے شمار میں نہ آئیں گے۔ اگرچہ انسٹارکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو۔ (عائہ کتب)

سوال ۱۳۵: حیض درمیان میں آجائے تو کفارہ کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کو کفارہ کے روزوں کے درمیان اگر حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناسخ ہوئے یہ ناسخ شمار نہیں کیے جائیں گے یعنی حیض سے پہلے کے روزے اور بعد والے روزے دونوں مل کر ساتھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا کتب کثیرہ مگر لازم ہے کہ حیض سے فارغ ہوتے ہی روزہ شروع کر دے۔

سوال ۱۳۶: کفارہ کے دوران عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسے حکم ہے کہ وہ برس سے روزے رکھے۔ یوں ہی اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی ہے کہ حیض آگیا اور اس حیض کے بعد آئسہ ہو گئی یعنی اب ایسی عورت ہو گئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے روزے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے درپے دوہینے کے روزے رکھ سکتی ہے (در مختار۔ رد المحتار)

سوال ۱۳۷: کفارہ کے روزوں میں کوئی اور شرط ہے یا نہیں؟

جواب: اس روزوں سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط بھی ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان جو نہ قید افطر نہ قید الاضعی نہ ایام تشریق۔ اس اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزے رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ میں (روزہ رکھنے سے جن دنوں میں حائضہ ہے) اسے بھی اجازت نہیں (جوہرہ۔ در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۸: کفارہ کے روزوں میں (۶) کی گنتی ضروری ہے یا نہیں؟

جواب : مذے مگر جائز کہ پہلی تاریخ سے رکے تو دوسرے مہینے کے ختم پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے ۲۹ دن کے ہوں کہ دو ماہ کامل ہو گئے اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکے ہوں تو ساتھ پورے رکھنے ہوں گے۔ اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لے اور یہ ۲۹ کا مہینہ ہے اس کے بعد پندرہ روزے اور رکھ لے کہ (۵۹) دن ہوتے ہیں جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا (در مختار، رد المحتار)

سوال ۱۲۹: کفارہ کا روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب : کفارہ کا روزہ توڑ دیا۔ خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر تو سرے سے روزہ رکھے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۰: اگر کسی نے رمضان کے پندرہ روزے توڑ دیئے تو کیا حکم ہے؟

جواب : اگر مذہب سے توڑے اور دونوں رمضان کے ہوں تو دونوں کے لیے دو کفارے دے اگرچہ پہلے رمضان کا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ اور اگر دونوں ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (جوہرہ وغیرہ) اور پہلے کا کفارہ ادا کر چکا تھا کہ دوسرا توڑ دیا تو اب اس کا کفارہ پھر ادا کرے۔

سوال ۱۳۱: جو شخص مذہب سے نہ رکھ سکے وہ کفارہ کس طرح ادا کرے؟

جواب : مذہب سے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو مثلاً بیمار ہے اور اپنے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو حکم ہے کہ وہ ساتھ مسکینوں کو دونوں وقت بیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۲: اگر ساتھ مسکینوں کو ایک دم سے نہ کھلائے تو حکم کیا ہے؟

جواب : کفارہ میں کھانا کھلانے والے کو یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساتھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزوں پر قدرت حاصل نہ ہو۔ ورنہ کھانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارے میں روزے رکھنے ہوں گے۔ (دعاگیری وغیرہ)

سوال ۱۳۳: اگر ایک وقت کے مابین دوسرے وقت نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب : اگر ایک وقت ساٹھ مسکین کو کھانا کھلایا اور دوسرے وقت اُن کے سوا دوسرے ساٹھ مسکین کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے (در مختار وغیرہ)۔

سوال ۱۳۲: کفارہ کا کھانا کھانے والے مسکین کا باغ ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب : ہاں یہ بات شرط ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نا باغ نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی اُن میں مُراہتی (قریب البلوغ - تقریباً ۱۵ سال ذکر ۱۵ سال کامل کا) ہو تو وہ شمار میں آسکتا ہے۔ اور اگر ان مسکین میں نا باغ بھی تھے اور جو ان آدمی کی پوری خوراک کا اُنہیں مالک کر دیا تو کافی ہے (رد المحتار وغیرہ) عربی مدارس اور قیام خانوں کے طلبہ کو کھلائیں تب بھی یہ لحاظ ضروری ہے۔

سوال ۱۳۳: جو لوگ کھانا کھانے والے اُنہیں کفارہ کا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : کھلانے میں پیٹ بھر کر کھانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں (در مختار ملقا وغیرہ)۔

سوال ۱۳۴: کفارہ کے کھانے میں کیا کھانا دیا جائے؟

جواب : بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے۔ اور اس سے بھی اور اچھا ہو تو اور بہتر۔ ہاں جڑی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے (در مختار ملقا وغیرہ)۔

سوال ۱۳۵: ایک ہی مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب : اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک، دونوں وقت کھانا کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ غلہ اُسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا۔ اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب سے دیا تو صرف اُسی ایک دن کا ادا ہوا۔ (عالمگیری)۔

سوال ۱۳۶: ساٹھ مسکین کو دو وقت کی بجائے ایک سو میں مسکین کو ایک وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہوا یا نہیں؟

جواب : ایک سو میں مسکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے، خواہ اُنکی دن یا کسی دوسرے

دن۔ اور اگر وہ نہیں تو دوسرے ساٹھ ماہ تک کو دفن وقت کھاتے۔ (در مختار)

سوال ۱۳۹: کھانے کی بھائے اگر زندہ فیروہ دیا جائے توئی کس کتنا ہونا چاہیے؟

جواب: اہل بعض اوقات مساکین کو دونوں وقت کھانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے یا اور ایسی صورتیں درپیش آجاتی ہیں۔ اسی سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ نظر یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں۔ اقد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کو قیمت دے دے۔ یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دے دے۔ یا دونوں صبح کو یا دونوں شام کو کھلائے۔ یا تین کو کھلائے اور تین کو دے دے۔ غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے۔ اس کا اختیار ہے۔ یا پانچ صاع گیہوں اور نصف صاع جو ایک ایک مسکین کو دے دے یا کچھ گیہوں یا جو دے۔ باقی کی قیمت۔ ہر طرح اختیار ہے (در مختار۔ رد المحتار)

سوال ۱۴۰: کفارہ صوم میں امیر و غریب یکساں ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ لازم ہے اس حکم میں سب یکساں ہیں۔ (رد المحتار)

سوال ۱۴۱: کفارہ میں گندم و جو کے علاوہ اور کوئی قدر دیں تو کس حساب سے دیں؟

جواب: گندم و جو کے سوا، چاول، دھان و فیروہ کوئی قدر، کسی قسم کا دیا جائے۔ اُس میں وزن کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔ بلکہ اُسی ایک صاع جو یا نیم صاع گندم کی قیمت ملحوظ رہے گی۔ اگر اُس کی قیمت کے قدر ہے تو کافی ہے ورنہ ناکافی۔ مثلاً نصف صاع گیہوں کی قیمت دو روپیہ ہے تو دو روپیہ سیروائے چاول کافی ہوں گے و علیٰ ہذا القیاس۔ اور قیمت میں زرخ یا نارا آج کا مقبرہ ہوگا یعنی جس دن ادا کر رہے ہیں۔ بلکہ اُس دن کا مقبرہ ہوگا جس دن کفارہ واجب ہو۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۴۲: کفارہ صیام کا معرفت کیلئے؟

جواب: روزوں کے کفارہ میں کھانا کھلائیں یا بقدر صدقہ نظر گیہوں جو یا ان کی قیمت



دیں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کے متقی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ یا صدقہ فطر کے متقی ہیں۔ یعنی کفارہ صوم کسی تید بلکہ کسی ناشکی کو بھی نہیں دے سکتے۔ اپنی اولاد جیسے بیٹا بیٹی، پوتہ پوتی اور نواسا نواسی کو نہیں دے سکتے۔ اگرچہ یہ بالکل ناچار اور بے سہارا ہوں۔ یوں ہی کفارہ دینے والا جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ۔ دادا دادی اور نانا نانی انہیں نہیں دے سکتا۔ اور اپنے اقربا یعنی قریبی رشتہ داروں مثلاً بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ پھوپھی جیتجا بھتیجی، بھانجہ بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اگر کوئی مانع زر کاوٹ، اندر جوہر یوں ہی نوکروں کو دے سکتے ہیں جبکہ اجرت میں محسوب (شمار نہ ہو) زمین بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے، خدا دہی وغیرہ

سبق نمبر ۹

## روزہ کے مکروہات کا بیان

سوال ۱۲۲: روزہ میں جھوٹ، غیبت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، یہود بات، کسی کو تکلیف دینا، کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں، روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے (عامۃ کتب)

سوال ۱۲۳: جھوٹ وغیرہ سے روزے میں کراہت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: روزہ صرف اس کا نام نہیں کہ آدمی ظاہری طور پر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دے بلکہ روزہ سے درحقیقت کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا بھی شریعت اسویرہ کا مقصود ہے تو اگر روزہ سے یہ مقاصد حاصل نہ ہوں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ گویا وہ روزہ رکھا ہی نہیں گیا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ جسم کا مہذہ ہو گیا روح کا روزہ نہ ہوا۔ اسی لیے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو روزہ دلوں بڑی بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "روزہ تو ہے کہ خود بیہودہ باتیں سے بچا جائے" سوال ۱۳۵: روزہ دار کو کسی چیز کے چکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ جواب: روزہ دار کو بظاہر کسی چیز کا چکھنا چاہنا مکروہ ہے اور چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اسے تھوک دیں۔ اس میں سے صحت میں کچھ نہ مانے پائے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۶: کسی چیز کو تھوڑا سا کھانے کو بھی چکھنا کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام عادیوں میں برے اور بگے جاتے ہیں یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اس میں سے تھوڑا کھالینا کریں ہو تو کراہت کیسی، روزہ ہی جاتا رہے گا۔ بلکہ کفارہ کے شرائط پاتے ہیں تا کہ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (بہار شریعت)

سوال ۱۳۷: چکھنے کے لیے غصہ کیا ہے؟ جواب: مشاعرت کا شوہر بد مزاج ہے کہ انڈی میں نمک کم و بیش ہو گا تو اُس کی ناراضگی کا باعث ہو گا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔ یا آتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے کہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا موجود نہیں ہے جو اُسے چبا کر دے دے تو بچہ کو کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چاہنا مکروہ نہیں۔ یعنی کوئی چیز خریدی اور اُس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہو جائے گا تو چکھنے میں حرج نہیں روزہ مکروہ ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۳۸: عورت کا بوسہ لینے اور بدن چھونے کا کیا حکم ہے؟ جواب: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا۔ اور ہونٹ یا زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ حملتے کرام نے بوسہ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا۔ بوسہ فاحشہ یہ کہ عورت کے لب اپنے بولوں میں سے کرچا لے۔ اور زبان چوسنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے جبکہ عورت کا عاب و بہن، جو اُس کی زبان چوسنے سے اس کے منہ میں آتے تھوک دے۔

اور اگر حلق میں اتر گیا تو کراہت تو درکنار، دفعہ ہی جاتا رہے گا۔ اور اگر قصداً بجابت لبت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)  
سوال ۱۴۹: روزہ میں گلاب وغیرہ سونگھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا، داڑھی کو پچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں۔ مگر جب کہ زینت کے لیے سرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جلتے جاوے یا ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اولیٰ (در مختار)

سوال ۱۵۰: روزہ میں مسواک کرنا کیسا ہے؟

جواب: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر۔ اگرچہ پانی سے نہ کرے۔ جو۔ زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں (عامۃ کتب اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد روزہ کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ ہمارے مذہب (حنفیہ) کے خلاف ہے۔ (بہار شریعت)

سوال ۱۵۱: روزہ میں منہ استعمال کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ میں منہ استعمال کرنا جائز و حرام تو نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اُس کا کوئی جزء حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت میح کرنا کراہت ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۱۵۲: روزہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مباح کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مباح کرنا کے لیے یہ معنی ہیں کہ بھرنا پانی سے۔ اور ناک میں پانی چڑھانے میں مباح یہ ہے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اُس پر پانی بہ جائے اور ناک کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ اور دونوں صورتوں میں روزہ کی حالت میں مباح کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل کے علاوہ ٹھنڈ پینچانے کی غرض سے کلی کرنا

یا ناک میں پانی چڑھاتا یا ٹنڈ کے لیے نہاتا، بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا پینا مکروہ نہیں۔ اس  
اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا پینا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ  
ہونا اچھی بات نہیں۔ (مالگیری، رد المحتار وغیرہ)

سوال ۱۵۴: روزہ میں غسل جنابت کب اور کس طرح کرے؟

جواب: رمضان المبارک میں اگر رات کو جنب ہوا جس کے باعث اس پر غسل فرض  
ہے تو بہتر یہی ہے کہ قبل طہارح فجر نہائے تاکہ روزے کا ہر حصہ جنابت (نا پاکی)  
سے خالی ہو۔ اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ مگر مناسب یہ ہے  
کہ فجر اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا دوسرے استنشااق کہتے ہیں، یہ دو کام طہارح  
فجر سے پہلے کر لے، کہ پھر روزہ میں نہ ہو سکیں گے۔

اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کر دی تو یہ اور دنوں میں  
بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ کہ اس سے روزہ کی نورانیت ہی جاتی رہتی  
ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۵۵: پانی میں مداح خارج کرنا کیسا ہے؟

جواب: پانی کے اندر دشنام نبردی تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت، ریاح خارج کرنے  
سے روزہ تو نہیں جاتا مگر مکروہ ہے۔ (مالگیری)

سوال ۱۵۶: روزہ میں استنجا کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ یعنی اور دنوں میں حکم ہے کہ استنجا کرتے  
اور طہارت لیتے وقت کشادہ ہو کر بیٹھیں۔ پانچا نہ کا مقام، سانس کا زور نیچے دے کر  
ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں۔ مگر روزہ کے دنوں میں نہ زیادہ پھیل کر  
بیٹھے نہ نیچے کو زور دیا جائے نہ مبالغہ کرے۔ (مالگیری وغیرہ)

سوال ۱۵۷: محنت و مشقت کا کام روزے میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آجائے  
کہ روزہ توڑنے کا عین غالب ہو۔ لہذا ناکرانی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر

باقی دن میں آرام کرے۔ در مختار،

یہی حکم ہمارے روزہ اور شقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں (بہا بشریت) مقصود یہ ہے کہ کمزوری کو بہانہ بنا کر روزے تو نہ بنیں۔ اور خدائی احکام کی کلمہ کلا خلاف دینی کر کے غیب الہی نہ خریدیں۔

سبق نمبر ۱۰

## سحری و افطار کا بیان

سوال ۱۵۴: روزہ کے لیے سحری کھانا فرض ہے یا سنت؟

جواب: سحری کھانا فرض ہے نہ سنت مگر وہ کہ سحری نہ کھائے تو ترک سنت کا وبال اُس پر پڑے بلکہ مستحب ہے اور باعث برکت بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تین چیزوں میں بڑی برکت ہے۔ جماعت اور شریک اور سحری میں اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (عائد کتب)

سوال ۱۵۵: سحری کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: سحری میں تاخیر مستحب و منون ہے۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ میری اُمت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے گی۔ اور تاخیر سحری کے معنی یہ ہیں کہ اُس وقت تک کھائے جب تک طلوع فجر کا ظن غالب نہ ہو۔ (در مختار وغیرہ) اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (عالمگیری)

سوال ۱۵۶: سحری کا بالکل چھوڑ دینا کیا ہے؟

جواب: سحری بالکل نہ کھانا حضور اقدس ﷺ کے دائمی فعل کے بھی خلاف ہے

اور حکم نبوی کی بھی اس ترک میں خلاف وحی ہے۔

مسلم و ابوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق، سحری کا قہر ہے۔ اسی سے کم از کم ایک قہر کھائے یا ایک گھونٹ پانی ہی پئے تاکہ روزہ مطابق سنت نبوی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ سحری کل کی کل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پئے (امام احمد سوال ۱۳) سحری شکم سیر ہو کر کھائے یا قہر؟

جواب : اتنا کھانا کہ طبیعت مضمحل رہے اور دن میں کئی ڈکائیں آتی رہیں یوں بھی کوئی پندیدہ بات نہیں۔ اہل پھر روزہ کے مقصود کے برخلاف بھی ہے۔ روزہ کا مقصود شہوات نفسانیہ کو روزہ کی گرمی سے تڑپا کر اور جب خوب پیٹ بھر کھا یا تو یہ نفس کی خدمت اور اُس کی پردوش ہوئی۔ مشقت کا ثواب تو یوں بھی گیا اور غریبوں مسکینوں کی جھوک و پیاس کا احساس اور اُن کے ساتھ ہمدردی وغیرہ اسی کے جذبات کا بیدار ہونا، یہ بھی حاصل نہ ہوا۔ لہذا نہ شکم سیر ہو کر کھائے نہ اتنا قہر کر دن بھر خود روئش ہی کی طرف دھیان رہے۔ راہ اعتدال اختیار کرے اور بقدر کفایت کھائے۔ (طحاوی وغیرہ)

سوال ۱۴ : سحری میں مُرخ کی اذان کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب : سحری کے وقت مُرخ کی اذان کا اعتبار نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے مُرخ اذان شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اُس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوں ہی بول چال سُن کر اور روشنی دیکھ کر بوسنے لگتے ہیں۔

(بیاض شریعت، مدالختار)

سوال ۱۵ : ہمارے دیکھ کر افطار کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب : ہمارے کی سند شری نہیں۔ بعض ہمارے دن میں چمک آتے ہیں تو انہیں دیکھ کر روزہ افطار کرنا کیونکر جائز و صحیح ہو سکتا ہے اور اگر افطار میں اتنی تاخیر کی کہ غروب آفتاب کے بعد جو ہمارے عموماً چمکتے ہیں اُن ستاروں میں سے کوئی ستارہ چمک

آیا تو یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میری امت میری سنت پر رہے گی۔ جب تک افطار میں ساروں کا انتظار نہ کرے (ابن حبان) اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں (ابوداؤد وغیرہ) غرض دارو مدار اس پر ہے کہ جب آفتاب تمام و کمال ڈوبنے پر یقین ہو جائے فوراً روزہ افطار کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۹۳: کسی مسجد سے اذان کی آواز سن کر روزہ افطار کرنا چاہیے یا نہیں؟  
جواب: اگر گمان غالب و یقین ہے کہ سورج غروب ہو چکا یا اذان کی آواز کسی ایسی مسجد سے آرہی ہے جہاں صبح وقت پر اذان کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے تو اذان کی آواز پر افطار کر لینا چاہیے۔ لیکن اگر غروب آفتاب پر یقین نہیں یا وہ آواز کسی ایسی مسجد میں اذان کی ہے جہاں وقت صبح کا اہتمام نہیں کیا جاتا جیسا کہ مومنین معتدین کی اذانیں تو ہرگز اس پر انتظار نہ کیا جائے۔ انتظار کریں تا آنکہ غروب آفتاب کا یقین ہو جائے۔

سوال ۱۹۴: توپ یا گولے کی آواز یا ریڈیو کے اعلان پر افطار کریں یا نہیں؟  
جواب: توپ یا گولے یا ریڈیو پر وقت افطار کا اعلان یا ریڈیو کی اذان، ان سب میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر یہ امور کسی نامور عالم دین، متمدن علیہ کے حکم پر انجام پاتے ہیں تو یہ بھی غروب آفتاب پر یقین غالب کا ایک ذریعہ ہے۔ افطار کر سکتے ہیں اگرچہ توپ چلانے والے یا ریڈیو پر اعلان کرنے والے فاسق ہوں۔ البتہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات سارن یا گولے وغیرہ غروب آفتاب سے پہلے ہی حرکت میں آجاتے ہیں۔ لوگ ان پر اعتبار کر کے روزہ افطار کر لیتے ہیں اور پھر تضار کھنی پڑتی ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ جب غروب آفتاب کا یقین غالب ہو جائے افطار کر لیں۔ (فتاویٰ علماء)

سوال ۱۹۵: جنتریوں اور سحری و افطاری کے نقشوں پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب : جنتریاں ہر کثرت ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ اور اوقات صبح نہکانے کا فن جسے علم توقیت کہتے ہیں یہاں کے عام علماء بھی اس سے ناواقف محض ہیں۔ لہذا سحری و افطار کے نفع اگر کسی عالم متقی توقیت والی محتاط فی الدین کے ترتیب ہوں تب بے شک ان پر عمل کر سکتا ہے۔ یوں ہی ان کے ترتیب دادہ نقشوں اور ہدایتوں کی روشنی میں جو نفعی ترتیب دیے جائیں وہ قابل اعتماد ہیں مگر احتیاط اب بھی لازم ہے جبکہ خود ان نقشوں میں پانچ پانچ صفت کی احتیاط درج ہوئی ہے۔  
سوال ۱۳۹ : مذکورہ کس چیز سے افطار کرنا منہی ہے؟

جواب : احادیث میں درود سے حضور اقدس ﷺ نماز سے پہلے ترکہجروں سے افطار فرماتے۔ ترکہجریں نہ ہوتیں تو چند خشک بھجروں سے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔

سوال ۱۴۰ : افطار کے وقت کون سی دُعا پڑھنا مستحب ہے؟

جواب : افطار کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیے :

اَللّٰهُمَّ لَكَ خَضَعْتُ وَبَكَ  
اَمَلْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ  
عَنْ رِزْقِكَ اَخْطَرْتُ فَاغْفِرْ  
لِيْ مَا قَدْ مَنَنْتَ وَمَا اَخْرَجْتَ -  
الہی میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، تم پر ایمان لایا، تم پر بھروسہ کیا اور تیری روزی سے افطار کیا تو میرے اگلے پھلے گنہوں کو بخش دے۔ (طحاوی وغیرہ)

سوال ۱۴۱ : روزہ دار کو افطار کرانے میں کیا ثواب ہے؟

جواب : حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہ رمضان کے اوقات میں اُس کے لیے استغفار و معاف کر دیتے ہیں اور جبریل علیہ السلام شب قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے جو حلال کائی سے رمضان میں روزہ افطار کراتے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اُس پر دُور بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے معاف کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔



”جو روزہ دار کو پانی چلاتے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے چلتے ہوئے جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔“ (طبرانی)

سوال ۱۶۹: ایک آدمی کے کہنے سے کہ افطار کا وقت ہو گیا، افطار کرے یا نہ کرے؟

جواب: وقت افطار کی خبر دینے والا اگر عادل ہو یعنی متقی پر ہیز محارم دیندار تو اس کے قول پر افطار کر سکتا ہے جب کہ یہ اُس کی بات کو سچی مانتا ہو۔ اور اگر اس کا دل اُس کی بات پر نہیں جتا تو اُس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوں ہی مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے۔ (رد المحتار وغیرہ)

سبق نمبر ۱۱

اُن صورتوں کا بیان جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال ۱۷۰: روزہ نہ رکھنے کی کتنی صورتوں میں اجازت ہے؟

جواب: سفر، قتل، بچہ کو دودھ پلاتا، مرض، بڑھاپا، خوفِ ہلاکت، اکراہ، نقصانِ عقل اور جہاد، یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں کہ اگر ان وجوہ میں سے کسی وجہ سے کوئی روزہ نہ رکھے تو گناہ گار نہیں۔ (رد المحتار)

سوال ۱۷۱: سفر سے کیا مراد ہے؟

جواب: سفر سے مراد، سفرِ شریعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو اور مختار، اگرچہ وہ سفرِ شرفِ ہوائی جہاز سے مختصر وقت میں پورا ہو جائے۔ حالتِ سفر میں خود اس مسافر کو اور اس کے ساتھ والے کو روزہ نہ رکھنے میں ضرورت پہنچے تو روزہ نہ رکھنا سفر میں بہتر ہے، ورنہ نہ رکھنا بہتر (مختار)

سوال ۱۷۲: دن میں کسی وقت سفر کا ارادہ ہو تو اُس دن کا روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: مثلاً آج کے دن کسی وقت سفر کے لیے نکلنا ہے تو یہ روزہ افطار کرنے

کے لیے آج کا سفر مذہب نہیں۔ اُسے آج کا روزہ رکنا چاہیے۔ البتہ اگر آج کا روزہ رکھ کر سفر میں توڑ دے گا تو کفارت لازم آئے گا مگر گناہگار ہو گا۔ اور روزہ رکھا تھا مگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کے لیے نکلا تو کفارت بھی لازم ہے۔ یوں ہی اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر اگر روزہ توڑ ڈالا تو بھی کفارہ واجب ہے۔ (مالگیری)

سوال ۱۶۲: مسافر اور ہر سے پہلے قیام ہو جانے تو اب کیا حکم ہے؟  
جواب: مسافر نے صومۃ کبریٰ سے پیشتر کہ اس وقت تک روزہ کی نیت ضروری ہے اگر اقامت کی نیت کر لی اور ابھی کچھ کھایا پیاز تھا تو اُس پر لازم ہے کہ اب روزے کی نیت کرے اور روزہ رکھے۔ اس لیے کہ یہ سفر وقت نیت سے پہلے ہی ختم ہو گیا اور مختار مالگیری وغیرہ)

سوال ۱۶۳: مسافر صومۃ کبریٰ کے بعد وطن واپس آ جائے تو اب اُس کے لیے کیا حکم ہے؟  
جواب: مسافر نے نیت اقامت کر لی یا وطن واپس آ گیا اور اُس نے اب تک کچھ کھایا پیاز تھا تو روزہ تو نہیں ہو سکتا کہ نیت کا وقت نہیں مگر اُسے لازم ہے کہ جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزہ وادوں کی طرح گزارے۔ (اور مختار وغیرہ)

سوال ۱۶۴: مرض کی وجہ سے کس وقت روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟  
جواب: مریض کو فرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا غالب گمان ہو۔ یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت صفت کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجانت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (جوہرہ۔ و مختار)

سوال ۱۶۵: بیماری بڑھ جانے کا وہم ہو تو روزہ چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟  
جواب: روزہ چھوڑنے کے لیے محض وہم کافی نہیں بلکہ ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اُس کی ظاہری نشانی بڑھ جاتی ہے۔

(۲) اُس شخص کا ناقابل تجربہ ہے۔

(۳) کسی مسلمان، تجربہ کار طبیب و سماج نے جو کہ فتنہ و فحش میں مبتلا نہ ہو کہہ دیا ہو کہ روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے وغیرہ کا خطرہ و صحیح اندیشہ ہے۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب ڈاکٹر کے کہنے سے انقطاع کر لیا یعنی روزہ توڑ دیا تو کفایہ لازم آئے گا (رد المحتار) اور چھوڑ دیا تو عینا ہنگام ہو گا۔ آج کل کے معاملہ میں یہ وہاں پائی جاتی ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ سے منع کر دیتے ہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔ ایسوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں۔ (سپار شریعت)

سوال ۴۸: روزہ میں حیض و نفاس شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا رکھے۔ روزہ فرض تھا تو اس کی قضا فرض ہے اور قضا واجب (عامة کتب)

سوال ۴۹: حیض و نفاس والی دن میں پاک ہو گئی اور روزہ کی نیت کر لی تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب: عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا روزہ کے لیے شرط ہے۔ لہذا حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو گئی اگرچہ وضو کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا۔ نہ فرض نہ نفل۔ (رد مختار)

سوال ۵۰: حیض و نفاس سے پاک ہو جائے تو عورت دن کس طرح گزارے؟

جواب: حیض و نفاس والی عورت پاک ہو گئی تو جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کے شل گزارنا واجب ہے۔

سوال ۵۱: صبح صادق سے قبل عورت پاک ہو جائے تو غسل کے بغیر روزہ کی نیت کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار التہا کبر کہہ لے تو اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہے۔ لہذا نیت کر لے اور بعد میں جلد از جلد غسل کرے۔ اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر التہا کبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ مگر نہا لے

تو بہتر ہے ورنہ بے نہایت نیت کرے اور صبح کو نہالے۔ اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو روزہ فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اُس پر واجب ہے۔ کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو۔ مثلاً کھانا پینا حرام ہے۔ (حالیگیری وغیرہ)

سوال ۱۸۱: بڑی عمر کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کے لیے نضحت کا حکم کس وقت ہے؟  
جواب: ایسے بوڑھے مرد یا بڑھی عورتیں جنہیں شریعت میں شیخ خانی کہا جاتا ہے یعنی وہ بوڑھے جن کی عمر اب ایسی ہوگئی کہ اب روزہ بروزہ کفر وہی ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی وہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا۔ تو اب اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ اُسے حکم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ دے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۸۲: شیخ خانی گرمیوں کی بجائے سردیوں میں روزہ رکھے یا فدیہ دے؟  
جواب: اگر ایسا بوڑھا یا بڑھی گرمیوں میں جو گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا معوجہاں میں رکھ سکے گا تو اب روزے افطار کرے یعنی چھوڑ دے۔ البتہ ان روزوں کے بدلے میں روزے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ روزوں کا کفارہ یہ نہیں دے سکتے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۸۳: کزندی کے باعث جو روزہ نہ رکھ سکے اُس کے لیے کیا حکم ہے؟  
جواب: کزندی یعنی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے۔ کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا۔ اور کریں گے تو مرجائیں گے۔ پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دیتا ہے کچھ ہی نقصان نہیں پہنچتا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کا دھوکا تھا۔ وہ برس کی عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں۔ ان ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں کہ کزندی کے باعث تشریس ہی کی عمر میں روزہ نہ رکھ سکیں۔ تو شیطان کے دوسوں سے پنج کر خوب صبح طہر پر جانچنا چاہیے۔ ایک بات تو یہ ہوتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ رکھنے کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں تھکا کر کے جاڑوں میں روزہ رکھنا ان پر فرض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض نگاہ کارہینے بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن یا پنج میں نافذ کر کے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اتنے روزہ فرض ہے۔ جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف (کمزوری) ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ (غذیرہ) دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں اگر قبل شفا مورت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں۔

غرض یہ ہے کہ روزہ کا فدیہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں نہ نگاہ کار نہ مفرق۔ اور جس مہذب کے سبب طاقت نہ ہو اس فدیہ کے ہانے کی امید نہ ہو جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اسے ضعیف کر دیا کہ گنڈے دور تو آتا روزے مفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو فدیہ کا حکم ہے۔

بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لیے ہانڈا ہے جب کہ روزے میں اسے تکلیف ہو۔ ایسا ہرگز نہیں۔ فدیہ صرف شیخ خانی کے لیے رکھا گیا ہے جیسا کہ ابھی اوپر تفصیل سے گزر رہا تھا (دفعہ ۱۸۴)۔

سوال ۱۸۴: بھوک پیاس سے آدمی نہ حال ہو جاتے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟  
جواب: بھوک پیاس ایسی ہر کہ ہلاک کا خوف صبح، یا قلعان عقل یا حواس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو نہ رکے۔ اور اس پر روزہ توڑنے کا کفارہ بھی نہیں۔ صرف قضا ہے یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک روزہ۔ (حاکمگیری وغیرہ)

سوال ۱۸۵: جبر و اکراہ کی صورت میں روزہ توڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب : جبر و اکراہ میں یعنی جب کہ روزہ دار کو روزہ نہ توڑنے پر عضو کے تلف ہو جانے یا ضرب شدید کی دھکی یا چلان سے مار دینے کی دھکی دی جائے اور یہ سمجھا ہے کہ اگر میں نے روزہ نہ توڑا تو جو رہے کہتے ہیں وہ گزریں گے تو حکم ہے کہ روزہ توڑ دے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کڑا لایا تو گناہ گار ہو اگر ان محدودوں میں اس کے لیے روزہ توڑنے یا صاف اللہ شراب یا خمر پینے یا مردار یا سورا کا گوشت کھانے کی شہرنا اجازت ہے جس طرح جبک کی شدت اور اضطراب کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں البتہ یہ حکم روزہ دار مسافر یا مریض و غیرہ ایسے لوگوں کے لیے ہے جن کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر انہوں نے روزہ رکھ لیا اذہاب جبر و اکراہ کی صورت درپیش آئی۔

(ردالمحتار - فتح القدیر وغیرہ)

سوال<sup>۱۸۶</sup> : روزہ دار مقیم جو توجہ و اکراہ کی صحت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب : روزہ دار اگر مقیم یا تندرست ہو اور اسے روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو روزہ توڑ دے مگر افضل یہ ہے کہ انتظار نہ کرے اور ان کی اذیت پر صبر کرے یہاں تک کہ اگر اسی حالت میں مارا گیا تو اسے ثواب ملے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال<sup>۱۸۷</sup> : روزہ کی حالت میں سانپ کاٹ لے تو روزہ توڑے یا نہیں؟

جواب : روزہ دار کو سانپ نے کاٹ لیا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں حکم ہے کہ وہ روزہ توڑ دے۔ (ردالمحتار)

سوال<sup>۱۸۸</sup> : جن لوگوں کو خدا کے سبب روزہ توڑنے کی اجازت ہے ان پر قضا فرض ہے یا نہیں؟

جواب : جن لوگوں نے خدا شرعی کی صورت میں روزہ توڑا ان پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں۔ (رد مختار وغیرہ)

سوال<sup>۱۸۹</sup> : قضا روزوں میں ترتیب فرض ہے یا نہیں؟

جواب : قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں لہذا اگر ان روزوں سے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفل روزے ہو گئے مگر حکم یہ ہے کہ خدا جانے کے بعد دوسرے

رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث شریف میں فرمایا: جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے تو اس کے اس رمضان کے مغضے قبول نہ ہوں گے۔ اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے قضا نہ رکھے۔ اور مختار

سوال ۱۸۹: فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو اب کیا حکم ہے؟  
جواب: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ آدمی روزے رکھ سکتا ہے تو جو فدیہ دے چکا وہ صدقہ نفل ہو گیا۔ ثواب پائے گا۔ لیکن اب حکم ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھے۔ (معالگیری)

سوال ۱۹۰: بڑے ماں باپ کی بجائے اس کی اولاد روزے رکھ سکتی ہے یا نہیں؟  
جواب: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ عامۃ کتب  
سوال ۱۹۱: فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: شیخ فانی پر ہر روزے کے بدلے میں جو فدیہ واجب ہے وہ یہ ہے کہ ہر روز کے بدلے میں صدقہ نفل کی مقدار مسکین کو دے دے یا دونوں وقت اسے پیٹ بھر کھانا کھلا دے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۹۲: روزہ کا فدیہ کب اور کس طرح دے سکتے ہیں؟  
جواب: فدیہ میں یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے۔ اور اس میں تسلیک شرع نہیں بلکہ اہل احتیاج کا کافی ہے کہ مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مسکین کو دے۔ بلکہ ایک مسکین کو کئی فدیے دینے جاسکتے ہیں۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۹۳: بڑا چاہے کی وجہ سے کفارے کے روزے نہ رکھ سکے تو کیا حکم ہے؟  
جواب: قسم یا قتل کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑا چاہے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں دے سکتا کہ یہ روزے خود کھانا کھلانے کا بدلہ ہیں

اور بدل کا بدل نہیں۔ اور روزے توڑنے یا ظہار کا اس پر کفارہ ہے تو اگر روزے نہ رکھ سکے، ساتھ مکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اس سے کہ یہ قدیم روزوں کے عوض، قرآن سے ثابت ہے۔ (عالمگیری رد المحتار و میر)

سوال ۱۹۵: ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر ماننے والا۔ اگر روزہ نہ رکھ سکے تو اسے روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نیت مانی لیکن برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کر سکتا جس سے بسراوقات ہو تو اسے بقدر ضرورت افطار (روزہ چھوڑنے) کی اجازت ہے۔ مگر حکم ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے۔ اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (رد المحتار)

سوال ۱۹۶: جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی شرعا اجازت ہے اگر وہ بعد میں روزہ نہ رکھیں تو اب ان کے لیے حکم شری کیا ہے؟

جواب: مثلاً مریض، مسافر، سفر سے واپس آگیا اور اس نے فوت شدہ روزوں کے بقدر وقت پایا تو ان پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہے۔ جن کا وقت انہیں ملا اور وقت پالینے کے باوجود روزے نہ رکھے اور موت آگئی تو ان پر واجب ہے کہ ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائیں۔ (عالمگیری)

سوال ۱۹۷: ایسے لوگ اگر اسی فدیہ میں مر جائیں تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ لوگ اپنے اسی فدیہ میں مر گئے اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر ان روزوں کی قضا واجب نہ ہوتی۔ یوں ہی ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی اگر وصیت کی کہ ان روزوں کا فدیہ دے دیا جائے تو وصیت صحیح ہو جائے گی اور تہائی مال میں جاری ہوگی۔ یعنی اس کے تہائی ترک میں سے فدیہ دیا جائے گا اور اگر وصیت نہ کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا تو بھی جائز ہے (رد مختار۔ عالمگیری)

سوال ۱۹۸: تہائی مال میں فدیہ کی وصیت جاری ہونے کی کوئی شرط ہے یا نہیں؟



جواب : تنہائی مال میں فدیہ کی وصیت اُس وقت جاری ہوگی جب اُس میت کے وارث بھی ہوں گے اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ دیا جوتا تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوں ہی اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تنہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے اُس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (رد المحتار وغیرہ)

سوال ۱۹۰ : فدیہ کی وصیت کتنے روزوں کے حق میں ہونی چاہیے؟

جواب : وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادی ہوا تھا اور نہ رکھے مثلاً سفر، مرض وغیرہ میں دس روز سے قضا ہوئے تھے اور فدیہ جانے کے بعد اگر مسافر وطن واپس آگیا، مریض تندرست ہو گیا، یا بچہ پر قادی ہوا تھا کہ انتقال ہو گیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔ (رد مختار)

سوال ۱۹۱ : نماز اور روزے کے فدیہ کی مقدار میں کچھ کمی بیشی ہے یا نہیں؟

جواب : جس طرح روزہ کا فدیہ بقدر صدقہ فطر ہے۔ یوں ہی ہر فرضی روزے کے بے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت ہے۔ (مائع کتب)

سوال ۱۹۲ : فدیہ کس قسم کے لوگوں کو دینا چاہیے؟

جواب : فدیہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کے مستحق ہیں۔ فقیر، محتاج، مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں، نہ اُس کی اولاد، نہ یہ اُن کی اولاد۔ (مائع کتب)

سبق نمبر ۱۲

## واجب روزوں کا بیان

سوال ۱۹۳ : واجب روزے کون سے ہیں؟

جواب : فذریعہ شرمی منت کے روزے، خواہ اُن کے بے وقت متین کیا جائے یا متین نہ کیا جائے۔ منت ماننے والے پر واجب ہوتے ہیں۔ اسی اعتبار سے ان

کی دو قسمیں ہیں۔ واجبہ معین۔ جیسے تہمتین کے روزے اور واجبہ غیر معین۔ یعنی تہمت مطلق کے روزے (حکم کتب) ان کے علاوہ بعد بھی روزے ہیں جن کا رکھنا واجب ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔

سوال ۱۹۴: تہمت شری کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: تہمت شری منت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں:

- ۱۔ ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی چیز شرعاً واجب ہو۔ لہذا عبادتِ ربیض اور مسجد میں جانے اور جہانم کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہو سکتی۔
- ۲۔ وہ عبادت خود مقصود بالذات ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو لہذا وضو غسل کی منت صحیح نہیں۔

- ۳۔ اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہے۔ خواہ فی الحال یا آئندہ لہذا آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔
- ۴۔ جس چیز کی منت مانی ہو وہ خود اپنی ذات سے کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جانے کی شک و شبہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر اس کی منت مانی تو منت ہو جائے گی۔ اگرچہ حکم یہ ہے کہ اس دن نہ رکھے بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ منت ماضی ہے۔ یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

- ۵۔ ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔

مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا کہ یہ منت صحیح نہیں رہا لہذا فی الواقعہ

سوال ۱۹۵: منت کا روزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: منت کے ہونے سے روزہ کو، تہمت کا روزہ کہتے ہیں۔ یہ روزہ معین ہو یا غیر معین اس کی دو قسمیں ہیں:

ایک یہ کہ روزہ رکھنے کو کسی شرط کے ساتھ واجب کرے مثلاً میرا غلام کام ہو گیا یا بیمار تندرست ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گا۔ اس صورت میں جب شرط پائی

نبائے شفاء و کام پورا ہو گیا یا بیمار تندرست ہو گیا تو اتنے روزے رکھنا اُس پر واجب ہیں جتنے بولے تھے۔

ہاں اگر روزے وغیرہ کو کسی ایسی شرط پر صلت یا مشرود کی جس کا بڑا نہیں جاتا مثلاً یہ کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں کہ اس کا مقصود یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا۔ ایسی صورت میں اگر وہ شرط پائی گئی یعنی اُس کے یہاں یہ تو اختیار ہے کہ جتنے روزے بولے تھے وہ رکھ لے یا قمر توڑنے کا کفارہ دے دے کہ منت کی بعض صورتوں میں قسم کے احکام جاری ہوتے ہوں۔ (در مختار وغیرہ) نذر کی ان دونوں صورتوں کو نذر صلت کہتے ہیں۔ نذر کی دوسری قسم ہے نذر غیر صلت کہ منت کو کسی شرط سے صلت نہیں کیا۔ بلا شرط نماز۔ روزہ یا حج و عمرہ کی منت مان لی تو اس صورت میں منت پوری کرنا ضروری ہے۔ (حاکمگیری)؛

سوال ۱۹۶: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے منت کے الفاظ نکل گئے تو منت کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

جواب: منت صحیح ہونے کے لیے یہ کچھ ضروری نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے۔ منت صحیح ہو گئی یا کن یہ چاہتا تھا کہ اللہ کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے اور زبان سے نکلا "ایک ہینہ تو ہینے بھر کے روزے لازم ہو گئے۔ کیونکہ نذر میں زبان سے بولنے کا اعتبار ہے اور تلفظ پر منت کے احکام جاری ہوتے ہیں نیت پر نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)؛

سوال ۱۹۷: ایام منیہ روزے کے لیے منوع دن کی منت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایام منیہ یعنی عید بقرعہ اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے ہفتے رکھنے کی منت۔ فی تو نذر صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مینافت سے روگردانی کے باعث شروع کرنا گناہ ہے۔ لہذا ان دنوں میں نہ رکھے بلکہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں قضا کر لے۔ اور اگر انہیں دنوں میں رکھ بھی لے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہو گئی (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۹۸: ایک مہینے کے روزوں کی منت میں کتنے روزے رکھے جائیں؟  
 جواب: اگر مہینے کو مستثنیٰ نہیں کیا اور مہینے بھر کے روزوں کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ اتیس ہی دن کا ہو اور اگر مہینے کی منت مانی مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضروری ہے وہ مہینہ اتیس کا ہو تو اتیس اور تیس کا ہو تو تیس۔ البتہ ناخدا ذکرے (درالاحتیاء وغیرہ)  
 سوال ۱۹۹: مہینہ بھر کے روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے۔ پورے مہینے کے روزے نہانے کی ضرورت نہیں۔ (درالاحتیاء وغیرہ)

سوال ۲۰۰: پنے درپے یعنی لگاتار روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ نہ رکھا تو کیا حکم ہے؟  
 جواب: پنے درپے یعنی لگاتار روزوں کی منت مانی تو ناخدا کرنا جائز نہیں۔ لگاتار رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی ناخدا ہو گیا تو نئے سرے سے تمام روزے پھر رکھنا پڑیں گے۔ کیونکہ اپنی بات اسی صورت میں پوری ہوگی (جامعہ مغیری وغیرہ)  
 سوال ۲۰۱: عورت نے پنے درپے ایک ماہ کے روزوں کی منت مانی تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر عورت نے ایک ماہ پنے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اسے مقبے تو ضروری ہے کہ روزے ایسے شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں۔ ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے۔

اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پیشتر اسے حیض آجائے کہ تا بے حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے ان کا شمار کرے۔ جو باقی رہ گئے ہیں انہیں حیض ختم ہونے کے بعد متعلاً یعنی پنے درپے لگاتار بلا ناخدا پورا کرے۔ (درالاحتیاء وغیرہ)

سوال ۲۰۲: لگاتار روزوں کی منت میں ایام منیہ آجائیں تو ناخدا کرے یا نہیں؟

جواب : اگر منّت میں پے درپے روزوں کی شرط یا نیت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے درپے ان دنوں کی قضا رکھے۔ اور اگر ایک دن بھی نافذ کیا یعنی بے روزہ رہا تو اس دن سے پہلے جتنے روزے رکھے تھے ان سب کا احادہ کرے اور نہ ضرور رکھے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۰ : ماہِ رواں کے روزوں کی منّت مانی تو کتنے روزے رکھے؟

جواب : اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے اُس پر واجب نہیں بلکہ منّت مانتے کے وقت اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں۔ اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منّت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ (عالمگیری۔ رد المحتار وغیرہ)

سوال ۲۱ : شرعی منّت کا پورا کرنا کب لازم آتا ہے؟

جواب : منّت دو قسم پر ہے ایک مُتعلق دو شری غیر مُتعلق۔ مذکور مُتعلق میں شرط پائی جانے سے پہلے منّت پوری نہیں کر سکتا۔ اگر پہلے ہی روزے رکھ لے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر روزے رکھنا واجب ہوں گے پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔

اور غیر مُتعلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ مبین کرے مگر منّت پوری کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے۔ بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منّت پوری ہو گئی۔ (رد المحتار)

سوال ۲۲ : ایک یا دو دن روزہ کی منّت مانی تو روزہ کب رکھے؟

جواب : ایک دن کے روزہ کی منّت مانی تو اختیار ہے کہ ایامِ مُنبیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھے۔ یوں ہی دو دن۔ تین دن میں بھی اختیار ہے۔ البتہ اگر ان میں پے درپے کی نیت کی تو پے درپے رکھنا واجب ہو گا۔ ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا نافذ دے کر۔

سوال ۳۲۹: متفرق طور پر روزوں کی سنت مانی تو گناہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی سنت مانی یا متفرق کی نیت کی اور پہلے روزے رکھ لیے تو جائز ہے (ما لگیری)۔

سوال ۳۳۰: مریض، سنت کے روزے رکھنے سے پہلے مر گیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب: مریض نے مثلاً ایک ماہ روزے رکھنے کی سنت مانی اور صحت نہ ہوئی تھی کہ مر گیا تو اس پر کچھ نہیں۔ اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے۔ اور اگر اُس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ اور مختار، ردالمحتار۔

سوال ۳۳۱: تندرست آدمی سنت کے روزے نہ رکھ پاتا تھا کہ مر گیا تو کیا حکم ہے؟  
جواب: اگر تندرست آدمی نے سنت مانی کہ میں ایک ماہ روزے رکھوں گا، اور مہینہ نہ گزرا تھا کہ اُس کا انتقال ہو گیا تو اُس پر ایک ماہ کے روزے لازم ہو گئے اور اس پر واجب ہے کہ باقی ماندہ دنوں کے لیے وصیت کر دے کہ فدیہ دے دیا جائے۔ (ما لگیری)۔

سوال ۳۳۲: اگر کسی نے یہ سنت مانی کہ جس دن نفل شخص آئے گا اُس دن اللہ کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو یہ روزہ کب رکھنا واجب ہو گا؟  
جواب: اس صورت میں اگر وہ شخص ضرور کبریٰ سے پیشتر آیا یا کھانے کے بعد آیا یا سنت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کس پر کچھ نہیں کہ وہ دن ہی اُسے روزہ کے لیے نہ ملا۔ (ما لگیری وغیرہ)۔

سوال ۳۳۳: اگر اس دن ہمیشہ روزہ رکھنے کی سنت مانی تو کیا حکم ہے؟  
جواب: اگر یہ کہا تھا کہ جس دن نفل آئے گا اُس دن کا ہمیشہ کے لیے روزہ رکھنا اللہ کے لیے مجھ پر واجب ہے اور کھانے کے بعد آیا تو اُس کا روزہ تو نہیں ملے گا۔ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہو گیا۔ مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔ (ما لگیری)۔



سبق نمبر ۱۳

## نفل روزوں کا بیان

سوال ۲۱۵: نفل روزے کتنے ہیں؟

جواب: فرض و واجب کے علاوہ اور جتنے روزے ہیں، وہ سب نفل روزے کہلاتے ہیں۔ ان نفل روزوں میں، وہ روزے بھی شامل ہیں جنہیں منوں یا استحب مندوب کہا جاتا ہے اور وہ بھی داخل ہیں جنہیں شریعت کی زبان میں مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔

سوال ۲۱۶: رمضان المبارک کے علاوہ کون سے نفل روزے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک کے بعد، روزہ وغیرہ اعمال صالحہ کے لیے سب دنوں سے افضل ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "الشد عزوجل کو عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسندیدہ نہیں، اس کے بعد دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام دن، تہجد پڑھنا، شب قدر کے برابر ہے۔ خصوصاً عرفہ کا دن کہ تمام سال میں سب دنوں سے افضل ہے۔ تو اس کا روزہ بھی اہل دونوں کے روزوں سے افضل۔"

سوال ۲۱۷: عرفہ کے روزہ کا ثواب کیا ہے؟

جواب: عرفہ کا روزہ صبح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے۔ اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "عرفہ کا روزہ پستان قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی وغیرہ)"

سوال ۲۱۸: عرفہ کے بعد کون سے دن کا روزہ زیادہ ثواب رکھتا ہے؟

جواب: عرفہ کے بعد سب دنوں سے افضل روزہ عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔ اس میں ایک سال گنہ مشقت کے گناہوں کی



منقہرت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ پر گمان ہے کہ  
 عاشوراء کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم، رسول اللہ ﷺ نے  
 عاشوراء کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ بخاری و مسلم)  
 سوال ۲۱۹: حضور ﷺ نے عاشوراء کا روزہ سب سے پہلے کہاں رکھا؟  
 جواب: رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ میں تشریف  
 لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ دار پایا۔ ارشاد فرمایا: ”یہ کیا دن ہے کہ  
 تم روزہ رکھتے ہو؟“

یہودیوں نے عرض کی ”یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا۔ لہذا موسیٰ  
 علیہ السلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں؟“  
 حضور سید اکرم عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں۔ تو حضور  
 نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا ہے“

عاشوراء کا دن اور بہت سے فضائل والا اور بڑا مبارک دن ہے۔

سوال ۲۲۰: روزہ عاشوراء کے کچھ فضائل بیان فرمائیں؟

سنے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس  
 کی یادگار قائم کرنا درست و محبوب ہے کہ وہ نعمت خاص یا دائمی کی اور اس کا شکر ادا کرنے  
 کا سبب ہوگا۔ خود قرآن کریم نے ارشاد فرمایا: ”وَإِذْ كُنَّا مِنْكُمْ مَّنْشُورًا“ خدا کے انعام کے نونوں  
 کو یاد کرو۔ اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادتِ اقدس سید عالم ﷺ سے بہتر کون سا دن  
 ہوگا جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے فطین ملیں، عقیقی میں اور عقی رچی گی۔ تو یہ دن  
 مید سے بھی بہتر و برتر ہے کہ انہیں کے صدق میں تو عیدِ مید ہوئی اسی جہ سے پیر کے دن روزہ  
 رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: ”وَلِذَٰلِكَ“ اس دن میری ولادت ہوئی۔ جہاں شریعت و فیرہ

جواب : یوم عاشوراء وہ مبارک و روشن دن ہے جس میں رب العزت نے ایک جماعت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخصوص عزت و کرامت سے نوازا اور انہیں مزید قرب و شرافت سے سرفراز فرمایا۔

یہی وہ بابرکت دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے

- ۱۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو برگزیدہ نعتی کیا۔ انہیں صغی اللہ کا لقب بخشا۔
- ۲۔ سیدنا اوریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا۔
- ۳۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے سفینہ کو کربہ بخردی پر ٹھہرایا۔
- ۴۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خلعت پہنایا انہیں اپنا خلیل بنایا۔
- ۵۔ اُن پر ناریہ نمود کو گزارا کیا۔
- ۶۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کی مغزش کو معاف فرمایا۔
- ۷۔ سیدنا ایوب علیہ السلام سے بلاؤں کو دفع کیا۔
- ۸۔ سیدنا یونس علیہ السلام کو بطن حوت (مچھلی) کے پیٹ سے نکالا۔
- ۹۔ سیدنا یعقوب و سیدنا یوسف علیہما السلام کو باہم ملایا۔
- ۱۰۔ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر آسمان پر زندہ اٹھایا۔
- ۱۱۔ سیدنا آدم و حوا علیہما السلام کو پیدا کیا۔

ردال<sup>۲۲</sup> : روز عاشوراء کے یسے کچھ اعمال خیر ہوں تو وہ بھی بتا دیں۔

جواب : روز عاشوراء وہ مبارک دن ہے جس کے یسے تورات مقدس میں مذکور کہ :

- ۱۔ جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا گویا اس نے تمام سال روزہ رکھا۔
- ۲۔ جس نے آج کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا، رب عزوجل ہر سال کے بدلے جنت میں ایک درخت مال شان اُسے عطا فرمائے گا جو قیمتی ملبوسات اور زیورات سے لدا ہوگا اور ان کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔
- ۳۔ جو آج کسی بھوکے بچے کو سیدھی راہ پر ڈال دے، رب عزوجل اُس کے دل کو نور سے معمور فرمائے۔

۴۔ جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گویا اُس نے تمام فقراء پر صدقہ کیا۔  
 ۵۔ جو آج غصہ کو ضبط کرے (حالانکہ وہ غصہ اُتارنے پر قدرت رکھتا ہے) اللہ تعالیٰ اُسے اُن میں لکھ دے گا جو راضی برضائے الہی ہیں۔

۶۔ جو کسی مسکین کی عزت بڑھائے، مالک و مولیٰ قبر میں اُسے کرامت بخشے۔

.. جی وہ دن ہے جس کے متعلق نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

۱۔ جو شخص آج کے دن اپنے اہل و عیال پر وسعت کرے (اُن پر کشادہ دلی سے خرچ کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام سال کے لیے اُسے فراخی نصیب فرمائیے۔ (بیہقی)

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے پاس سال اس کا تجربہ کیا و ہر سال فراخی پائی۔

۲۔ جو شخص آج کے دن غسل کرے، مرض الموت کے علاوہ اُس سال کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو۔ اور جو آج کے روز مُرمہ لگائے اُس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں (یعنی اُس کی چشم بصیرت، دل کی آنکھ ہمیشہ روشن رہے)۔

۳۔ جو عاشقِ رُکِ شب قیام و ذکر میں، اور اُس کا دن روزے میں گزارے جب مرے گا تو اُسے اپنی موت کا پتہ بھی نہ چلے گا (یعنی موت کی سختی سے محفوظ رہے گا)۔  
 (نفیۃ الطالبین - نزہۃ المجالس)

سوال ۱۲۱: عشرہ محرم میں مجالس ذکر شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: عشرہ محرم یا ماہ محرم میں مجالس منعقد کرنا اور اُن میں واقعات کر بلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایاتِ صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں، مصروفِ تحمل اور رضا و تسلیم کا فعل درس ہے و پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حمایت میں اُس جناب شہزادہ گلگونِ قبا شہید کربا رضی اللہ عنہ نے تمام اعزاز و اتر بار و رزقا اور خود آپ کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزیع فزع کا نام بھی نہ اُٹنے دیا۔ مگر ان مجالس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی ذکر خیر ہونا چاہیے تاکہ اہل سنت و جماعت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال ۲۲۲: عرذ و عاشوراء کے بعد اور کھن سے روزے رکھے جاتے ہیں؟  
جواب: شش عید یعنی شوال میں چھ دن کے روزے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دبر کا روزہ رکھا (یعنی پورے سال کا) کہ جو ایک نیکی کے گائے دس ٹیس کی۔ تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے (نسائی) اور ایک حدیث میں ہے جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (طبرانی)

سوال ۲۲۳: شش عید کے روزے ایک ساتھ رکھے جائیں یا متفرق؟  
جواب: بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اس طرح کہ ہر ہفتہ میں دو یا جس میں اُسے سہولت ہو، اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے تب بھی حرج نہیں۔ (در مختار و غیرہ)

سوال ۲۲۴: شعبان میں نفل روزے کب رکھے جاتے ہیں؟  
جواب: یوں تو رمضان المبارک کی تنظیم کی خاطر شعبان میں روزوں کا بڑا اثواب ہے لیکن خاص پندرہویں شعبان کے لیے حدیث شریف میں آیا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ فروپ آفتاب سے آسمان دنیا پر غامس تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ بے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اُسے بخش دوں۔ بے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں۔ بے کوئی گزقاہِ بیکرا اُسے عافیت دوں۔ بے کوئی ایسا ہے کون ایسا۔ اور یہ اُس تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔ (ابن ماجہ) اور دوسری عبادت سے ثابت ہے کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیتا ہے مگر چند لوگ ہیں کہ محروم کے محروم ہی رہتے ہیں۔ کافر عداوت والا۔ رشتہ کاٹنے والا۔ کپڑا انسانے

والا۔ والدین کا نافرمان۔ شرابی اور قاتل کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (طبرانی۔ ہیثمی)

سوال ۲۲۲: ماہِ رجب کی کس تاریخ کو روزہ رکھنا ممنون ہے؟

جواب: ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو ۲۷ رجب کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے پانچ برس کے روزوں کا ثواب ملے گا اور پلوں تو روزہ رکھنے کے لیے پورا مہینہ ہے جب چاہے رکھے ثواب ہے۔

سوال ۲۲۳: کیا ہر مہینے میں تین روزوں کے لیے کوئی حکم ہے؟

جواب: ہاں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ان میں سے ایک یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں (بخاری و مسلم) ایک حدیث شریف میں ہے کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہرہ ہمیشہ کا روزہ (بخاری) ایک اور حدیث میں ہے کہ رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے کی خرابی کو دور کرتے ہیں (امام احمد)

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ جس سے جو کچھ ہر مہینہ میں تین روزے

رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹا دے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی پٹیرے کو (طبرانی)

سوال ۲۲۴: مہینے کے یہ تین دن متین ہیں یا جب چاہے رکھے؟

جواب: سارے مہینے میں جب چاہے یہ روزے رکھے مگر حدیث شریف میں ہے

کہ جب مہینے میں تین دن روزے رکھنے ہوں تو تیرہ چودہ پندرہ کو رکھو۔ (بخاری)

ایامِ جنس یعنی روشن و منور دن کہا جاتا ہے)

تو ان تین تاریخوں میں تین روزے رکھنا مستحب و مستحب ہے یعنی دو ہرے

مستحب کا ثواب ملے گا۔ ایک تین دن کے روزے دوسرے ان تین تاریخوں کے

روزے۔ امید رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان مبارک ایام اور روشن راتوں کے فضل ہائے

قہر کو روشن و منور فرمائے۔ آمین

سوال ۲۲۹: ہفتہ کے کن ایام میں بالخصوص روزہ رکھنا مستحب ہے؟

جواب: پیر اور جمعرات کے روزے پسندیدہ مفضل میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پیر اور جمعرات کو اعمال و باگاہِ غلو ندی میں، پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا: اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

قربان اے دو شنبہ، تجھ پر ہزار بے

چکا دیا نصیب صبح شب ولادت

سوال ۲۳۰: بدھ اور جمعرات کے روزوں میں بھی فضیلت ہے یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار شنبہ اور چنچ شنبہ (بدھ جمعرات) کو روزے رکھے اس کے لیے روزِ بخ سے رات کھ دی گئی ہے۔ (ابو یوسف) اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے چار شنبہ یا چنچ شنبہ جو کہ روزے رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا جس کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا باہر سے دکائی دے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (طبرانی)

سوال ۲۳۱: صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیا ہے؟

جواب: خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا کہ اس سے پہلے رکھے نہ بعد میں یہ مکروہ تہزیبی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے ۱۰ دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو۔

ہاں۔ کوئی کسی قسم کا روزہ رکھنا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں بلکہ شریف اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن حید ہے لہذا حید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو۔ مگر یہ کہ اس سے قبل یا بعد روزہ رکھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے خانہ کعبہ کے طواف کے دوران پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے جمعہ کے روزہ روزہ سے منع فرمایا ہے کہا: ہاں اس گھر کے رب کی قسم: (بخاری۔ مسلم)

سوال ۲۳۱: نفلی روزہ توڑ دینا کن صورتوں میں جائز ہے؟

جواب: نفلی روزہ بلا عذر توڑ دینا جائز ہے مگر بعض صورتوں میں نفلی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔ مثلاً مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے انکار ہو گا۔ یا یہ کسی کا مہمان ہے اگر کھانا نہ کھائے گا تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑنے کے لیے یہ عذر ہے بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا۔ اور بشرطیکہ ضحوة کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ ہاں ماں باپ نفلی روزہ رکھنے پر ناراض ہوں مثلاً شوق میں روزہ رکھ لیا مگر اس کی برواشت نہیں تو زوال کے بعد بھی ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر سے قبل توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں (عالمگیری) اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزہ نفل سے منع کریں اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت لازم ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۳۲: دعوت کی خاطر روزہ توڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا سنت ہے اور اس کے لیے ضحوة کبریٰ سے قبل روزہ نفل توڑنے کی اجازت ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۳۳: شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور سنت اور قسم کے روزے نہ رکھے۔ اور رکھ لے تو شوہر توڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو خدا واجب ہوگی۔ مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے۔ ہاں اگر شوہر کا کوئی حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے

بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی۔ اور ان دنوں میں بھی بدھ وغیرہ اس کی اجازت کے قائل روزہ نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور فضائے رمضان کے لیے شہرہ کی اجازت کی کچھ حرارت نہیں۔ بلکہ اس کی مخالفت پر بھی سکے۔ (در مختار۔ رد المحتار)

سبق نمبر ۱۴

## اعتکاف کا بیان

سوال ۲۲۹: احکام سے کیا مراد ہے؟

جواب: مسجد میں، اللہ کے لیے پر تبت عبادت ٹھہرنا احکام ہے۔ یا میں کہلو کہ مسجد میں تقرب الی اللہ کی تبت سے اقامت کرنے کو احکام کہتے ہیں؟

سوال ۲۳۰: احکام کے لیے کون کون کی چیزیں شرط ہیں؟

جواب: احکام کے لیے چند شرطیں ہیں:

نیت احکام۔ لہذا بلانیت مسجد میں ٹھہرنا احکام کا ثواب نہ پائے گا۔ مسلمان ہونا۔ مافیل ہونا۔ ترجمہ کے ہر شے و حواس قائم نہیں اُسے احکام کا ثواب نہیں ایسی مسجد میں احکام کرنا جہاں امام و مؤذن مقرر ہوں۔ اور عورت احکام کرے تو اُس کا جنس و جنابت سے پاک ہونا۔ جنابت سے پاک ہونا۔ (مالگیری۔ رد المحتار وغیرہ) کہ جنب کو مسجد میں جانا حلال نہیں۔ احکام کی منت مانی ہو تو اُس کے لیے روزہ ملے ہونا۔

سوال ۲۳۱: احکام کے لیے باغ ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: بلوغ احکام کے لیے شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز اور اپنے بڑے کا شعور رکھتا ہے اگر احکام کی تبت سے مسجد میں ٹھہرے تو یہ احکام میں ہے۔

(در مختار۔ رد المحتار)

سوال ۲۳۲: احکام کے لیے مسجد جامع ہونا شرط ہے یا نہیں؟



جواب : مسجد جامع ہونا احکامات کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں اگرچہ اُس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ (حاضر کتب)

اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں احکامات جمع ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتری مسجدیں ایسی ہیں جن میں امام ہیں و مؤذن اور ائمہ۔ سوال ۲۳۹ : احکامات کس مسجد میں سب سے افضل ہے؟

جواب : سب سے افضل مسجد حرم شریف میں احکامات ہے۔ پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام۔ پھر مسجد اقصیٰ میں۔ پھر اس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

سوال ۲۴۰ : عورت کے لیے مسجد میں احکامات کی اجازت ہے یا نہیں؟ جواب : عورت کو مسجد میں احکامات کرنا ہے بلکہ وہ گھر میں ہی احکامات کرے مگر اُس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جیسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ متحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرے اور چاہیے کہ اُسے پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اُس جگہ کو چترہ وغیرہ کی طرح بند کرے۔

بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نماز کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرے کہ غسل نماز گھر میں پڑھا افضل ہے۔ (در مختار۔ رد المحتار)

سوال ۲۴۱ : احکامات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : احکامات تین قسم پر ہے :

واجب کہ احکامات کی سنت مانی یعنی زبان سے کہا۔ محض دل میں امداد سے واجب نہ ہوگا۔

سنت مذکورہ کہ رمضان کے پورے عشرہ اخیر میں کیا جائے۔

ان دو کے علاوہ اور جو احکامات کیا جائے وہ متحب و سنت غیر مذکورہ ہے۔

سوال ۲۳۲: احکاماتِ رمضان کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت، بریتیت احکاماتِ مسجد میں ہوا اور پھر افترہ وغیرہ یعنی آخر کے دس دن مسجد میں گھر سے اہل تیسویں کے غروب کے بعد، یا اتیسویں کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب، نیت احکامات کی تو سنت ادا ہوئی۔ (حائلیگیری)

سوال ۲۳۳: رمضان کے عشرہ اخیرہ کا احکامات کن پر ہے؟

جواب: یہ احکامات سنت کفایہ ہے کہ اگر سب مسلمان ترک کر دیں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ (در مختار)

سوال ۲۳۴: احکاماتِ متب کا کون سا وقت مقرر ہے؟

جواب: احکاماتِ متب کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب مسجد میں احکامات کی نیت سے آدمی داخل ہوا بلکہ جب مسجد میں احکامات کی نیت کی تر جب تک مسجد میں رہے گا احکامات کا ثواب پائے گا جب چلا آیا احکامات ختم ہو گیا۔ (حائلیگیری وغیرہ)

فائدہ: یہ بغیر محنت ثواب مل رہا ہے کہ اور حریت احکامات کی اور ثواب ملا۔ تو اسے کھونا نہ چاہیے۔ مسجد میں اگر یہ عمارت روزہ پر کھ دی جائے کہ احکامات کی نیت کر اور احکامات کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انہیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں تو ان کے لیے یاد دہانی ہو جائے۔ (بہار شریعت)

سوال ۲۳۵: احکامات میں روزہ شرط ہے یا نہیں؟

جواب: احکاماتِ متب کے لیے روزہ شرط نہیں اور احکاماتِ سنت یعنی رمضان شریف کی تکمیل دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے اس میں روزہ شرط ہے اور سنت کے احکامات میں بھی روزہ شرط ہے۔ (حائلیگیری وغیرہ)

سوال ۲۳۶: مریض یا مسافر نے بلا روزہ احکامات کیا تو سنت ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی مریض یا مسافر نے احکامات کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ

نفل ہوا اور اختار نفل کا ثواب پائے گا۔

سوال ۲۳۷: بغیر روزہ احکامات کی منت مانی قراب روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں؟  
جواب: منت کے احکامات میں روزہ شرط ہے یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے احکامات کی منت مانی اور یہ کہہ دیا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور مختار۔ (عالمگیری)

سوال ۲۳۸: رات کے احکامات کی منت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: رات کے احکامات کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا۔ یوں ہی اگر آج کے احکامات کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ یوں ہی اگر ضوۃ کبریٰ کے بعد آج کے احکامات کی منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر روزہ کی نیت کر سکتا ہے مثلاً ضوۃ کبریٰ سے قبل منت مانی، جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا۔ اور اس احکامات میں روزہ واجب درکار ہے۔ بلکہ اگر نفل رکھا تھا اور اس دن کے احکامات کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ احکامات واجب کے لیے نفل روزہ کافی نہیں۔ اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (عالمگیری۔ درالمختار)

سوال ۲۳۹: مہینہ بھر احکامات کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایک مہینے کے احکامات کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اس احکامات کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔ (عالمگیری)

سوال ۲۴۰: احکامات کی حالت میں مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: احکامات واجب میں، متکلف احکامات کرنے والے کو مسجد سے بلاغہ نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو احکامات جاتا رہا۔ یوں ہی احکامات سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ (عالمگیری)

سوال ۲۴۱: عورت احکامات میں مسجد بیت سے باہر نکل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب : محدث نے مسجد بیت (یعنی اپنے گھر میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) میں اشکاف کیا، خواہ یہ اشکاف حاجب ہو یا منون، تو بغیر عذرہاں سے نہیں نکل سکتی۔ اگر وہاں سے نکلی مارچ گھر ہی میں رہی تو اشکاف حاکم اور ردالمحتار

سوال ۲۵۲ : اشکاف میں مسجد سے نکلنے کے لیے کیا عذر ہے ؟

جواب : اشکاف کو مسجد سے نکلنے کے لیے دو عذر ہیں۔ ایک حاجت طبعی (جس کا تقاضا انسانی طبیعت کرتی ہے) جیسے پاخانہ پیشاب اشتہار وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل۔ دوسری حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو۔ اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو بغیر عذرہاں بھی منارہ پر جاسکتا ہے۔ عذرہاں کی تخصیص نہیں۔ (رد مختار رد المحتار)

سوال ۲۵۳ : اشکاف وضو غسل مسجد میں کر سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : اشکاف کو وضو غسل کے لیے جو مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں لانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو غسل کا لانی مسجد میں کرنا ناجائز ہے۔

اور اگر ممکن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں نکلے گا تو اشکاف جانا ہے گا۔ یوں ہی اگر مسجد میں وضو یا غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اجازت نہیں (رد مختار رد المحتار)

سوال ۲۵۴ : قضاے حاجت کے بعد کسی اور ضرورت کے لیے مسجد سے باہر ٹھہر سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : اشکاف، قضاے حاجت کے لیے مسجد سے باہر گیا تو حکم ہے کہ لمبارت کر کے فوراً مسجد میں چلا آئے۔ ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر اشکاف کا مکان مسجد سے دور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب قریب ضروری نہیں کہ دوست کے یہاں قضاے حاجت کو جائے بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے۔ اور اگر خود اس

کے دو مکان ہیں۔ ایک نزدیک دوسرا دور، تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دور والے میں جائے گا تو احکاف فاسد ہو جائے گا۔ (رد المحتار، عالمگیری، سوال ۲۵۵) : متکلف نماز جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد احکاف سے کب نکلے؟

جواب : جس مسجد میں احکاف کیا اگر وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اور قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اُس وقت جائے کہ وہاں پہنچ کر اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے۔

اور اگر وہ مسجد دور ہو تو روزہ الی آفتاب سے پہلے بھی جاسکتا ہے مگر اس اندازہ سے جائے کہ اذان ثانی سے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے دھاتے (در مختار وغیرہ) سوال ۲۵۶ : نماز جمعہ کے بعد یہ متکلف کب تک اس مسجد میں رہ سکتا ہے؟

جواب : فرض جمعہ کے بعد اس متکلف کو چاہیے کہ چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر واپس مسجد احکاف میں چلا آئے اور طہر استیلائی پڑھنی ہے ورنہ کسی شرط کے تحت ہو جانے کے باعث، اور ایسی فرض جمعہ میں شک ہے تو احکاف دال مسجد میں اگر پڑھے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۲۵۷ : ایسا متکلف اگر جامع مسجد ہی میں رہ گیا تو احکاف کیا یا رہا؟

جواب : یہ متکلف کہ صرف نماز جمعہ ادا کرنے اس مسجد میں آیا تھا اگر پہلی سنتوں کے بعد اپنی مسجد میں واپس نہ آیا وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا۔ اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا احکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ احکاف فاسد نہ ہو مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار، رد المحتار)

سوال ۲۵۸ : متکلف نماز باجماعت کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب : اگر ایسی مسجد میں احکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو نماز باجماعت سے پڑھنے کے لیے اس مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۵۹ : حاجت شرعی یا حاجت طبی کے علاوہ اور کسی حاجت سے مسجد سے نکل سکتا ہے؟

جواب : حاجت شرعی و طبی کے علاوہ ایک اور حاجت دینی ہے یعنی حاجت ضروریہ۔ مثلاً جس مسجد میں احکامات کیا تھو وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مسجد کر کے وہاں سے نکال دیا۔ اُسے قوی اندیشہ ہے کہ اگر اس مسجد میں رہا تو اسے جانی یا مالی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ یہ دوسری مسجد میں جاوے۔ لہذا دوسری مسجد میں چلا گیا تو احکامات فاسد نہ ہوا۔ (دعا لکیری۔ نور الایضاح)

سوال ۲۶۹: کسی درخت کو بچانے یا کسی ہی کی ضرورت سے مسجد سے نکالتا کیا حکم ہے؟  
جواب : اگر درخت بچانے یا بچنے والے کو بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا۔ یا گناہی بیٹے کے لیے گیا۔ یا مرض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا اگرچہ کوئی دوسرا بچنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں احکامات فاسد ہو گیا۔ (دعا لکیری)

سوال ۲۷۰: احکامات میں جو بے ضرورت میں کھاپی یا تو احکامات رکھ دیا گیا؟  
جواب : منکف نے دن میں بھول کر کھاپی یا تو احکامات فاسد نہ ہوا۔ کھاپی گھوم رہا یا بھولے کرنے سے احکامات فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور اور بے برکت ہو جاتا ہے۔ (دعا لکیری و فیرو)

سوال ۲۷۱: احکامات کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟  
جواب : مسجد احکامات سے بلا ضرورت نکلتا۔ عورت سے جماع کرنا۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ قصداً ہو یا بھولے سے، مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں۔ عورت کا برسر لینا یا چھوٹا یا محض نگاہ بشرطیکہ انزال ہو جائے۔ اور عورت احکامات میں ہونے میں دن یا شب کا جلدی ہو جائے۔ یا جنون طویل اور بے ہوشی کہ روزہ نہ ہو سکے۔ ان سب صورتوں میں احکامات فاسد ہو جاتے ہیں اور عورت کا برسر لینا یا چھوٹا یا محض نگاہ، منکف کو یوں بھی حرام ہے اگرچہ انزال نہ ہو کہ یہ معنی طور پر طبی میں دعا لکیری و فیرو  
ان اقسام سے احکامات فاسد نہیں ہوتا۔

سوال ۲۷۲: منکف کو مسجد میں کون کون سے اہم جائز ہیں؟  
جواب : منکف نواح کر سکتا ہے۔ اور عورت کو جب طلاق دی ہے تو قول سے

رجعت بھی کر سکتا ہے۔

یوں ہی متکلف مسجد ہی میں کھانے پینے سرشتے مگر ان تمام امور کے لیے مسجد سے باہر ہو گا تو احکامات جاتا رہے گا۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ) اور کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ اور متکلف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور یہ کام کرنا چاہے تو احکامات کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۶۴: کسی ضرورت سے متکلف کو خرید و فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: متکلف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز ہے اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو (در مختار وغیرہ)

سوال ۲۶۵: احکامات میں بالکل خاموش رہنا کیسا ہے؟

جواب: متکلف اگر بریت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں۔ اور بڑی بات سے چپ رہنا قرینہ مکروہ نہیں بلکہ یہ قرائلی درجہ کی چیز ہے کیونکہ بڑی بات منہ سے نہ نکالنا واجب ہے۔

اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی متکلف کو مکروہ ہے مگر

برکت ضرورت اجازت ہے۔ اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکوں کو ایسے

کھانا ہے جیسے آگ کڑی کو (در مختار وغیرہ)

سوال ۲۶۶: احکامات کے دواخان کن کاموں میں مشغول رہنا چاہیے؟

جواب: قرآن مجید کی تلاوت۔ حدیث شریف کی قرات، اور دشریف کی کثرت ظہر دین

کا درس و تدیس۔ نبی کریم ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر

(سیرت کا بیان) و اذکار۔ اور اولیاء و صالحین کی حکایات اور امر و نہی کی کتابت

یا مسجد میں درس و تدیس و ذکر خیر کی مجلس ہو تو ساعت در مختار وغیرہ)

سوال ۲۶۹: امکانات چھوڑ دے تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: امکانات نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کر دیں، تکم ہو گیا اور امکانات منقطع ہو کر رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اُسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اُس ایک دن کی قضا کرے۔ پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔ اور وقت کا امکانات توڑا تو اگر کسی عین صبح کی وقت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے۔ ورنہ اگر علی الاصلہ مسلسل لگاتار بلا تاخیر احکامات واجب ہر توہم سے امکانات کرے اور اگر علی الاصلہ واجب نہ تھا تو باقی کا امکانات کرے۔ (رد المحتار)

سوال ۲۷۰: امکانات جہتہ ٹرٹ جہتہ تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: امکانات کی قضا صرف قصد توڑنے سے نہیں بلکہ اگر غدر کی وجہ سے چھوڑا۔ مثلاً بیمار ہو گیا۔ یا بڑا اختیار چھوڑا۔ مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آگیا یا جنون و بہوشی طویل طاری ہوئی۔ ان میں بھی قضا واجب ہے۔ اور اگر ان میں بعض دن کا امکانات فوت ہو تو کل کی قضا کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسی بعض کی قضا کر دے۔ اور کل فوت ہوا تو کل کی قضا ہے۔

اور وقت میں علی الاصلہ واجب ہوا تھا تو علی الاصلہ یعنی مسلسل بلا تاخیر کی قضا ہے۔ (رد المحتار)



سبق نمبر ۱۵

## شکرِ رب دو جہاںِ علی جلالہ

اک نہاں اور نعمتیں بے انتہا	شکرِ خالق، کس طرح سے ہو ادا
وہ بھی کیسی؟ جس کو عیساں کامزا	پھر زباں بھی کس کی؟ مجھ ناچیز کی
اے خدا کیونکر کہوں تیری شنا	اے خدا کیوں کر لکھوں تیری صفت
تیرے الطاف و کرم بے انتہا	گننے والے، گنتیاں محدود ہیں
ہے وجودِ اقدس خیر اور اے	سب کے بڑا کر، فضل تیرا اے کریم
صدقہ میں سب نعمتیں اس فضل کا	ہر کرم کی وجہ، یہ فضلِ عظیم
جس پر سب انصاف کا ہے خاتمہ	فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار
انبیاء اس کی عطا سے انبیاء	اولیاء اس کے کرم سے خاصِ حق
خود عطا، خود بامعیت جو دو عطا	خود کرم بھی، خود کرم کی وجہ بھی

اس کرم پر، اس عطا و جود پر

ایک میری جاں کیا، دو عالم خدا

احقرتِ حسنِ بریلوی

حصہ نہم

سبق نمبر ۱

## حج کا بیان

سوال ۱: حج کے کتے ہیں؟

جواب ۱: حج کے لغوی معنی تعداد اور ارادے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں حج نام ہے احرام باندھ کر لڑی ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ منظرہ کے طواف کا، مکہ کے مختلف مقامات مقدسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب و اعمال بجالانا بھی حج میں شامل ہیں، حج کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے ورنہ نہیں۔ (حائز کتب)

سوال ۲: حج کب فرض ہوا اور عمر میں کتنی بار حج فرض ہے؟

جواب ۱: حج سورہ میں فرض ہوا اور اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے مگر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ (عالمگیری و محمد زفیہ)

سوال ۳: اسلام میں حج کی کیا اہمیت ہے؟

جواب ۱: حج کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

- ۱۔ حج اسلامی دکان میں سے پانچواں رکن ہے۔
- ۲۔ حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم)
- ۳۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)
- ۴۔ حج محتاجی کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو (ترمذی)
- ۵۔ حج مبرورہ کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی)

- ۶۔ حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اس کی بھی (طہرائی)۔
- ۷۔ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ (دبزار)
- ۸۔ حاجی اللہ کے وعدہ میں، اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا اللہ نے انہیں دیا۔ (دبزار)
- ۹۔ حاجی کے لیے دنیا میں عاقبت ہے اور آخرت میں مغفرت۔ (طہرائی)
- ۱۰۔ حج کے لیے نکلا اور مرگیا قیامت تک اس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا، اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بے حساب جنت میں جائے گا (دارقطنی)
- ۱۱۔ جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کر واپس کر دے تو اگر وہ قیامت کے ساتھ واپس کرے گا۔ (طہرائی)

### ان فضائل و برکات کے علاوہ :

- ۱۲۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطہ دین کو مضبوط کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لیے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکام اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افراد مختلفہ کو طہیت واحدہ بنا کر کلمہ توحید پر جمع کر دیا جائے۔
- ۳۔ حج میں سب کے لیے وہ سادہ بغیر سلاہاس جرابو البشر ستید نا آدم علیہ السلام کا حقا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیئت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشم ظاہر بین کو بھی اتحادِ معنوی رکھنے والوں کے ائمہ کوئی اختلاف ظاہر ہے محسوس نہ ہو سکے۔

- ۱۳۔ حج سے مقصود شوکت اسلام کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بھری، بڑی اور اب خفائی سفروں سے جو فوائد سمجھوں، میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

- ۱۵۔ بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے  
کافرئیں کا جو مقصود ملاذت جلسوں کے اجتماع سے  
اور ایوانِ تہامت کا جو مقصود عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے وہ سب حج  
کے اندر ملحوظ ہیں۔
- ۱۶۔ آثارِ قدیمہ اور طبقاتِ الارض کے ماہرین کو تاریخِ عالم کے خستین کو، جغرافیہ عالم کے  
ماہرین کو جن باتوں کی تلاش و طلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے ہمہ سے  
ہو جاتے ہیں۔
- ۱۷۔ حج کے مقامات عموماً پیغمبرِ برکت و نشان کی جلوہ گاہ ہیں جہاں پہنچ کر اور جنہیں  
دیکھ کر ان مقدس رہایات کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ  
واقعات یاد آجاتے ہیں جو ان سے وابستہ ہیں انحضرتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
و سلمہ و بارک وسلم جس شریعت کا میخ فے کر آئے اس کی سب سے بڑی  
خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف  
مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام و عبادات کے  
دنیاوی و اخروی فوائد و اغراض خود بخود چشمِ حق بین کے سامنے آجاتے ہیں اور تائیمات  
آتے رہیں گے۔
- حدیث شریفین میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لیے حج کیا اور اس میں ہوسب  
نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر فوتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن  
اس کی ماں نے اسے جنا۔
- یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس  
میں دین و دنیا دونوں کی بھلتیاں اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں، توحج اسلام کا صرف  
مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے  
ہر رنخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا  
جند و نثار ہے۔

سوال ۱۲: حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

جواب: عام مسلمان جو دود و لذت مسافروں کو طے کر کے اللہ ہر قسم کی مصیبتوں کو جیل کر دیا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو جو کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملے، ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد و تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر ایم ایک قوم ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکیزگی اور امن و سلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دغا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یاں تک کہ بدن یا کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ اس وقت ہر حق مسلح و آشتی اور محترم امن و امان ہوتا ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

فَلَا رَفْثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا

یعنی حالت احرام میں نہ عورتوں کے

چدال فی الحیچۃ

مانے شہوانی تذکرہ ہر نہ کوئی گناہ، نہ

کسی سے جھگڑا۔

کیا مریح حکم ہے کہ زمانہ حج میں حالت احرام میں اشارۃً یا کنیۃً بھی شہوانی خیالات نہ زبان پر نہ لائے جاتی پھر حالت احرام میں جب متعدد جائزہ شے مثلاً شکار ناجائز ہو جاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی مصیبت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے، یونہی اس زمانہ میں لاپیٹ، باغیا پالی، الٹ ربی زبانی ہمت و تحرا جو اکثر ایسے موقوفوں پر بر جایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں منوع ہے حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔

اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے انہوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

## سبق نمبر ۲

# حج کے ارکان و شرائط اور واجبات وغیرہ کا بیان

سوال ۱: حج میں ارکان یعنی فرض کتنی چیزیں ہیں؟

جواب ۱: حج میں یہ دس چیزیں فرض ہیں:

- ۱۔ احرام کو پہننا ہے۔ ۲۔ وقوف عرفہ۔ ۳۔ طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے
- ۴۔ یہ سب دو دنوں میں ہی کرنا ہوتا ہے۔ ۵۔ ان چاروں پھیروں میں طواف کی نیت۔
- ۶۔ ترتیب یعنی پہلے احرام ہو پھر وقوف عرفہ پھر طواف زیارت۔ ۷۔ ہر فرض کا
- اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوف عرفات کا نئی ذی الحجہ کے آفتاب دھلنے سے
- دسویں کے برج صادق سے پیشتر تک کسی وقت میں ہو جانا اس کے بعد طواف کرنا
- اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ ۸۔ وقوف کا عرفات میں ہونا۔
- ۹۔ طواف کا مسجد الحرام میں ہونا۔ ۱۰۔ طواف کا اپنے وقت میں ہونا۔ ۱۱۔ وقوف سے
- پہلے جان سے بچنا۔

ان دس میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہوگا (اور مختار رد المحتار وغیرہ)

سوال ۲: حج کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب ۱: حج کے واجبات یہ ہیں:

- ۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی
- کہتے ہیں۔ ۳۔ سعی کو صفا سے شروع کرنا۔ ۴۔ اگر ضرورت ہو تو پیدل سعی کرنا۔ ۵۔ دن
- میں وقوف عرفہ کرنے والے کو آفتاب کے بعد تک انتظار کرنا۔ ۶۔ سعی کا کم از کم
- طواف کے چار پھیروں کے بعد ہونا۔ ۷۔ وقوف میں رات کا کچھ جزو آجانا۔ ۸۔
- عرفات سے واپسی پر امام کے ساتھ کو حق کرنا۔ ۹۔ مزدلفہ میں ٹھہرنا۔ ۱۰۔ مغرب و
- عشاء کی نماز کا وقت مختار میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔ ۱۱۔ ذی الحجہ کو صرف بمقامہ العقبہ

پر اور گیارہویں باوجودی کو تینوں جہوں پر دہی کرنا۔ ۱۲۔ حجرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن، حق سے پہلے ہونا۔ ۱۳۔ ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔ ۱۴۔ حق در سر منڈانا، تصحیر دال بکرتانا۔ ۱۵۔ حق یا تصحیر کا ایام نحر میں اور ۱۶۔ خاص زمین حرم میں ہونا۔ ۱۷۔ قرآن اور متع دے کر قربانی کرنا اور ۱۸۔ اسی قربانی کا حرم اور ۱۹۔ ایام نحر میں ہونا، حق سے پہلے اور رمی کے بعد۔ ۲۰۔ طواف افاضہ یعنی طواف زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا۔ ۲۱۔ طواف کا حیلیم کے باہر ہونا۔ ۲۲۔ داہنی طرف سے طواف کرنا۔ ۲۳۔ حذر نہ ہو تو پاؤں یا دھواں سے چل کر طواف کرنا۔ ۲۴۔ طواف کرنے میں نجاست تکبیر سے پاک ہونا یعنی جنب اور بے وضو نہ ہونا۔ ۲۵۔ طواف کرتے وقت ستر حجت ہونا۔ ۲۶۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔ ۲۷۔ رمی جمار، تبرک اور حق اور طواف میں ترتیب ہونا۔ ۲۸۔ طواف صدر یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔ ۲۹۔ وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔ ۳۰۔ احرام کے منوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے یا منہ اور سر چھپانے سے بچنا۔ (در مختار، رد المحتار وغیرہ)

سوال : حج کی شقیں کیا ہیں ؟

جواب : ۱۔ طوافِ قدم۔ ۲۔ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔ ۳۔ طوافِ قدم یا طوافِ فرض میں دل کرنا۔ ۴۔ مناء و مروہ کے درمیان جو دو میل انصر میں ان کے درمیان دوڑنا۔ ۵۔ امام کا مکہ میں ساتویں کو۔ ۶۔ عرفات میں نویں کو اور ۷۔ منیٰ میں گیارہویں کو حبلہ پڑھنا۔ ۸۔ اٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔ ۹۔ نویں رات منیٰ میں گزارنا۔ ۱۰۔ آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہونا۔ ۱۱۔ وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا۔ ۱۲۔ عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔ ۱۳۔ آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلے جانا۔ ۱۴۔ دس اور گیارہ کے بعد جو دو میل راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا۔ ۱۵۔ ابط یعنی عادی محصب میں اتارنا یعنی منیٰ سے مکہ معظمہ کو جلتے ہوئے اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو یہاں رکنا وغیرہ (ذکر)۔ (دعائے کتب)

سوال ۱۰: حج واجب ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہ ہوگا۔ ۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ دلا الحرب میں ہو تو اسے یہ معلوم ہونا کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔ ۳۔ بالغ ہونا، نابالغ نے حج کیا تو وہ حج نفل ہوا یہ حج واجب فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ عاقل ہونا، جنون پر حج فرض نہیں۔ ۵۔ آزاد ہونا، باندی غلام پر حج فرض نہیں۔ ۶۔ تندرست ہونا، اگر احشاء سلامت ہوں انھیں حج واجب اور فالح والے اور بڑے ہر جرح سوا دی پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ ۷۔ سفر عروج کا مالک اور سوا دی پر قادر ہونا یعنی اس کے پاس سوا دی نہ ہو تو اتنا مال ہونا کہ کرایہ پر لے سکے۔ ۸۔ حج کے مہینوں میں تمام شرائط کا پایا جانا۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۱: وجوب ادا کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: شرائط ادا یعنی وہ شرائط کہ جب پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائی جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے سعادت کر جانے مجرہ ہیں۔ ۱۔ راستہ میں امن ہونا۔ ۲۔ محنت کو کم نہ جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو یعنی پانچواں مطالبی معمول، تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کیسے اس عورت کا نکاح حرام ہے شفیقا، بھائی، شمس، دلا و وغیرہ۔ ۳۔ جانے کے زمانہ میں محنت خدمت میں نہ ہو۔ ۴۔ قید میں نہ ہو مگر کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ خدمتیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہے تو یہ خدمت ہے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال ۱۲: محبت ادا کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: محبت ادا کے لیے نو شرطیں ہیں اگر گروہ نہ پائی جائیں تو خود حج نہیں۔ ۱۔ اسلام۔ ۲۔ اہل اسلام۔ ۳۔ زمانہ حج۔ ۴۔ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے، وقف کے لیے عرفات و مزدلفہ رمی کے لیے منی، قربانی کے لیے حرم یعنی جس نفل کے لیے



جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔ ۵۔ تمیز۔ ۶۔ قتل جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناکھ پنچ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون، یہ خود وہ افعال نہیں کر سکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے مثلاً احرام یا طواف بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں جیسے وقوف عرفہ، وہ یہ خود کر سکتے ہیں۔ ۷۔ فرائض حج کا ببالاتا مگر جبکہ عذر ہو۔ ۸۔ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا، حج باطل ہو جائے گا۔ ۹۔ جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔

سوال ۱۱: حج فرض ادا ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: حج فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں۔ ۱۔ اسلام۔ ۲۔ مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ بالغ ہونا۔ ۵۔ آزاد ہونا۔ ۶۔ ملگ قادر ہو کر خود ادا کرنا۔ ۷۔ قتل کی نیت نہ ہونا۔ ۸۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔ ۹۔ فاسد نہ کرنا۔ ۱۰۔ ان احرام کی تفصیل بڑی کتاب میں مذکور ہے، علماء سے دریافت کریں۔

سوال ۱۲: حج ادا کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: حج تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ زاج کرے عمرہ اس کے ساتھ ذہن سے افراد کہتے ہیں اور حاجی کو مفرد، دوسرا یہ کہ میقات سے احرام باندھتے وقت صرف عمرے کی نیت کرے اور افعال عمرہ سے خارج ہو کر حلال ہو جائے پھر مکہ منظر میں حج کے لیے دوبارہ احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو تمتع۔ تیسرا یہ کہ زمانہ حج میں حج و عمرہ دونوں کی سیر سے نیت کرے اور حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام سے ادا کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں اور حاجی کو تائب۔

سوال ۱۳: عمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: احرام کی حالت میں خلع کبہ کا طواف اور طواف کے بعد صفا و مردہ پر سی ان دونوں کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے خلاف

ج کہ اس کا وقت مقرب ہے کسی اور وقت میں نہیں ہو سکتا۔

سوال ۱۰: اُشیر ج کے کہتے ہیں؟

جواب: سوال اور ذی قعد کے پورے پورے مہینے اور ذی الحجہ کے پہلے ۱۰ دن اُشیر ج کہلاتے ہیں۔

سبق نمبر ۳

## احرام اور اس کے احکام

سوال ۱۱: احرام باندھنے سے پہلے کیا احکام ہیں؟

جواب: خُتب کن کر نہائیں اور نہ نہائیں تو وضو کر چاہیں تو سر منڈالیں کہ احرام میں بالوں کی مخالفت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھی کر کے خوشبو دار تیل ڈالیں، ناخن کتریں نہ بڑھائیں، سوتے بغل وزیر بابت دور کریں، خوشبو لگائیں کہ سنت ہے مرد ملے کپڑے اتار دیں، ایک نئی چادر ورنہ وصلی اور صیں اور ایسا ہی ایک تہ بند باندھیں یہ کپڑے سفید بہتر ہیں۔

میقات آجائے تو دو رکعت بقیۃ احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہواشد پڑھیں اور بعد سلام ج یا عمرہ کی نیت کریں اور لیک باندھ نہ کہیں یہ احرام ہے اس کے ہوتے ہی پابندیاں ماند ہو جاتی ہیں۔

سوال ۱۲: احرام میں جو باتیں حرام ہیں وہ کون کون سی ہیں؟

جواب: احرام کی حالت میں جو کام حرام ہیں وہ یہ ہیں:

- ۱۔ عورت سے صحبت کرنا یا برسرینا یا بشہرت ایسے ہی دوسرے کام کرنا۔
- ۲۔ مردوں کے سامنے بھان اٹھیز بائیں کرنا۔
- ۳۔ فحش گناہ بیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔
- ۴۔ کسی سے دنیاوی لڑائی جھگڑا اگرچہ اپنا خادم و ماتحت ہی ہو۔

۵۔ جگل کا شکار کرنا یا کسی مٹھادی کی کسی طرح امانت کرنا۔

۶۔ پرندوں کے انڈے توڑنا، پکڑنا، بھوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا یا اسے کھانا بیچنا یا جگل باندھنا۔

۷۔ ناخن کترنا یا سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جدا کرنا اور وٹرمی موٹھنا یا کترنا اور زیادہ حرام۔

۸۔ منہ یا سر کی کپڑے وغیرہ سے چھپانا یا بستر یا کپڑوں کی گھڑی وغیرہ سر پر رکھنا۔

۹۔ عامر باندھنا، برقع دستانے یا مونڈے یا جرابیں وغیرہ جو ہنڈلی اور قدم کے جوڑ کو چھپاتے یا سلا ہوا کپڑا پہننا، یونہی ٹوپی پہننا۔

۱۰۔ خوشبو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا۔

۱۱۔ ملاگیری یا کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبودے رہے ہوں

۱۲۔ خالص خوشبو، لوٹک، الاچکی، دارچینی، زعفران وغیرہ کھانا یا آنچل میں باندھنا۔

۱۳۔ سریا وٹرمی کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

۱۴۔ وسہ یا مہندی کا خضاب لگانا اور سیاہ خضاب ہمیشہ حرام ہے احرام میں اور زیادہ۔

۱۵۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

۱۶۔ زیتون یا تیل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا۔

۱۷۔ کسی کا سر موٹھنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔

۱۸۔ جوں مارنا پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔

۱۹۔ کپڑوں کو جوں مارنے کے لیے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا۔

۲۰۔ بالوں میں پارہ وغیرہ جوں کے مرنے کو لگانا غرضی جوں کے ہلکے پر کسی طرح

باعث ہونا۔ (مد المحتلین وادی رضویہ وغیرہ)

سوال ۱۴: احرام میں کون کون سی باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

۱۔ بدن کا بیل چھڑانا یا بال یا بدن کھل یا صابن وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔

- ۲۔ کنگھی کرنا یا اس طرح کھانا کہ بال ٹرنے یا بول گرے۔
- ۳۔ اگر کھایا چنہ یا کرتا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالتا۔
- ۴۔ خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہے پہننا یا اٹھنا۔
- ۵۔ قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتہ ہر جیسے لیوں پر دینہ وغیرہ۔
- ۶۔ سر یا منہ پر پٹی باندھنا یا ناک وغیرہ نہ کا کرنی جتنہ کپڑے سے چھاپنا۔
- ۷۔ غلاب کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاب شریف سر یا منہ سے لگے۔
- ۸۔ کوئی ایسی چیز کھانویں جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ ذائل ہو گئی ہو۔
- ۹۔ بے سلا کپڑا نہ لکھا ہوا یا بے بند لگا ہوا پہننا۔
- ۱۰۔ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا اور تکیہ سر یا گال کے نیچے رکھنا کہ وہ نہیں۔
- ۱۱۔ ہلکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ میں ٹک نہ جاتے ورنہ حرام ہے۔
- ۱۲۔ بازو یا گلے پر تصویر باندھنا اگرچہ بے سلا کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔
- ۱۳۔ بلا فخر بدن پر پٹی باندھنا اور منہ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا جائز ہے۔

- ۱۴۔ منگھا کرنا، ہاں آمینہ دیکھنا کہ وہ نہیں۔
- ۱۵۔ چاند اٹھ کر اس کے آنکھوں میں گرہ دے لینا جبکہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔
- ۱۶۔ تہ بند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔
- ۱۷۔ تہ بند باندھ کر کمر بند یا رسی سے کٹنا۔ (قادیانی رضویہ وغیرہ)؛
- سوال ۱۸: احرام کی حالت میں کن کن سی باتیں جائز ہیں؟
- جواب ۱: یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:
- ۱۔ انگوٹھا کرتنا، چند وغیرہ لپیٹ کر اوپر سے اسی طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔
- ۲۔ ان چیزوں یا پاچار کا تہ بند باندھ لینا یا چادر کے آنکھوں کو تہ بند میں گھسنا۔
- ۳۔ میانیاں یا پٹی یا حجاب باندھنا۔
- ۴۔ بے میل چھڑاتے پانی میں نہانا، غوطہ کھانا اگرچہ سر کے اوپر پانی سے سر چھپ جائے۔

- ۵۔ کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔
- ۶۔ مساک کرنا، انگوٹھی پہننا، بے خوشبو کا سر رکھنا۔
- ۷۔ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا یا چھتری لگانا۔
- ۸۔ دائرہ اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کرنا، آنکھ میں جو بال نکلے، اسے جدا کرنا، تھڑکانا۔
- ۹۔ بغیر بال ٹونڈے پھنے کرنا، قصدینا، ذیل یا پٹنی توڑ دینا۔
- ۱۰۔ سر یا بدن اسی طرح آہستہ کھانا کہ بال نہ ٹوٹے، جوں نہ گے۔
- ۱۱۔ احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی تھی اس کا نگار ہٹنا۔
- ۱۲۔ پالتو جانور کا ذبح کرنا، پکھانا، کھانا اس کا دورہ دوہنا یا انڈے وغیرہ توڑنا بھوننا، کھانا۔
- ۱۳۔ کھانے کے لیے مچلی کا شکار کرنا یا دوسرے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا اور دوا یا غذا کے لیے نہ ہونری تفریح کے لیے جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔
- ۱۴۔ سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔
- ۱۵۔ گدڑی یا کان کپڑے سے چھپانا یا ٹھوڑی کے نیچے وڈھی پر کھڑا آنا۔
- ۱۶۔ سر پر سینی یا بوری اٹھانا۔
- ۱۷۔ جس کھانے کے پکتنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبودیں یا بے پکائے جس میں خوشبو ڈال اور بو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا۔
- ۱۸۔ کڑوا تیل یا ناریل یا کدو یا کھجور کا تیل کر بسایا نہ گیا ہو، بدن یا بالوں میں لگانا۔
- ۱۹۔ خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ان کی خوشبو جاتی رہی جو مکرّم کیسرا رنگ مرد کو دیے ہی حرام ہے۔
- ۲۰۔ دین کے لیے لانا جھگڑنا بلکہ حسب حاجت فرض و واجب ہے۔
- ۲۱۔ جوتا پہننا جو پاؤں کے جوڑ کو نہ چھپائے یعنی قسمہ کی جگہ نہ چھپے۔
- ۲۲۔ بے سٹے کپڑے میں تعویذ لپیٹ کر نکلے میں ڈالنا۔

۲۳۔ ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال ہبک نہیں جیسے اگر لوبان و صندل یا اس کا پھل میں باندھنا۔

۲۴۔ نکاح کرنا۔

۲۵۔ بیرون حرم کی گھاس اکھاڑنا یا درخت کاٹنا۔

۲۶۔ جیل، کوڑا، گرگٹ، چپکلی، کھنسل، سانپ، بچھو، چھتر، پنو، کھنسی وغیرہ غیث و موزی جانوروں کا مارنا۔

۲۷۔ جس ہانڈ کو غیر محرم نے شکار کیا اور کسی محرم نے کسی طرح اس میں مدد نہ کی اس کا کھانا بشرطیکہ وہ ہانڈ نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔ اور اہل اذنی و ضویہ وغیرہ

سوال ۱۸۔ ان احکام میں مرد و عورت برابر ہیں یا کہیں کوئی فرق ہے؟

جواب ۱۔ ان مسائل میں مرد و عورت برابر ہیں مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں،

۱۔ سر چھپانا بلکہ نامحرم اور نماز میں فرض تو سر پر تھپو وغیرہ اٹھانا بدرجہ اولیٰ جائز۔

۲۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

۳۔ سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ کسی کر۔

۴۔ غلاب کبہ کے اندھیل داخل ہونا کہ سر پر رہے، منہ پر نہ آئے۔

۵۔ دھاتے، موندے، اعلیٰ سے بوسے کپڑے پہننا۔

۶۔ عورت اتنی آواز سے بیک نہ کہے کہ نامحرم نے ہل اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ

سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آ سکے۔

تنبیہ: احرام میں منہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے نامحرم کے آگے کوئی پٹکھا وغیرہ منہ

سے چھپا ہوا سامنے رکھے۔

سوال ۱۹: احرام کی ناجائز باتیں جو قصد ہوجائیں تو کیا مکرم ہے؟

جواب ۱۔ جو باتیں احرام میں ناجائز و حرام ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو مکرم نہیں

مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے

میں، اعم و اذنی کے ساتھ ہل یا لاطی میں ہوش میں ہوں یا بے ہوش میں و فتادی و ضویہ وغیرہ

## سبق نمبر ۴

## مقامات اصطلاحات حج

۱۔ احرام : وہ بغیر سلا لباس جس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھنے کے لیے اور ایسا ہی ایک تہ بند کر پر پینٹے کے پے۔ یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں یہ گریار رب العالمین جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضری کی ایک وردی ہے، صاف ستھری، سادہ، تنگٹ اور زیر پائش سے خالی۔

۲۔ میقات : وہ جگہ کہ منظر کو جانے والے کو احرام کے بغیر وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جانا ہو۔

۳۔ تبلیہ : یعنی بلیک کہنا، بلیک یہ ہے :

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ۞ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۞ (إِنَّ الْحَمْدَ  
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ۞)

احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے بلیک کہنا ضروری ہے اور نیت شرط۔  
۴۔ حرم کعبہ : مکہ منظر کے گرداگرد کی کسی کا جنگل ہے ہر طرت حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدود کے اندر وہاں کے وحشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف دینا اور دینا بلکہ تر گھاس اکھیرنا نامک حرام ہے، تمام مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ یہ سب حدود حرم میں ہیں البتہ عرفات و اہل حرم نہیں۔

۵۔ جل : حدود حرم کے بعد جو زمین میقات تک ہے اسے جل کہتے ہیں۔

۶۔ طواف : مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے ارد گرد بطریق خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

۷۔ مطاف : مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے راستے ہیں پنج میں خانہ کعبہ کے ارد گرد ایک دائرہ ہے یہی مطاف ہے یعنی طواف کرنے کی جگہ۔

۸۔ رکن، خانہ کعبہ کا گوشہ جہاں اس کی دیواریں ملتی ہیں جسے زاویہ کہتے ہیں کعبہ منظر کے چار رکن ہیں۔

(۱) رکن اسود و جنوب و شرق کے گوشہ میں، اسی میں زمین سے اونچا سب اسود نصب ہے۔

(۲) رکن عراقی، شمال و شرق کے گوشہ میں، دروازہ کعبہ انہیں دو کنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

(۳) رکن شامی، شمال و مغرب کے گوشہ میں، سب اسود کی طرف منہ کر کے کھڑے پہلی تو بیت المقدس سامنے پڑے گا۔

(۴) رکن یمنی، مغرب اور جنوب کے گوشہ میں۔

۹۔ طہنم، شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازہ کعبہ تک ہے۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آتے اور اس سے پلٹے اور اپنا سینہ و پیٹ اور رخسار اس پر رکھتے اور ہاتھ اونچے کر کے دیوار پر پھیلاتے ہیں۔

۱۰۔ میزاب رحمت: سونے کا پرنالہ کہ رکن عراقی شامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔

۱۱۔ حطیم، اسی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے گرد اگر دایک قوس امکان کے انداز کی، چھوٹی سی دیوار دی گئی ہے اور دونوں طرف آمد و رفت کا دروازہ ہے۔

۱۲۔ مستحار، رکن یمنی و شامی کے بیچ میں غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو طہنم کے مقابل ہے۔

۱۳۔ مستجاب، رکن یمنی اور رکن اسود کے بیچ میں جنوبی دیوار۔ یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پرائیں کہنے کے لیے مقرر ہیں اس لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا ہے۔

۱۴۔ اضطباع، شروع طواف سے پہلے چادر کو اپنی نعل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں مونڈے پر اس طرح ڈال دینا کہ وہ ہنا مونڈہ حاکملا رہے۔

۱۵۔ رمل، طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلد جلد چھوٹے قدم رکھنا اور شانے ہلانا



جیسے کہ قوی وہبادر لوگ چلتے ہیں مذکور تازہ دھڑنا۔

۱۶۔ استلام : دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا اتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

۱۷۔ حجرِ اسود : یہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے حدیث میں ہے کہ حجرِ اسود جب جنت سے نازل ہوا اور وہ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا (ترمذی) خانہ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لیے وہ ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

۱۸۔ مقامِ ابراہیم : دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان ہو گیا جواب تک موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بینات میں شمار فرمایا۔

۱۹۔ قبۃ زمزم شریف : یہ قبۃ مقامِ ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اور اس قبۃ کے اندر زمزم کا چشمہ ہے۔

۲۰۔ باب الصفا : مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہ صفا ہے۔

۲۱۔ صفا : کعبہ منظر سے جنوب کو ہے یہاں زمانہ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان سائبانے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔

۲۲۔ فروہ : دوسری پہاڑی صفا سے جانبِ شرق تھی یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان سائبانے اور سیڑھیاں۔ صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے وہ یہاں بازار ہے صفا سے چلتے ہوئے داہنے ہاتھ کو دکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطہ مسجد حرام ہے۔

۲۳۔ میلینِ انحضرتین : اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے۔ دیوارِ حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے اب تر وہاں سبز رنگ کے ٹیوب بھی لگے ہیں شب و روز روشن رہتے ہیں۔

۲۳۔ منسلی وہ خاصہ مکان و محل نشانوں کے درمیان ہے اس خاصہ کو دوڑ کر طے کیا جاتا ہے مگر دوسرے زائد اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایذا دیتے۔

۲۵۔ سی و صفا سے مروی ہے پھر مروی سے صفا کی طرف جاتا آتا اللہ ملیں انھیں کے درمیان اللہ ناسی ہے۔

۲۶۔ خلق : سارا سر منڈاتا اور یہ افضل ہے۔

۲۷۔ تفسیر : اہل کثر و انکار اس کی اہانت ہے۔

۲۸۔ وقوف عرفہ : نوی ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اللہ کے حضور ندامی اور خاصیت سے ذکر و لبیک و دعا و درخواست و استغفار اللہ کر کے تہجد میں مشغول رہنا اور نماز ظہر و عصر ادا کرنا اور نماز سے فراغت کے بعد بالخصوص غروب آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنا۔

۲۹۔ موقف : عرفات میں وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے۔

۳۰۔ بطن غرنہ : عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجد نمروہ کے مغرب کی طرف میں کعبہ منقر کی طرف، یہاں وقوف جائز نہیں یہاں قیام یا وقوف کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔

۳۱۔ مسجد نمروہ : میدان عرفات کے بائیں کنارہ پر ایک عظیم مسجد ہے اس کی مغرب دیوار اگر گرسے بطن غرنہ میں گرے گی۔

۳۲۔ جبل رحمت : عرفات کا ایک پہاڑ ہے زمین سے تقریباً ۳۰۰ فٹ اونچا اور سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ اونچا ہے اسے موقف اعظم بھی کہتے ہیں اسی کے قریب حضور ﷺ کا موقف ہے جہاں میاں پتھروں کا فرش ہے۔

۳۳۔ مژدلفہ : عرفات اور منی کے درمیان ایک کشادہ میدان ہے عرفات سے تقریباً تین میل دور یہاں سے منی کا خاصہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے کہتے ہیں کہ عرفات میں قبولِ توبہ کے بعد حضرت آدم ادا مال تو اطمینان سے مژدلفہ ہی میں طے تھے۔

۳۴۔ مارثین : عرفات اور مژدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ مقامات سے مزدلفہ اسی راستے تشریف لائے تھے۔

۲۵۔ مشعر حرام : اس خاص مقام کا نام ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعر حرام کہتے ہیں۔ مزدلفہ میں حضور ﷺ کے دفن کی جگہ گنبد بنا دیا گیا تھا آج کل یہاں ایک مسجد بھی ہے جسے مسجد مشعر الحرام کہا جاتا ہے مشعر حرام کو قرع بھی کہتے ہیں۔

۳۶۔ وادی محشر : یہ وہی مقام ہے جہاں اصحابِ نبیؐ کے اقصیٰ شک کر رہ گئے اور مکہ منظر کی طرف اُگے ذبڑہ سکے اور سب ہلک ہو گئے۔

۳۷۔ منیٰ : ایک وسیع اور کشادہ میدان جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے مزدلفہ سے یہاں آکر دی جبار، قربانی وغیرہ افعال ادا کئے جاتے ہیں۔

۳۸۔ مسجد خیف : منیٰ کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے خیف وادی کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ستر نبیؐ آرام فرما رہے ہیں مسجد خیف پر بہشت پہنچتا ہے اس قبہ کی جگہ کے متفق کہا جاتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں نے غازی یہاں ادا فرمائی ہیں حضور ﷺ کا فیہر بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔

۳۹۔ رمی : منیٰ میں واقع تین جہروں پر کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔

۴۰۔ چمار : منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں ان ہی کا نام چمار ہے ان میں سے پہلے کا نام جمرۃ اوی، دوسرے کا نام جمرۃ وسطیٰ اور تیسرے کا نام جمرۃ عقبیٰ ہے یہ تین مکہ منظر سے منیٰ آتے ہوئے پہلا منارہ ہے۔ (ماذکتاب فتاویٰ و شرح و متن)

سوال : مکہ اور مکہ کے قرب و جوار میں قابلِ زیارت مقامات کن کن سے ہیں؟

جواب : یہ مقامات اگرچہ اب اپنی اصل شکل و صورت میں باقی نہیں تاہم ان کی زیارت اور وہاں پہنچ کر اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے دعا کے خیر میں مفت کی برکات حاصل ہوتی ہیں تو ان سے محرومی کا داغ بے آدی کیوں پڑے بہر حال وہ مقامات یہ ہیں :

۱۔ جنت المعلیٰ : یہ مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان ہے منیٰ کے راستہ میں مسجد الحرام

سے تقریباً ایک میل دھڑے یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے انھل سے بعض صحابہ و تابعین اور بیت سے ادیانے کاٹین و صالحین یہاں زیر زمین آرام فرما رہے ہیں اب اس قبرستان کے پنج میں سڑک ہے مکہ منظم کی طرف والا حصہ نیابے اور منی کی جانب والا پرانا، حضرت ابی بن خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار شریف پرانے محلے میں واقع ہے۔

۲۔ مکان خدیجہ الکبریٰ : یہ وہ جگہ ہے جہاں ہجرت کے زمانہ تک حضور ﷺ کا قیام رہا۔ یہیں حضرت فاطمہ الزہراء کی پیدائش ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۳۔ مولد شریف : یہ وہ مقدس گھر ہے جہاں حضور ﷺ کی ولادت شریف ہوئی۔ اب اس مقام پر ایک لاٹیری قائم کر دی گئی ہے یہ شعب علی میں ہے۔

۴۔ مکان صدیق اکبر : حضور ﷺ اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے ہجرت کے لیے اسی مکان سے خارج ہوئے۔ رواجی محل میں آئی اب یہاں آپ کے نام پر مسجد ابوجہ ہے۔

۵۔ دار ارقم : یہ جگہ حضور ﷺ کا تبلیغی مرکز رہی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں اسلام لائے تھے یہ جگہ صفا کی سمت میں بنے ہوئے مسجد حرام کے دروازوں میں سے پہلے دروازے کے سامنے ہے اس دروازے کی محراب پر ”دار ارقم“ کھدایا ہوا ہے۔

۶۔ خار ثور : یہ خار مکہ کفر سے تقریباً تین میل دور جبل ثور میں ہے۔ میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ خار آتا ہے۔ یہاں نبی ہوئی ہیں، حضور ﷺ مکہ منظم سے ہجرت فرما کر اسی خار میں تین دن رات ٹھہرے تھے۔

۷۔ خار حرا : یہ خار جبل ثور میں واقع ہے چڑھائی زیادہ نہیں تقریباً ۵ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چڑا ہے حضور ﷺ یہ پہل وچ اسی خار میں نازل ہوئی خار کے قریب ترکوں کے زمانہ کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تالاب ہے یہ خار بلند رخ ہے۔

۸۔ خار مسلمات : یہ خار مسجد خیف کے قریب موفات جاتے ہوئے داییں

ہاتھ پر ہے یہیں سورہٴ مرسلات نازل ہوئی اسی غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں حضور جانِ عالم ﷺ کے سر اقدس کا نشان ہے۔

ان مقامات کے علاوہ مگر اور اس کے ارد گرد جب ذیل مقامات قابلِ زیارت ہیں :

مسجد حمزہ، مسجد حن، مسجد شجرہ، مسجد خالد، مسجد سوق الفیل، مسجد اجابت، مسجد جبلِ ابوقیس، مسجد عائشہ، مسجد کوثر، مسجد ہلال، مسجد عقبہ، مسجد جعزہ، مسجد النفر، مسجد الکبش یا منحر ابراہیم، مسجد شتیٰ القرو فیہرہ۔

سوال ۲۲ : مدینہ طیبہ میں مقاماتِ زیارت کون کون سے ہیں؟

جواب : روضۃ النور حضور پر نور ﷺ اور خود مسجد انبی کا چتہ چتہ بالخصوص مسجد قدیم کا گوشہ گوشہ جہاں قدم قدم پر قدم رکھتے ہیں کہ جا نیاست۔

حضور ﷺ کا منبر اطہر، پھر جنت کی کیاری کہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے پھر مسجد شریف کے ستون کہ محلِ برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

جنت البقیع : مدینہ منورہ کا عظیم قبرستان جس میں تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں اور تابعین و تبع تابعین اور اولیاء و علماء و صلحاء و غیرہم کی گنتی نہیں، یہیں اکثر ازواجِ مطہرات اور ائمہ اطہار میں سے سیدنا امام حسن مجتبیٰ و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے مزاراتِ یلبہ ہیں۔ افسوس کہ اب ان مزارات کے نشانات بھی مٹا دیئے گئے ہیں۔

مسجد قبا : کہ اس میں دو رکعت نماز عمرہ کی مانند ہے احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ ہر ہفتہ قبا تشریف لے جاتے کبھی سو رکھی پیدل۔

مسجد القبلیین : تحویل کعبہ کا حکم بحالتِ نماز اسی مسجد میں نازل ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نماز ظہر صحابہ کرام کے ساتھ اسی مسجد میں ادا فرما رہے تھے دو رکعت نماز بیت المقدس کی جانب منہ کر کے ادا فرما بھی چکے تھے کہ حکم الہی تحویل قبلہ کا نازل ہوا۔ تعمیل حکم الہی میں آپ دو ان نماز ہی بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف

پھر گئے اور باقی فقہ تئیں ادا فرما کر نماز پوری کی اسی لیے یہاں دو محرابیں موجود ہیں ایک بیت المقدس کی جانب اور دوسری خانہ کبرہ کی سمت۔

ان کے علاوہ اور بھی مساجد کثیرہ ہیں جن سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے مثلاً مسجد کبیر، مسجد جبر، مسجد شمس، مسجد بنی قریظہ، مسجد ابوالیم، مسجد ظفر، مسجد الاجابت، مسجد بنی حوام، مسجد ذباب وغیرہ۔

شہدائے اُحد : کہ حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں قبور شہدائے اُحد پکارتے، یہی سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔

مدینہ طیبہ کے کنوئیں : جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہیں یہ کسی سے وضو فرمایا کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا، مثلاً بیتِ اریس، بیتِ مرس، بیتِ یثرب، بیتِ جابر، بیتِ رومہ، بیتِ رباب، بیتِ راس بن مالک، بیتِ یثربہ، بیتِ مہین۔ ان میں کچھ باقی ہیں کچھ بے نشان ہو گئے۔

سبق نمبر ۶

## حج و عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

سوال ۲۲ : حج و عمرہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب : حج و عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ اور اس کے آداب یہ ہیں :

۱۔ چلتے وقت اپنے دوستوں، عزیزوں سے ملے اور اپنے قصور و مافات کراتے اور وقتِ رخصت سب سے دعا لے اور ان سب کے دین و جان، اولاد و مال اور تندرستی و طاقت خدا کو سونپنے کو یہ بھی برکتیں پائے گا اور وہ بھی خدا کی حفاظت میں رہیں گے۔

۲۔ میقات آجائے تو دو رکعت بنیتِ احرام پڑھے اور حج یا عمرہ جو بھی ادا کرنا ہے بعد سلام نیت میں اس کا نام زبان سے لے اور ٹھیک کہے، قرآن میں کہے

لَبَّيْكَ يَا لِعُمْدَةٍ وَ الْحَيَّ اور جمع میں لَبَّيْكَ يَا لِعُمْدَةٍ اور افراد میں لَبَّيْكَ يَا لِحَيٍّ کہے۔

۳۔ احرام کی حالت میں جو امور منوع و مکروہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرے ورنہ ان پر جو جرمانہ ہے ہر طرح دینا اُسے گا اگرچہ قصداً ہوں سہو یا جبر یا سوتے ہیں۔

۴۔ جب منیٰ میں پہنچے جہاں سے کعبہ منظر نظر آئے صدق دل سے دُعا کرے اور ذکر خدا و رسول کتاب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر داخل ہو اور سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو بشرطیکہ نماز فرض خواہ و تریانت ہو مکہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو یا جماعت قائم نہ ہو۔

۵۔ شروع جماعت سے پہلے مرد اضطباع کرے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے حجر اسود کی داہنی جانب دکن یمنی کی طرف سُب اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے۔

۶۔ پھر طواف کی نیت کر کے کعبہ کو منہ کئے ہوئے اپنی داہنی جانب ذرا بڑھ کر سُب اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر کی طرف رہیں اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

۷۔ میسر ہو سکے تو حجر اسود کو بوسہ دے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے بوسہ دے اور اَللّٰهُمَّ اِنِّمَانَا بِكَ وَ اِقْبَابَنَا رَسُوْلِكَ نَبِيِّكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہتے ہوئے کعبہ تک بڑھے۔

۸۔ جب حجر اسود سے گزر جائے تو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر مرد دل کرتا ہوا بڑھے۔

۹۔ جب ملتزم، پھر دکن عراقی پھر میزاب رحمت پھر دکن شامی کے سامنے آئے تو خاص خاص دُعائیں جو ان موقعوں کے لیے آئی ہیں وہ پڑھے اور افضل یہ ہے کہ یہاں اور تمام موقعوں پر اپنے لیے دُعا کے بدلے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجے۔

۱۰۔ جب رکنِ یمانی کے پاس آئے تو اسے تبرکاً چھوئے اور چاہے تو بروہی سے یہاں اکتوں سے اشارہ کر کے ہاتھ چومائیں۔

۱۱۔ رکنِ یمانی نے بڑھ کر مستجاب پر آئے تو دعا کرے یا پھر درود شریف پڑھے کہ عظیم برکتیں حاصل ہوں گی۔

۱۲۔ دُعا و درود چننا چٹکارنا پڑھے بلکہ آہستہ اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

۱۳۔ اب کہ دوبارہ آدمی حجرِ اسود تک آیا یہ ایک پھیرا ہوا، ایل ہی سات پھیرے کرے مگر دل صرف پہلے تین پھیروں میں ہے اور باقی چار میں معمولی چال سے چلے۔

۱۴۔ جب ساتوں پھیرے ہو جائیں تو پھر حجرِ اسود کو بروہی سے اور استقام کرے۔

۱۵۔ بعد طواف مقامِ ابراہیم پر درود کھت کہ حاجب میں پڑھے اور وقتِ کراہت ہو تو یہ وقت نکل جانے پر پڑھے اور دُعا مانگے۔

۱۶۔ پھر مقزم پر چلتے اور قریبِ اسود اس سے لپٹے۔

۱۷۔ پھر زم زم پر آئے اور کعبہ کو مُنہ کر کے تین سانسوں میں جتنا چاہا جائے خوب پیٹ بھر کر پئے اور دن پڑا لے اور پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے۔

۱۸۔ پھر اسی دُعا آدمی کے مفاد و مراد میں سی کے لیے حجرِ اسود پر آئے اور اسی طرح بروہی وغیرہ سے کہ بابِ مفا سے جانبِ مفاد و مراد ہو اور ذکر و دُعا میں مشغول مفا کی سیڑھیوں پر آنا چڑھے کہ کبڑہ معقلہ نظر آئے اور کعبہ درخ ہو کر دیر تک تسبیح و تہلیل و دعا و درود کرے۔

۱۹۔ پھر مردہ کو چلے اور جب پہلا میل آئے مرد درودِ ناشروع کر دے یہاں تک کہ درودِ میل سے نکل جائے پھر آہستہ بروہی سے اور مردہ پر پہنچے اور رو بہ کعبہ دُعا وغیرہ کرے۔

۲۰۔ پھر مفا کو جاتے اور آئے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مردہ پر ختم کرے۔

فاصلہ ہو کر عمرہ صرف انہیں افعال طواف و سی کا نام ہے قادر اور مفرد جس نے افراد کیا تھا لیکہ کہتے ہوتے احرام کے ساتھ مکہ میں ٹھہریں گے مگر جس نے



متن کیا تھا وہ اور نماز عمرہ کرنے والا شروع طواف سے منگ اسود کا بوسہ لیتے ہی بلیک  
چھڑ دیں اور طواف دسی کے بعد حلق یا تقصیر کرائیں اور احرام سے باہر آئیں اور منیٰ  
جانے کے لیے یہ سب مکہ منظر میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کریں۔

- ۲۱۔ یوم الترویہ کراٹھ تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو یا نہ لے اور جب آفتاب  
نکل آئے منیٰ کو چلے اور ہر سکے تو پیادہ کہ آرام سے بھی رہے گا اور خواب عظیم بھی پائے گا۔  
۲۲۔ منیٰ میں رات کو ٹھہرے، آج ظہر سے نہیں کی صبح تک پانچ نمازیں مسجد حنیف میں  
پڑھے اور شب عرفہ منیٰ میں ہر سکے تو ذکر و عبادت میں جاگ کر گزارے۔  
۲۳۔ صبح ستھب وقت میں نماز پڑھ کر آفتاب چمکنے پر عرفات کو چلے، راستے بھر ذکر و  
درد میں بسر کرے، بلیک کی کثرت کرے۔

- ۲۴۔ عرفات میں جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے پچ کر اترے اور چہر  
تک زیادہ وقت اللہ کے حضور ناری اور تصدیق و خیرات اور ذکر و بلیک میں مشغول ہے۔  
۲۵۔ دوپہر ٹوٹتے ہی مسجد نمرہ چلے اور نماز پڑھتے ہی مرقف کو روانہ ہو جائے وہ خاص  
نزول رحمت کی جگہ ہے یہاں کھڑے بیٹھے جیسے بن پڑے ذکر و دعا کرے، اپنے  
رہ کریم کی طرف متوجہ ہو اور لرزے کا بچتے ڈرتے امید کرتے دست صاعا آسمان  
کی طرف سر سے اونچے پھیلاتے، تکبیر و تہلیل بلیک حمد، ذکر، دعا، توبہ میں ڈوب  
جائے یہ وقوف ہی حج کی حمان اور اس کا بڑا رکن ہے۔

- ۲۶۔ جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مزدلفہ چلے راستے بھر ذکر و درد و دعا  
و بلیک میں مصروف رہے اور وہاں پہنچ کر جہاں جگہ ملے اترے۔  
۲۷۔ جہاں پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب حتی الامکان امام کے ساتھ پڑھے۔ اس  
کا سلام ہوتے ہی مناعشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد مغرب و عشاء کی سنتیں  
اور تہ پڑھے۔

- ۲۸۔ باقی رات ذکر و بلیک و درد و دعا میں گزارے اور نہ ہر سکے تو رات طہارت سو  
رہے اور صبح چمکنے سے پہلے غزوات سے خلع ہو کر نماز صبح اہل وقت میں ادا کرے۔

۲۹۔ جب طلوع آفتاب ہو دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے مٹی کو چلے اور یہاں سے سات پھرتی پھرتی نکلے یاں پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو کر اپنے ساتھ لے لے بلکہ تینوں دھو لے لے تو اور اچھا ہے۔

۳۰۔ جب مٹی پیچھے سب کاموں سے پہلے حجرہ عقبہ کو جاتے رمی سے فارغ ہوا تو فوراً واپس آجائے۔

۳۱۔ اب قربانی میں مشغول ہو جائے، یہ حج کا شکرانہ ہے اور یہاں بھی جانور کی عمر و اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو مید کی قربانی میں۔

۳۲۔ بعد قربانی رو قبضہ میٹھ کر مرد و عورتیں ایک پر برابر بال کتروائیں۔

۳۳۔ بال دفن کر دے اور یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے نہ ناخن کتروائے نہ خط بنوائے۔

۳۴۔ اب محلت سے متعلق چند باتوں کے علاوہ جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا اب حلال ہو گیا۔

۳۵۔ افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواف کے لیے مکہ منظرہ جاتے اور بدستور مذکور طواف کرے مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

۳۶۔ جو دسویں کو نہ جائے وہ گیارہویں کو یا بارہویں کو کرے اس کے بعد بلا حذر تاخیر کرے۔ جرمانہ میں قربانی کرنی ہوگی، اس شخص عورت کو حلیں آگیا تو وہ اس کے ختم ہونے کے بعد کرے۔

۳۷۔ بہر حال بعد طواف دو رکعتیں مفرد پڑھیں، حج پورا ہو گیا کہ اس کا دو سران کہ یہ طواف ہے۔

۳۸۔ دسویں گیارہویں بارہویں راتیں مٹی ہی میں بسر کرنا سنت ہے۔

۳۹۔ گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر پھر رمی کو پہلے اسی رمی حجرہ اولیٰ سے شروع کرے پھر حجرہ

دعٰی پر جائے، رمی کے بعد کچھ آگے بڑھ کر حضور قلب سے دعا روا استغفار کرے پھر حجرہ عقبہ پر گریبان رمی کر کے نہ ٹھہرے فوراً چلٹ آئے، پلٹنے میں دھما کرے۔

۴۰۔ بعینہ اسی طرح بارہویں تاریخ تینوں جہرے بعد زوال رمی کرے اور بارہویں کی رمی

کر کے غروب آفتاب سے پہلے مکہ منظرہ کو روانہ ہو جائے اور جب عزم زحمت ہو طواف

وداع بکالائے مگر اس میں زبردل ہے نہ سی نہ اضطباع، پھر دو رکعت مقام ابراہیم پر پڑھے

پھر عزم پر آئے اور پانی پئے اور بدن پر ڈالے اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر دوسرے

اور کُٹے پاؤں مسجد شریف سے باہر آجائے۔

سبق نمبر ۶

## فضائل عرین طہین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ)

سوال ۲۲: مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ کے فضائل بیان کریں؟

جواب: مکہ معظمہ اس انسانی ترقی کے تمام مدارج (درجوں) اور مراتب (مرتبوں) کی ایک مرتبہ تاریخ ہے، وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مہدی میں ایک خاص خاندان کا تبلیغی مرکز بنا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ میں وہ چند خیموں اور چھوٹی ٹاپوں کی مختصر سی آبادی میں ظاہر ہوا، پھر رفتہ رفتہ اس نے عرب کے مذہبی شہر کی جگہ حاصل کر لی اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد وہ اسلامی دنیا کا مرکز قرار پایا۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے کہ تمام حرم یعنی مکہ معظمہ کے ارد گرد میلوں تک پھیلا ہوا زمین کا رقبہ روئے زمین پر موجود تمام مسلمانوں کے لیے مریخ و مائن بنادیا گیا ہے۔ عام زائرین کا جوتانا کعبۃ اللہ زیارت اور عمرہ کا سال کے ہر موسم، ہر فصل، ہر زمانہ میں نگاہ رہا ہے اس سے قطع نظر تصور میں نقشہ ان کے کھول مسلمانوں کا جائیں جو صرف حج کے موقع پر کھنچے پئے آتے ہیں، صرف حجاز یا ملک عرب ہی کے ہر حصے سے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر حصے سے ہر ملکتے، ہر ملک سے اور پھر یہ بھی ذہن میں رکھ لیں کہ یہ سلسلہ دس بیس سال سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ یعنی تقریباً چار ہزار سال سے قائم ہے اور حرم کعبہ کا مائن اور اس کا ہر نقشہ و نقشہ سے مامن ہونا، اس سے ظاہر ہے کہ صرف عمارت کعبہ یا مسجد حرام ہی نہیں بلکہ ارد گرد کی ساری زمین داخل حرم ہے جہاں انسان کی جان لینا اگ رہا جائے تک کا شکار جائز نہیں اور یہ حکم تفسیر شریعت اسلامی کا ہے، زمین حرم کا مامن اور مرجع امن و امان ہونا زمانہ جاہلیت یعنی زمانہ قبل غلبہ اسلام میں بھی مسلم رہا ہے۔ بڑے بڑے مجرم مشرکوں کے دور حکومت میں بھی جرم کر کے

خانہ کعبہ کی دیواروں کے درمیان اگر پناہ پا جاتے تھے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے جو دعائیں مانگی تھیں ان میں ایک دعایہ تھی کہ شہر مکہ کو اسن والا بنا دیا جائے یہ خود ایک معجزہ ہے اسن دامن کے لحاظ سے جرم کعبہ: مکہ اور اس کے مصافحات کی سرزمین آپ اپنی نظیر ہے نہ وہاں ڈاکے پڑتے ہیں نہ قتلے لٹتے ہیں نہ لاشے ترپتے ہیں بلکہ خونی بھی اگر آ کر خانہ کعبہ میں پناہ گزین ہو جائے تو اسے وہاں قتل نہیں کیا جاسکتا۔ مکہ کی مقدس سرزمین اور خانہ کعبہ کا اتنا احترام مشرکین عرب نے بھی ہمیشہ طرز رکھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعایہ تھی کہ مکہ والوں کو پہل پھلاری کھانے کو ملے رہیں اور دنیا جانتی ہے کہ مکہ ایسی جگہ واقع ہے کہ ساری زمین یا سخت ریتلی ہے یا سخت پتھریلی، بارش بھی بہت تھیں مقدار میں ہوتی ہے اور کاشتکاری و باغبانی کو تو کوئی جانتا ہی نہیں لیکن ان سب کے باوجود جتنے تازہ تازہ پھل میوے بزرگاریاں چاہئے شہر مکہ میں خرید لیجئے، انفرقی مکہ منظر اور خانہ کعبہ اہل عرب کے درمیان مقدس اور ایک عبادت گاہ کی حیثیت سے بہت ہی قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے اس کی اولین تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور اس کے منہدم ہو جانے کے بعد ازبر فر تو تعمیر حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے، قرآن کریم نے خانہ کعبہ کو سب سے پہلا مہدی یعنی عبادت گاہ بتایا اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ کعبہ بیت المقدس سے بھی قدیم تر ہے، بلکہ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی وہ مقام ہے جس میں مادی اور روحانی، دنیاوی اور دینی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں، اس پاک شہر اور پاک گھر کی دائمی عظمت و تقدس اور برتری کا اعلان قرآن کریم میں اور احادیث شریفہ میں جگہ جگہ اور مختلف عنوانات سے کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ ہے گی جب تک اس احرم مکہ کی حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

یہی وہ شہر ہے جسے رحمۃ اللہ علیہ ﷺ کا وطن اور آپ کی ولادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے، یہیں سے اسلام کی آواز بلند ہوئی اور یہی اسلامی تعلیمات

کا پہلا مرکز ہے۔ یہیں آیاتِ نبیات کی تحفیاں اہل اسلام کے سینوں کو منور و مجلاتی ہیں۔ یہی وہ مبارک شہر ہے کہ جب ایک پُر قوت عیسیٰ سلطنت کے گورنر ابرہہ نے جوین کا حاکم تھا حجاز مکہ بلکہ خود خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مکہ منظر پر فوج کشی کی تو بجائے خانہ کعبہ کے برباد کرنے کے خود ہی مع اپنے لشکر کے برباد ہو گیا اور اس کا بٹا بٹا یا کھیل بھول گیا، ہوا یہ کہ ایک بیک سمندر کی طرف سے پرندوں کا ایک ٹڈی دل نظر آیا جن کے پھول اور چوخیوں میں کنکریاں تھیں جن سپاہیوں پر وہ کنکریاں پڑیں ان کا بدن پھوڑ کر باہر نکل آئیں اور نوذہ ہی اعضاء گلنے اور مرنے لگتے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زور و اثر ہو گیا، ابرہہ یہ ماجرا دیکھ کر پریشان ہو کر بھاگا اور یمن پہنچے ہی دنیا سے معد کیا۔

کہتے ہیں کہ ابرہہ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ مکہ کی جانب بڑھے اس کی فوج میں اتنی بھی تھے جو عرب میں بالکل ایک نئی چیز تھے جیسا کہ آج کل کی جنگ میں آتشی اڑدے یعنی ٹینک وغیرہ، تو باقیوں کی قطار میں سے سب سے پہلے اس ہاتھی نے گے بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر خود ابرہہ سوار تھا، فیل بان اگرچہ اس پر آگنیں پڑا گئیں مگر وہ زبانی ڈپٹ رہا تھا مگر وہ کسی طرح آگے بڑھنے کا نام نہ لیتا تھا لیکن جب اسے یمن کی جانب چلانے تو وہ تیزی کے ساتھ چلنے لگتا تھا، اسی حالت میں لشکر کو پرندوں نے آگھیرا اور تباہ کر دیا، اس واقعہ سے خانہ کعبہ اور مکہ منظر کی عظمت و جلالت کی اہمیت اور بھی نمایاں ہو گئی۔

سوال ۲۵: مدینہ طیبہ کو کن فضائل کی وجہ سے مقدس و منور کہا جاتا ہے؟

جواب: مدینہ طیبہ وہ پاک و مبارک شہر ہے:

۱۔ جہاں خود حضور اقدس سرور اکرم جان دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و بابک و سلم کی تربت اطہر اور روضہ اقدس ہے جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں قربان ہیں۔

۲۔ جس کے راستوں پر فرشتے پیرو دیتے ہیں اس میں نہ وبال آئے نہ طاعون (بخاری و مسلم)۔

۳۔ جو تمام بستیوں پر باعتبار فضائل و برکات غالب ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

۴۔ جو لوگوں کو اس طرح پاک و صاف کرتا ہے جیسے بٹی لوہے کے میل کو (بخاری و مسلم)۔

۵۔ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا، ایسا مکمل جلتے گدھ جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ جو شخص اہل مدینہ کو ڈراتے گا، اللہ اسے خوف میں ڈالے گا۔ (ابن ماجہ)

۷۔ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈراتے وہ خوف میں مبتلا ہوگا اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔ (طبرانی۔ نسائی)

۸۔ جسے خود مولا نے کریم و جلیل نے اپنے حبیب کی ہجرت گاہ کے لیے مقرب فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۹۔ جو مدینہ کی تکلیف و مشقت پر ثابت قدم رہے گا، حضور روز قیامت اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ (مسلم)

۱۰۔ جو شخص مدینہ میں رہے گا حضور ﷺ کی شفاعت پائے گا اور نمشا جائے گا۔ (ترمذی)

۱۱۔ جس کے لیے حضور ﷺ نے دعائیں فرمائیں کہ :

(۱) اے الہی ! تو ہمارے لیے ہماری کمجوروں میں برکت دے۔

(۲) ہمارے صاع و مد (دو پیانے) میں برکت دے۔

(۳) ہمارے مدینہ میں برکتیں اتار۔

(۴) یا اللہ ! بے شک ابراہیم تیرے بندے، تیرے نبیل اور تیرے نبی میں اور بیشک

میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انہوں نے مکہ کے لیے تجھ سے دعا کی اور میں مدینہ

کے لیے تجھ سے دعا کرتا ہوں اسی کی مثل جس کی دعا مکہ نے یہ انہوں نے کی و

اتنی ہی اور مدینہ کی برکتیں مکہ سے دو چند ہوں، (مسلم و غیرہ)

(۵) یا اللہ ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بد اس سے

زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے لیے درست فرما دے اور اس کے صاع و

مدین برکت عطا فرما اور یہاں کے بنار کو منتقل کر کے جعفیہ میں بھیج دے۔

یہ دُعا اس وقت فرمائی تھی جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہاں  
آب و برا مصحاب کرام کو ناموافق ہوئی کہ پیشتر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں اسی لیے  
اس کا نام یثرب تھا مین ناموافق آب و ہوا والی ہستی، اب یہ یثرب نہیں بلکہ طیبہ ہے۔  
سوال ۲۶: روضہ انور کی زیارت کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: یہی فضیلت کیا کم ہے کہ ملائے قدوس جل جلالہ نے تمیں اس پاک شہر میں  
پہنچا کر اپنے محبوب ﷺ کا جہان بنایا اور دنیا و آخرت میں تمہاری کامرانی و  
بخشش و نہات و شفاعت کا شروہ اپنے حبیب کی زبان و وحی ترجمان سے سنایا  
ارشاد فرماتے ہیں ﷺ "جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری  
شفاعت واجب ہے؟" دیکھتی! نیز فرمایا جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد  
میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے شرف ہوا (طبرانی)  
ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے  
میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور  
جو حرمین میں مرے گا قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا۔ دیکھتی!

ایسی عظیم بشارتوں کو کُن کر بھی جس کا دل نہ پیسے اور آستانہ پر حاضری نہ دے تو  
ظاہر ہے کہ بڑی بد نصیبی و محرومی کی راہ چلا۔ ایسوں ہی کے بارے میں فرمایا۔  
"جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔" (ابن ہدی)

خود قرآن عظیم قیامت تک مسلمانوں کو اس زیارت کی طرف بلاتا اور انہیں  
ترغیب دیتا ہے وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا الْأَيَةَ "یعنی اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی  
جانوں پر ظلم کر بیٹھیں یعنی گناہ و جرم کریں تیری بارگاہِ یکس پناہ میں لے کر مجھ حاضر ہوں پھر  
نصرت سے منفرت مانگیں اور مغفرت چاہے ان کے لیے رسول تو بے شک اللہ عز و جل  
کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائے۔"

ملائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضورِ اقدس ﷺ کے حال حیات  
اور مجالِ وفات دونوں کو شامل ہے اور مزار پر انوار پر حاضری قریب ہر واجب ہے۔

امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرمایا کہ قبر اقدس حضور والا ﷺ کی طرف سفر کر کے جانا واجب ہے، زیارت قبر شریف میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے اور نبی ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔  
اسی لیے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جو باوجود قدرت زیارت مزار اقدس ترک کر دے اس نے حضور ﷺ پر جھٹکا، جیسا کہ اسی حدیث گزری۔  
بہت لوگ طرح طرح سے بہکتے ہیں، خیر خدا! کسی کی نہ خواہ وہ ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پٹو۔

سبق نمبر

## حاضری سرکارِ اعظم ﷺ

- سوال ۲۱: مسجد نبوی اور روضہ انور کی زیارت کے آداب کیا ہیں؟  
جواب: سرزمینِ عرب کا یہ وہ مبارک قطب ہے جس کی بابت کہا گیا کہ  
ادب کا ہیست زیرِ آسمان از عرشِ نازک تر  
نفسِ کردہ می آید بنفید و بایزید اینجا  
اس لیے "آدابِ انصیب" کا سرِ ایوانِ حاضری دور والا کو مقصود بناؤ۔  
۱۔ حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو اور راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔  
۲۔ جب حرمِ مدینہ نظر آئے، روتے سر جھکاتے آنکھیں نمی کٹے ہوئے اور ہونٹے تر پیادہ ننگے پاؤں چلو اور جب شہر اقدس تک پہنچو تو جلال و جمالِ محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔  
۳۔ جب قبتہ انور پر نظر پڑے، درود و سلام کی کثرت کرو۔  
۴۔ حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو کر وہاں رسوا کرو اور غسل بہتر، بنفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر نمبر اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔



۵۔ اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت شوق و حضور سے حویہ ہو اور در مسجد پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے اجازت مانگتے ہو۔

۶۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہنے رکھ کر ہر تن ادب ہو کر داخل ہو، آنکھوں، کانوں، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو اور سرکار ہی کی طرف درگاہ تے بڑھو۔

۷۔ ہرگز، ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

۸۔ یقین مانو کہ حضور اقدس ﷺ کی حقیقی دنیاوی جہانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات خرافین سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرت صرف وحدۃ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جاتا۔

۹۔ اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور شکرانہ ماضی دربار محراب نبی میں ورنہ جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔

۱۰۔ ادب کمال میں ٹوہ بے ہوتے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ

ہوتے غم و کرم کی امید رکھتے ہوتے مراجعہ عالیہ میں حاضر ہو، حضور کی نگاہ یکس پناہ تمہاری طرف برگی اور یہ بات دونوں جہاں میں تمہارے لیے کافی ہے والحمد للہ۔

۱۱۔ اب بحال ادب جالی مہلک سے کم از کم چار ہاتھ کے خاصے سے قبضہ کو پیٹو اور

مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح اتار باندھے کھڑے ہو، اب کہ دل کی طرح تبارانہ

بھی اس پاک جالی کی طرف بے نہایت ادب و وقار کے ساتھ معتدل آواز سے

محر و تسلیم بجا لاؤ اور جہاں تک زبان یاری دے صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو اور عرض کرو

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقٍ خَلَقَ اللَّهُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُتَرَدِّينَ. السَّلَامُ

عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَآصْحَابِكَ وَآصْحَابَتِكَ أَجْمَعِينَ

۱۲۔ حضور سے اپنے لیے اپنے ماں باپ پر استاد، والد اور عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے

یہ شفاعت ماحماد مبارک عرض کرو۔ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

۱۲۔ پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی ہو، بجا لاؤ، شرفا اس کا حکم ہے۔

۱۳۔ پھر اپنے دل سے اتھمینی مشرق کی طرف اتمہ بھر سٹ کر حضرت حدیق البرمینی اللہ عنہ کے

ہمراہ زوال کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْفَارِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

۱۴۔ پھر آٹا ہی اودھٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مدبر کھڑے ہو کر عرض کرو

اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا مَجْتَعَالَ زُرْعِينَ اَلْسَلَامُ عَلَيْكَ يَا حِلَّ اِلَا سَلَامٍ وَالسَّلَامِ وَالسَّلَامِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

۱۵۔ پھر اٹھت بھر مغرب کی طرف پٹھو اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيفَتَي رَسُولِ اللَّهِ اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ذَوَيْ بَرِي رَسُولِ اللَّهِ اَلْسَلَامُ عَلَيْكُمَا يَا كَهْجَتَي رَسُولِ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اَسْأَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ وَنَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

۱۶۔ یہ سب ماحضریاں محل اجابت میں، دعا میں کوشش کرو، دلتے جامع کرو، درود پر قنات بہتر

۱۷۔ پھر منبر اطر کے قریب پھر درود جنت میں اگر در رکست نفل جب کہ وقت کمرو نہ ہو پڑو کہ دعا کرو، پڑھنی مسجد قدیم کے بر تنوں کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو۔

۱۸۔ جب تک مدینہ طیبہ کی ماحضری نصیب ہو، ایک سانس بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے

سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں با طہات حاضر ہو، نماز و تلاوت، درود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہیئے نہ کہ یہاں ہمیشہ ہر مسجد میں ہاتے نیت اعتکاف کرو۔

۱۹۔ یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار گھسی جاتی ہے لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے میں کمی ضرور کرو اور مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو جائے خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا اگر اس پر وعدہ شفاعت ہے۔

۲۰۔ روزہ انور پر نظر بھی عبادت ہے تو ادب سے اس کی کثرت کرو اور اس شہر میں یا

شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بیزادہ منہ کر کے صلوٰۃ و سلام

عرض کرو: بغیر اس کے ہرگز ہرگز نہ گزرو کہ خلافت ادب ہے۔

۲۲۔ قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حلیم کتبہ معتکہ میں کرو۔

۲۳۔ چنگنا نہ یا کم از کم صبح شام مواجد شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر ہو دو۔

۲۴۔ ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو

گناہ کے علاوہ کسی نعمت محرومی ہے والیہذا یا اللہ تعالیٰ، صبح حدیث میں ہے رسول

اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس کی میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لیے

دوزخ و نفاق سے آزادیاں ملے جائیں گی لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ امام صبح العقیدہ بنی

اور دل میں حضور ﷺ کا ادب و احترام رکھنے والا ہونا چاہیے۔

۲۵۔ قبر کرم کو ہرگز پیٹ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹ نہ پڑے

۲۶۔ روضہ انور کا نہ طواف کرو، نہ مسجد، نہ آٹا بھلنا کر دکرع کے برابر ہو، رسول اللہ ﷺ

کی تنظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۲۷۔ وقت رخصت مزار پر ازار پر حاضری دعواد مواجد شریف میں حضور سے بار بار اس

نعت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آداب رخصت بجالاؤ اور پتے دل سے دعا کرو

کہ اپنی ایمان و منت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

آمین آمین یا رحم الراحمین۔

سبق نمبر ۷

## حج و عمرہ کے متفرق مسائل

سوال ۱: حج و عمرہ کے افعال میں تصور واقع ہو جاتے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: بحالت احرام کسی جنایت مینی جرم کا ارتکاب ہو جاتے تو اس کا کفارہ مختلف

ہے، بعض جرائم ایسے ہیں کہ ان کے ارتکاب پر بدنہ مینی اونٹ یا گائے کی قربانی کا

حرم کی سرزمین پر نہ کرنا لازم آتا ہے اور کہیں دم واجب ہوئے مینی بھیل بھری وغیرہ کا ذبح

کرنا اور کہیں صدقہ نظر کے برابر دینا ضروری ہوتا ہے کہیں اس سے بھی کم دینا پڑتا ہے  
غرض جیسا جرم ویسی سزا۔

اس مختصر رسالے میں ان بنیاد اور ان کے تقاضوں کی تفصیل کی گنجائش کہاں  
یہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھیں یا بہت ضرورت طلبے کلام اہلسنت کی جانب متوجہ ہوں  
البتہ یہاں دو باتیں ذہن نشین کر لیں :

۱۔ جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا  
جوروں کے ایذا کے باعث ہوگا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہوگا  
کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا تین روزے رکھے  
اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور مجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقے کے بدلے ایک  
روزہ رکھے۔

۲۔ کفارے اس لیے ہیں کہ بھل چوک سے یا سونے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ  
سے پاک ہو جائیں نہ اس لیے کہ جہاں بوجہ کر بلا جرم کرو اور کہو کہ کفارہ دے دیں گے  
دینا جب بھی آئے گا مگر قصد حکم الہی کی مخالفت سخت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۲۹ : حرم کو احرام میں جوڑ لگانا عندالشرع جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : سلی جرتی چیز سے پہننا چاہیے اور حالت ضرورت مشتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۳۰ : عورت کا حج کو جانا درست ہے یا نہیں ؟

جواب : حج کی فرضیت میں عورت مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر  
فرض ہے مرد ہو یا عورت، جو ادا نہ کرے گا خدا ب جہنم کا مستحق ہوگا عورت میں اتنی بات  
زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ یہ سفر کرنا حرام ہے اور کسی نیک پارہ  
خدا ترس بی بی کے ساتھ مل جانا امام اعظم کے نزدیک کافی نہیں لیکن اگر بغیر محرم کے چلی  
گئی اور حج کر لیا تو فرض ساقط اور حج مکروہ ہوا اور اس فعل ناجائز کا وبال خدا کر بہ قدم پر لگا  
ہلے گا عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی سب کا حکم ایک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۲۱: کسی کے والدین پر قرض ہے اور وہ اسے حج فرض سے روکتے ہیں تو یہ کیا کرے؟  
جواب: جب کہ یہ شخص اپنے ذاتی روپے سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور حج فرض میں والدین کی اجازت و کار نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں اس پر لازم ہے کہ حج کو چلا جائے اگرچہ والدین منع کریں اور والدین پر قرض ہو تا اس شخص پر فرضیت حج میں خلل انداز نہیں، صاحب استطاعت ہے تو حج اس پر فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۲۲: سر میں احرام کی چادر کے اوپر کبل وغیرہ کوئی اور کپڑا لٹکا دیا ہے یا نہیں؟  
جواب: کبل یا بانٹ یا آؤنی چادر وغیرہ بے سٹے کپڑے اگرچہ دو چادر ہوں اور منے کی اجازت ہے بلکہ سوتے وقت اوپر سے روٹی کا انگوٹھا چند بارہ چہرہ چھڑک کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے کچھا لینا بھی ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۲۳: حج اصغر اور حج اکبر کسے کہتے ہیں؟  
جواب: حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں کہ اس میں بھی طواف و سعی وغیرہ افعال حج ادا کئے جاتے ہیں اور اس کے مقابل حج اکبر ہے جس میں ان افعال کے علاوہ وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ اور منی کے افعال داخل ہیں۔

سوال ۲۴: وقوف عرفات یعنی ذی الحجہ کی نویں اگر جمعہ کو ہو تو یہ بھی حج اکبر ہے یا نہیں؟  
جواب: وقوف عرفات خواہ کسی دن ہو، یہ حج حج اکبر ہی کہلاتے گا کہ عمرہ نہیں ہے حج اصغر کہتے ہیں البتہ اگر حسن اتفاق سے اس تاریخ کو جمعہ میسر آجائے تو زہے نصیب! حج میں چار جائز مک جاتے ہیں، حضور ﷺ کا خیمہ اوداع جمعہ ہی کے روز واقع ہوا تھا حضور کے طفیل یہ عراقت و مشابہت اور بھی زیادہ برکات کی موجب ہے، کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج شرف حج کے برابر ہے تو ایک حج میں شرف کا ثواب کیا فضیلت ہے جو جمعہ کے باعث حاصل ہوتی، پھر جمعہ کا دن مسلمانوں کے حق میں یوم عید ہے اور عرفہ تو ہے ہی عید، تو ایک دن میں دو عیدیں میسر آجائیں، یہ کرم بالائے کرم ہے اور تَوْرٌ عَلٰی نُوْر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہودی نے کہا کہ آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، آپ نے فرمایا یہ آیت

دو عیدوں کے دن تہری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی جس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اُنکاری اس دن دوسری عید تھی کہ جمعہ و عرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے لیے عید ہیں اور اس دن یہ دونوں جسے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ (ترمذی) غالباً عوام الناس اسی کثرت ثواب اور دوسری عیدوں اور خوشیوں کے باعث اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال ۲: حج بدل کی کیا شرطیں ہیں؟

جواب: حج بدل یعنی نائب بن کر دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض ساقط ہو جائے، اس کے لیے متعدد شرطیں ہیں انہیں اجماعیہ کہ زندگی میں جو کوئی حج بدل اپنی طرف سے ہو جو مجبور کی کراتے اس حج کی صحت کے لیے شرط ہے کہ وہ مجبوری آنور مرتبہ دائم و باقی رہے اگر حج بدل کراتے کے بعد مجبوری جاتی رہی اور بذات خود حج کرنے پر قدرت پائی تو اس سے پہلے ایک یا جتنے حج بدل اپنی طرف سے کراتے ہیں سب ساقط ہو جاتے، حج نفل کا ثواب نہ گیا فرض ادا نہ ہوا اب اس پر فرض ہے کہ خود حج کرے۔ باقی شرائط کی تفصیل بڑی کتابوں سے معلوم ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال ۳: میت کا حج بدل کرنے والے کو خاص مکہ منظم میں وہاں کا زمانہ حج کا خرچ دے کر مقرر کر لینا کافی ہے یا نہیں؟

جواب: اس قسم کے حج بدل کراتے جاتے ہیں ان سے فرض تو اتر سکتا نہیں، حج عبادت بدنی اور مالی دونوں سے مرتب ہے جس پر حج فرض تھا اور ماضی بے کئے مرگیا ظاہر ہے کہ بدنی حصے سے تو عاجز ہو گیا رب عزوجل کی رحمت ہے کہ صرف مالی حصہ سے اس کی طرف سے حج بدل قبول فرماتا ہے جب کہ وہ وصیت کر جائے اور رحمت پر رحمت یہ کہ وراثت کا حج کرنا بھی قبول فرمایا جاتا ہے اگرچہ میت نے وصیت نہ کی، تو حج بدل والے کو اسی شہر سے جانا چاہیے جو شہر میت کا تھا کہ مالی مرت پر پورا ہو، مکہ منظم سے حج کر دینا اس میں داخل نہیں، رہا ثواب تو اس کی امید بھی بخیر ہے۔ حج کرنے والے صاحب اس پر اجرت لیتے ہیں اور جب اجرت لی ثواب کہاں اور جب انہیں کو

ثواب نہ دلا ہیت کو کیا پہنچائیں گے خصوصاً جب کہ بعض پیشہ ور یہ ظلم کرتے ہیں کہ چار چار  
شخصوں سے حج بدل کے روپے لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتے  
آمین (فتاویٰ رضویہ)

سوال ۲۴: جس پر قربانی واجب ہے خواہ شکر لانے کی خواہ کسی جنایت، قصور کی وہ اس  
کے عوض جانور کی قیمت خیرات کر دے یا وطن واپس آکر یا حرم کے علاوہ کہیں اور قربانی  
کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نہ یہ جائز نہ وہ درست کہ یہاں خود ذبح مقصود ہے اور اللہ عزوجل کے لیے  
جان دینا۔ تو قیمت اس کے بدلے خیرات کرنا کافی نہیں جیسا کہ عید قربان پر وجوب  
کی صورت میں بغیر قربانی کے یہاں عہدہ برائیں ہو سکتا، یہ نہی وطن واپس آکر ایک  
جانور کی جگہ ہزار جانور قربان کر دیں وہ واجب ادا نہ ہوگا کہ اس کے لیے حرم کی  
سرزمین شرط ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

سوال ۲۵: جس کے پاس روپیہ تنخواہ اور رشوت وغیرہ کا خانگی خرچ سے فاضل موجود ہو  
تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس کے پاس مال حلال کبھی اتنا نہ ہو جس سے حج کر سکے اگرچہ رشوت کے  
ہزار بار روپے ہوئے تو اس پر حج فرض ہی نہ ہو کہ مال رشوت مال منسوب دھینا ہوا  
ہے وہ اس کا مالک ہی نہیں اور اگر مال حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کسی موسم  
میں ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام ہے  
اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا، حدیث میں ارشاد ہوا جو مال  
حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ بیک کتاب ہے فرشتہ جواب دیتا ہے: نہ تیری  
حاضری تہوں نہ تیری خدمت مقبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک تو یہ حرام  
مال جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ کر دے۔

اس کے لیے چارہ کاری ہے کہ قرض لے کر قرض ادا کرے اور وجہ حلال سے

مال پیدا کر کے قرض ادا کرے اگر ادا ہو گیا فہنا در نہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جو حج یا جہاد

یا نکاح کے لیے قرض لے وہ قرض اللہ عزوجل کے فخر کرم پر ہے۔ بعد ازاں حلال کی طرف توجہ دے اسی حرام سے قرض ادا کیا اور اپنے مصارف میں صرف کرتا رہا تو یہ ایک گناہ ہے اور حج فرض اور اذکار تو دو گناہ تھے، ایک گناہ سے بچ گیا کیا کم ہے؟ (فتاویٰ رضویہ، سوال ۱۹۴) : طواف وغیرہ اعمال کا ثواب ہر موسم کے لیے ہے یا صرف زمانہ حج میں؟

جواب : حرم محترم کے اعمال کا ثواب اس زمین پاک کے اعتبار سے ہے ذکر زمانہ حج کی خصوصیت سے، ایک نیکی پر لاکھ لاکھ کا ثواب جیسے زمانہ حج میں ملے گا ویسے ہی دوسرے اوقات میں، اور طواف کعبہ منظرہ جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طواف فرض ہے جب تو ظاہر ہے کہ فرض کے ثواب کو دوسری چیز نہیں پہنچ سکتی اور اگر وہ طواف عمرہ ہے تو اس کے ثواب میں بکرہ تعالیٰ کوئی کمی نہ ہوگی اور خصوصاً رمضان المبارک میں اس کا طواف ذی الحجہ سے بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

”رمضان مبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔“

سوال ۱۹۵ : حج کے سفر میں پہلے مدینہ طیبہ جائے یا مکہ معظمہ؟

جواب : علمائے کرام نے دونوں صورتیں لکھی ہیں چاہے پہلے مکرکار اعظم میں حاضر ہو اس کے بعد حج کرے یہ ایسا ہو گا جیسے صبح کے فرضوں سے سنتیں مقدم ہیں اور باجگاہ متعلق کی حاضری اس کے لیے قبول حج کا سامان فرما دے گی انشاء اللہ العزیز ثم سولہ اشرف الازیم علیہ وعلیٰ آلہ وکرم الصلوٰۃ والتسلیم اور چاہے توجہ کے بعد حاضر ہو یہ ایسا ہو گا جیسے قرب کے فرضوں کے بعد سنتیں، حج اگر مبرور دہر تصور سے پاک ہے اسے گناہوں سے پاک کر کے اس قابل کر دے گا کہ زیارت قبر انور کرے۔

پاکت شوال اول وپس دیدہ برآں پاک انداز

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے مدینہ طیبہ راستہ میں نہ پڑے اور اگر ایسا ہے جیسا شام سے آنے والوں کے لیے تو پہلے حاضری دربار انور ضروری ہے خلاف ادب ہے کہ بے حاضر ہوئے حج کو چلا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

ملہ پہلے پاک صاف جو پیرا تمہیں اس پاک سرزمین پر فرشتے کر۔



## سبق نمبر ۹

# پیارے نبی کی پیاری باتیں

حضور مصطفیٰ العطار والسرور، دافع البلاء والشر وقرأتے ہیں :

۱۔ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے بہتر کوئی چیز نہیں، اللہ پر ایمان اور عام مسلمانوں کو نفع رسانی، اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے ہتر کوئی شے نہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانا۔

۲۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی اور تین چیزیں بے برطاعتی ہیں اور تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔  
نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں :

(۱) علانیہ اور پوشیدہ خدا سے ڈرنا (۲) تگدستی اور فارغ البالی میں دریائی راہ چلنا اور (۳) خوشی و غضب کے وقت انصاف پر رہنا۔

ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں :

(۱) سخت نیکل یا حریص ہونا۔ (۲) اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا اور (۳) خود پسندی (کہ "تجبر کا زینہ ہے")۔

درجے برطاعت والی تین چیزیں یہ ہیں :

(۱) آپس میں سلام پھیلاتا۔ (۲) محتاجوں کو کھانا کھلاتا۔ (۳) راتوں کو نماز نفل پڑھنا جب کہ دنیا سوتی ہے۔

اور گناہوں کا کفارہ یہ تین چیزیں ہیں :

(۱) سخت سردی میں کامل وضو کرنا۔ (۲) نماز یا جماعت کے لیے پیادہ جانا اور (۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔

(ان امور کی برکت سے صغیر و گناہ خود بخود مٹا ہوجاتے ہیں مگر کبیر و کبیرے تو بے ضرر۔)

۳۔ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں، اپنے گزشتہ گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک کبھی بوجے محفوظ ہیں، اپنی نیکیوں کا چرچا کرنا جبکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ مقبول ہوئی یا مردود، اپنی نظر میں ایسوں کو رکھنا جو دنیاوی اعتبار سے اس سے بڑھ کر ہیں اور صرف ان لوگوں کو دیکھنا جو دین میں اس سے کتر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا لیکن اس نے مجھے اپنی ملامت بتایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اور چار چیزیں نیک بختی کی نشانی ہیں :

اپنے گناہوں کو یاد رکھنا کہ تو بہ کی توفیق ہوگی، کتنی نیکی کر کے بھول جانا، ایسے بندہ کو دیکھنا جو دین میں اس سے برتر ہے اور دین کی طرف ہمت کا باعث ہے، اور ایسوں کو دیکھنا جو دنیا میں اس سے بدتر حال میں ہیں (کہ موجب شکر ہے)۔

۴۔ میرے امتیاز پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ انہیں پانچ چیزوں سے محبت ہوگی اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے :

دنیا سے انہیں محبت ہوگی اور آخرت کو بھول جائیں گے  
اپنے گھروں سے انہیں محبت ہوگی اور قبروں کو بھول جائیں گے  
مال سے انہیں محبت ہوگی اور حساب آخرت کو بھول جائیں گے  
اہل و عیال سے انہیں محبت ہوگی اور حور و قصور کو بھول جائیں گے  
اپنے خواہش نفس سے انہیں محبت ہوگی اور اللہ کو بھول جائیں گے

وہ مجھ سے بری ہیں اور میں ان سے بیزار۔

۵۔ چھ آدمیوں پر میری لعنت، اللہ کی لعنت اور برحق متحاب اللہ کی لعنت

(۱) وہ جو قرآن میں کی جیسی یا تحریف کرے۔ (۲) وہ کہ تقدیر الہی کو بھولے۔ ۳۔ وہ

جو زبردستی دوسروں پر مسلط ہو جائے تاکہ جسے اللہ نے عزت دی ہے اسے

ذلیل کرے (مثلاً علمائے حق کی) اور جسے اللہ نے ذلیل رکھا ہے اسے عزت

بخشے (مثلاً کم اصل کمینہ کو)۔ (۴) وہ جو حرم الہی کی حرمت کو اپنے لیے حلال کرے

(اور اس کی بیعتی پر اترے)۔ (۵) وہ جو میری اولاد پر ان باتوں کو حلال جانے نہیں اللہ

نے حرام کیا ہے (مثلاً ناقی ایذا و ظلم)؛ وہ جو میری سنت کریمہ کو چھوڑے اور اسے ترک کرنا اپنا معمول بنائے اللہ تعالیٰ کل بروز قیامت ان پر نظر رحمت نازل فرمائے گا۔

۶۔ سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس سایہ کے سوا کوئی اور سایہ میسر نہ ہوگا۔

۱۔ امام عادل و حاکم منصف ۲۔ وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں پلا بڑھا ۳۔ وہ بندہ خدا جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور خوف خدا سے اس کی آنکھوں سے آنسو پکے ۴۔ وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ پھر مسجد پہنچے ۵۔ وہ شخص جس نے راہ خدا میں صدقہ کیا اور اس طرح کہ باتیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ۶۔ وہ دو شخص جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی ۷۔ وہ شخص جسے کسی حسین عورت نے اپنی طرف نہا کی دعوت دی اور اس نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ ۸۔ آٹھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا پیٹ آٹھ چیزوں سے کبھی نہیں بھرتا :

۱۔ آنکھ کا دیکھنے یعنی نظر بد سے ۲۔ زمین کا بارش سے ۳۔ مادہ کا زرے۔ ۴۔ عالم دین کا علم دین سے ۵۔ گدا کا گداگری سے ۶۔ حریص کا مال جمع کرنے سے ۷۔ سمندر کا پانی سے اور ۸۔ آگ کا ٹکڑی سے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف تورات میں وحی کی کہ تین چیزیں تمام گن بول کی اصل ہیں ۱۔ غرور ۲۔ حسد اور ۳۔ حرص ان تین مصلحتوں سے چھ برائیاں اور پیدا ہوتی ہیں اور اس طرح یہ تین زمین جاتی ہیں۔

۱۔ شکم پیری ۲۔ فیند کی زیادتی ۳۔ آرام طلبی ۴۔ مال کی ناجائز محبت ۵۔ اپنی تعریف و توصیف سے نکاؤ اور ۶۔ حکومت (اور اہل حکومت) کی طرف رغبت۔

۹۔ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس باتیں پر مشبیہ ہیں :

چہرہ کا حسن، دل کا نور، بدن کی راحت، قبر میں انس، رحمت کا نزول، آسمان کی کبھی، میزبان کا وزن، شب کی رضا، جنت کی قیمت اور جہنم سے حجاب تو جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھابا دیا۔

۱۰۔ جو مرد یا عورت شبِ عرفہ روہِ راتِ جونوں ذی الحجہ کے بعد آئے کی ایہ دس کلمے

ایک ہزار بار پڑھ کر جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی جب تک کہ قطعِ رحم اور گناہ کی دعا نہ کرے۔

سُبْحَنَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ  
سُبْحَنَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَلِكُهُ  
قُدْرَتُهُ۔

سُبْحَنَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَيِّدُهُ  
سُبْحَنَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رُوحُهُ!

سُبْحَنَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ  
سُبْحَنَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ رَحْمَتُهُ

سُبْحَنَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ بِلَا عَمَدٍ۔  
سُبْحَنَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مُلْجَأَ وَهُوَ الْإِلَهِيُّ۔

سُبْحَنَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ مَفْرَاجًا  
سُبْحَنَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مُلْجَأَ وَهُوَ الْإِلَهِيُّ۔

دَافِلٌ دَاخِرٌ كَرِيمٌ بَارِدٌ دُورٌ شَرِيفٌ پڑھنا سندِ قبولیت ہے۔

سبق نمبر ۱۰

## ایک قابلِ حفظ اور نفیس دُعا

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو  
یا الہی بھول جانوں نزع کی تکلیف کو  
یا الہی گورِ بٹیرہ کی جب آئے نعمت رات  
یا الہی جب پڑے مشرق میں شورِ دار و گیر  
یا الہی جب زبانیں باز ہیں پیاس سے  
یا الہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن  
یا الہی نامہ اعمال جب کھٹنے لگیں  
یا الہی رنگِ لائیں جب مری میاکیاں

جب پڑے شکلِ شہِ شکل کشا کا ساتھ ہو  
شادی دیدارِ حُسنِ مُصطفیٰ کا ساتھ ہو  
ان کے پیارے منہ کی مسحِ جانفزا کا ساتھ ہو  
امن دینے والے پیارے پیشا کا ساتھ ہو  
صاحبِ کوششہ جو دُعا کا ساتھ ہو  
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو  
عیب پوشِ خلقِ شامِ خطا کا ساتھ ہو  
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

لعین تارک قبر

یا الہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے      رہتِ تسلیم کہنے والے غم زد کا ساتھ ہو  
 یا الہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں      قدسیوں کے لب سے آمین زبنا کا ساتھ ہو  
 یا الہی جب رضا، خوابِ گراں سے مر اٹھائے  
 دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

## تمت بالخیر

موتے تعاضد صدقہ اپنے حبیبِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ظاہر و باطن میں  
 ان کی کچی محنت اور سچا ادب بخشے اور انہی کی محنت و تعظیم و ادب و تکریم پر دُنیا سے  
 اٹھائے اور اپنے کرمِ عظیم و فضلِ عظیم سے دُنیا و آخرت میں ان کی زیارت سے شرف و  
 بہرہ مند فرمائے۔ ان تمام حضرات سے جو اس سلسلہ سے فیض پائیں اس بندہٴ بکیر زوہید چال  
 کی انتہا ہے کہ وہ صمیمِ قلب سے اس فقیر بے مایہ و پرِ تقصیر کے بے حسنِ خاتمہ اور مغفرت  
 ذنوب کی دُعا کریں کہ سفرِ آخرت درپیش ہے اور نامہٴ اعمال سیاہ و پھر زادِ راہ کا فقدان۔  
 موتے تبارک و تعالیٰ ان سب کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رکھے اور تاحیات  
 اتباعِ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی توفیقِ خیر رفیقِ بخشے۔ آمین آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

العبد: محمد خلیل خاں القادری البرکاتی مفتی عزہ دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد  
 پاکستان۔ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ۔ ۸ جون ۱۹۹۸ء۔ یومِ پنجشنبہ۔



۱۔ یہاں غمزدہ بمعنی "غم کا مارا ہوا" نہیں بلکہ غم زدِ دوز پریش کے ساتھ بمعنی "غم کو مٹانے والا"  
 مستعمل ہے۔ رسم الخط بھی آخر میں ہ سے نہیں الف سے ہے۔ محمد خلیل مفتی عزہ

